سوانح عمری

حضور پرنور عالیجناب لارڈ [illegible]

رابرٹس صاحب بہادر

جی سی ایس آئی ۔ جی سی ۔ آئی ۔ ای ۔ جی سی بی وی سی قیصر ہند

فیلڈ مارشل افواج انگلشیہ کمانڈر انچیف سپہ سالار افواج ہند و ممالک انگلیشیہ

جس کو

آنریری مجسٹریٹ راجہ جے چند صاحب والیٔ لمبہ گاؤں (کانگڑہ)

نے تصنیف و تالیف کیا

سنہ ۱۹۰۳ء

باہتمام پنڈت گوبند سہائے جنرل منیجر

مطبع [illegible] لاہور میں طبع ہوئی

دیباچہ

سبحان اللہ شجاعت کیا ہے خصلت حمیدہ اور صورت سیرت سعیدہ ہے کہ دنیا اسکی صفت و ثنا میں رطب اللسان اور علماء و فضلاء اور شعراء و بلغا اسکے مدح و ستایش میں عذب البیان ہیں - الحق سخاوت بھی عمدہ خصایل سے ہے مگر شجاعت سے کب لگا کھا سکتی ہے حاتم نامہ آجتک کسی نے نہیں دیکھا مگر رستم و اسفندیار سکندر و دارا کے کارنامے آجتک یادگار زمانہ ہر شاہ و گدا کے لئے شب و روز کا فسانہ ہیں گو اُنکی استخوان بہ ہزارہا انقلاب سرمایۂ مواد مختلفہ جدید بن گئی ہونگی - شاہنامہ کی عزت و عظمت نفس مضمون شجاعت کے سبب ہے نہ محمود کی سخاوت کے موجب اہل ہنود کی تعریف زبانہ دلاوری راماین اور مہابھارت سے صاف ہویدا

ہے۔ کہانیوں اور ساسانیوں کے واقعات آویزہ گوش امرا و غربا ہیں لارڈ
کلایو کا عظیم الشان نام زیب و زین پلاسی و عموماً ہندوستان ہے غرض
جس نے داد شجاعت دی۔ زندگی جاوید حاصل کی۔ اور سچ بھی ہے ملک
یا مالک کی خاطر اپنی جان شیریں جو پھر دوبارہ میسر آنی بالکل محال
ہے قربان کرنا کچھ تھوڑی ہمت نہیں۔ اسواسطے طفولیت سے کتب
تاریخ و سیر سے حقیقی دلچسپی اور بہادروں کے نام سے محبت قلبی ہے مگر
جب ایک ہی قصہ و داستان سے کانوں کو تکان معلوم ہوی اور
قدیمی گنڈ آوران پیلتن کے کارناموں سے بوجہ تکرار نفرت مفہوم ہوی
تو زمانہ حال کے بہادروں کی فتوحات نمایاں اور خدمات شایاں
کے مطالعہ کا اشتیاق ہوا کئی سال تک انگریزی سوانحعمریں جو زیر استعمال
زبان پڑھتا رہا مگر جب شیر بیشہ بسالت و بطالت۔ نہنگ بحر ہمت
و ایالت۔ قافلہ سالار صحراے رہبت و سطوت میر عساکر ثروت و دولت
بدر کامل عزت و اقبال مہر جہانتاب سپہر صولت و جلال نور رخشان
ذات لم یزل عین عیون امارت متصل۔

قبلہ سیستان و ہندوستان	کعبہ قوم انگلستان
رستم و ہر و شیر پیل افگن	بازوے ہمت قراع زمن
باذل و باسل و جواں دولت	شاہ جمجاہ و خسرو شوکت

حضور پرنور عالیجناب گردون ماب جناب لارڈ جنرل سر فریڈرک

رابرٹس صاحب بہادر جی سی ایس آئی - ای جی - سی بی کمانڈر انچیف افواج فیلڈ مارشل کشور انگلستان دام اللہ اقبالہم وجلا الہم کی بہادری و دلاوری ہمت شیری و تُرکبازی کی داستانیں روایت کے شرعی شاہدو کی زبانی سُنیں دِل غنچہ بہار کی طرح کھِل گیا صُبح و شام بلکہ ہر لحظہ و ہر دم یہ ہی ذکر قند و مصری کا مزہ چکھاتا تھا - اور دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا - زیادہ تر شوق مجھ کو اسواسطے ہے کہ مجھے انکے عہد میں رجمنٹ نمبر ۳۷ - ڈوگرہ میں عُہدہ آنریری میجر کا فوجی شرف حاصل ہوا - میری یہ مُدت سے آرزو تھی کہ کسی خدمت خاص کا اختصاص حاصل کیا جاوے - اسی تمنا سے میں گذشتہ جنگ کوہ سیاہ و چترال میں اپنی رجمنٹ کی معیت میں شامل ہوتا رہا - کہ شاید کوئی خدمت ہو سکے - مگر چونکہ جنگ کسی سُلطان کشور گیر سے نہ تھا بلکہ یک گونہ تنبیہ و تادیب وحوش سیرتان دُور از عقل و فراست تھی کوئی موقع نہ مِلا کہ خدمت کر دکھلاتا لیکن اگر حیات باقی ہے تو خدمت گذاری کی آرزو بھی بر سر شاقی ہے مُلہم غیبی نے یہ بھی ہدایت کی کہ ایسے سام جہانگیر کی تاریخ واقعات و تحریر فتوحات عُمدہ ذریعہ یادگار کا ہے گو موجودہ ناموروں کی سوانح عُمری کی تحریر کی رسم انگلستان میں تو بکثرت ہے مگر ھندوستان میں سخت قلت - اسواسطے ہاتف کی صدا کان میں پہنچی - اور شوق ترجمہ دامنگیر ہوا - مگر افسوس کہ سامان ندارد - بناچار مشاورت بکمان افسر رجمنٹ

نمبر ۳ کی لی۔ انھوں نے حضور لارڈ صاحب ممدوح کو اطلاع میرے ارادہ
کی بھی کی اور تحریر فرمایا کہ انگریزی میں سی آر لاؤ صاحب بہادر نے یہ
عزت تحریر سوانح عمری کی حاصل کی ہے۔ اس کتاب سے تحریر تاریخ
اردو میں کافی مدد ملیگی۔ اسلئے مینے اسکا ترجمہ شروع کیا۔
واقعات مابعد تصنیف کو اور ذرایعہ سے مجموع کیا۔ اور
بفضل کارساز حقیقی آغاز کو اختتام تک پہنچایا۔ مینے
تالیف یا ترجمہ پر پہلی دفعہ قلم اٹھایا ہے اور انسان
سہو و نسیان سے معذور۔ اسواسطے امید ہے
کہ قدر دان اغلاط سے اغماض نسیان سے
اعراض بصورت ممکن اصلاح کی توجہ فرماوینگے۔

راقم

راجہ جے چند آنریری میجر
نمبر ۳ ڈوگرہ والی
ریاست لمبہ
گاؤں ضلع
کانگڑہ
پنجاب

سوانح عمری حضور پُر نور عالیجناب لارڈ صاحب بہادر جنرل سر الیف فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر جی سی ایس آئی جی سی آئی ای - جی سی بی - مشیر قیصرہ ہند فیلڈ مارشل افواج انگلشیہ کمانڈر انچیف (سپہ سالار فوج ہند) ادام اللہ اقبالہم

بنام جہاندار جہاں آفریں

حکیم سخن بر زباں آفریں

دلیری شجاع ہمام رستم توام افسر کی سوانح عمری کہ جسکے کارنامہ کی تھمنی اور جان نثاری - کابل سے قندھار تک ترکتازی - جرمنی فوج کی حکمت سازی کی سرافرازی صاف بتلا رہی ہیں کہ بعد اختتام معرکہ کارزار واٹرلو افواج ظفر امواج دولت انگلشیہ اور عساکر نصرت آثر صولت باہرہ قیصریہ کی اعلےٰ سے اعلےٰ کارہائے نمایاں اور معرکجات شایاں و قابل یادگار لائق محامد اوصاف ہیں - انہیں کی بابت ایک افسر ممتاز اور گیہاں ترکتاز کہ جس نے لارڈ ماسطر پیتھ ہیرن صاحب کی مظفر و منصور شبیر ہائے وسط ہند میں علم دلیری و دلاوری اور پرچم شیری و ناموری آسمان تک لہراتا تھا اظہار بیان بزبان فصاحت توامان کرتا ہے کہ میری رائے میں جب سے سر چارلس نیپیر صاحب بہادر نے ملک سندھ میں فتوحات متواترہ و نصرت ہائے متواترہ سے عظم و شان قوم انگلشیہ کا الشمس فی نصف النہار عیاں کیا ہے ہمارے عساکر ظفر معسکر

کہ یہ اولوالعزم تصریحیں اس لائق ہیں کہ آبِ زر سے تاریخ گیتی کی صفحوں پر منقوش کیا جاویں نہ صرف اسی کے ہم ملت لوگوں کے واسطے ہی مفید اور دلچسپی بخش ہیں بلکہ خود سرکار دولتمدار انگلشیہ کے لئے بھی جو اپنے بہادران شیر بیشہ شجاعت کے کارناموں کو کمال ذوق و شوق سے مطالعہ فرماتی ہے موجب راحت دلی اور مسرت قلبی ثابت ہوگی ؀

حضور سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر ایک فوجی پودا نہال با اقبال کثیر بہت و جرأت مستقل اور نقل دولت و جلال کی رطب شجاعت و بسالت نال ہے اور یہ کہنا واقعی صحیح ہے کہ حضور ممدوح فوج اور اسلحات کے مہد بطالت عہد میں جھولے اور بجا سے نازونعم کے محنت سپاہیانہ اور ہمت مردانہ کی سرزمین میں پھلے اور پھولے ہیں۔ حضور ممدوح کے والد بزرگوار جنرل سر ابراہیم رابرٹس صاحب با اقبال خداداد و دیروئے شیر خداداد اس فانی بنیاد سرائے بیتوسواد میں نوّے سال تک منازل شجاعت و مراحل بطالت کو اشہب ہمت سے طے کر کے اور اپنے ہمعصر جنرلیان خونخوار کی سرعت رفتار سفر دلاوری کو پیچھے کر کے عالم بالا کی بارگاہ روحوں میں سرخرو گئے۔ جنرل ممدوح نے بھی اپنے زمانہ ہمت نشانہ میں وہ عزت و وقعت کا تاج خسروانہ زیب سر امارت کیا کہ آج ان کے اوکار کارزار سے صفحات تواریخ ہمیشہ یوں ہیں فخر سے نازاں ہیں اور گو وہ سام زمن زال پلٹن اپنے دلیری اور شیر افگنی اور عہد دلیری اور پہلا وثری میں رشک پشنگ و افراسیاب تھے حتی کہ ان کے مدایح و محامد فسانہ زبان ہر پیر و جوان تھے مگر وہی رستم دستان رشک پیلان گیہان برہم زن لشکر کو ہزاد سیستان ہونہار نوجوان سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کا وجود باجود شمن عدمستان سے شہرستان مکان میں جلوہ بخش انگلستان و ہندوستان ہوا کہ وہ دودہ عالی رابرٹسان نے اسی نیر جہانتاب کے اشعہ نور بخش عالم سے ضیاء نامور پائی اور اسی خضر نے ملک تاریخ میں اپنے خاندان کو آب حیات شہرت پلا کر زندگی جاوید عطا فرمائی۔ عجب لطیفہ ہے کہ رستم فردوسی نے تورانیوں کو روز سیاہ دکھلایا مگر اس رستم قیصری نے خاص سیستان میں فتح کا نقارہ بجایا۔ پیل تر ابلی نے بزدلان توران کو پچھاڑا گو انگلشیہ نے گور رستم و سام میں زلزلہ ڈالا ؀

اب تک کئی معرکہ کہ جن کی سیاہ ریش کو تابش آفتاب اور زمانہ کے انقلاب نے صداقت کا سفید نور بخشا ہے بقید حیات اس امر کے شہادت راست راست بےکم و کاست دے سکتے ہیں کہ جنگ اول میں افغانستان میں بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر نہایت دلاور راستباز نامور صداقت شعار صادق کامل اصدق اکمل ضیغم آجام خونخواری ضیغم نیستان کارزاری تھے اور اگر مشکلان امور مملکت میں وہ ذہانت اور فطانت فراست و کیاست موجود ہوتی جن

کے کان مداومت نشان سینہ کمالات آئینہ صاحب موصوف ہیں تھے تو ہمارا کرانگلشیہ اُس حادثہ مہیب و ہولناک اور واقعہ غم افزائے سینہ چاک کے خونین چنگل میں گرفتار مرگ مفاجات نہ ہوتے جس کے تحمل سے وہ آجتک غرقہ آہ و شیون اہل وطن رہے اور جس کی حسرت گورمیں بھی ان کی زبان جراحات سے تا حشر و نشر ٹپکے گی ؎

مرحوم سر ابراہم رابرٹس صاحب بہادر شاہی فوج میں اس تمنا سے داخل ہوئے کہ بیشہ شیری و شیرافگنی میں پیشہ دلیری اور دلیر افگنی اختیار کریں اور کارہائے نمایاں اور خدمات جلیل الشان دکھلاکر تاج عزت و عظمت زیب سر افتخار کریں لیکن از آنجا کہ اُس کے دوسرے ہی سال ایمنس کی باہمی مصالحت تخفیف فوج کا باعث ہوئی۔ رابرٹس صاحب بہادر نے مع دیگر چند نوجوان سلحشور کے ہندوستانی فوجی خدمات کے التزام کا بیڑا اٹھایا کیونکہ اُسوقت ہندوستان شیران نیستان کارزار کے لئے جولانگاہ امتحان تھا ؎

یکم جنوری ۱۸۰۳ء کو صاحب ممدوح الشان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوجی ملازمت میں التحاق فوج بنگال ایسٹبلشمنٹ مقرر ہوئے اور اُس سے دوسرے ہی سال باتحتی لارڈ لیک صاحب بہادر اُس جنگ و جدل اور معرکۂ کارزار میں خدمات نمایاں کرتے رہے۔ جو مرہٹوں جیسے بہادر غنیم سے ہوئی اور آخر کو اسی نونہال گلستان اقبال نے یہ آرزو اپنی حیات میں پوری ہوتی دیکھی کہ سلطنت عالیہ انگلستان دہلی سے فیروزپور اور درہ خیبر تک اقلیم ہندوستان میں پھیل گئی اور شاہ شجاع کو پھر اپنے تخت امارت پر متمکن کرانے میں اسی شیر بیشۂ بسالت و بطالت نے سب سے بڑا کام کیا اور جسارت اور شجاعت میں نام کیا۔ شاہ شجاع نے بمعیت اپنے بھائی زمان شاہ کے کونسل چیمبر کلکتہ کو اس بیم و ہراس سے گھبرا دیا کہ اہل افغانستان کی حملہ آوری بملک ہندوستان ایک لازم الترتب امید ہے ؎

اس ہژبر دمان نیستان پیکار اور نہنگ بحر محیط کارزار نے ملک ہندوستان میں اپنی آنکھوں کے سامنے کیا کیا انقلابات اور تبدلات حالات ملکی و فوجی و تمدنی اُن ستر سالوں میں دیکھے جو اُن کے ہندوستان میں داخل ہونے کے بعد واقع ہوئے ؎

شاعر جلیل القدر کیمبل صاحب بہادر اپنے اشعار ذیل میں اُس تحریک کا ذکر کرتا ہے جس نے ہمارے آبا و اجداد کو تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا

جب گئے ہند میں آزادمنش انگلشین	امن و آرام کا ہرگز نہ تھا اُس جا دطن
پتہ ہے جو کام کیا تم نے حریص روما	اور آزادی کو تم نے لیسا بزور آن

وہ تم نے کیا اس ہند میں اے انگلستان | بلکہ آزادی و راحت ہادئی اس ملک میں تمسے تھیں

تجارت کے مفاد اور تواریخ کے معاد کی خاطر ہم ہندوستان پہنچے اور اگر استدلال کا مرتق کیا جاوے تو بباعث کسی جوش فرائض ہم نے وہاں اقامت نہیں کی بلکہ خود غرضانہ مطالب تاب اور قومی حب شان و شوکت تھی کہ جس نے ہمیں ہند میں ٹھہرایا اور انگلستان کا نہایت عمدہ اور خالص خون کا اس ملک میں دریا بہایا تاکہ ہم اُس وسیع سلطنت پر قابض ہوئے جو اورنگ زیب کی سلطنت سے بھی زیادہ وسیع ہے اور اس ملکی اندرونی بغاوت کا انسداد کیا جو بجز ہماری عدیم المثال قوم دلاور اور کسی کا مقدور نہ تھا کہ اُسے تھامتا۔ بہر حال جیسا کہ مارشل میکموہن نے ایک قابل یادگار واقعہ پر بیان کیا ؎

سنہ ۱۸۰۵ء لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر نے زیر فرمان لارڈ لیک دریائے ستلج کے پار ہولکر اور امیر خاں کا تعاقب کیا اور اپریل سنہ ۱۸۰۵ء میں وہ اول بلٹن رجمنٹ ۱۳ دیسی پیدل میں جو اُسوقت بندیلکھنڈ میں خدمات پر متعین تھی شامل ہوا۔ اس ملازمت میں صاحب موصوف نے بیماری کے سخت صدمات برداشت کئے کیونکہ اُن کو متواتر خدمات جانفشانی کرنی پڑی اور بباعث نہ ہونے کسی چھاؤنی کے بایام برشکال وگرما خیموں میں بسیرا کرنا پڑا اور پنڈاروں اور دیگر قزاقوں اور راہزنوں کے تعاقب میں سرگرمی سے بکھیڑا کرنا پڑا ؎

ابتدائے سنہ ۱۸۰۷ء میں لفٹنٹ رابرٹس صاحب اپنی رجمنٹ کا ایجوٹنٹ مقرر ہوا اور یہ اُس وقت کُل ملازمان میں صغر سن افسر تھے جو ایسی ذمہ داری کے کام پر متعین تھے اس سال کے اخیر پر صاحب ممدوح افواج زیر حکم جنرل ڈکنس صاحب بہادر میں بمحاصرہ کموناؤ گنوری بملک دوآب میجر بریگیڈ مقرر ہوگئے۔ یہاں فوج نے بہت ہی تکلیف اُٹھائی اور مقتولوں اور مجروحوں کے کئی کھیت رہے۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں صاحب موصوف نے جاوا میں خدمات کی درخواست کی مگر منظور نہ ہوئی ؎

مئی سنہ ۱۸۱۴ء میں لفٹنٹ رابرٹس پبلک ورکس (کام عمارت) میں مقرر ہوئے مگر چونکہ اسی سال کے نومبر میں اُن کی رجمنٹ کو نیپال کے نبردگاہ میں حاضر ہونے کی اطلاع ملی اسواسطے اُنہوں نے بھی اپنی فوج میں شامل ہونے کی استدعا کی اور وہ کلنگا کے [illegible] طوفان قیامت خیز اور بلائے آشوب انگیز میں موجود تھے کہ جبکی صرصر حوادث سے جنرل سر [illegible] رولو گلیسپی طعمہ باز اجل ہوگئے۔ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۱۴ء کو گو صاحب ممدوح سبالٹرن تھے [illegible] رجمنٹ کی عنان حکومت اپنے اختیار میں لی حالانکہ وہ اسوقت سخت جنگ میں بمقابلہ [illegible] ان خونخوار بمقام مورلی کے پٹی متصل قلعہ جیٹک مصروف جدال و قتال تھے۔ جس فوج

افسر میجر نیل صاحب بہادر کمانڈنگ افسر تھا سر ولیم رچرڈز تھے اُنکی نہایت عمدہ تعریف مارکوئیس آف ہیسٹنگز صاحب بہادر نے فرمائی ہے ۔

دوم اپریل ۱۸۱۸ء کو رابرٹس صاحب بہادر اس بریگیڈ کے سٹاف افسر مقرر ہوئے جو زیر حکم سر ولیم رچرڈز بمقام ... کی جنگ میں مصروف کارزار تھا ۔ اس فوج باظفر اور عسکر نصرت اثر نے ریاست نیپال کو گرد نا سجال تار تار کیا اور غنیم کو برباد اور خوار ۔ اس خدمت کے عوض میں اُس کے کمان افسر نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور نیز مارکوئیس آف ہیسٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند نے کہ جنہوں نے بعد اختتام کارزار حسام پیکار بعنایت ذی الاختصاص و مراحم اخص الخواص اُن کو پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی ۔

۱۹ اپریل ۱۸۱۸ء کو لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر پھر اپنی رجمنٹ میں شامل ہوئے کیونکہ اس رجمنٹ کو خاص حکم مراد آباد سے پہنچا کہ وہ آتش بغاوت بریلی واقعہ روہیلکھنڈ کو آب شجاعت اور مردانگی سے منطفی کریں چنانچہ اُنہوں نے ۵۰ میل کا سفر بلا استراحت فی الطریق طے کیا ۔

جب تک رابرٹس صاحب بہادر روہیلکھنڈ میں رہے اُن کے متعلق قحط کا انسداد بھی رہا جس کے سبب ہزارہا جانیں خلایق جو ودایع بدایع حضرت یزدانی ہیں فاقہ کشی کے مرگ انبوہ سے سلامت بچیں ۔ اس خدمت لایقہ اور فایقہ کے بعد وہ پھر اپنے عہدہ متعلقہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پر مقرر ہوئے ۔ کیونکہ اس کام میں ان کی ہمت و جزم اور صادق عزم میں ضرب المثل زمانہ تھی ۔

ایڈجوٹنٹ جنرل صاحب بہادر نے جنرل جے ارنلڈ کمان افسر دستہ افواج کو لکھا ۔ میجر رچرڈز اور اُس کے ماتحت فوج کی چال چلن حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر کی بے حد و نہایت تعریف و توصیف کے مستحق ہیں ۔ اس افسر نے اس خاص کام کے نہایت عمدہ طور سے ختم کا انصرام کیا جس کے واسطے وہ بالخصوص روانہ کیا گیا تھا اور بمقابل کثیر المقدار و التعداد افواج غنیم کے اُس نے کامل روز استقلال سے پائے ثبات قایم رکھا اور اس اثنا میں رچرڈز نے صبر و استقلال اور عزم جازم اور دلیری و بہادری اور ہمت مالامال دکھائی ۔ حضور عالیجناب سپہ سالار افواج کشور ہند کی خواہش ہے کہ اُن کا خاص شکریہ اور دلی تعریف میجر رچرڈز صاحب کے پاس واسطے اُن کی قابل ستایش چال چلن کی موقع شکریہ بصدر ظاہر فرمائے اور علی ہذا القیاس اُن تمام افسروں اور سپاہیوں کی جو اس دستہ فوج میں شامل تھے اور جنہوں نے میجر رچرڈز کی امداد دلاوری اور سرگرمی اور ترتیب خاص سے کی اور ماندگی میں استقلال قایم رکھا ۔

چونکہ کپتان رابرٹس صاحب بہادر کو اپنے ہونہار فرزند کی طرح ہمیشہ سے مشہور
اور خونریز خدمات کا شوق دل میں ولولہ انگیز رہتا تھا اس واسطے انہوں نے سنہ ۱۸۲۴ء میں جنگ
برہما میں شامل ہونے کی درخواست کی جسکا جواب ان کو کرنیل بارلی ملٹری سکرٹری کمانڈر انچیف
جنرل سر ایڈورڈ پیجیٹ صاحب بہادر سی بی نے بتاریخ ۳۰ جون سنہ ۱۸۲۴ء اس
طرح پر دیا ؎

آپ کی بابت اس امر میں کچھ شک نہیں کہ آپ زیر گورنمنٹ ایک بڑی بھاری ذمہ داری
کے کام پر متعین ہیں اور آپ کی خدمات اس عہدہ پر زیادہ فائدہ بخش ہیں۔ جو شخص آپ سے
واقف ہے خوب جانتا ہے۔ کہ اگر آپ کو مورچہ بندی کے اڈا تے پر تعینات کیا جاوے تو آپ
آیرش مین کی طرح اسکی طرف جا بیٹھنگے ؎

پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں کہ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے رابرٹس صاحب کی خدمات
ایسی قیمتی تھیں ۔ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۲۶ء کو لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل صاحب بہادر نے
میجر رابرٹس صاحب بہادر کو ایک پلیٹ انعام دی اور اس میں یہ الفاظ منقش کرائے ؎
"واسطے ان خدمات کے جو اس نے افسر اپنے محکمہ ہونے کی حیثیت سے کیں۔" ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۳۱ء
کو صاحب ممدوح بعہدہ لفٹننٹ کرنیل مترقی ہوئے ؎

اور اس کے دوسرے سال سر اسٹے بارنس صاحب بہادر کمانڈر انچیف نے
ان کو اول بنگال فیوزیلیرس کی کمان افسری کے واسطے انتخاب فرمایا اور یہ عہدہ بذریعہ

کرنیل [illegible] سپرنٹنڈنٹ پبلک ورکس اپنی چٹھی مورخہ ۲۱ [illegible] سنہ ۱۸۱۰ء میں مسٹر ڈبلیو بی بیلی صاحب چیف
سکرٹری ٹو گورنمنٹ کو لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر کے خطوط اور بل بھیجکر لکھتے ہیں۔ جو رقم تخمینہ سے بچائی
گئی ہے بھاری ہے اور اس کے باعث لفٹننٹ رابرٹس صاحب تحسین اور تعریف کے قابل ہیں میں ہمیں
طور اور [illegible] لفٹننٹ رابرٹس صاحب کے ارسال خدمت کرتے ہوئے خوش ہوں۔ جن سے عیاں ہوتا
ہے کہ یہ شریف آدمی ہر دو سول اور فوجی کاموں میں کس قدر عزیز ہے اور جب میں خیال کرتا ہوں ۔ کہ
روہیلکھنڈ جیسے ضلع میں سرکاری مال کی حفاظت کے واسطے اس قدر بھاری چستی و چالاکی تجربہ
واقفیت اور دیانت دار افسر مطلوب ہے جیسا کہ لفٹننٹ رابرٹس ہے ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کو
اس ضلع میں مستقل مقرر کرنا لازمی ہے ۔ میں نے تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ اس جیل کی زاید عمارت کا ملاحظہ
کیا جو مین پوری میں [illegible] حفاظت اس شریف آدمی کے بنا ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تمام ہندوستان
میں اس امر کا دعوے کر سکتا ہے کہ کوئی شخص اس سے بہتر کام نہیں کر سکتا ؎

خوشنما خطوط منجانب ایجوٹنٹ و کوارٹر ماسٹر جنرلان پیش کیا گیا - کرنیل رابرٹس صاحب بہادر
نے اس فوج کی حکومت کو جو ایک ہزار سنگین بردار سے مشتمل تھی اس لیاقت اور فراست
سے نبھایا کہ جنرل کمانڈنگ قسمت دیناپور نے ۱۰ جولائی ۱۸۳۲ء کو کرنیل رابرٹس صاحب
بہادر کو اس طرح لکھا :-

جو کچھ میں نے فوج کو آج صبح کہا حقیقت میں ترجمہ میرے مافی الضمیر کا تھا اور اگر مجھ میں
زیادہ ملکہ گفتگو کا ہوتا یا میں فصیح المنطق ہوتا تو زیادہ کہنے کے واسطے ابھی میدان موجود تھا -
میرا ایڈیکانگ جس نے انگلینڈ میں بہت افواج کی قواعد کا ملاحظہ کیا ہے کہتا ہے کہ میں نے کبھی
مال سے اس سے بہتر کارہائے نمایاں کسی فوج میں نہیں دیکھے جو آپ کی فوج نے آج صبح کو
ہمیں دکھلا کر محظوظ کیا ۔

آخر ش بعد سلسلہ خدمات زیاد از سی سال بملک ہندوستان کرنیل رابرٹس صاحب بہادر
اپنچ ہو تھا - اولاد کی تعلیم کے انتظام کے واسطے ولایت تشریف لے گئے - جس اولاد کا باپ ایسا
مستعد و لائق اور ہر دم خونریزی و خونخواری پر سرگرم کارزار ہو اس درخت کا ثمر تو نہایت
ہی فائق اور تقادم ہمت و جرات ہونا لازمی ہے - چنانچہ ظن نے اسیفر سے یقین کی ماہیت
بدلی اور گمان و قیاس نے واقفیت اور اصلیت کی کایا پلٹی ۔

غرض جناب العدل انگلینڈ میں دو سال تک سکونت کر کے کرنیل رابرٹس صاحب
بہادر بعزت و اقبال ہندوستان میں تشریف لائے ۱۸۳۸ء میں جنگ افغانستان
شروع ہوا اور یکم دسمبر کو کرنیل رابرٹس صاحب بہادر افواج سندھ کی چوتھی بریگیڈ کے
سالار مقرر ہوئے جس میں اُن کا اپنا رجمنٹ اور ۳۵ اور ۳۷ بنگال دیسی پیدل فوج
شامل تھی ۱۸۳۹ء میں انہوں نے اپر سندھ دریا میں حکمرانی کی اور بھکر واقع دریا سندھ

جب کرنیل رابرٹس صاحب بہادر ولایت تشریف لے جانے پر کاہن پور سے آمادہ و تیار ہوئے تو سر جیمس سلمہ
کے سی بی نے ۹ جنوری ۱۸۳۴ء کو یوں تحریر فرمایا :- چونکہ آپ انگلینڈ کو تشریف لے جانے پر آمادہ ہیں اور خدا معلوم
پھر ہمیں کب یہ دن باہمی ملاقات کے میسر آویں میں آپ کو یہ چند سطور ارسال کرنے پر عازم ہوا ہوں جو میری محبت
اور اس خیال سے جو آپ کی بابت مجھے ہیں یادگار ہیں - چونکہ آپ بہت عرصہ تک کاہن پور میں مقیم رہے جہاں پر سلے الثواتر
میں سٹیشن اور ڈویژن کے کام پر ممتاز رہا تو یہ آپ کو اس سے کم باعث ممنونی نہ ہوگا جتنا کہ یہ میرے لئے باعث مسرت
ہے جب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری وہ محبت آپ سے بسبب آپ کی لیاقت اور مشتہرہ کیاست و فراست کے ہمراہ
حسن خدمات بڑھتی گئی اور جو خدمات آپ کے سپرد ہوئیں وہ ہمیشہ آپ نے نہایت قابل اعتماد کر دکھائیں ۔

پر جو بر عقب تھا و اسباب کمسریٹ و باربرداری افواج کی نگہبانی اور حفاظت بھی اُن کے تفویض ہوئی
ہی تھی اور اس کام کو اُنھوں نے اس خوبی سے سرانجام کیا کہ ایک حبہ کا بھی نقصان نہ ہوا
بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر چوتھی بریگیڈ کے اُسوقت بھی افسر کپتان اور سالار باشوکت و
شان تھے کہ جب ۲۳ جولائی ۱۸۳۹ء کو غزنی پر گولہ باری ہو رہی تھی جس پر حضور کمانڈر انچیف
افواج ہند و گورنر جنرل کشور ہند نے اُن کا شکریہ دل و جان سے ادا کیا۔ سر رابرٹ
سیل کی جگہ پر شکست ہو کر (جو کمان قلعہ پر مجروح ہوا) بموجب انتظام مجوزہ بریگیڈیر
رابرٹس صاحب بہادر کپتان (بعد ازاں سر) جارج میکگریگر صاحب نے حیدر خاں
ولد دوست محمد خاں کو مع چند ہمراہیان محصور کیا۔ جس کے واسطے سر جان کین نے
بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر کا شکریہ ادا کیا بر وقت اختتام ہنگامہ مذکور بریگیڈیر
موصوف افواج شاہ شجاع کے سپہ سالار مقرر ہوئے اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے اُن
کو افغانستان کی اعلےٰ حکومت کا وعدہ دیا۔ بریگیڈیر رابرٹس صاحب ایک اعلےٰ صفت
افسر تھا اور مشرقی لوگوں سے مہارت کاملہ رکھتا تھا۔ صاحب موصوف نے اُس انتظام
سے بکلی اختلاف رائے رکھا جو سر ولیم میکناٹن صاحب بہادر سفیر و مشیر خاص دربار
شاہ شجاع (جو محض کاٹھ کی پتلی تھا) نے تجویز کیا تھا۔ اُس صاحب نے اپنی تمام عمر محکمہ
سکریٹیریٹ میں بسر کی اور اس قسم کی عالم آشوب اقوام پر حکمرانی کرنیکے ڈھنگ سے بالکل
بے خبر تھے اُنھوں نے معاملات افغانستان میں سرسری نظر ڈالی اور اپنے ہمعصر افسران و
اسسٹنٹان مسٹر بارنس و رالنسن و میکگریگر و ناٹ و رابرٹس وغیرہم کی رائے صواب
اندیش کے برخلاف عمل کرنے پر مصر ہوا۔ میکناٹن صاحب شملہ میں خود مختار حاکم علے الاطلاق تھا اُس
نے ہر ایک امر میں زبردستی دکھلائی اور جس نے اُسکے مقابل آزاد منشی سے کام کیا مستوجب
عتاب ہوا۔ اسیطرح اُس نے مشورت کر کے جنرل ناٹ صاحب بہادر کو قندھار سے
واپس بلایا کیونکہ اُسکے صفت و ثنا جانتے تھے اور امن و امان کے مخالف تھا مگر گورنمنٹ
نے نہایت دانائی اور فراست سے اس افسر کو وہیں قایم رکھا اور اُس نے برٹش شان و
شوکت اور عزت و صولت کو جنوبی افغانستان میں قایم رکھا۔ بریگیڈیر رابرٹس صاحب
بہادر نے کل معاملات کی اصلیت کو راستی سے دیکھا اور ملک کے غیر منتظم حالات سے
متنبہ اور بیرونی مفصلات مقاموں کے حوادثات صغیرہ سے مطلع ہو کر اُسکو اطمینان ہوا
کہ احتیاطی اوضاع و اطوار کی اس وقت سخت ضرورت ہے بنا بریں اُس نے سفارش کی
کہ بالاحصار اور کابل کے علاوہ قلعہ کی حفاظت عمدہ مسلح فوج اور توپخانہ سے کی جاوے

اور انہیں جگہ میں خزانہ اور ذخیرہ غلہ بھی جمع کیا جاوے اور فوجیں اپنی اپنی متعینہ جگہ پر وہاں
قایم کی جاویں تاکہ کافی فوج معرکہ کارزار کے وقت موجود و مہیا ہو سکے ۞

انہوں نے یہ بھی تحریک کی کہ کوئی فوج ایسی بعد مسافت پر نہ ٹھہرائی جاوے جہاں اگر
عند الضرورت کافی امداد نہ مل سکے اور سب سے زیادہ اس امر کی التجا کی کہ افغان فوجوں
کی تعداد محدود کی جاوے کیونکہ ہمارے افسر اُن کی زبان اُن کے رواج اُن کے خیالات
اُن کی رسم و عادات سے اچھی طرح واقف ہو کر اُن پر اچھی طرح سے حکمرانی نہ کر سکیں اور
نیز تا وقتیکہ مطابقہ اور ملاحظہ اُن کے اوضاع و اطوار سے اُن پر اعتقاد و اعتبار اچھی طرح سے
حاصل نہ ہو جاوے ۔ مگر ان مشوروں پر کچھ بھی توجہ نہ ہوئی اور جو افواج زیر حکم ماؤ وغیرہ
افسران کے تھیں وہ سب کی سب باغی اور مفسد ثابت ہوئیں ۔ علاوہ اس کے فوجی صندوق
خزانہ پچے ماسٹر صاحب کے احاطہ میں درمیان شہر رہتا تھا کرنیل رابرٹس صاحب نے اس
امر کا بھی اشارہ کیا کہ یہ خزانہ معرض خطرہ ہراس میں ہے خصوصاً اس حالت میں کہ افواج موجودہ
کابل بالکل ضعیف القوۃ اور قلیل التعداد ہے ۞

جب تک وہ کابل میں رہے انہوں نے بصلاح و استصواب سفیر صاحب خزانہ کو
حصن حصین بالا حصار میں رکھوایا اور اسی جگہ غلہ کا ذخیرہ متوافرہ بھی جمع کرایا مگر تھوڑے
دنوں کے بعد پچے ماسٹر صاحب نے برخلاف منشاء بریگیڈیر رابرٹس صاحب کے خزانہ کو پھر
شہر میں منگوالیا اور جب قیامت خیز روز حسرت انگیز عالم سوز ۲ نومبر ۱۸۴۱ء کو باغیان جفا شعار
اور طاغیان ستم شعار نے علم بغاوت سماء فساد میں لہرایا اور خون کا دریا گلی کوچوں میں بہایا
اور پچے ماسٹر صاحب کا مکان رشک جناں دست درازی جفا کیشان کینہ جو و جور اندیشان
سباع خو سے تباہ و ویران موطن بوم و زاغ ہوا تو خزانہ عامرہ سرکار انگلشیہ موجودہ کابل
بھی انہیں نمک حرامان حق فراموش مفسدان ستم کوش کے دست تصرف میں آیا جس سے
نہ صرف اُن باغیوں کی طاقت و قوت ہی بڑھ گئی بلکہ انگریزی معسکر موجود الوقت ایک پائی
تک کے محتاج اور دست نگر اغیار ہوئے اور اُن کی ہمت شیری و شیر افگنی اس بے بسی اور
بے کسی کی حالت میں عرضۂ ہلاکت و فلاکت ہوئی ۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج

احتیاج است احتیاج است احتیاج

یہی باعث ہے کہ سول افسران نے اقلیم غنیم لئیم میں نہایت معمولی احتیاطیں بھی فضول
سمجھیں اور جو جو تجاویز رابرٹس صاحب بہادر نے کیں تھیں وہ سب کی سب یا تو غیر ضروری

سمجھی گئیں۔ یا یہ خیال ہوا کہ ایسی کارروائیوں سے شان و شوکت انگلشیہ میں ضعف ثابت ہوگا ؛

حملہ کے بعد ۲۴ فروری ۱۸۴۲ء کو ایک اعلیٰ پولٹیکل افسر اپنے خط میں رابرٹس صاحب بہادر میں صاحب ممدوح کی حدت فراست کی شہادت دیتا ہے۔ وہو ہذا

اب آپ کے واسطے آپ کی مجوزہ تجاویز نہایت ہی اطمینان بخش ثابت ہوئی ہونگی جن کی طرف آپ ایما کر سکتے ہیں کہ اگر انپر عمل ہوتا تو جس عمدہ فوج کو آپ یہاں چھوڑ گئے تھے گو انپر سے سب آفت ٹلنی تو محال تھی مگر کسی قدر تو ضرور ہی تخفیف ہوتی ؛

سفیر سرکار انگلشیہ جس سے رابرٹس صاحب بہادر کو خاص طور سے رابطہ اتحاد تھا کیونکہ سر ولیم میگناٹن صاحب بہادر بڑا صاحب کمالات عالیہ اور شرافت ذاتیہ تھا۔ رابرٹس صاحب کو ڈرپوک سمجھتا تھا اور بمقابل اپنے تجربہ کار بہادر کی چالیس سالہ آزمودہ کاری کے اپنے فوجی معاملات سے جہالت پر متاسف تھا ؛

صاحب موصوف نے اسی بناپر رابرٹس صاحب بہادر کی تجاویز کو نامنظور کیا اور اُن کی اُن ساعی جمیلہ کی مخالفت کی جو اُنھوں نے آیندہ کے قیامت خیز عالم آشوب طوفان کے بچاؤ کے واسطے کی تھیں ؛ لارڈ آکلنڈ صاحب بہادر نے کہ جن کو اپنی بریگیڈیر پر بڑا اعتماد تھا اُن کی تائید کی اور خط منقولہ ذیل مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۴۱ء میں سفیر صاحب کے مخفی مگر ناقابل بیان پر ملامت کے طور پر تحریر فرمایا ؛

بہرحال میں اس امر کے ایما کرنے پر مامور ہوا ہوں کہ اگر اختلاف میں بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر کی تائید کی جاوے تو یہ امر خدمات شاہی اور مالی مفاد پر مبنی ہے۔ حضور لارڈ صاحب بہادر بہ اجلاس کونسل کی مضبوط خواہش ہے کہ آپ سے اتفاق کیا جاوے جس سے بریگیڈیر رابرٹس صاحب کی فوجی حیثیت کو قایم و برقرار رکھا جاوے۔ جب کبھی باضابطہ افواج افغانستان سے واپس آوینگی تو صاحب موصوف آپ کے اعلےٰ فوجی افسر ہونگے اور تمام افسران انگریزی کو جو وہاں ملازم رہینگے اُن کی ماتحتی کرنی پڑیگی مگر اُن بواعث سے جو آپ نے تحریر کئے ہیں حضور لارڈ صاحب باجلاس کونسل گو اس امر سے خوش ہیں کہ وہ آپ سے اور شاہ سے مشورت کرتے رہیں۔ صاحب موصوف کو براہ راست ساخت اور داخلی انتظام افواج میں جو کنٹنجنٹ کے متعلق نہیں دست اندازی کرنے کی اجازت عطا نہیں فرماتے۔ حضور لارڈ صاحب بہادر اُس احتیاط کو پسند فرماتے ہیں جو بریگیڈیر صاحب نے اُن فوجوں کی بابت ظاہر کی ہے جو اُن کے ماتحت سپرد کی گئی ہیں اور وہ خوش ہونگے

جب حالات زمانہ اُنہیں اس امر کی اجازت دینگے کہ وہ اپنے خیالات نسبت تربیت و آسایش افواج کو قوت سے فعل میں لاوینگے۔ حضور لارڈ صاحب کو باجلاس کونسل اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اگر ہندوستان کی فوج کے عوض افغانی فوج رکھی جاوے۔ تو بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر کو اُن بھاری امور میں جو افغانوں کی عادات کے متعلق ہیں آپ کی صلاح پر کاربند ہونا پڑے گا۔

اس اعتماد سے معمور اور اعتبار سے مامور ہوکے بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر نے اُس آزادی سے جو اُس کی اپنی ذمہ واریوں پر مبنی تھی اور جس میں بہت سے حقاد مکنون تھے بڑے زور سے سفیر صاحب کو نصایح دینی شروع کیں مگر بلا سود رہیں۔

اگر ہم اپنے وسایل کو مناسب طور پر استعمال میں لاتے تو ہمارے پاس بڑے بھاری ذریعے افغانستان سے نکل آنے کے تھے کیونکہ لارڈ آکلنڈ صاحب بہادر نے ہمیں کافی افواج معہ کل سامان مطلوبہ جملہ یا وقایع کے بہم پہنچا رکھی تھیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اُن مختلف رپورٹوں سے مایوس ہو چکا تھا جو میرے اور سفیر صاحب کی طرف سے جاتی تھیں مگر چونکہ میں فوجی معاملات میں اپنی رائے پر کام کرنے کا مجاز نہ تھا اور نہ مجھ کو اُن افواج پر مطلق العنان حکومت میسر تھی جو برائے نام میرے ماتحت کی گئیں تھیں اور چونکہ مقامی افسروں کو میں یقین نہ دلاسکا کہ احتیاط ضروری ہے۔ میں نے نہایت افسوس سے لارڈ آکلنڈ صاحب بہادر کو لکھا کہ میں اُن واقعات سے کس قدر مصیبت میں مبتلا ہوں جو واقع ہوتے ہیں اور بیان کیا کہ موجودہ حالات کے باعث سے میں جانتا ہوں کہ میں اُس ذمہ واری کے فرایض سے واقعی طور پر ادا نہیں ہو سکتا جس پر میں ممتاز ہوا تھا۔ اس مضمون کی مکرر تحریر پر رابرٹس صاحب بہادر کو اطلاع دی گئی کہ آپ کا استعفا منظور کیا گیا اور ۱۸۴۱ء میں بریگیڈیر اینکیٹیل جو جنوری ۱۸۴۲ء کی مصائب کے وقت دو دن میں فنا ہو گیا اُن کی جگہ پر سرافراز ہوا اور اُس دن سے رابرٹس صاحب بہادر کے تعلقات افغانستان سے منقطع ہو گئے۔

۱۸۴۲ء میں جب بمقام فیروزپور بڑی بھاری فوج جمع ہوئی تو رابرٹس صاحب بہادر محفوظہ فوج کی چوتھی بریگیڈ کے افسر کمان مقرر ہوئے اور ۱۸۴۳ء میں انگلستان کو روانہ ہوئے اور اس وجہ سے گویا پار ستلج اور پنجاب کی لڑائیوں سے غیر حاضر رہے۔ ۱۸۵۲ء میں رابرٹس صاحب بہادر ہندوستان کو واپس آئے اور قسمت لاہور اور پشاور کے کمان افسر مقرر ہوئے۔ کرنیل میکسن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ پشاور کے ۱۸۵۳ء میں مارے جانے

پر بریگیڈیر رابرٹس صاحب بہادر نے اپنی مستعد فوج انتظام سے اپنے اعتماد کو بڑھایا - دسمبر سنہ ۱۸۵۳ء میں بسبب بیماری شدیدہ کے انہیں ملازمت سے مستعفی ہونا پڑا اور آخری دفعہ ولایت کو گئے اس طرح اُن کے معزز دورہ فوجی خدمات کا خاتمہ ہوا ؛

سنہ ۱۸۵۴ء میں عہدہ میجر جنرل پر ممتاز ہوکر اُس کے دس سال بعد جنرل کامل مقرر ہوئے اور سنہ ۱۸۶۲ء رجمنٹ علے بنگال فیوزیلرس جو پہلی اُنکی اپنی رجمنٹ تھی اور جس کے واقعات پلاسی کی لڑائی سے جنگ لکھنؤ تک بڑے فخر سے یاد تھے کرنیل مقرر ہوا اور جس فوج کا وہ اُسوقت افسر اعلےٰ تھا کہ جب اس سوانح عمری کا مضمون نفس الامری کا نیر اقبال افق وجود سے جلوۂ شہود پر سعادت کاملہ سے چمکا ؛

سنہ ۱۸۲۳ء میں باقتہ کا کپتان مقرر ہوا اور ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کو کے سی بی کے تمغائے معززانہ ممتاز ہوا اور آخرش ۸ دسمبر سنہ ۱۸۷۳ء کو حضور ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک سے بمقام ونڈسر پیلس انہیں گرینڈ کراس آف دی آرڈر سے سرفراز فرمایا ؛

اس اعزاز خسروانہ اور امتیاز قیصرانہ کے حاصل کرنیکے بعد تین ہفتہ تک یہ معمر پہلوان انگلستان جنکو ولزلی اور لیک صاحبوں کے بہادرانہ ایام کا ذکر کر سکتا تھا کاسۂ حیات فانی کو لبالب کرکے جام بادۂ زندگی جاودانی سے سیراب ہوا - افسوس کہ یہ سراب ہستی عارضہ کیا ولولے دلوں میں پیدا کرتے ہیں اور رہرو منزل آخرت کس قدر بھٹکا بھٹکا غار حسرت اجل جان گداز میں بےکس و بےبس مارتا ہے دل کی حسرتیں اور تمنائیں ابھی تازہ ہی ہوتی ہیں کہ نہال وجود صرصر فنا سے بے برگ و بار ہوکر آتش مرگ مفاجات سے جل جاتا ہے اگر نام نیک یا یادِ شیریں چھوڑ گیا تو چندے قیام نام ہے ورنہ ایام قلیلہ ہی میں نام و نشان کا بھی اختتام ہے مگر للہ الحمد کہ اس نامور اولوالعزم کا نام مثل ستارہ دنیا پر تب تک چمکیگا کہ جب تک ماہ و آفتاب نور افشاں کرۂ گیتی ہیں جسکا ثمر ہستی ایسا ذائقہ بخش شیریں کا مان گلشن شجاعت ہو اُس بوستان بسالت کو کبھی نہ خزاں کا ڈر ہے نہ سموم کا خطر جب تک افغانستان کی وحشت شہرہ آفاق رابرٹسوں کا دودمان عالی بھی اُن کی سرکوبی پر مشاق ہے ؛

حضور ملکہ معظمہ ادام اللہ ملکہا واقبالہا کی عنایت خسروانہ اور مرحمت شاہانہ سے اُن کی بیوہ بیگم تادم مرگ ہمپٹن کورٹ پیلس (قیصر شاہی) میں سکونت پذیر رہی اور اپنے معرکہ آرا فرزند کے کارنامہ ہائے رستمانہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی مجاز رہی جس عنایت خاصہ یزدانی سے اُن کا عالی قدر شوہر محروم رہا ؛

ہمارے پہلوان کی ابتدائی عمر کی سوانحات افغانستان کی جنگ اول کے واقعات سے
مملو ہیں جیسا ہمیشہ مختلف الاشکال فتوحات اور شکستیں اُس کے نوخیز دل کے منکشف الاقوال داستان
رہی اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر بطور طفل نوجوان وہ بلبل ہزار داستان یہ دل
چہچہہ زن رہی ہے

کدھر ہیں پٹھان وہ سر پر چھپر کہاں	افغی سواران آداب اور گولی خونچکاں
کابلیوں کے دمدمہ وہ شہین اور مورچے	خود سر اسرار خون فوج شاہ انگلستان
اور دیکھ جنگ اور پیکار کی سب نشانات	مدعائی گفتگو تھا اور بیان داستان

صاحب موصوف کے واسطے افغانستان ایک ایسا لفظ تھا جو اُن کے حافظہ کو تازہ کرتا
تھا اور اُن کی تخیل کو سرپلی اسیر بناتا تھا اور اپنے معزز باپ کے دسترخوان کے بیان سلحشور
دوستوں کے مباحثہ درباب ڈیپلومیٹک مواقع جنگ کے سنا کرتا تھا کہ کیونکر ذلت وحقارت
سے دشمنوں کی قید ہوئے تھے اور کس مصیبت اور بے حرمتی سے رنج وستم کے صید ہوئے پھر
کس مایوسی کی حالت میں قتل ہو قیدخانہ میں اسیر بلا ہوئے اور آخر کو کس شان وشوکت سے
بعد اختتام واقعہ اس چار مصائب سے رہا ہوئے - تو اس ہونہار لڑکے کے دل میں یہ
تمنا پیدا ہوتی تھی کہ وہ وقت کب آویگا کہ جب میں اس دور ودراز ملک میں فوجی جولانی
کے واسطے روانہ ہونگا کہ جس ملک کی فتح وظفر ہماری تواریخ عالم کی سب سے نامور داستان
ہوئی اس کے معزز باپ کے نامور دوستوں میں سے ابھی تک چند نفر قید حیات میں
ہیں اُن میں زیادہ ممتاز اور سرفراز سر جارج لارنس صاحب - سر جیمس ایبٹ صاحب
سر وینسنٹ ایر صاحب - سر جارج میکگریگر صاحب - اور جنرل کالن میکنزی صاحب
بہادر ان زمانہ میں ابھی تک میکنزی صاحب باوجودیکہ کابل کے اول معرکہ ۱۸۴۲ء میں
نامی اور سب سے فائق خدمات کر چکے ہیں کسی اعزاز یا تمغہ سے ممتاز نہیں ہوئے ہیں ایسے ہی
واقعات اور حادثات نے نوخیز ہونہار رابرٹس صاحب کے دل میں اعلےٰ جگہ حاصل کی
اور یہ نہایت ہی حیرت انگیز واقعہ ہے کہ پیوار کوتل چار اسیاہ اور قندھار کے نامی پہلوان
نے اس معرکہ کارزار میں ناموری کی خواب دیکھی ہو کہ جہاں نہایت سختی اور عظیم الشان واقعات
نے ہمارے کارناموں کی شہادت دی ۔

۱۔ اس تحریر کے قریباً دو سال بعد یہ تینوں افسر مذکور الذکر اپنے رفقا کی محبت سے منہ موڑ رشتۂ الفت
توڑ رحلت فرما کے عالم جاودانی ہوگئے ۔

سر البرٹ ڈبلیو ڈس گارٹر کنگ ایٹ آرمز نے جو حال خاندان سر فریڈرک
رابرٹس صاحب بہادر کا ہمارے حوالہ کیا ہے اُس کے شجرہ انساب کے مستدعین کو بڑی
دلچسپی ہوگی - آیرلینڈ کے ملک ضلع واٹرفورڈ میں خاندان سر رابرٹس مدتوں سے آباد تھا
اس خاندان کے ایک جاہن رابرٹس صاحب نے ایک عورت مسمات میری دختر نیک اختر
میجر ماٹسلی سے جو فرانسیسی پروٹسٹنٹ پناہ گزین اور جو زیر علم ولیم ثالث جنگ باٹن
میں لڑا تھا شادی کی ؛

اُن کے فرزند ارجمند ریورنڈ جاہن رابرٹس مجسٹریٹ پاس کونٹی واٹرفورڈ تھے
جن کی شادی ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء کو اپنی دوشیزہ عزیزہ پر تمیزہ ریورنڈ ابراہیم سنڈسیر
ساکن ڈبلن سے ہوئی اور سنہ ۱۸۱۲ء میں رہگرائے عالم جاودانی ہوئے اُن کی باقی اولاد
کپتان سر سیمول رابرٹس سی بی آر این ساکن بیلمونٹ متصل واٹرفورڈ و کپتان
تھامس رابرٹس آر این اور والد ماجد مدعائی سوانح عمری کا واٹرفورڈ میں ۱۱ اپریل
سنہ ۱۷۸۴ء کو پیدا ہوا ؛

مرحوم سر ابراہم رابرٹس صاحب بہادر نے اپنی پہلی شادی فرانسیس ایسابیلا
دختر سعادت اختر جارج رائکٹس متعلقہ بنگال سول سروس سے ہوئی اُن کے بطن مبارک
سے ایک فرزند ارجمند میجر جنرل ریکٹس رابرٹس متعینہ فوج بنگال عالم ظہور میں جلوہ افروز
ہوئے اور دو پردہ نشینان خلوتسرائے عفت و عصمت و زیب و زینت انجمن حیا و خلوت
فینی ایلیزا جن کی شادی میجر چارلس گرانٹ صاحب متعلقہ بنگال ہارس آرٹیلری سے
ہوئی (یہ نومبر سنہ ۱۸۵۳ء میں فوت ہوا) اور میریا ازبیلا جنکا ازدواج لفٹننٹ ولیم
میکاٹکی ویلوڈ سے ہوا پیدا ہوئیں ؛

سر ابراہم نے دوسری شادی ۲ - اگست سنہ ۱۸۳۰ء ازبیلا دختر ابراہم بن بری ساکن
کلیفیکل کونٹی ٹپریری سابق کپتان رجمنٹ ۶۲ سے ہوئی جو میجر ہملٹن میکسویل ساکن
ارڈویل کی بیوہ تھی اور جس سے اُسکے ہاں ایک لڑکا مسمی کرنیل ہملٹن میکسویل اور ایک لڑکی جو
جاہن ڈبلیوس سٹرلٹن صاحب ساکن ایورکریج سمرسٹ سے بیاہی گئی عالم شہود میں
آئی - علاوہ ہمارے نام آوریل انگلنڈ خورشید سپہر بسالت و بطالت نیر اعظم فلک بہت
و ایالت سر فریڈرک سلیمہ رابرٹس صاحب بہادر کے اس دوسری شادی سے
ایک اور لڑکی ہنرئٹا مرسر جلوہ نمائے عالم اجسام ہوئی - مگر افسوس کہ وہ غنچہ بوستان اقبال
ابھی زیب افسر کسی فرخندہ اختر کے نہ ہوئی تھی کہ ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء کو مراحل سے

پژمردہ ہوئی۔ سر ابراہیم رابرٹس صاحب بہادر ۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۵۵ء کو بعمر نود سالہ اس سپنجی سرائے اسباب سے رحلت فرمائے ریاضِ شاداب ہوئے اور کلفٹن کے گرجا گھر میں کہ جس شہر میں ہندوستان سے واپسی کے وقت سکونت پذیر رہے مدفون و ونکنوں ہوئے گویا وہ دُر دریای ہمت و دلیری گوہر نایاب جرأت و شیری دید تماشائے جہان سے سیر ہو کر بحر ناپیدا کنار عدمستان میں غریق رحمت یزدانی ہوئے ؛

اب آس نیّر اعظم جہانتاب کی آمد ہے کہ جس کے اشعہ عالمگیر کے نور دلپذیر نے ہند و انگلنڈ اور افغانستان و سستدھ کو چکاچوند لگا دی اور جس کے شمشیر بُرّاں کی برش نے البرز و ہند و کش کو کاٹتے ہوئے کوہ سلیمان کی دھجیاں اُڑا کر ہندوستان میں دھوم مچا دی وہ شیر نیستان ارواح سے صحرائے اجسام میں آتا ہے کہ جسکے ڈکار سے ہفت اقلیم گونج اٹھی اب وہ نہنگ قلزم بسالت جلوۂ فرمائی مثنیہ اقبال ہوتا ہے کہ جسکی دہک سے ماہیان کابل کی جان نکلی ؛

سرور کشور جہانداری   افسر تخت و بخت سرداری
مالکِ ملک دولت و اقبال   سالک مسلک کمال و جلال
قبلۂ راستان صدق پسند   کعبۂ خسرواں سعد و بخت
برق شمشیر او بتابش زور   کرد سرہا ی یعنی از تن دور
وقت آ رزم حاتم دوراں   رزم میں ہے وہ رستم دوراں
نگہ قہر برق عالم سوز   دیدہ مہر نور جاں افروز
جنگ پر جب کرے وہ عطفِ عناں   ہو عدو کے لئے وہ آفتِ جاں
شکلِ یوسف وہ آصف الجبرت   عقل لقماں فلاطون الفطرت
عین اعیان ثابت میثاق   فضل و ہمت میں شہرۂ آفاق
زور بازوئی دولتِ جاوید   روئی تاباں چو صدق صبح سپید
کوہ چوں کاہ بالمقابل شاہ   تخت جم باد پر اڑا ہے تباہ
گر اٹھائے وہ تیغ خون آشام   حلق دشمن بنے اُسی کا نیام

یعنی جناب سر الیف رابرٹس صاحب بہادر بعز و اقبال و جاہ و جلال۔ سو ستمبر سنہ ۱۸۳۲ء کو بمقام کاہن پور صدف کامگاری سے چمککر زیب افسر جلال و کمال ہوئے ؛
سنہ ۱۸۴۴ء کے ابتدا میں ہی اپنے شفیق والدین کی معیت میں رہرو منازل انگلستان ہوئے
اُن کے والدین نے دو سال تک اپنے وطن جنت مسکن اور گلستان فردوس توامان سے

پُر فضا چمنوں کا سیر کرکے پھر ہندوستان کا عزم کیا مگر اُس شیر بیشہ اقبال اور نہنگ دریاے جلال یعنے لختِ جگر نورِ بصر انگلینڈ کو جو اپنی بہادر قوم کا چمکتا ہوا تارا تھا وہیں چھوڑ آئے تاکہ جو انجیر رستادہ جرأت وطنی کا بیج اُن کے سینہ پُر خزینہ میں بویا جاوے اور وقاوت ذہن رسا اور جلادت طبع حلوا نما اُسی زرخیز خطہ کے اُن کے قد و قامت کے ساتھ نشو و نما پاوے۔ ۱۱ سال تک صاحب ممدوح کلفٹن میں متوطن رہے اور اس عرصہ دراز میں اُنہوں نے بہت سے احباب بنائے جن کے دل میں اب تک اُس نازک اندام ہونہار طفل کی صورت ابھی تک یاد ہوگی جس کی شوخ فہمی اور بہادرانہ تندی اُسوقت سے ہی آیندہ آنیوالی عظمت و شان کا وعدہ دیتی تھی ؛

حضور سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے سنہ ۱۸۳۸ء سے سنہ ۱۸۴۰ء تک اس کارینٹیر لانگ اینشین میں اصول تعلیم حاصل کئے اور اُسکے بعد دو سال تک ڈاکٹر ہیوز میں بمقام کلفٹن معارج علمی و فنی پر مترقی ہوتے رہے سنہ ۱۸۴۲ء سے سنہ ۱۸۴۵ء تک کپتان مسٹر ال کی شاگردی سے امتیاز حاصل کی اور اُسکے بعد سال کے ستمبر میں ایٹن میں داخل ہوئے جہاں اُن کا اتالیق ریورینڈ ٹی آر ہیگ صاحب تھے۔ ایٹن میں وہ چوتھی جماعت میں تھے اور وہاں اُنہوں نے علم ریاضی میں انعام حاصل کیا۔ اور تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اُس کے پرانے مدرسہ کے اس ہونہار طالب العلم کی موجودگی سے کس قدر شرف حاصل کیا ؛ جب کہ مدرسہ کے طالب علموں نے اُن کی خدمت میں ایک شمشیر جوہردار پیش کی۔ جولائی سنہ ۱۸۴۷ء میں نوجوان شیر بیشہ مسٹر رابرٹس صاحب نے ایٹن سے مفارقت اختیار کی اور دوسرے سال کے ماہ جنوری میں سنڈھرسٹ میں داخل ہوئے جہاں کا گورنر سر جارج سکوول اور جنرل ٹیلیہ لفٹنٹ گورنر تھے سنڈھرسٹ میں جہاں وہ سنہ ۱۸۴۸ء تک مقیم رہے اُنہوں نے جرمن کا انعام حاصل کیا اور چھ میں سے تین منازل تک بلاقیمت کمیشن حاصل کرنے کیواسطے معارج ہوئے ؛

اسوقت اُن کے والد بزرگوار نے جو انگلنڈ میں تھے بذریعہ سفارش جنرل کا فیلڈ ان کے واسطے ایڈیس کومب کا انتخاب حاصل کیا۔ بہرحال اُن دنوں کمپنی کی فوجی سیمنری میں کوئی جگہ خالی نہ تھی اور رابرٹس صاحب چند روزہ طور پر ویمبلڈن کی سوٹن (ریکٹری حال) کی پریپیریٹری ملٹری اکیڈمی میں داخل ہوئے اور وہاں سے یکم فروری سنہ ۱۸۵۱ء کو ایڈیسکومب کی طرف روانہ ہوئے یہاں اُن کی جنگی تعلیم کے نگران حال جنرل

سر جان گف جی سی بی جو اپنے عہدہ کوارٹر ماسٹر جنرل افواج ملکہ معظمہ کا چارج لینے کو آئے ہوئے
تھے ہندوستان میں رابرٹس صاحب نے بمقام دمدم جو اُسوقت بنگال آرٹیلری کا صدر مقام
تھا اپنے آنے کی رپورٹ کی اور وہاں صرف ۴ ماہ تک اقامت کرکے پشاور کی طرف روانہ ہوا جہاں
اُسکا والد ماجد قسمت کا کمان افسر تھا - یہاں اُس نے اپنے باپ کے سٹاف میں بطور قائم مقام
ایڈی کانگ کے کام کیا - مگر چونکہ صاحب موصوف نے زبان کا امتحان نہیں دیا تھا اسواسطے
مئی ۱۸۵۲ء میں وہ اول پشاور کوہی توپخانہ میں شامل ہوا جسکا افسر کمان (حال میجر جنرل)
ایم براہم تھا جس نے حسب اطمینان خود ثانی جنگ افغانستان کے پہلوان کو توپخانہ کا کام سکھایا
لفٹنٹ رابرٹس صاحب کی چستی و چالاکی اور بہت جلدی سے کامل مہارت حاصل کرنے
کے سبب اُنکو مطلوبہ جاکٹ عطا کی اور ۱۸۵۴ء کے اخیر میں صاحب ممدوح اول ٹروپ
بریگیڈ ۲ بنگال ہارس آرٹیلری (اسپی توپخانہ) میں معین ہوئے - یہ ایک ایسی خدمت آن
سے وقوع میں آئی کہ لارڈ ہارڈنگ صاحب جیسے منصف الرائے نے دعوی کیا کہ اُس کے
مساوی دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتی - اس ترپ میں ملازمت جسکا کمان افسر اُسوقت کرنیل
بار جس نے افغانستان میں بڑی عزت کے ساتھ خدمات نمایاں کیں تھیں کچھ کم امتیاز کا باعث نہ
تھی اور رابرٹس صاحب بہادر نے اپنی محنت اور لیاقت بطور آرٹیلری افسر کے اپنی
اُس عظمت کو قایم رکھا جو اُس نے حاصل کی تھی ٭

رابرٹس کے پہلے ایام ملازمت میں کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ہوا - برہما کی جنگ
میں شریک ہونے کا شرف اُنہیں حاصل نہ ہوا جو اُسی سال واقع ہوا کہ جب وہ ہندوستان
میں داخل ہوا اور گو ایک بڑے فراخ صوبہ کا الحاق اُس جنگ کا نتیجہ ہوا مگر ہماری سپاہ
نے ایسے نالایق دشمن کے مقابلہ میں کوئی عزت اور ناموری حاصل نہ کی مگر بہرحال رابرٹس
جیسے معرکہ آرائی کے واسطے یہ امر مایوسی بخش تھا کہ پانچ سال تک ایک گولی بھی سر نہ ہوئی -
انگلستان کی طرح ہندوستان میں بھی سٹاف کی ملازمت لایق افسران فوج کو کمال اشتیاق
سے مطلوب تھی اور ۲۵ مارچ ۱۸۵۶ء کو رابرٹس صاحب بہادر ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر
ماسٹر جنرل قسمت پشاور مقرر ہوئے جس ملازمت پر بہ استثنائے قلیل ایام بغاوت ۱۸۵۷ء
تک مقرر رہا - بواعث بغاوت پر اس قدر اہل تاریخ نے بحث کیا ہے کہ اب اُسپر قلم اُٹھانا
تحصیل حاصل ہے - اکثر خوش گفتاروں نے اس بغاوت کا موجب یہ تحریر کیا ہے (جو بغاوت
عالم آشوبی میں انقلاب فرانس کے مساوی تھا) اور اُسی قدر مقدار تمدنی اور ملکی تغیرات
اور تبدیلات وقوع مین آئے) اول یہ کہ ہم نے اودھ کو ملحق سلطنت عظمی کیا - دوم یہ کہ

دیسی فوج کے ساتھ بے ایمانی سے سلوک کیا گیا اور تیسرا یہ کہ ہم نے ہندوؤں کے حقوق تبنیت سے انکار کیا پر ہماری رائے میں خواہ علیحدہ علیحدہ اور خواہ بالاجماع یہ سب موجبات بغاوت کے واسطے کافی ثابت نہیں ہوتیں ؛

الحاق اودھ مبنی علے مفاد العوام تھا کیونکہ وہاں کے حاکم نے بالکل ناقابل انتظام اپنی ریاست کا رکھا جن کو لارڈ ولزلی صاحب کے زمانہ سے متنبہ کیا جاتا تھا اور تبنیت کا معاملہ صرف دیسی رئیسانِ ملک کا عارضی حق تھا اور دیسی فوج سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا اور سپاہیوں کی بے ایمانی کی نسبت یہ حال ہے کہ ہم نے سپاہیوں کی پرورش میں انہیں یہاں تک نازپروردہ کیا کہ وہ اپنی عظمت کو زیادہ خیال تخمینہ کرنے لگے یہ ایک ایسا خیال ہے کہ اگر ہندوستانی کنٹنجنٹ جو مصر کو بھیجا گیا تھا اسوقت یہی شور وغل اُٹھاتے تو ہر ایک پر جبکہ وہ ہندوستان کے سرحد سے باہر بھیجے جاویں اس خیال کو تازہ کر سکتے ہیں ؛

بلکہ ہم بغاوت افواج دیسی کا باعث اُن کی کم ترتیبی پر حمل کر سکتے ہیں - جو تھوڑی سی حکومت یورپین افسروں کے ہاتھ میں تھی سر ولیم گم سپہ سالار افواج ہند کے ایک حکم سے متنزل ہوگئی تھی رجو صاحب سر چارلس نیپیر کی جگہ ۱۸۵۱ء میں مقرر ہوئے تھے کہ ایک سپاہی کمانڈنگ افسر کے حکم کے برخلاف کورٹ مارشل کے ہاں اپیل و مرافعہ کر سکتا تھا - ہماری رائے میں سر رچارڈ ٹمپل صاحب بہادر نے جن کو ہندوستان کے امور میں سب سے زیادہ واقفیت حاصل ہے کیا ہی سچی بات اپنی کتاب میرے وقت کے واقعات اور آدمی میں لکھی ہے جنکو ذیل کا صاف و ظاہر باعث اس مفسدہ عظیمہ کا درج کیا ہے ؛

مختصر اور صاف سچ یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان میں دیسی فوج بڑی رکھی اور انگریزی فوج بہت کم اور یہی باعث اس بھاری بغاوت کا تھا اور اس طرح سے گورنمنٹ نے اپنی حکومت سپاہیوں کے دستِ قدرت میں دی - یہ اور صرف یہی باعث اس قیامت خیز ہول انگیز واقعہ کا تھا - سپاہی ایسے امر کے مرتکب کبھی بھی نہ ہوتے اگر ان کو کامیابی کی امید نہ ہوتی - غیر مترقبہ آفات سے بڑھ کر ہندوستان میں کوئی آفت نہیں ۱۸۵۷ء کے ابتدا میں جب علاماتِ ناراضگی سپاہ میں پھیلیں تو کسی کو بھی بڑے سے بڑے ذہینوں اور اہل فراست سے یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ یہ ناپیدہ جوالہ بغاوت و فساد یہاں تک سر نکالیگا کہ عرصہ قلیل میں ایسی جولان طویل کو محیط ہوگا - یہ وقت کشورِ ہندوستان

میں ہر ایک انگریزی بولنے والے کے لئے بڑی بھاری مصیبت اور دقت کا تھا بجلیاں مونمار
اُن حقوق کے جو واقع ہوئے اور وسعت اُس ملک کی جب شمشیر نیام سے نکلی اور ڈنکے
اصلیت اُن مراتبوں کی کہ جنھوں نے تمام مہذب دنیا کی توجہ کو اپنی طرف رجوع کیا
آنیوالی نحوست کی اچھی طرح شہادت دے رہی تھیں جسکی امید ہنڈآف مارچ کی شام
کو نہ دیکھیں انتظار کرتی تھی جسکا ذکر متروک الاستعمال تواریخ میں ابھی یادگار ہے

اپر پڑتے تھے سب تیر اور تند ابل و تا | خون کے چھینٹے پہ کپٹوں پر ان سے ہت
جس طرح رڑتے ہیں جنگی باندھ کر دینے ہیرو | اور ہوائیں گونجتی تھیں جنگ کی جرس و دما

ہنہناتے تھے وہاں اسپانِ تازی قہر سے
تھے سوار اُن کے پڑے بیجان غم کے زہر سے

اگرچہ بغاوت کی چرچا انہیں بارک پور اور دیگر مقامات پہ سُنی جاتی تھی اور جن کے گوش شنوا موجود تھے اُن کو آنے والی آفت پر مخالفت کی چیخنے کی صدائے جانگزا کانوں میں آ رہی تھی اور اُن کلہ [illegible] تھی جو پہلے وہاں اور دلور میں دھوم مچا چکی تھی تاہم کسی نے اس امر تک کا بھی خیال نہ کیا کہ وہ طوفان عالمگیر آنے والا ہے جو تمام ملک میں جور و جفا کی موجیں مارنے لگی ؛

کھیلیں اور دعوتیں گذشتہ سال کی طرح تمام خطۂ ہندوستان کے کاہل طبیعتوں کو میٹھی شیروں سے جگا رہی تھیں اور میرٹھ و جھانسی و فتح گڈھ اور کانپور میں تو وہ عیش و عشرت کے باجے بج رہے تھے کہ گویا دن کو عید اور رات کو شبرات تھی اور وہ ناچ تماشے تھے کہ گویا دولہا دلہن اول شب وصال میں دل کے ولولے نکال رہے ہیں۔ عروسِ ملک سولہ سنگار تیوروں سے بن ٹھن اپنے پورے جوبن سے تو شاہ شہنشاہ کی پھولوں بھری سیج پہ رنگ رلیاں منا رہی تھی کہ تفرقہ انداز جفاکار گردوں دوں کی چکی نے اُلٹا پھیر چلایا اور صاحبان انگریز کے کانوں میں وہ ہولناک صدائے غم افزا پہنچایا کہ جس نے امن سے سوتوں کا گرجا کر اوٹھایا اور امن داماں کی کان کو یک لخت ظلم و ستم کے ہاتھوں لٹایا مگر سچ ہے بہادروں کے حوصلہ شیرانہ کے مقابل یہ جنگی کرنائے غنیم بجز شیروئے شیر افگنی بڑھانے کے کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتی تھی ؛

بعض خوبصورت بیگمات جو ابھی انگلستان سے بدیں امید آئی تھیں کہ ہم اپنے حسن گلو سوز اور صباحت جان افروز سے بڑے بڑے بہادروں کے دلوں میں نایرہ عشق بھڑکائینگی جو خنجر ابرواں کے چقا چاق سے ذرہ ہراس نہیں کرتے اُن کو حسام خون آشام ابروانِ جانستان

۱۲ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ کی مفسدہ اور تسخیر دہلی کی خبر پشاور میں پہنچی یہاں لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر قایمقام ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل قسمت تھے اور میجر جنرل ریڈ اس قسمت کے سپہ سالار تھے دوسرے دن قبل از نصف النہار مجلس مشاورت فوجی اس واسطے قایم ہوئی کہ وادی پشاور اور عموماً پنجاب کی حمایت و وقایت کے سامان بہم پہنچائے جاویں۔ یہ انجمن مشاورت جنرل ریڈ صاحب کے صدر مقام پر منعقد ہوئی۔ اس جلسہ شوری میں بہت سے ایسے لایق وفایق افسر زیب کرسی دانش و بینش تھے کہ جن سعادت مند اقبال وثار خجستہ و خجند اجلال آثار فرزندوں کے وجود پر مادر گیتی کو ہزاران ہزار فخر و ناز تھی اور وہ حسب ذیل تھے:۔ بریگیڈیر سڈنی کاٹن کمان افسر فوج متعینہ قلعہ پشاور۔ لفٹنٹ کرنیل ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر قسمت۔ کرنیل نکلسن ڈپٹی کمشنر ضلع پشاور اور بریگیڈیر جنرل نیول چمبرلین صاحب کمان افسر افواج سرحدی پنجاب :۔

اس کونسل منعقدہ کے نتائج نہایت مفید الاثر ثابت ہوئے کیونکہ ان المشورہ افسروں کی صلاح دینے میں نہ صرف پنجاب بلکہ تمام جزیرہ نما کی آیندہ قسمتوں کا حصر مندرج تھا نکلسن صاحب کی رائے میں یہ امر قرار پایا کہ ایک متحرک دستہ فوج بنایا جاوے تاکہ ہر ایک خطرہ کے موقع پر کام کرنے کو تیار ہووے۔ جنرل ریڈ صاحب معہ لفٹنٹ رابرٹس صاحب جو محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل قسمت کی طرف سے وکیل تھا۔ راولپنڈی کو تشریف لے گئے۔ کیونکہ ان کو اس جگہ سر جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب نے اسواسطے بلایا کہ وہ معقول سامان اس سلطنت کی سرحدی سلامتی کے ایسی نازک حالت

میں سوچیں کہ جسکو اُس ذہین افسر نے درستی فراست اور کیاست سے سمجھ لیا کہ اس حد تک پہنچ گئی ہے - سر جان لارنس صاحب سے مشورہ کرکے جنرل ریڈ صاحب نے سپہ سالار افواج ہندوستان کو بذریعہ تار آسامی سامی کاٹن - ایڈوارڈس نکلسن اور چیمبرلین سے ہمراہ افسری متحرک دستہ فوج جو ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء سے تیار ہوا اطلاع دی اور جنرل اینس سے سب سے متاخر الذکر افسر کے واسطے کوئی زیادہ ذمہ داری کا کام تجویز کرنے کی تار بھیجی ٭

جنرل چیمبرلین صاحب نے لفٹنٹ رابرٹس صاحب کو سٹاف افسر اس دستہ فوج کا بنایا جسکو وزیرآباد واقعہ دریائے چناب پر جا ملے - یہ دستہ فوج سیالکوٹ کی مصرحہ ذیل افواج پر مشتمل تھا - ہر میجسٹیز ۵۲ - لایٹ انفنٹری کمان افسر کرنیل کیمبل میجر میکامیل ڈاز ٹروپ آف ہارس آرٹلری - کپتان جی بورچائرس ۱۷ فیلڈ بیٹری - ۳۵ دیسی پیدل کمان افسر کرنیل نیگ ہزبنڈ اور ایک رسالہ کا جناح ۹ ان ساتھ میجر نیحیل کے بیٹری آف نیٹو آرٹلری اور ۱۶ بے قاعدہ رسالہ اور ایک جناح ۱۷ رسالہ کا بھی متعلق کیا گیا - اب ہماری فوج میں ایک اور مشکل درپیش ہوئی یعنے حکومت افواج بقاعدہ نمبروار کی جس سے فوجی لیاقت کی رفتار میں سخت موانع سنگ راہ ہوتی رہی ہیں - کرنیل کیمبل جنرل چیمبرلین سے ۱ نمبر پر تھا اور اُس نے اپنے ماتحت کے زیر حکم ملازمت کرنے سے انکار کیا مگر جب اس امر کی اطلاع لاہور میں ہوئی تو اس بات کا فیصلہ بہت جلد ہو گیا اور کرنیل کیمبل صاحب کو اطلاع دی گئی کہ یا تو وہ مستعفی ہوں یا اپنے جونیر کے ماتحت کام کریں - اچھے سپاہی کی طرح اُس نے شق ثانی کو پسند کیا اور جنرل نکلسن صاحب کے ہمراہ اُنھوں نے محاصرہ دہلی میں بہت عمدہ خدمات کیں چنانچہ کرنیل ہربرٹ ایڈوارڈس صاحب نے اُسوقت لکھا - جب واقعی مخاطرات سلطنت پر حملہ آور ہوتے ہیں تو عام فہم غلط طرق سے کس طرح اپنا انتقام برداشت کرتا ہے - اگر حیات یا ممات کے واسطے تنازعہ نہ ہوتا تو نیول چیمبرلین اور٭ جان نکلسن عنفوان شباب میں اپنے تمام قوائی فاعلہ اور متحملہ سے بریگیڈ جنرلی کے درجہ پر مترقی ہوئے ہم کو اُن آدمیوں کو امن کے وقت کیوں منزلت سے گرا دینا چاہیئے جن کو ایام جنگ میں عروج پہ پہنچانا پڑے ٭

٭ جنرل نکلسن صاحب کی عمر اسوقت ۳۵ سالہ اور جنرل چیمبرلین صاحب ان سے دو سال بڑے تھے اور خود ایڈورڈس صرف ۳۸ سالہ ٭

متحرک دستہ فوج وزیر آباد سے ۲۸ مئی کو روانہ ہوا اور چند روز میں لاہور پہنچا - افواج متعینہ میاں میر سے جو لاہور کی فوجی چھاؤنی ہے اور جہاں تین رجمنٹ پیدل اور ایک رجمنٹ رسالہ تھا بریگیڈ کا ایجٹ اسلحات چھین لئے تھے اور آٹھویں رسالہ کو بھی بے ساز و یراق کرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا جو باقی اکثر سوار رجمنٹوں کی طرح ناراض رسالہ تھا یہ معاملہ حسب بیان ذیل باطمینان تمام انصرام کو پہنچا - معمولی کوچ کے طریقہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے رجمنٹ ۵۲ کو بالمقابل کھڑا کیا گیا اور یہ امر پہلے ہی سے کمان افسر کو بتلایا گیا تھا کہ جب بایاں جناح اور باقی کا دستہ انارکلی کے سول سٹیشن میں اقامت کرے دایاں ساق میاں میر کو روانہ ہوا جو چھ میل اس سے آگے جائے خیمہ زدن ہے اور درمیانی جائے پکٹ کو قابو کر لیں - یہ جناح شام کی تاریکی میں پہنچا اور پکٹ کے ساتھ ساتھ صف آرا ہوا جس میں دو کمپنیاں ۸۱ رجمنٹ پیدل کی اور چار توپیں اسپی توپخانہ اور لفٹنٹ نکلسن[*] کا بے قاعدہ رسالہ تھا اس کے بعد آٹھویں رجمنٹ کو حکم کوچ ہوا - انگریزی فوج کی کثیر التعدادی سے خوف زدہ ہو کر اور کوک صاحب غیر محمد پنجابی ان کے ایک پہلو پہ ہونے کے سبب سے انہوں نے چپ چاپ بے ساز و سلاح و اسپ و یراق ہونے کی تعمیل کی ؀

جنرل چیمبرلین اس حملہ آور یعنے متحرک دستہ کے ساتھ چند روز لاہور میں آرام گزین رہا اس عرصہ میں ۳۵ ویں دیسی پیدل فوج کے دو سپاہی یعنے اسی رجمنٹ کے کہ جنہوں نے سر رابرٹ سیل صاحب کے ماتحت جلال آباد میں نہایت عمدہ خدمات کیں تھیں اس علت میں ماخوذ ہوئے اور ان کی تحقیقات ہوئی کہ انہوں نے باغیانہ الفاظ سے منہ کو ملوث کیا اور اپنے رفقاء کو بغاوت کی تحریص کی اور چونکہ وہ ان جرائم کے ملزم ثابت ہوگئے ۹ جون کو بندوقوں سے اڑائے گئے ؀

اسی دن کی گذشتہ شام کو یہ خبر پہنچی کہ ۳۶ ویں اور ۶۱ ویں دیسی پیدل فوجوں نے جالندھر میں علم بغاوت کھڑا کیا ہے اور اڑائے جانے کے دن متحرک دستہ فوج نے ادھر کوچ کیا اور دوسرے دن لاہور سے امرتسر تک ۳۰ میل مسافت طے کی - سکھوں کے اس مقدس شہر کے قریب ایک قلعہ گوبند گڈھ ہے جس میں اس وقت ایک کمپنی توپخانہ اور ایک کمپنی رجمنٹ ۸۱ کی مقیم تھی یہاں پہ جنرل چیمبرلین کو حکم ملا کہ دہلی

---

[*] لفٹنٹ چارلس نکلسن برادر جنرل نکلسن کا ایک بازو ضایع ہوا اور اس کے تھوڑے دنوں بعد جبکہ اپنے بھائی کی قبر دیکھنے جاتے تھے بیمار ہو کر فوت ہو گئے ؀

کی فوج کارزار سے شامل ہو اور کرنیل جیسٹر کی جگہ اجوٹنٹ جنرل مقرر کیا جاوے وہ افسر بدلی کی سرائے کے ۹ جون کی لڑائی میں مقتول ہوا تھا اور کرنیل اینس رجمنٹ ۲۸ کے سپہ سالار ثانی کو حکم ہوا کہ وہ دستہ کی ۱۱ جون تک جالندھر پہنچنے تک حکمرانی کرے اُس کے دوسرے دن بریگیڈیر جنرل نکلسن نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی جس سے سب فوج راضی ہوئی اور ۲۴ جون کو پھلور کی طرف روانہ ہوئی ؛

لفٹنٹ رابرٹس صاحب نکلسن صاحب کے ستاف میں کوارٹر ماسٹر جنرل کے محکمہ میں ممتاز تھے اور انھوں نے اپنی خدمات سے اپنے افسر کا خاص اعتماد حاصل کیا۔ ان دونوں پہلوانان شیر افگن ثانی تہمتن نے کہ جن کے کارناموں نے ہماری ہندوستانی تواریخ میں اپنے نام کا جھنڈا شہرت اور عزت کی قبہ گردوں اساس پر کھڑا کیا ہے بہادر عام تھے ان دونوں میں وہ سرگرم اور تیز و تند ہمت دلاوری تھی کہ ضرورت اور شجاعت کے کاموں کے وقت کوئی مشکل اُن کو روک نہ سکتی تھی اور باوجود اس لطالت اور بسالت کے چشم دوربین اور عقل و فراست آئین بھی ایسا پیش بین اور ذہین رکھتے تھے کہ جس امر کے انصرام کی طرف توجہ فرماتے تھے اُسکے ذرایع اور وسائل اخیر تک پہلے ہی پہچان جاتے تھے معرکہ کارزار اور میدان پیکار میں اُس نور فراست سے ملہم ہو کر عین ہنگامہ جنگ وجدال میں کہ جس کا ذکر اٹیلا کے خطاب میں سپاہیوں کی جانب درج ہے یہ قدرتی افسر بنی نوع انسان ایسے وقتوں سے زیادہ کبھی بھی اپنے ہوش و حواس میں قایم نہ ہوتے تھے۔ فی الجملہ نکلسن اور رابرٹس اُس آسمانی آگ کے شعلہ سے سرافراز و ممتاز تھے جسے ہم ذہانت و کہانت کہتے ہیں جو کسی شاعر یا نقاش یا ارکان سلطنت یا سپاہی کو عطا ہو سکتے تھے اگر اُن افسرول کی فوجی لیاقتوں اور کمالاتوں کا ذکر کیا جاوے کہ ایام مفسدہ دہلی میں جنکے ماتحت رابرٹس صاحب بہادر نے خدمات نمایاں اور کارہائے شایان دکھلائیں تو صاحب ممدوح صرف نکلسن صاحب کو سب سے افضل اور قابل اوصاف متذکرہ صدر سمجھتے ہیں ؛

جنریل نکلسن صاحب جالندھر سے پھلور کی طرف روانہ ہوئے جو ۲۴ میل کے فاصلہ پر دائیں جانب دریائے ستلج کے واقع ہے اور جو جنگی مراصد و مخادعات کے واسطے ایسی عمدہ جگہ ہے کہ سر چارلس نیپیر صاحب بہادر اسکو بطور کلید پنجاب کے بیان فرماتے تھے قلعہ پھلور کی محافظت واقعی اور حقیقی طور سے ضروری تھی کیونکہ قلعہ میں بڑا بھاری میگزین تھا اور اس قدر سامان اسلحات جنگ اُس میں موجود تھے کہ صرف دہلی اور فیروزپور ہی میں اُس جگہ سے زیادہ اسلحات تھے مگر دہلی کے اسلحات تو اب باغیوں کے کام آئے اور انھوں

نے اُس وحشیانہ طور سے اُن کا استعمال کیا کہ جس طرح ہمارے مقابل کابل والوں نے جہالت و وحشت کا سامان دکھایا یعنے ایسے طریقہ سے کہ جس سے جنگ وجدال اور معرکہ قتال کا زور و شور صرف ہمارے دشمنان کینہ آگین اور عنیانِ غضب آئین ہی سنبھال سکتے تھے ؛

بیاس کے عبور میں کسی قدر دقتیں واقع ہوئیں کیونکہ وہ اسوقت طغیانی پر تھا مگر لفٹنٹ رابرٹس صاحب نے افواج مواج اور سامان رسد رسانی کے واسطے اس طرح راستہ بنایا کہ مستحق تعریف اپنے سپہ سالار کا ہوا ؛

۲۵ جون کی صبح کو پھلور پہنچکر اُنہوں نے اُس تجویز کو قوت سے فعل تک پہنچایا جو کچھ عرصہ سے اُن کے دلوں میں ولولہ انگیز تھی اور یہ صلاح دربارہ سلاح چھینے رجمنٹ ۳۳ و ۳۵ دیسی پیدل کی تھی - اس امر کا انتظام لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر نے کیا جس کی تعمیل نہایت کامیابی سے ہوئی جب جنرل صاحب پڑاؤ پر تشریف لائے تو وہاں کوئی تیاری کسی عجیب یا غریب کارروائی کی نہ تھی یوروپین جوان اور توپیں آگے بڑھیں اور اس طرح صف آرا کی گئیں کہ جب مظنون سپاہی کی رجمنٹ اُن کے پیچھے پڑاؤ میں پہنچے تو اُس وقت وہ صرف اپنے سفید رنگ ہمراہیوں کے رحم کے ہاتھ میں تھی - صاحبان انگریز بہادر نے انہیں وہ ہدائتیں دیں جنکا اس طرح پر عمل ہوا کہ اکثر یوروپین بظاہر استراحت کے طور پر زمین پر لیٹے ہوئے تھے کہ مظنون سے مظنون سپاہی بھی اُس آنے والی اسلحات چھینے جانے کی آفت کا سراغ نہ لگا سکے پہلے ایک دیسی رجمنٹ آئی تو جنرل نکلسن صاحب جو توپ سے ڈھاسنا لگائے کھڑے تھے اُن کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیاروں کا انبار لگا دیں ؛

صاحب ممدوح نے کپتان بورچا ئر افسر توپخانہ سے فرمایا کہ اگر یہ سپاہ عزم فرار کریں تو جہاں تک ممکن ہو اُن کا تعاقب کریں اور ریل توڑنے کا بھی فرمان دیا تاکہ سو برائوں والا معاملہ تھوڑی سی کوشش سے حاصل ہو جاویگا مگر سپاہیوں نے اس ناگہانی حکم سے دہشت زدہ ہو کر اور نہ جان کر کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے حکم کے بولتے ہی ہتھیاروں کا ڈھیر لگا دیا اور اُن کے دیکھتے دیکھتے وہ سب قلعہ کو بھیجے گئے ؛

جب یہ امر طے پاچکا تو نکلسن صاحب نے فرمایا کہ فرار کی سزا دار القرار بر سر دار ہے کیونکہ پایاب راستوں کی حفاظت کی جاوے گی اور پھر تم کہیں بھاگ نہیں سکتے - آٹھ آدمیوں نے ایسا ارادہ کیا مگر گرفتار ہوئے اور بعد تحقیقات مستوجب دار بکیفر کردار ہوئے ؛*

* دیکھو آٹھ ماہ جنگ مقابل فوج سپاہی بنگال - مصنفہ کرنیل جے بورچائر صاحب بہادر سی بی بنگال ہارس آرٹیلری ؛

اس سے دوسرے دن لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر نے اپنا تعلق پنجاب موویبل کالم (متحرک دستہ) سے قطع کیا انھوں نے یہ استماع این خبر کہ توپخانہ کے افسر بہت جلدی دہلی میں مطلوب ہیں اس نے اپنی موجودہ ملازمت سے استعفا اور وہاں کی فوج سے شامل ہونے کی استدعا کی - جنرل نکلسن صاحب نے پہلے تو اس درخواست کی اجابت سے انکار کیا مگر قلبی سوزش کے دلاورانہ اصرار پر آخرش سوائے اقبال اور تدکوئی چارہ نہ دیکھا کیونکہ اس دلاور جنرل کو اپنے سٹاف افسر کی جانبازانہ شجاعت کی ہمدردی لازمی ہوئی - اُدھر رابرٹس صاحب کی دلی تمنا یہ تھی کہ میں وہاں معارک جدال و قتال اور نبردگاہ کارزار میں فنون شجاعت دکھلا کر داد مردانگی دوں اور جہاں توپوں اور بندوقوں کے نعرہ ہائے ہیبت افگن نے کوہ ہمالہ کے قلعہ فلک آسا میں لرزہ ڈالا اور ان کے دھوئیں سے تنگ ہو کشتین نے سر نکالا - خون غنیم سے غازہ جمال جہان آرا بناؤں یا تاج شہادت اپنی قومی حمایت میں پہنکر پیش خدا سرخرو جاؤں - سچ ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات - غرض اس دستہ فوج کو پھلور میں چھوڑ کر لفٹنٹ رابرٹس صاحب نے معہ دو افسر (لفٹنٹ) لفٹنٹ سی ایف پیک چہارم دیسی پیدل (متعلقہ ۴ سکھ پیدل بایام محاصرہ) کہ جسکو دہلی پہنچنے سے دوسرے ہی دن پاشنہ پا پر گولی لگی اور ہمیشہ کے واسطے لنگڑا ہو گیا اور کپتان ڈبلیو جی لا دیسی پیدل ۲۵ المعروف کوکس رابقل متعلقہ اول پنجاب پیدل جو ایام محاصرہ میں مقتول ہوا - ڈاک گاڑی میں روانہ ہوا ؎

۲۸ جون ایت وار کے دن دہلی میں پہنچکر پہلے تو رابرٹس صاحب بہادر ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل رسالہ کی بریگیڈ کے ہوئے مگر پھر اپنی استدعا پر وہ اسی عہدہ پر توپخانہ میں ممتاز ہوئے - کیمپ میں تھوڑے دن پہنچنے کے بعد یادگار والی پہاڑی کے نیچے جہاں ابدی الحیات فوج دہلی کے توپخانہ مقیم تھے شامل ہوئے - اس فوج کی مدد طاقت تھوڑی سی کمکی سپاہ سے کی گئی مگر بہرحال کبھی بھی نو ہزار لایق جنگی جوانوں سے زیادہ نہ ہوئی - یہ محاصرہ جس پر قلیل التعداد انگریزی فوج بماتحتی سر ہنری برنارڈ جون ۱۸۵۷ء میں داخل ہوئی ایام حال میں عدیم السہیم تھا کیونکہ بعض اوقات محاصرین محصورین کے مساوی تھے اور تعداد میں سر چند اسواسطے تکلیف جنگ اور پریشانی زاید از حد تھی اس قسم کا واقعہ کہ باقاعدہ محاصرہ موسم برشگال میں کیا جاوے ہماری ہندوستانی تواریخ میں مفقود النظیر ہے اور پرانے جنگی بہادر لارڈ گف کو بھی مہیب اور ہولناک معلوم ہوتا تھا کیونکہ یہ قول متدین فلورین کے برخلاف تھا جس نے کہا ہے سچے اور قدیمی حقوق اور

قوانین جنگ یہ وہ وقت تھا کہ ثابت قدم انگریزی خون نے اپنے اوصاف و اطوار کو خوب طرح سے ظاہر کیا اور جن آدمیوں کو یہ خبر بھی نہ تھی کہ وہ کب مغلوب ہونگے نہایت تندہی و سختی سے اپنی مصروف اور توپخانوں میں پہنچ گئے۔ حالانکہ متواترہ جماعتیں باغیوں کی قتل و غارت کے جوش میں اپنیان کی باڑھ کی طرح شہر میں داخل ہوتی رہتی تھیں اور اس پیشین گوئی کے قایم کرتے اور اسکی تصدیق کی سعی میں مصروف تھیں کہ انگریزی راج ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کی فتح پر قایم ہوا تھا اور اس کے پورے سو سال بعد صفحۂ ہند سے نیست و نابود ہو جاویگا - یہ وقت بڑی تیزی اور سرگرم مساعی کا تھا کہ ہر ایک شخص ادائے فرائض حقہ کا خواستگار تھا اور ہر ایک کی سرشت میں نشۂ شہامت و شجاعت کا خمار تھا - ان ایام میں دہلی مسکن خوش باشان شاد زیست فارغ البال اور موطن بزدلان تیرہ درون خوش حال کا نہ تھا جیسا کہ وہ لارڈ تھا کہ جس نے سپاہیانہ غضب و خشم بیری کو انگیخت کیا ؛

توشہ کی طرح سجا سجیلا | پہنے ہوئے جامۂ رنگیلا
ٹھوڑی پہ ہو اور خط نمایاں | لہراتی تھی کشت حسن خنداں
لاشے تھے پلیں کے پاس بیجاں | خون چہروں پہ داغ تو رخشاں
اس لارڈ نے ان کو یوں بلایا | پھر ان کا غضب سے یوں پتہ پایا
او بے طرز و سلیقہ لوگو | بے ڈھنگ و ادب طریقہ لوگو
تا ان کی بہادری و ہمت | اور اس کی امیری و شرافت

ہو عرضہ عرض عام اور خاص

تمام ہندوستان کی آنکھیں اسوقت دہلی پہ لگی ہوئی تھیں جو معدن بغاوت اور منبع ملغاوت تھا اور یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا تھا کہ ہماری چھوٹی سی فوج کی دلیری و دلاوری پر جو صرف ایک بریگیڈ کے برابر تھی اس مشرقی سلطنت کی تسخیر اور ہر ایک سفید مرد و عورت پیر و برنا کی سلامتی جو اس ملک میں موجود تھی منحصر تھی ؛

اعلیٰ مقاموں کی ڈرپوک مجالس شوریٰ کے برخلاف یہ تجویز کیا گیا تھا کہ اسی پہاڑی پر جنگ رستمانہ کیا جاوے اور اگر ضرورت ہو تو بل ڈاگ کی طرح باغیوں کی حلقوم چھوڑانے سے پہلے مر جاویں ؛

محاصرین کی واقعی طاقت باوجود اجتماع جناح ۸ ویں و ۶۱ ویں رجمنٹوں کے صرف ۲ ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے حالانکہ باغیوں کی کمکی افواج چیونٹیوں کی طرح دن بدن بڑھ رہی تھیں ؛

یکم و دوم جولائی کو باغیوں نے ، دریائے جمنا کی کشتیوں کے پل سے عبور کیا اور ہماری فوج پہاڑی پر سے اور خیموں سے دیکھ رہی تھی اُن میں افواج ذیل تھیں :- ۱۵ اسپی توپ خانہ دو چھ پونڈر توپیں ہشتم پیدل قاعدہ رسالہ اور ۱۸ ویں ۲۲ ویں ۲۹ ویں ۱۱ ویں دیسی پیدل رجمنٹ باغیوں کی امدادی جمعیت دن بدن روز افزوں ترقی پر تھی اور ماہ جون میں افواج جھانسی بھی حسب ذیل پہنچ گئیں نصف ۱۸ لائٹ فیلڈ بیٹری ایک دستہ ۱۲ ویں دیسی پیدل اور ۱۴ ایے قاعدہ رسالہ اور عساکر نیمچ بہ تشریح ذیل :- ایک تروپ دیسی اسپی توپ خانہ - ایک دستہ اول لائٹ کیولری - ۷۲ ویں دیسی پیدل - ۷ ویں رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ اور رسالہ اور پیدل کوٹہ کنٹنجنٹ ؛

لفٹننٹ نارمن صاحب اسسٹنٹ ایجوٹنٹ جنرل افواج کارزار باغیوں کی جمعیت کی تعداد کم سے کم تیس ہزار تخمیناً بتلاتے ہیں مگر اُن میں وہ دیہاتی اور شہری بے قواعد دان مرد داخل نہیں جو نئے سرے سے بھرتی ہوتے گئے ؛

اس بغاوت کیش عداوت اندیش افواج کا ذخیرہ توپ و بندوق و سامان اسلحات اس کثرت سے تھا کہ کبھی تلف نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ دہلی کی میگزین پر متصرف ہو چکے تھے اور انگریزی فوج ثلث دیوار کو بھی گھیر نہ ہوئی تھی اور جمنا کی طرف کی کشتیوں کے پل سے باغیوں کے لئے محفوظ و مصئون تھے اس کی حفاظت سلیم گڈھ کی آتشبازی سے ہوتی تھی اور انگریزی توپ خانہ سے ۲۰۰۰ گز کے فاصلہ پر تھے ؛

سلسلہ آمد امداد اسلحات باغیوں کے واسطے علے التواتر جاری تھا - کیونکہ سپہ سالاران عساکر انگلشیہ اپنے عقب کی حفاظت اور پنجاب کی طرف کی آمد و رفت کی وقاعت پر اکتفا کرتے تھے کیونکہ صرف پنجاب سے ہی اُن کے کل ذخایر ہر قسم کے پہنچتے تھے ؛

اس میں کچھ شک نہیں کہ گو افسران فوج باغیہ تربیت یافتہ با قاعدہ اور بے قاعدہ پلاٹن کو صحیح اور واقعی طور سے کام پر لگاتے تو ہماری خط و کتابت انبالہ اور دیگر عقبی مقامات سے قایم رہنی من قبیل الممتنعات تھی اور اسی طرح پر محاصرہ کی مدت اور باغیوں کی عارضی فتح و ظفر تا وقتیکہ کمکی فوج انگلینڈ سے نہ آتی ترقی پر پہنچی مگر کل ایام مفسدہ میں باغیوں میں کوئی قابل و لایق افسر سرپرست و سرگروہ نہ تھا اور چونکہ اُن کو اتفاقی مشورہ سے بھی استفادہ حاصل نہ تھا انہوں نے کوئی اس قسم کا فایدہ نہ اُٹھایا بلکہ اُسکو بھی تباہ کیا جو اُن کے تصرف میں موجود تھا ؛

لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر کو ابھی کیمپ میں پہنچے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا

اُن کی جانباز ہمت اور شیرانہ جرأت نے اُن کو بہر روز جنگ وجدال افواج قاہرہ و عساکر باہرہ انگلشیہ کے ہمراہ غنیم پر حملہ وترکتاز یا آغاز قتال میں شریک ہونے کی ہمت دلائی اور وہ شیر شمشیر اوژن غنیم لئیم کو بزدلان تداید ازمور و ملخ کو ایک ہی حملہ جانستان میں نیستان عدم کو پہنچایا ؎

۳۰ جون کو باغیان شقاوت دثار و معاندان بغاوت شعار نے ہماری جمعیت واقعہ دائیں جانب کوٹھی ہندو رای کے حلہ کیا اور لفٹنٹ اُس جدال وقتال میں جو ۹بجے صبح سے ۲بجے بعد دوپہر تک قیامت خیز آشوب انگیز حالت میں قائم تھا موجود تھے اور دشمن آخر کو بخفت وشرمساری پسپا ہوئے ؎

۳ جولائی کی دوپہر کے بعد امدادی فوج کے پہنچنے کی جرأت سے پانچ چھ ہزار سلحشور بلوائیوں کی جماعت انگریزی مقام کے دائیں جانب کے مضافات میں گھس آئی اور جلدی سے علی پور کی جانب سے جو عقب پر ایک روزہ راہ پر واقع ہے آگے بڑھی۔ چنانچہ رسالہ پنجاب ۵ کی ایک سکواڈرن کو جو وہاں مقیم تھی رائی کی طرف ہٹنا پڑا۔ دشمن کی توپوں کا آواز کیمپ سے سنائی دیتا تھا اور ۴ جولائی کو میجر کوک صاحب بسر کردگی افواج مصرحہ ذیل اُن کے روکنے کیواسطے روانہ ہوئے۔ کپتان منی کی ترپ اسپی توپخانہ کی چار توپیں اور دو توپیں دیسی ترپ کی۔ میجر سکاٹ کا اسپی توپ خانہ۔ کیبنرس کے ایک سکواڈرن۔ ۹ویں لنسیرز کی ایک سکواڈرن گایڈ کیویلری ایک ساق ۶۱ ویں رجمنٹ کی اور اول پنجاب رایفل بحیثیت سٹاف افسری لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر اس دستہ فوج کے ہمراہ گئے جس کی کل تعداد ۳۰۰ سوار ۸۰۰ پیدل اور ۱۲ توپ تھی اور اس قدر فوج کیمپ سے مل سکتی تھی ؎

ایک دفعہ تو بڑا ہی خوف پیدا ہوا کہ شاید باغی کرنال پر حملہ کرنیوالے ہیں یا اُس خزانہ کو روکینگے جو دہلی اور اُس مقام کے مابین دیسی حراست میں آرہا تھا۔ طلوع آفتاب کے وقت بھی معلوم ہو گیا کہ وہ علی پور کے قریب پھر نہر سے عبور کر گئے ہیں اور دہلی کی طرف اُس اونچی خشک زمین کے راستہ سے واپس ہو رہے ہیں جو نہر کے متوازی الاتصال چلی آتی ہے۔ میجر کوک یک لخت روانہ ہوئے کہ اُن کے ایک پہلو سے جا بیٹھیں مگر اُس کو ڈیڑھ میل تک نہر کے پل پر پہنچنے سے پہلے دلدلی زمین پر جانا تھا اور پھر نہر کے پار سڑک تک ایک میل ویسی ہی زمین پر گذرنا گیا ؎

پہلے توپ خانہ نے گولہ باری شروع کی جسکا جواب مخالفوں کی توپوں نے دیا یہ

توپیں بھی دیکھتے ہی کہ انگریزی فوج بڑھ آئی ہے ایک گانو کو روانہ ہوئیں اور ان کا رسالہ اور پیدل فوج حملہ آور سپاہ کے مقابلہ میں کسی قدر عرصہ تک ٹھہری پیدل فوج تو بجز اُسکے جو ایک گانوں میں مقیم تھی پھر حرکت کرنے لگی اور پھر اُن کے رسالہ نے بھی ویسا ہی کیا اور گولہ باری کے سست ہو جانے سے معلوم ہوا تھا کہ اُن کا توپخانہ بھی ہٹ گیا۔ میجر کوک نے پھر اپنی توپیں بڑی دقت سے آگے بڑھائیں کیونکہ زمین کی قدرتی حالت ہی اس قسم کی تھی اور پیدل اور سواروں نے جلدی کرکے بائیں جانب کی گائیڈ کیولری کو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھیں اور غنیم کی پسپائی کی لائن پر حملہ آور ہوں مگر کثرت کیچڑ کے باعث بڑھنے میں بہت دقت اور کاہلی واقع ہوئی اور باغی اپنی ساری توپیں لے گئے۔ مگر جو مال غنیمت اُنہوں نے علی پور سے تاخت و تاراج کیا تھا وہ اُن سے واپس لیا گیا اور توپ خانہ کی گاڑیاں اور سامان اسلحات بھی سرکار انگریزی کی فوج کے ہاتھ آیا ؎

میجر کوک صاحب نے کیمپ کی طرف واپس ہونے پر اپنی پیدل فوج اور کسی قدر رسالہ کو ندی کے کنارہ پر آرام دلایا اور اس جگہ پر اسیر ایک تازہ دم فوج باغیان نے دہلی سے حملہ کیا جنمیں آٹھ سو سوار بھی تھے آتشبازی بڑی تیزی و تندی پر تھی اور اس واسطے پیدل اور رسالہ میجر کوک صاحب کی امداد کے واسطے کیمپ سے روانہ ہوا مگر اس امدادی فوج کے پہنچنے سے پہلے واقعی طور پر حملہ کا اندفاع عمل میں آچکا تھا اور سب فوج امن و عافیت سے داخل کیمپ ہوئی البتہ یورپین جوانوں نے سخت گرمی کی تکلیف اُٹھائی۔ ۵ جولائی حضور سپہ سالار افواج کشور ہند سر ہنری برنارڈ صاحب جن کو لوگ بہت عزیز سمجھتے تھے اور اُن کی عزت کرتے تھے مہلک مرض ہیضہ سے صرف چھ گھنٹہ بیمار رہکر رحلت فرمائی دار القرار جاودانی ہوئے اور جنرل ریڈ صاحب کو جو کیمپ میں سب سے اعلےٰ افسر تھے مشروط سپہ سالار افواج کشور ہند مقرر کیا گیا۔ ۲۴ مئی سے جبکہ جنرل انیس صاحب اُس ہندوستانی رستخیز میں ہلاک ہوا یہ تیسرا کمانڈر انچیف مقرر ہوا ؎

۹ جولائی کو ایک سخت معرکہ کارزار شروع ہوا۔ لفٹنٹ رابٹس صاحب بہادر نے بحیثیت سٹاف افسری افواج معینہ کارزار اشتراک جدال و قتال کیا۔ صبح کے وقت باغیوں کی بڑی تعداد شہر سے دائیں جانب مضافات کی طرف نکلی اور دس بجے کے قریب ایک جماعت سواروں نے بامداد بغاوت نہم بے قاعدہ رسالہ انگریزی لائن پر تاخت کیا۔ دائیں جانب ایک دمدمہ تھا جس پر تین ۱۸ پاؤنڈر توپیں و معہ پکٹ پیدل مقیم تھیں جن کا رُخ سبزی منڈی کے مضافات کی طرف تھا اور پھر اُن کے دائیں جانب دو توپیں اسپی

توپخانہ کی دو موتھیں جن کے ہمراہ ایک ٹروپ ششم ڈریگون گارڈ کا رسالہ بھی معین تھیں ۔
ان کے پار ایک مقام ہے جسے خفیہ احاطہ کہتے ہیں وہاں ایک دیسی افسر کی بے قاعدہ
فوج کی ہراول معین تھی اور وہ دستہ سواروں کے پکٹ کے آگے مقرر تھے ۔

اس امر کی حماقت کہ کیمپ کا ناکہ بالمشافہ ان سواروں کے معین کرنے کے لئے بنایا گیا
کہ جنہوں نے ۱۲ جون کی شب کو مقام ہراسے بغاوت ظاہر کر دی تھی کہ انپر بہت کم اعتماد
رکھنا چاہیے بہت جلدی ظاہر ہوگئی باغیوں کے رسالہ نے اچانک بے قاعدہ سواروں کے
پکٹ پر حملہ کیا اور میجر ٹومب کے ٹروپ کے دو اسپی توپخانہ کی توپوں پر کہ جن کا افسر لفٹننٹ
(حال میجر جنرل) ہلز (کے سی بی کے سی وی) تھا ٹوٹ پڑا - جو دلاوری اور جانبازی
اس پیلٹن افسر نے اس موقعہ پر دکھلائی اسکا ذکر اسکے ایڈ سکومب کے دوست کی سوانح
عمری میں ضرور ہونا لازمی ہے جس کے ہمراہ وہ کابل کی یادگار جنگ میں بعد قتل
سر کیوچ بھاری رفیق رہا ۔

صرف ۳۲ گاریتیں جو سب جوان سپاہی تھے بجز لفٹننٹ سٹلہین اور دو آدمیوں کے
واپس ہوئے اور جماعت سے ٹوٹ گئی جب لفٹننٹ ہلز نے دیکھا کہ باغیوں کے سوار
بلا مزاحمت آگے بڑھتے آتے ہیں اور اس امر کا خواہشمند ہو کر اپنے گولندازوں کو
فرصت دیں کہ توپ کی گاڑیاں تیار کرلیں - انہوں نے بکمال ہمت چابک دستی سے اس
دستہ فوج کی مرکوبگی سے حملہ کرنے کا مستقل ارادہ کیا - یہ ارادہ سپاہیانہ اور جانثارانہ تھا
اور اس دلیری اور دلاوری سے مقابلہ کرنے کے قابل ہے جو کرٹیس نے اپنی جان
عزیز کو واسطے فایدہ جمہور کے قربان کرنے میں ظاہر کی - ان کا یہ ارادہ نہایت ہمت
شیرانہ وجرأت دلیرانہ سے معرض ظہور میں جلوہ پذیر ہوا اور صاحب ممدوح
تمغہ عظیم الشان وکٹوریا کراس کے مستحق ہوئے جو ان سے بڑھکر کسی قابل قدر کو نہیں ملا ۔

ہلز صاحب نے نہایت تندی و تیزی سے حملہ کرکے پہلے اس شخص کو تہ تیغ
بیدریغ کیا اور دوسرے کے چہرہ پر اپنی تلوار کا زخم لگایا اور پھر ان سواروں کی طرف
بڑھا جو انپر حملہ آوری کے ارادہ سے بڑھے چلے آتے تھے - اس نوجوان رستم توانا
کی باد رفتار نے ان دو سواروں کے گھوڑے سے ٹکر کھائی اور یہ شیر نیستان بے اختیار
نیچے گرا - قدرت خدا دیکھئے کہ یہ گرنا ان کی جان بچانے کے واسطے سامان ہوا کیونکہ
ان دونوں مفسدوں نے زخم کاری شمشیر براں کی انپر چلائی مگر ان کا گرجانا ان کی
سپر جان ہوا اور وہ ہلاکت شدیدہ سے بچ رہے تاہم ایک ہلکا سا زخم ان کی قمیص پر

بائیں بازو کے پیچھے تک پڑ گیا اور اس فراغ ہمام کو قتادہ بڑا سے تحسین کیا ہلز کچھ عرصہ
مدہوش پڑا رہا وہ سوار اُن کو مردہ سمجھ کر پاس سے گذر گئے تھے مگر جب ہوش میں آیا تو اس
نے پھر اپنی تلوار سنبھالی جو دس گز کے فاصلہ پر پڑی ہوئی تھی اور اسکو پکڑ لینے پایا ہو تھے
قبل اس کے کہ انہیں پیچھے پانڈیوں سے مقابلہ کرنا پڑا انہیں سے وہ سوار بادرفتار
تیسرا پیدل مرد میدان اور یہ وقت و مقام جس دقت اور مشکل کا ہے ہر ایک شخص اندازہ کر
سکتا ہے مگر ہلز نے ایسا انتظام کیا کہ اُن کو تفصیل وار منفرد ہیں پیکار کیا ؛

پہلے آدمی کو تو انہوں نے خنجر خونخوار کے زخم ہلاکت وثار سے عرصہ زمین سے روپوش زمین
پر گرا دیا اور جب دوسرے نے انپر حملہ کیا اور اس کی برچھی ابھی آرام ہی پہنچی تھی تو ہلز صاحب
نے بڑی حکمت عملی سے اسکے بھونک کی حفاظت کی اور جھولا دی اور چوٹ سے اس کے
بھی زمین کی ہری سے عرصہ نبرد کا منہ دکھایا اس جوان کو سخت زخم سر اور منہ پر لگا مگر
پھر بھی تو جنبر ہلز کی طرف بڑھا مگر شیر انگلنڈ نے اُسے دشنہ خون نوش کے ایک ہی
وار سے گور غریبان میں لٹایا ؛

اس مخالف سے ابھی فراغت ہی ہوئی تھی کہ انپر تیسرا جو سب سے تیز و تند اور
ہولناک تھا کیونکہ وہ جوان اور قوی طاقت آن پڑا ؛

ہلز صاحب اب تھک گئے اور بارانی نے بھی اُن کا دم بند کر دیا جو اس جنگ
وجدال میں سخت کڑے طور سے اُن کے گلے میں لپٹ گیا جو زخم ہلز نے اپنے حریف پر
لگایا اُس نے اُسے روک لیا اور پانڈے نے دوڑ کر اور تلوار کا قبضہ پکڑ کر اُن کے
ہاتھ سے چھین لی اب بغیر مشک خالی اُن کے پاس کچھ نہ رہا اور انہوں نے اب وہ فن کھیلنا
شروع کیا جو انہوں نے ایڈسکومب میں بڑی محنت سے سیکھا تھا سر پر گھونسہ مارنا۔ اس
آدمی کو بہت کم نقصان پہنچا سکتا تھا جس کے ہاتھ میں شمشیر خونخوار ہو۔ ہلز صاحب
اُس کے لڑنے میں مشغول تھے اور عنقریب تھا کہ اُن کی جان پر کوئی صدمہ پہنچا مگر حسن اتفاق
سے میجر ٹومب صاحب نے تیس گز کے فاصلہ سے پستول کی گولی سے اُن کے حریف
مقابل کو مار ڈالا ؛

مگر ہلز صاحب کی اشتہائی جنگ، ابھی منطفی نہ ہوئی تھی ان دو افسروں نے
کسی قدر عرصہ کے بعد اپنی کھلی توپوں کی حفاظت کے واسطے لوٹ کر دیکھا کہ وہ آدمی جن
کو وہ مردہ سمجھے ہوئے تھے اس پستول کے ساتھ آرہا ہے جو ہلز نے جلدی سے اپنے
قاتلوں پر پھینکا تھا جب کہ وہ اُن کے جنگ و جدال میں مصروف تھا۔ جوان افسر اُس کے

کے پیچھے دوڑا اور اپنے حسام خون آشام سے اُس پر زخم لگایا مگر پانڈے کمال ہوشیاری سے ایک طرف اچھلکر بچ گیا اور اسی حالت میں ہلز صاحب کے سر پر زخم شدید پہنچایا ٭

افسر متذکرالذکر پاؤں پر اُچھلا اور اپنے حریف کو سکاٹا ہُوا قریب آیا اُس کے ہاتھ کو ساعد سے جدا کیا۔ میجر ٹومس اب پہنچگئے اور اُنہوں نے اس دلیر دیسی کو ملک عدم کا راستہ دکھلایا۔ ان ہر دو بہادران توپخانہ کو وکٹوریہ کراس کا تمغہ عطا ہوا اور ان دونوں نے بعد میں بڑی بھاری امتیازیں حاصل کیں سر ہنری ٹومس جو سپاہیانہ اوضاع و اطوار اور ظاہری شکل و شباہت کی جان تھے چند سال ہوئے ہیں کہ درد کی بیماری سے فوت ہوگئے ٭

اسی اثناء میں سواران باغی نے سوار ہوکر اور توپوں سے گذر کر مشہور مدفن یگون کا تاقب کیمپ کی دائیں جانب کیا مگر چونکہ وہ اس امر میں غلطی کرگئے کہ دیسی اسپی توپخانہ کو اپنے ساتھ شامل نہ کیا۔ کپتان فیگن افسر توپخانہ نے چند توپ جلدی سے جمع کرکے اُن کو واپس بھگادیا۔ اسی اثناء میں باغیوں نے اتواپ موجودہ دیوارہائے شہر اور جنگی اتواپ میدان سے گولہ باری شروع رکھی اور اُدھر باغیوں کی جماعت نے جو مقامات کے احاطوں اور باغات میں مامور تھی ہمارے توپخانہ اور سبزی منڈی والی پکٹ پر آتش فشانی شروع کی اُن کے اخراج کے واسطے ایک دستہ فوج بنایا گیا جس کا افسر اعلےٰ جنرل چیمبرلین تھا اور اُن کے ہمراہ لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر تھے اس فوج میں رجمنٹ ہائے ذیل شامل تھیں :- میجر سکاٹ کا اسپی توپخانہ - ۸ ویں اور ۶۱ ویں رجمنٹ پیدل اور ۴ سکھاں کے جس قدر جوان میسر آچکے - غرضیکہ کل ۷۰۰ پیدل اور ۶ توپیں جن کی آمدن اثنائے راہ میں سیڈگرا ورتھ اور ۲ کمپنی ۶۰ ویں رائفل بماتحتی لفٹننٹ کرنیل جونس نے کی - پیدل پر بریگیڈیر جونس حکمران تھے چونکہ یہ دستہ فوج متواتر اور شدید بارش میں سبزی منڈی کے راستہ سے روانہ ہوا - میجر ریڈ کمان افسر پلٹن سرمور کو ہدایت ہوئی کہ وہ پہاڑی پر ہندو راؤ کی کوٹھی والی پکٹ سے اُتر آویں اور اس پیدل سے مشارکت کریں جو پکٹ کلاں سے دستیاب ہوسکیں - باغ کے گنجان درختوں سے باغیوں کو بلا دقت نظر کے مگر بعض سراؤں میں اُنہوں نے اس زور

سر ہنری ٹومس جو ایک بانکا اور سمجھدار سپاہی تھا اور جو نیک صفات تھا چند سال ہوئے کہ نہایت تکلیف سے جان بحق ہوا ٭

دشمن سے مقابلہ کیا کہ بجز سخت نقصان کے اُن کا اخراج ممکن نہ ہوا ۔

نارمن صاحب کہتا ہے کہ اُس دن کی فتح بالخصوص تجربہ میجر سکاٹ کے توپ خانہ کے سبب سے ہوئی جس نے زبر آتشبازی شدیدہ دشمن کا منہ پھیر دیا ۔ گیارہ آدمی اس چھوٹی سی جماعت کے طعمہ باز اجل ہوئے ۔ سرکار انگلشیہ کا ایک افسر اور چالیس مردان تہور آزما کشت زار قتال میں قربان تخت قیصرہ ہند ہو گئے اور آٹھ افسروں اور ۱۳۳ جوانوں نے غازہ جراحت سے چہرۂ امید کو رنگین کیا ۔ غنیم کے پانسو مقتولوں کی خبر سرکاری طور پر ملی ۔

یہ پہلی سخت لڑائی ہے جس میں رابرٹس صاحب بہادر مصروف پیکار ہوئے اور اس سے اُن کی ہوس جدال کو وہ جرأت وہمت حاصل ہوئی کہ چند روز بعد جب ایک اور تماشا معرض ظہور میں آیا تو وہ اُس عین ہنگامہ میں پہنچا اور ایسا زخم مہلک کھایا کہ قریب تھا کہ یہ نہال بارور شجاعت و شہامت چشم زخم زمانہ ناہنجار اٹھاتا مگر تریاق تھا ۔ اس اولوالعزم دوران سے ملک اور ملک کے اہم کام متعلق تھے اشرار کے شرارہ اسی کے آب تیغ جوہردار سے منطفی ہونے تھے اور کئی مفسد اسی کے دشنۂ بران کی ضرب سے خاک مذلت میں سونے تھے باغیوں کے ہولناک زخم ان کے عزیز اور سینہ جان پر صدمہ نہ لگا سکے ۔

کیمپ کی زندگی کی تکالیف شدت برشگال سے زیادہ بڑھ گئیں جس نے انگریزی پلٹنوں کی تونچیر کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا اور اُدھر مہیب افعی وبال ہیضہ جانستان نے فوج کی ایک عشر تعداد گھٹانے پر کمرہمت باندھی ہوئی تھی ۸ ویں اور ۶۱ ویں رجمنٹ کے جوانوں نے بالخصوص سخت مصائب برداشت کئے ۔ اس امر کی اطلاعیں وصول ہوئیں کہ باغیوں نے اس امر سے جرأت حاصل کر کے کہ آگرہ کی چھاؤنی کو نیچ کی بریگیڈ نے تباہ و برباد کر دیا ہے یہ قسم کھائی ہے کہ وہ پہاڑی پر توپوں کو چھین لینگے ۔ اور ہندو راؤ کی کوٹھی میں جو کلید مقام انگلشیہ تھی حقوں کا دھواں اڑائینگے اور عیش و عشرت مناینگے ۔ اس جگہ کو میجر ریڈ صاحب نے صرف پلٹن سرمور اور دو کمپنی ۶۰ ویں رائفل سے بہ ایام محاصرہ تمام اپنے قبض و تصرف میں رکھا ہوا تھا ۔ بنا بریں مفسدین ایک بڑی بھاری جمعیت سے جو مور و ملخ سے زیادہ تھی ۔ ۱۵ جولائی کی صبح کو موچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے نکلے اور دائیں جانب کے توپ خانہ پر حملہ آور ہوئے ۔ بہت گھنٹوں تک توپوں کے گولوں کی دنک اور بندوقوں کی گولیوں کی چمک متواتر اور سخت تیز و تند تھی ۔

[illegible] ایسے ایسے نازک وقتوں میں بچانا چاہتا ہے تاکہ اس سے بڑے بڑے
[illegible] عہدہ [illegible] میں شہرت دائمی سمجھتے تو چونکہ یہ عالم اسباب
[illegible] کارناموں سے [illegible] میں قدرت میں مکنون ہے وہ عرصہ
[illegible] اسباب پیدا کر دیتا ہے تاکہ جو کچھ مشیت [illegible]
[illegible] میں چلو [illegible] اسے گولی لگی تو انہوں نے مضروبہ مقام کی طرف سر پھیرا اور
[illegible] تھوڑے عرصہ تک اسے معلوم بھی نہ ہوا کہ یہ کیا چیز تھی ڈاکٹر نے لفٹنٹ رابرٹس صاحب
[illegible] اجازت دی اور یہ امر ان کے واسطے سخت ہی دشوار
[illegible] اپنے خیمہ میں چپ چاپ نہ بیٹھ سکے اور اکثر توپ خانوں کو دیکھ آیا کرتے تھے
دشمنوں کا نقصان ۱۴ جولائی کو بہت بھاری تھا جس کا تخمینہ ایک ہزار آدمی تک کیا گیا
ہے اور کئی گھنٹوں تک دیکھا گیا کہ وہ اپنے مردوں کی لاشوں کو گاڑیوں پر لاد لاد کر شہر
کے اندر لے جاتے تھے :

کمانڈر انچیف کے عہد میں اب ایک اور انقلاب واقع ہوا جنرل ریڈ نے جو اسی روز
سے بیمار تھا کہ جب ۸ جون کو وہ شامل فوج ظفر موج انگلشیہ ہوا استعفا دیا اور اپنا چارج
بریگیڈیر آرکڈیل ولسن صاحب کو دیا جو توپ خانہ کا حکمران تھا اس افسر پر فوج کو بڑا
بھاری اعتماد تھا کیونکہ انہوں نے ۳۰ اور ۳۱ مئی کی لڑائی میں بمقام ہندان بڑی
دانشمندی اور فنون جنگ میں مہارت دکھلائے اور صرف سات سو آدمیوں سے باغیوں کی فوج
کو جو اس سے سات گنا زیادہ تھی شکست فاش دی کیمپ میں ان سے اعلے حقوق والے
افسر بھی موجود تھے مگر وقت ایسا نازک تھا کہ ان امور اور خیالات کا کچھ وزن دو وقعت
نہ تھی اب سب میں بڑا حقدار جنرل چمبرلین تھا اور ان کو بالاتفاق عامہ انتخاب کیا جاتا
مگر افسوس کہ ۱۴ جولائی کے سخت زخم نے انہیں باقی ایام محاصرہ میں سخت خدمات جنگ کے
قابل نہیں رہنے دیا تھا حتی کہ وہ اپنی جاری و مجریہ خدمات ایجوٹنٹ جنرلی سے بھی معذور
تھے اس عہدہ کو اعلے لیاقت اور کامیابی سے لفٹنٹ حال سر ہنری نارمن صاحب
نے انجام دیا :

۱۷ جولائی کو آخری محاربہ عظیم سبزی منڈی میں واقع ہوا کیونکہ اس عرصہ تک
انجینیروں نے کل باغات و احاطہ جات سرائے وغیرہ ان مقامات سے صاف کرا دی تھیں
جنہیں پکٹ ہائے انگلشیہ مقیم تھیں اور ادھر وہاں سے ہندو رائی کی کوٹھی کی بلندی
تک شاہراہ مکمل کیا گیا شہر سے بہت ہی قریب کی چوکی تھی جو ایک پورا تا مندر ہے اور
جسے یورپین مسمی ناقوس کہتے ہیں اور پہاڑی سے کسی قدر ڈھلوان پر موری برج

کے چھرہ کی مار سے ۹۰۰ گز کے فاصلہ کے اندر واقع ہے زیادہ مضبوطی کی گئی اور فوج محصورہ کے سایہ کا انتظام کیا گیا ہندو پہاڑی پر بھی مستحکم جنگی توپیں عمدہ موقعہ پر چڑھائی گئیں اس طرح بنگال توپ خانہ کی فرائض و خدمات بہت بڑھ گئیں تھیں ایسا گرُوہ گولندازوں کا تھا کہ اُن کا عدیم و سہیم وعدیم تھا اور اگر نئی بھرتی والے سکھ توپ خانہ اور یورپین رجمنٹوں کے والنٹیر امداد و اعانت نہ کرتے تو ممکن نہ تھا کہ توپ خانہ سے کام لیا جاتا ۔

ان مشترکہ فرائض و خدمات میں جب کبھی موقع ہوا لفٹنٹ رائیس صاحب بہادر نے کمال ہمت شمشیری اور دلاوری سے حصہ لیا جس سے کہتے ہیں کہ تماشا سازوں کو اپنے شام کی دنتا تو قصا فرصتوں میں اپنے بھائیوں کی حرفت کاریوں کی ترغیب ہوتی ہے ۔

۲۰ جولائی کو ایک دستہ فوج نے لیبر کردگی لفٹنٹ کرنیل سیٹن سی بی متعلقہ ۳۵ ویں دیسی رجمنٹ جو ایک اعلیٰ لایق فایق اور جانبازی کا شایق افسر تھا اور جس نے سر رابرٹ سیل کے ماتحت جلال آباد کے تمام محاصرہ میں خدمات نمایاں کیں تھیں گشتی معاینہ کیا اور اس کے تین دن بعد ایک مضبوط اور طاقتور فوج بریگیڈیر پیشاور کے ماتحت اس دشمن کو ہٹانے کے لئے روانہ کی گئی جو کاشمیری دروازہ سے نکل کر لڈلو کیسل پر متصرف ہو گئے تھے اور پکٹوں کو جنگی میدانی توپوں کی گولہ باری سے ستاتے تھے تھوڑی سی جنگ شمشیر کے بعد دشمن پسپا ہوا ۔ انگریزی افسروں میں سے کرنیل سیٹین و ڈراٹ کپتان موتی صاحبان کمان افسر ایک ترپ اسپی توپ خانہ جس کی کمان کپتان بلنٹ کے سپرد ہوئی تھی ۔ حریف مخالف نے اسوقت بڑی بہادری دکھلائی اور یکم اگست کی رات کو ایک قوی طاقت گروہ معہ اتواپ وغیرہ غبار ہا جو دہلی سے گذشتہ روز اس ارادہ سے چلی تھی کہ کیمپ کے عقب میں پہنچ جاویں واپسی پر مضافات کشن گنج کی طرف چڑھی اور پہاڑی کے عین دائیں جانب حملہ آور ہوئی اور اُن شاہراہوں کے قریب آ گئے تھے جو سبزی منڈی کی کوٹھی سے ملائے گئے تھے) قریباً ۱۲۷ جوان ہندو راؤ ہاؤس کی دائیں جانب ایک سمت میں سامنے گئے گئے ۔ اب باغیوں نے اپنی عنان عزیمت انگریزی مقام کے ستانے کے واسطے پکٹ کی طرف منعطف کی جو بالکل بائیں جانب دریا کے قریب اور لڈلو کیسل اور قدسی باغ کے سامنے مقیم تھی ۔

۱۲ اگست کی طلوع آفتاب کے وقت ایک دستہ فوج اس ارادہ سے بڑھا کہ اُن کو اُن کے مقام سے نکالے اس دستہ پر بریگیڈیر شاور حکمران تھے اور اُن کو کامل کامیابی

نصیب ہوئی گو نقصان بھی اچھا ہوا ۔ سخت زخمیوں میں نہایت اعلےٰ افسر بریگیڈیر پشاور سے اور میجر کوک کمان افسر اول رجمنٹ پیدل یا کوکس رایفل تھے ؛

اسی اثناء میں سر جان لارنس صاحب بہادر ہر ایک تار و پود کو دہلی فوج کی قیا کی تیاری کی امداد کے واسطے کھینچ رہے تھے کیونکہ اُنہوں نے اپنی ذہانت کاملہ اور فطانت قابلہ سے معلوم کر لیا تھا کہ باغیوں کی صدر مقام کی شکست پر سلطنت کی سلامتی منحصر ہے ؛

صوبہ پنجاب کو سپاہ سے خالی کر کے صاحب ممدوح نے بریگیڈیر جنرل نکلسن کو جنرل ولسن کی امداد کے واسطے ایک بریگیڈ مسلح حسب ذیل کی سرکردگی سے روانہ کیا رجمنٹ ۵۲ چھ سو سنگین بردار ۔ باقی کا جناح ۶۱ ویں رجمنٹ اور ربون چاٹرس لائیٹ فیلڈ باٹری ۔ نکلسن صاحب اس دستہ فوج کے آگے آگے ۸ ۔ اگست کو کیمپ میں داخل ہوئے اور اُس رات اُنہوں نے صدر مقام کی مسکوٹ میں کھانا کھایا ۔ مسٹر گریتھیڈ* صاحب اُن کو عمدہ خوش لقاء آدمی بیان کرتے ہیں جو اگر ممکن ہوتا تو کبھی بھی گفتگو نہ کرتے ؛

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مندجائے چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کھولے

اپنی بریگیڈ میں شامل ہوتے کے لئے لوٹنے کے وقت اُس نے کیمپ کی طرف ڈھول بجاتے ہوئے اور علم فتح لہراتے ہوئے انعطاف عنان با شوکت و شان کیا ۔ نکلسن کے واقعات کی تمام کیمپ نے اطمینان کے ساتھ تعریف کی کیونکہ معرکہ کارزار کی جدال و قتال میں اس جنرل کی بڑی شہرت و عزت مثل اُس کے برادر افسر جنرل نیول چیمبرلین کے شہرہ آفاق ہے بلکہ یہ بہادر شیر دل خرم و احتیاط میں زیادہ یگانہ و طاق تھا ۔ دونوں نے مدرسہ پنجاب میں اور افسروں کی طرح جو اُسوقت دہلی کے مقابل موجود تھے تربیت پائی جیسے کہ نامور ہاڈسن و کوک و ڈیلی و برائن و والش اور رابرٹس صاحب بہادر تھے ؛

* خطوط مسٹر ہروے ہارس گریتھیڈ کمشنر و پولیٹیکل ایجنٹ ہمراہی جنگی فوج دہلی کو جو ۱۹ ستمبر کو دہلی کی دیواروں کے سامنے قتل ہوئے اُن کی بیوہ زوجہ نے دوبارہ مطبوع کر دی جو اس قابل یادگار جنگ کے لئے عمدہ تاریخ ہیں وہ ان تین بھائیوں سے ہیں جنہوں نے دہلی کے مقصد میں خدمات نمایاں کیں ۔ دوسرا کرنیل (مرحوم جنرل سر ایڈورڈ) گریتھیڈ کمانڈنگ رجمنٹ ۸ ۔ اور لفٹنٹ ولبر فورس گریتھیڈ متعلقہ بنگال انجنیرس جو ۱۴ ستمبر کی لڑائی میں سخت مجروح ہوئے ؛

۲۵ اگست کو نکلسن صاحب نے طاقت کاملہ اور قوت شاملہ سے کہ جس میں ۱۶ توپیں اور ۲۰۰۰ یوروپین پیدل تھے نجف گڈھ کی طرح جنبش دلاورانہ اور حرکت بہادرانہ کی اس سمت پر غنیم کی بڑی بھاری جمعیت نے اس ارادہ سے کوچ کیا کہ سلسلہ محاصرہ کو جو فیروز پور سے بہمراہ بدرقہ ناتواں روانہ ہوا تھا راستہ میں مزاحمت کریں ۞

صاحب ممدوح نے رابرٹس صاحب بہادر سے درخواست کی کہ میرے ہمراہ بطور سٹاف افسر کے چلو مگر جب متاخر الذکر افسر نے التماس حسب الایماء کی تو ڈاکٹروں نے اس اجازت کی اجابت سے انکار کیا کیونکہ ان کا جراحت شدیدہ ابھی بکلی مندمل نہیں ہوا تھا ہمارے رستم زماں نوجوان پہلوان کے لئے یہ امر باعث دل شکنی اور مایوسی ہوا نکلسن نے کامل و اکمل کامیابی حاصل کی اور باغیوں نے ۱۸ سے ۲۳ توپوں کا نقصان اٹھا سخت شکست فاش کھائی ۞

۲۶ اگست کہ جس دن یہ جنگ وجدال اور کارزار قتال منصہ وقوع میں آئی اور بہادران خونخوار نے اپنے قوت بازو سے نبرد گاہ میں دھوم مچائی - دشمن بغاوت کیش اور عدوی طغاوت اندیش سپاہ جرار اور فوج کرار بے شمار کی جمعیت سے دہلی باہر نکلی بدیں امید کہ ہم کیمپ کو فوج ظفر موج انگلشیہ سے خالی کرا دینگے مگر قدرت دادار اور ہمت یلان شجاعت دثار سے پراگندہ خاطر پسپا ہوئے اور نقصان شدیدہ کے تحمل پر مجبور ہوئے ۞

۴ ستمبر کو سلسلہ محاصرین پہنچگیا اور چونکہ کل متفرقہ اعانتی افواج بھی پہنچ چکی تھیں کل تعداد فوج ٭ بشمولیت لشکر و گاڑیابان اتواب ۸۷۴۸ تھی جن میں سے یوروپین حسب تفصیل ذیل تھے - توپخانہ ۵۸۰ رسالہ ۴۴۳ پیدل ۲۲۹۲ - ان کے علاوہ ہسپتال میں بیمار ۱۹۷۷ تھے - بیماری نے یہاں تک اپنی بھیانک صورت دکھائی کہ بعض یوروپین رجمنٹوں صرف ڈھانچہ ہی ڈھانچہ رہ گیا تھا - رجمنٹ نمبر ۵۲ لایٹ انفنٹری میں جس کو آئے صرف تین ہفتہ ہوئے تھے ۶۰۰ جوان تھے مگر بوجہ علالت شاملہ صرف ۲۴۲ جوان قابل کارزار تھے ۞

اس سلسلہ محاصرین میں ۴۰ بھاری توپیں تھیں اور ہاوٹزرز بھی ۱۰ بھاری اور ۱۲ ہلکی بان جن کے ساتھ چند کمپنیں گولندازوں اور توپ خانوں کے نوجوانوں کی تھیں ان کے علاوہ

٭ اس تعداد میں کشمیر کنٹنجنٹ شامل تھی جو بہمراہی میجر (حال لفٹنٹ جنرل) آر لارنس یہ تعداد دو ہزار دو سو آدمی کے آئی تھی ان کے ساتھ چار توپیں تھیں اور کتنے سو آدمی راجہ جیند کے ہمراہ بھی آئے تھے ۞

۴ ترپ اسپی توپ خانہ (ایک میجر ٹومنس کا جس میں صرف ۴ توپیں تھیں) اور دو فیلڈ بائٹری تھیں - انجنیروں کی جماعت اور طاقت تھوڑی تھی یعنے صرف ۴۰ تعلیم یافتہ سپاہی تھے مگر جن افسروں نے حملہ کی تجویز کی تھی وہ اپنی حرفت کے علوم وفنون میں عدیم السہیم تھے ان میں کپتان (اب سر) ایلیگز نڈر ٹیلر صاحب تھے جو حملہ کے راہ نما تھے - اسی افسر پر تمام حملہ کی ذمہ واریٔں منحصر تھیں کیونکہ اُن کا اصلی افسر مجروح ہو چکا تھا اور ایک دستہ نوجوان افسروں کا تھا جن میں لفٹنٹان ساکلڈ و ہوم و مالسل و گریتھیڈ بھی شامل تھے کوئی رجمنٹ ایسے افسروں کے وجود پر اِن سے زیادہ نازاں نہیں ہوسکتی - انجنیئر پارک میں ماتحت لفٹنٹ سپراٹلو متعلقہ بنگال انجنیری محنت سے سامان جمع ہو رہا تھا - دس ہزار لکڑی کی بوجھ اور اسی قدر ٹوکرہ اور ایک لاکھ ریت کی تھیلی معہ زینوں اور دیگر ضروریات کے تیار ہوئی - جنرل صاحب نے جو تجویز کی وہ یہ تھی کہ دشمن کے توپ خانہ جانب مابین برج موری اور کابلی دروازہ کے روکا جاوے اور اصل حملہ بائیں جانب درمیان کابلی دروازہ اور دریائی برج کے جو دریا کے قریب ہے بڑھایا جاوے جہاں صف عساکر محفوظ تھی اور عمدہ سایہ تھا - موری وکشمیری اور دریائی برج بڑے مضبوط تھے اور پردہ کی دیواریں جو اُن سے متصل تھیں ۲۴ فیٹ بلند تھیں - اور اُن کی حفاظت خندق ۱۶ فیٹ عمیق اور ۲۰ فیٹ وسیع اور دہاں ۸ فیٹ بلند جن پر پتھر اور ڈھلوان پشتوں سے مضبوط کی ہوئی تھی کرتی تھی ؛

۷ ستمبر کی شام کو توپ خانہ ۱ اس اشراغ موری برج سے سات سو گز کے اندر لگا اور دوسری صبح سے پہلے مسلح ہو گئے - توپ خانہ کے دو حصے بنائے گئے - دائیں جانب ۵ - ۱۸ پاونڈر اور ایک ۸ انچہ ماوٹر برج کے خاموش کرانے کے لئے اور بایاں حصہ ۴ - ۱۸ پاونڈر اس واسطے کہ کشمیری برج کی بالخصوص مزاحمت کرے اس توپ خانہ کے دائیں جانب کے حصہ پر جس نے دشمن کو جب اُس نے اسپر آتشبازی کی خاموش کرنے میں کامیابی حاصل کی میجر اب جنرل سر جیمز برڈ صاحب جو ایک بڑا بہادر دلاور اور لایق افسر تھے اس صاحب نے پیدل توپ خانہ کی حکومت ایام محاصرہ کُل میں ۱۰ جون سے کی اور پھر جنرل ویلیول اور سر کامن کمبل صاحب کے ماتحت خدمات نمایاں کیں کام پر تعینات ہوتے رہے - اُن کی توپیں موقعہ مناسب پر ہو گئیں اور میجر برنڈ صاحب کی مشق نے قابل دید اثر موری برج پر کیا ؛

مسٹر گریتھیڈ صاحب اپنے خط مورخہ ۹ ستمبر میں تحریر فرماتے ہیں میجر برنڈ کی ۱۰ توپیں کام پر ہیں اور موری اور کشمیری پر آتشبازی کرتی ہیں - موری پر جو قریب

ہے تاثیر کافی ہے - ہر ایک گولہ گھروں پر مار کرتا ہے اور گرد و غبار آسمان کو اُڑتا ہُوا دکھائی دیتا ہے اور بان اندر گھروں کے پھوٹتے ہیں

دوسرا توپ خانہ جس کا ٹھیک پتہ بطور ۲ کے ہے اس توپ خانہ کی طرح خاص فایدہ کا ہے کہ جس میں لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر نے تمام ایام گولہ باری میں خدمات دکھلائیں - ۲ توپخانہ شام کے وقت ۸ ستمبر کو شہر کی دیواروں سے (لڈلو کیسل سے آگے بڑھ کر) چھ سو گز کے اندر بنائی گئی - اس جگہ کو بڑے تعجب کی بات ہے کہ باغیوں نے بلا روک ٹوک ہمیں زیر تصرف لانے دیا - ایک انجنیئر افسر جسکے صریح حالات معاملات محاصرہ مطبوعہ لاہور کرانیکل بنام نوم ڈی پلوم آف ڈلی اور لفٹننٹ نارمن صاحب کے نہایت قابل ولایق سرکاری واقعات تواریخ کے ہم ممنون احسان ہیں اپنا رائے ظاہر کرتا ہے کہ یہ کاہلی دشمن کی اس یقین کی وجہ سے تھی کہ حملہ دایئں جانب ہوگا جہاں کل لڑائیں آجتک واقع ہوئیں اور جہاں اکثر پورا نے توپ خانہ قایم کئے گئے تھے لڈلو کیسل اور قدسی باغ میں بڑی طاقتور دستہ افواج قابض تھی اور بائیں جانب کے حملہ کی کافی امداد اور وافی سہارا تھا - ۹ تاریخ کو دشمنوں نے اپنی بندوق سے جنگل کی طرف سے ان موقعوں پر آتشبازی شروع کی اور گولیوں اور بانوں سے دریائی اور کشمیری برجوں سے کارروائی آغاز کی مگر باٹری کی تکمیل کا کام جاری رہا اور ۹ اور ۱۰ کی رات کو یہ مکمل ہوا اور کسی قدر مسلح بھی ہو گئے ۲ باٹریز کے بھی دو حصہ تھے ایک بائیں جانب کہ جن پر ۹-۲۴ پاونڈرز زیر حکم میجر کیمبل مقرر ہوئیں ان کی آتشبازی کا یہ ارادہ تھا کہ کشمیری اور دریای برجوں کی درمیانی پردہ اُڑائے جاویں جو پہلے ہی سے بہت قریب بائیں جانب تھی اور دائیں اور بائیں جانب کے دمدموں کو کسی قدر فاصلہ تک توڑ دیا جاوے تاکہ مسکرای کے واسطے کوئی سایہ نہ رہے - لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر نے بعد حصول اجازت ۲ باٹری کے اس حصہ میں خدمات کرنی شروع کیں اُن کی ہمت رستمانہ نے نہ چاہا کہ وہ اپنی توپوں کی آتشبازی کی تاثیر کو صبر سے مشاہدہ فرماویں حالانکہ اُن کی خدمات فن ان کے سرباہی کے کام آسکتی تھیں -

مثل خونخوار ہاتسپیر کے - بوقت یاس دہراس آں

جوانی وشبیری

بعزم پلیتی گروہ منش بالا

۲ باٹری کا دوسرا حصہ جو دائیں سمت کو دو سو گز کے فاصلہ پہ مامور تھا میجر کی صاحب

بہادر اُس کے کمان افسر تھے اور اُس میں سات ۸ انچہ ہاوٹزر اور دو ۱۸ پاونڈر موجود
تھیں اور اُسکا فرض تھا کہ پہلے حصہ سے اشتراک بالفعل کرے۔ ۱۰ ستمبر کے تیسرے پہر
میجر بریڈ کی باٹری کے داہنے حصہ پر کہ جس میں ۴ توپیں تھیں اور جسپر خاص میجر کی صاحب
بہادر حکمران تھے ایک سخت صدمہ پہنچا جس کا ذکر یہاں اسواسطے ضروری تھا کہ لفٹنٹ
رابرٹس صاحب بہادر بھی اس حصہ میں مصروف کارزار تھے۔ میجر بریڈ یوں تحریر فرماتا ہے:
۱۰ ستمبر کو میری باٹری کے بائیں حصہ کو دشمنوں کی آتشباری نے تباہ کر دیا اور اگر ہم اُس
کی توپیں اور میگزین کو متصلہ نالی کی پناہ میں نہ لے جاتے تو ہم ضرور بھیانک نتائج کے متحمل
ہوتے اور تاید بوجہ آتش افشانی غنیم جو زیادہ زور و شور تھا تحمل کیا جس سے اکثر اموات
وقوع میں آئیں۔ خوش قسمتی سے باٹری کے اُس حصہ کا کام بانتیجہ ثابت ہوا اور چونکہ
لڈلو کیسل باٹری کے واسطے توپوں کی بہت جلد ضرورت تھی میجر [illegible] کو ہدایت ہوئی
کہ اُن کو اپنے چارج میں لے لے۔ اس لائق افسر نے میری امداد کا ادعا کیا تاکہ ایک بڑا
بھاری کام رات کے عرصہ میں مکمل کیا جاوے اُسکے ہمراہ لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر
بھی تھے اور افسروں اور سپاہیوں کی ان بیجان کوششوں اور محنتوں سے توپیں مشکل
زمین پر بلاوقوع کسی واقع یا سانحہ کے گذر گئیں گو بعض قابل تاریخ واقعات سے
یہ رات مملو تھی جو محاصرہ کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے یادگار زمانہ رہینگے۔

۱۰ ستمبر کی رات کے درمیان باٹری نمبر ۲ کے مسلح کرنے کا کام بریڈ باٹری کی
۱۸ پاونڈر توپوں کے پہنچنے پر مکمل ہوا اور باٹری نمبر ۲ پر بھی ۶ توپیں ۱۸ پاونڈر زیر
کمان میجر سکاٹ دریائی برج سے ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر چڑھائی گئیں۔ جس ہمت و
دلاوری سے یہ کام بشدت آتشباری پر اختتام کو پہنچا مابعد آنے والے کام کا پیش خیمہ تھا
باٹری نمبر ۳ زیر حکم میجر ٹومبز جس میں دس بھاری ہاون تھے اُسی اثناء میں بمقام قدسی باغ
تکمیل کو پہنچا غنیم نے جو اُس ہٹ کے حلقہ کے توڑنے کی تجویز کی جو اُن کی مفتخرہ اندفاعی
مقام کے گرد دایرہ بند تھا یہ تھا کہ اُنہوں نے آگے بڑھ کر مورچہ متوازی ان باٹریوں کے
باندھا جو اُن سے ۳۵۰ گز کے فاصلہ پر تھا اور یہاں سے وہ تا باقی ایام محاصرہ سخت
آتش فشانی کرتے رہے اور مضافات [illegible] کے کھلے میدان میں چند توپیں لاکے
جنہوں نے نمبر ۱ و ۲ باٹریوں کو اپنے تابڑ توڑ حوالہ سے تکلیف دیتے رہے۔ قبل اس کے نمبر ۲
باٹری کی توپوں نے شعلہ باری شروع کی کشمیری دروازہ سے ایک حملہ ہوا جسکو ہماری فوج
ظفر موج نے پسپا کیا اور غنیم نے سخت نقصان اُٹھایا اور متواتر علی الاتصال آتشباری

مقابل کے مورچوں سے شروع رہی ایک حصہ پنجاب رائفل کا زیر حکم لفٹنٹ نکلسن برادر خورد جنرل صاحب بہادر ۵ سے ۱۴ تک اس باڑی کی حفاظت و نگاہبانی میں مصروف تھا۔ یہہ فوج آگے بڑھ کر چھوٹی سی دیوار کے ساتھ صف زن ہوئی اور اُن کی محفوظ فوج جنہیں ان کے باقی نے جوان اور کچھ یورپین پیدل تھے لڈلو کیسل میں مقیم تھی اور توپخانوں کی حراست کے واسطے بھی منتخبہ پیدل فوج معین تھی۔

جب سب سامان تیار ہو چکا تو بائیں جانب پر حملہ کرنے کے واسطے توپخانوں نے ۱۱ تاریخ کو ۴ بجے اُسوقت گولہ باری شروع کی کہ جب نشانات شگاف کا ۹ - ۲۴ پاونڈر توپوں سے کہ جن میں لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر مامور تھے دیا گیا۔

مندرجہ بالا انجینئر افسر کا بیان ہے کہ جب یہ شگاف ہوئی تو دیواروں کے بڑے بڑے ٹکڑے اڑا گئے جو کام کہ کئی گھنٹوں میں ہو سکتا تھا۔

کاشمیری فوج نے جواب دینے کا ارادہ کیا مگر بہت جلدی ہماری فوج نے اسے خاموش کرا دیا اور توپخانہ نمبر ۲ کے دونوں حصوں نے کام بہت عمدہ کیا اور برج اور متصلہ پردہ دیوار کی دھجیاں اڑا دیں۔ آتش کی بارش تمام دن کمال استقلال سے برستی رہی اور شام کے وقت لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر ایک سخت حادثہ جانستاں سے بچ گئے۔

وہ صاحب اور اور افسران توپخانہ یعنے میجر کیمبل اور کپتان (حال جنرل سر ایڈورڈ) جانسن دمدمہ کے پیچھے لیٹے لیٹے اخبار کا کاغذ پڑھ رہے تھے کہ اودھر سے ایک بوچھاڑ گولوں کی دمدمہ کو لگی - ایک گولہ تو میجر کیمبل صاحب کی ران میں لگا یہ صاحب باہر لیٹے ہوئے تھے زخم سخت تھا حتیٰ کہ میجر کیمبل نے مجبوراً کمان توپخانہ کی کپتان جانسن اسسٹنٹ ایجوٹنٹ جنرل توپخانجات کے تفویض کی - جانسن صاحب نے رابرٹس صاحب کی طرح جنرل ولسن صاحب سے اس توپخانہ کی توپوں کی امداد کے واسطے اجازت حاصل کی تھی۔

باڑی نمبر ۳ نے ۱۲ تاریخ تک گولہ باری شروع کی جبکہ پچاس توپوں اور ہاتوں نے باغیوں کے حفاظتی مقام پر گولے اور بان برساتے جاری رکھے جس سے ان مفسدین کو بخوبی طور سے معلوم ہو گیا کہ زمانہ انتقام قریب آنے والا ہے۔

۱۱ تاریخ کے ۱۰ بجے صبح سے ۱۴ کی صبح تک کہ جب نشان حملہ دیا گیا تھا اس ہولناک اور تیز و تند بر شگاف بمزین میں ایک لمحہ کا وقفہ بھی نہ ہوا۔ باغیوں نے اس آتش قہر

کو اس رضا و تسلیم سے برداشت کیا جو بیرداشت کے واسطے دینے علوم متذکرہ ہے اور
گو تینوں مرچوں موری کشمیری اور دریائی سے ایک توپ بھی کام میں نہ لا سکتے تھے حالانکہ
اُن پر نہایت سختی سے حملہ کیا گیا تھا - باغی گولنداز کھلے میدان میں اپنی توپوں کے پاس
کھڑے تھے جنہوں نے برٹش توپ خانہ کو کسی قدر ایذا پہنچائی اور اُنہوں نے دکھلا دیا کہ جو سبق
ہم نے ان کو مہاراج پور سیراؤں اور گجرات میں سکھلایا تھا اُس کا نتیجہ اچھا نکلا ہے
باغیوں نے نہ صرف اُنہیں ہلکی توپوں سے بلکہ ایک توپ سے جس کے گولے پردہ کی دیوار کی ایک
سوراخ سے برداشت کئے جاتے تھے اور ہار نوڈ منار کی جانب سے پہاڑی کے اوپر سے اور
بھاری توپ سے جو اُن کی ہراول مورچہ پر تھی اور شہر کی دیواروں سے مزاحمت اور
مجادلت کی تاکہ وہ مترقبہ معتوم کو پردہ تعویق میں ڈالیں ؛

پیدل توپ خانہ کے جوانوں کی طاقت بلا استمداد توپوں پر صف بندی کے لئے
کتفی نہ تھی کیونکہ قریباً کل افسر اور جوان اسپی توپ خانوں کے توپخانوں میں حملہ کی
صبح تک بھیجے گئے ہوئے تھے اور اُس دن وہ اپنی اپنی تندولوں میں آن ملے - ان کے
علاوہ کارینیر اور لیسر رعٹ نے والنٹیرول کا کام کیا اور اُن کی نیک نیتی اور ہوشیاری
کے سبب بہت عمدہ کام کیا کپتان میبل توج کے افسر جنہوں نے اپنی خدمات خوشی سے
قبول کیں تھیں دنبالہ پر توپوں کے جاری ہونے سے پہلے کتنے دن تعلیم پر مامور تھے اور
بعد ازاں ان کے کام پر لگائے گئے ؛

دو جنگی توپ خانہ کے جوان اتواپ محاصرہ پر کام کرنے کے واسطے نہیں لئے
گئے تھے کیونکہ ایک توپ خانہ سے بکٹ کی تین ڈویژن کی توپوں کے واسطے بہم پہنچا لئے
گئے تھے اور باقی کمپ میں محفوظ توپ خانہ کا کام دیتے تھے ؛

بہ اثنائے گولہ باری لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر کی پھر ایک نازک موقعہ
سے جان سلامت رہی - دائیں جانب کی توپیں اُن کے ماتحت تھیں اور جب اُنہوں نے
آتشباری کے واسطے توپ کی کھڑکی کھولی تو ایک گولے نے اُس گولنداز کا بازو اُڑا دیا
جو ونٹ پر متعین تھا اور اُسے گرا دیا مگر صاحب بہادر خیریت سے محفوظ و مامون رہے ؛

جنرل ولسن صاحب بہادر نے خیال کیا کہ اب شہر پر حملہ کرنے کا وقت آ گیا
ہے اور ۱۲ ستمبر کی رات کو بعض انجنیئر افسر چوری گئے اور کشمیری اور دریائی برج کی دو
شگافوں کو دیکھ آئے - لفٹنٹ ملی اور لینگ نے پہلی اور لفٹنٹ گریتھڈ اور
ہوم نے دوسری کا ملاحظہ کیا ؛

اس امر کی رپورٹ کی گئی کہ دونوں شگاف کام کے قابل ہیں اور اُسی وقت حکم ہوگیا کہ حملہ کی رات قبل طلوع آفتاب یوم آیندہ کو مقرر ہو ؛

حملہ کے واسطے چار دستہ طیار ہوئے - اول زیر کمان بریگیڈیر جنرل نکلسن جس نے کشمیری برج پر حملہ کرنا تھا اور اس برج کے مقابل چڑھ جانا تھا - دوم زیر حکم بریگیڈیر جونس جس نے دریائی برج کی شگاف پر تند تازی کرنی تھی - سوم زیر سرکردگی کرنیل کیمبل کے جس نے بعد اس کے کہ کشمیری دروازہ اُڑایا جاوے وہاں تاخت لانی تھی اور چہارم نے بماتحتی میجر حال (جنرل سرچارلس) ریڈ صاحب کشن گنج کی متعلقات پر تگاوری کرکے لاہوری دروازہ کی راہ سے داخل شہر ہونا تھا ایک محفوظ دستہ زیر سرکردگی بریگیڈیر لانگفیلڈ تیار تھا لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر اب پھر جنرل ولسن صاحب کے سٹاف میں شامل ہوا - کیونکہ سب افسروں کی خدمات کمانڈر انچیف صاحب کے سٹاف میں بموقع ضرورت متعلقہ حملہ مطلوب تھیں ؛

۱۴ ستمبر کی ۳ بجے صبح کو مختلف دستہ افواج جمع ہوئے اور اپنے اپنے متعینہ مقاموں کو کوچ کرگئے - نمبر۱ و نمبر۲ و نمبر۳ دستہ کے سرداروں اُس وقت مخفی رکھے گئے تھے جب تک وہ معین وقت حملہ پر پہنچے - یہ اشارہ کیا گیا کہ ۶۰ ویں رائفل کے ۲۰۰ جوان زیر حکم لفٹننٹ کرنیل جونس بطور شمشیر زن بالمقابل سرداران کی حفاظت کے واسطے آگے بڑھے - یہ ہمارے احاطہ طاقت سے باہر ہے کہ ہم کشمیری اور دریائی برجوں کے شگافوں کے حملہ کی مفصل کیفیت بیان کریں یا یہ بتلا سکیں کہ کس طرح گروہ دلیران خونخوار گردان شیر شکار لفٹننٹ ہوم و سالکیلڈ و سارجنٹان کارمیکائیل برگس و سمتھ نے کشمیری دروازہ کو اُڑایا اور کس طرح نکلسن صاحب بہادر کی وفات ظہور میں آئی کہ جن کے ماتم میں جن داستان تا حشر

رابرٹس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی فوج سے (حالانکہ دہلی فیلڈ فورس سے ٹھیک کوئی مدد بیرونی دستیاب ہوتی عن قبیل المتفوت ہے) یہ کام نہ ہوتا کہ لاہوری دروازہ پر قابض ہوتی کیونکہ جو کوچہ دیوار اس دروازہ کو جاتے ہیں سب میں سوراخ اور کھڑکیاں تھیں جن سے شدید آتشباری ہوا یک آدمی جو آگے بڑھتا تھا بستی تھی اس خوفناک ہول انگیز وقت میں جنرل نکلسن صاحب نے اپنی فوج کو بلایا جسے کہ افسر بیگ اُنہیں راستہ دکھانے کے واسطے ٹھہر گئے اور میجر لفٹننٹ کینٹ ڈکسن متعلقہ رسالہ بنگال ایڈیکانگ کے اور سب مقتول ہوئے - اُس پہلوان رستم دستان نے فرمایا کہ ڈکسن اگر میں مر جاؤں تو تمہاری خدمات کو یاد رکھونگا - اور اسکے تھوڑے عرصہ بعد اُس عظیم الشان دیو کو ایک گولی سے نیچے گرا دیکھا - مورخ کو اس سے خوشنودی حاصل ہے کہ ایسے جوان قسمر کا واقعہ درج تاریخ کیا ہے جو چند ماہ بعد جبکہ وہ ملتانی رسالہ کی افسری پر تھے مقتول ہوئے ؛

آٹھ آٹھ آنسو روئینگے یہ دلاور اپنا سب لشکر ظفر مآثر اور عسکر نصرت محاصر سنگینوں کی زد
تک پہنچا چکا تھا اور اپنے قدرتی جوہر بسالت اور فطرتی غرض خاص شجاعت سے اسواسطے آگے بڑھا
کہ موری برج اور لاہوری دروازہ کی درمیانی فصیل کو صاف کرے - اُسوقت طعمہ نہنگ اجل ہوا
کہ جب وہ اپنی فوج کی ہمت و استقلال کو پُر تاثیر الفاظ سے بڑھا رہا تھا - یہ ایسا سخت حادثہ
جانگزا اور سانحہ ہوش ربا ہوا کہ آسمان اُسکے غم والم میں نیلی پوش ہوا زمانہ اُسکے رنج وستم
سے مدہوش از خود فراموش ہوا - فرشتوں نے آسمان پہ اور آدمیوں نے زمین پر خون جگر
کھایا اور یہ مرثیہ جانسوز پڑھ کر سنایا ؎

اے شیر نیستاں شجاعت و بسالت | اے مہر جہانتاب سخاوت و ایالت
اے رستم ایران دلیری و بطالت | وائے حاتم دوران فیوضات و نوالت

وہ چاند سا مکھڑا تیرا کیوں خون میں تر ہے
اور یہ تن نازک بسر خاک بستر ہے

اے شیر نہ جا گور غریباں میں اکیلا | کیوں فوج کو بے سر کیا تونے میرے شاہا
ہے مادر گیتی کو پڑا داغ المزا | روتی ہے بصد شیون و صد گریہ جانکا

مت جاکہ تیرے بن نہیں کل پڑتی کسی کو
ہے رنج مجھے یاد سے تیری بے بسی کو

حملہ شہر دہلی ایسی کثیر المذکور داستان ہے کہ اُس کے تکرار کی ضرورت نہیں گو
اسی واقعہ نے ہماری افواج کی دلیری دلاوری اور بہادری کو منصہ گیتی میں ضیاء عالمتاب
بخشی ہے ؎

اس واقعہ دردانگیز نمونہ رستخیز کے تمام دن میں صرف دستہ چارم زیر کمان میجر ریڈ
کو جو سبزی منڈی کے مضافات سے بمعیت کشمیری کنٹنجنٹ کے کشن گنج کی طرف حملہ آور ہونا
تھا شکست نصیب ہوئی اور یہ دستہ بڑا بھاری نقصان مجروحوں اور مقتولوں کا اُٹھا کر پسپا
ہوا حتی کہ دلاور کمانڈر بھی طعمہ باز اجل ہوا ؎

رسالہ کے چھ سو شمشیر بردار جوان زیر حکم بریگیڈیر ہوپ گرینٹ نے بمعیت ڈیڑھ
تروپ اسپی توپخانہ زیر کمان میجر ٹومبز کے حملہ کے وقت غنیم کو حملہ آور فوج پہ حملہ کرنے
سے روکنے میں لاہوری دروازہ کی لڑائی میں شراکت کی ؎

۱۱ اور ۱۴ کی درمیانی گولہ باری میں جنگ آور بہادروں کا اصلی نقصان ۳۲۷
افسر اور جوانوں کا تھا جن میں کپتان فیگن افسر توپخانہ جو شیری اور شیر افگنی اور دلیری اور

چیلنٹی میں تمام کیمپ میں عدیم المثال تھا مقتول ہوا اور کل حملہ میں علاوہ نقصان کشمیری کنٹنجنٹ کے ۶۶ افسر اور ۱۱۰۴ آدمی مقتول اور مجروح ہوئے یعنی کل فوج مصروفہ معرکہ کارزار کا تیسرا حصہ عرصہ پیکار میں عرصۂ مرگ تر تخوار ہو گئے - بنگال فیوزیلیر میں سے ۲۵۰ جوان شریک نبرد تھے ۹ افسر جن میں میجر جیکب کمان افسر بھی شامل تھا کام آئے اور اور افواج جنگ آور نے بھی علیٰ ہذا القیاس بالخصوص نقصان اٹھایا ۔ انجینئرنگ افسروں میں سے جو شریک جدال و قتال تھے ۲ ناقابل کارزار ہو گئے جن میں تین افسر لفٹنٹ ٹالی گریٹہیڈ اور مالتل افسر دستہ ہائے حملہ ۲ و ۳ اور لفٹنٹ ٹانڈی اور سالکیلڈ حملہ آور فوج کے بھی شریک تھے - جن میں سے اول الذکر قتل ہوا اور مؤخرالذکر جراحات شدیدہ سے راہی عالم جاودانی ہوا - لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر کا گھوڑا گولی سے نشانہ تیر اجل ہوا - صاحب موصوف الشان کپتان نارمن اور جانسن کے ہمراہ گھوڑا گرد معرکہ نبرد کے پھر رہا تھا کہ غنیم کی توپ کی بھاری آتش باری کی آفت میں مبتلا ہو گئے - جب گھوڑا قتل ہوا - رابرٹس صاحب پیدل گھوڑے کے آگے آگے چل رہے تھے ؛

۱۵ تاریخ میں مارٹر شہر اور قلعہ پر گولہ باری کے واسطے مصروف کار ہوئے اور ایک اٹری محل کے کابلی دروازہ سے شرر افشاں ہوا - چنانچہ ایک شگاف کالج سے میگزین کے احاطہ میں ہوا ؛

اس اثنا میں دشمن کی فوج نے اس حصہ شہر پر جو ہمارے تحت تصرف میں تھا اپنے محصورہ مامن یعنی سلیم گڈھ سے گولہ باری شروع رکھی اور میگزین سے متواترہ آتش فشانی کالج کے احاطہ پر جاری رہی - ۱۶ ویں کی صبح کو میگزین پر حضور علیا قیصرہ ہند کی ۶۱ ویں رجمنٹ پر شررافشانی آغاز ہوئی اور غنیم نے کشن گنج کو پانچ بھاری توپیں کہ جن پر ہندو راؤ کی کوٹھی سے ایک گروہ نے قبض و تصرف کیا چھوڑ کر خالی کر گئے - نارمن صاحب کہتا ہے کہ اب ہم پہلی دفعہ باغیوں کی جمعیت متفرقہ کو یہاں اور ٹالیوارہ میں کہ جہاں انہوں نے ترقی طاقت کی مساعی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا معاینہ کرنے کے قابل ہوئے ؛

جنرل ولسن صاحب اپنے عقبی مقامات کی حفاظت کامل اور حمایت مناسبہ کر کے

* کل محاصرہ میں رایفل بٹالین کے ۴۴۰ میں سے ۳۸۹ آدمی ضائع ہوئے اور پلٹن سرمور کے ۴۵۰ میں سے ۳۱۹ جوان کھیت رہے اور گائیڈس کارپس کے ۵۰۰ سے ۳۰۳ کام آئے ؛

۱۷ اور ۱۸ کو آہستہ آہستہ اپنے دایئں اور بائیں جمعیتوں سے کابلی دروازہ اور [illegible]
کی طرف آگے بڑھا اور چوکیوں کی لاین سے سلسلہ آمد و رفت قایم کیا - بینک، [illegible]
کے بنگلے اور خان محمد کی حویلی کو بھی اپنے تحت و تصرف میں کرلیا چنانچہ اب صاحب
ممدوح کی چوکیاں محل اور چاندنی چوک کے بالکل قریب ہوگئیں - انجنیر افسر محو لہ بالا فرماتا
ہے کہ یہ تسخیر مقامی گو بلا مزاحمت و مقاومت توپخانہ جنگی و عسکری حاصل نہ ہوئی مگر
از روے انصاف و اعتدال ہمارا نقصان بالکل خفیف تھا - اب تمام باغوں نے بشمولیت
اُن کے جو بیگم باغ سے ہاتھ آئے محل اور اُس حصہ ہاے شہر پر آگ برسانی شروع
کی جو غنیم لئیم کے قبض و تصرف میں تھے - جب دشمنوں نے دیکھا کہ اب دم مزاحمت نہ
پاے مقاومت امر محال ہے - تو شہر کے بالمقابل دروازوں سے راہ فرار پکڑنا شروع کی
صبح شام کو برہم برج کو ایک جماعت نے کابلی دروازہ سے نکلکر پراگندہ کرکے تسخیر کیا اور
اس سے دوسری صبح کو لاہوری دروازہ اور گارسٹن برج پر قابض و متصرف ہوگئے
۲۰ ویں تاریخ کو محل اور سلیم گڑھ (مغلوں کا قدیمی قلعہ جو شہر کے مقابل لاہوری دروازہ
کی طرف واقع ہے) مسخر ہوگئے اور اکیسویں کی صبح کو شاہی شلک نے عام اشتہار دیا
کہ دہلی میں سلطنت انگلشیہ کا ڈنکا بجگیا اور جنرل ولسن صاحب کا صدر مقام دیوان
خاص میں جلوہ افروز ہوا *

سر ہوپ گرنیٹ نے ایک عجیب واقعہ اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے جس سے
عجیب طرح کے مہلک قاتلانہ خیالات مسلمانوں کے دلوں میں ولولہ انگیز تھے *
انگریزی افواج جو تہیں محل شاہی کی تسخیر کے واسطے آگے بڑھیں تو دو تین
سنتری ہماری فوج کی باقاعدہ رفتار کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے اور اُنہوں نے
بے ضابطہ مقابلہ کیا - اور بڑھنے والے غنیم کی کچھ پرواہ نہ کی - ہماری فوج نے ان
کو ان کی جائے معینہ پر سنگینوں سے شہادت کا تاج پہنایا اس قسم کی مبرم موت سے
پہلے بہ وا یہی ہمارے مغربی ضمیر میں محو تھیں جو استقلال کے فخر کے شایان ہیں گو ہمت
و جرأت پر نازاں نہیں مگر محروم القسمت سنتری نے قیصر کے فلاسفانہ خیال پیدا کیا

* کل نقصان جوانان صف شکن دوران فتح دہلی فیلڈ فورس کا ۳۰ مئی سے
۲۰ ستمبر تک ۴۶ افسر اور ۹۴۶ جوان مقتول اور ۱۴۱ افسر ۲۶۵۳ سپاہی
مجروح اور ۳۰ کا پتہ نہ ملا *

جسکی ترجمانی ہمارا نامور نقال شعبدہ باز اس طرح کہتا ہے :-

مجھے ہے تعجب کہ کیوں آدمی — ڈرے موت سے جو کہ ہے لازمی

جو آیا وہ جائیگا یہ ہے ضرور — نہیں پھر بہادر کو اس میں غرور

اسی اثناء میں لفٹننٹ ہاڈسن صاحب کہ جسکی خدمات نمایاں اور کارنامہ ہائے شایاں نے تمام محاصرہ میں بلا شائبہ مبالغہ دربیب فتح دہلی میں سب معاصرین سے زیادہ فایدہ بخشا۔ دہلی دروازہ کے باہر بڑے کمپ کو تسخیر کیا جس کو غنیموں نے جلدی سے خالی کر دیا اور اس کے رسالہ نے جمعہ مسجد کو جو وسط شہر میں ہے خوب مضبوط کیا بہاں پر ان کی امداد ایک دستہ فوج پیدل اور توپوں نے بالمقابل سمت سے کی اپنی فتح کے تعاقب میں دہلی کا بڈھا بادشاہ مغلیہ سلطنت کو چند میل شہر سے باہر لفٹننٹ ہاڈسن نے ۲۱ ستمبر کو گرفتار کیا۔ صاحب ممدوح نے دوسرے روز اپنے بہادر بے قاعدہ اسواروں کے دستہ سے کوچ کیا اور اس نیک کام کو انجام تک پہنچایا جس کو اس نے محاصرہ کے پہلے دن شروع کیا یعنے بادشاہ کے دو فرزندوں اور ایک پوتی کو جو قتل و ذبح سئی گذشتہ میں ملّوث تھی گرفتار کیا۔ اس منحوس مسئلہ کی بابت کہ لفٹننٹ ہاڈسن نے ان شاہزادوں کو گولی سے مارا اس سے زیادہ اور کچھ کیفیت نہیں دی جا سکتی :

ہاڈسن کا اپنا بیان اس معاملہ کی بابت اور اس کی سوانح عمری مصنفہ اُس کے بھائی سے اور بیان اس موقع خاص سے جو اس کے سہالٹرن لفٹننٹ میکڈاول نے جو اکیلا دوسرا یورپین چشمدید شاہد اس معاملہ کا تھا اور جو تھوڑی دیر بعد سپاہیانہ موت مرا لکھا ہے۔ کامل انصاف اور احتیاط سے اُس فراست کو وزن کر کے کہ جس نے ہاڈسن جیسے طاقتور بے رنجیدہ افسر کو اس کام کی طرف راجع کیا ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ صاحب موصوف ناواجب خونریزی کے داغ سے مبرا اور معرا ہے :

اُس عہد دلاوری نے بمقام دہلی جو نہایت پُر آب و تاب علم برداروں کا تھا۔ اُن سینوں میں حسد کی آتش سوزاں کا شعلہ بھڑکا دیا کہ جن سے اعلا ایسی امید نہ تھی اور نہایت غم و الم کا مذکور ہے کہ یہ حاسدانہ اور معاندانہ خیالات اس کی موت ناگہانی سے بھی کم نہ ہوئے جو چند ماہ بعد ملک کی خدمت گذاری میں واقع ہوئے جبکہ کوئی داغ جو اُس کے

* مسٹر گریتھڈ اپنے دہلی کے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاڈسن صاحب کو اپنے آگے پیچھے اور پہلوؤں پر بڑی تیز نظر تھی اور وہ اچھے سواری قابل عظم و شان کرنے کو بھی مستند تھے۔ خدا نے انہیں دماغی اور جسمی طاقت سے سرافرازی بخشی ہوئی تھی :

عہد کے نقشے جن کے وجوہ سے لارڈ نیپیر آف میگڈالا ابھی انکار کرتا ہے وہ اپنے گور غریبان میں بمقام لکھنو ہمراہ لے گیا - میجر ہاڈسن صاحب کے افعال کا یہ تخمینہ اُس خیال کے مطابق ہے جو سر ڈونلڈ سٹیوارٹ سر فریڈرک رابرٹس سر جیمس ہنڈ سر جیمس ہلز اور اس کے اور بہت سے رفقائے دہلی نے اُسکی نسبت قایم کیا ہے ؛

محاربات واقع من ابتدائی ۱۲ لغایت ۱۴ ستمبر میں لفٹننٹ فریڈرک رابرٹس معاینہ و ملاحظہ بازار ہا و احاطہ ہائے دہلی میں مصروف تھا قبل اس کے وہ مطمع نظر حملہ کے ہوئے اور قیمتی خدمت جو اس سے اس طرح وقوع میں آئے - ایک واقعہ سے اخذ کی جا سکتی ہے - جنرل ولسن نے اطلاع موصوفہ سے برم برج کو عقب میں لیا اور نیز دشمن کی جمعیت واقع چاندنی چوک بھی جو وسط شہر میں ہے اپنے پیچھے رکھی اور ایک آدمی کا نقصان نہ ہوا ؛

دہلی کی فوج کا ایک ممتاز افسر ہماری درخواست پر رابرٹس صاحب بہادر کے اُسوقت کے حالات اسطرح پر لکھتا ہے :-

میری پہلی واقفیت اور تعارف فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر سے بطور ہم پیشگی کے وادی پشاور میں ہوئی اسوقت یہ اپنے باپ مرحوم سر ابراہیم رابرٹس کا ایڈی کانگ تھا جن کے ساتھ مجھکو کانپور میں ۱۸۳۴ع سے دوستی حاصل تھی - جب میں پشاور کو واپس ہوا تو اس دلاور جنرل نے جو اُسوقت قسمت کا کمانڈنگ افسر تھا اپنے بیٹے کو میرے استقبال کے واسطے ایک دو منزل آگے بھیجا اور مجھے اچھی طرح سے اُس کا وہ تپاک یاد ہے جو اُس نے میرے ایسے مشکل گذار ملک سے صحیح و سلامت توپ خانہ استقبال کی جگہ تک لانے پر دلی تعلق سے ظاہر کیا ؛

اُن دنوں میں سڑکیں اور گھاٹ جو پشاور کی راہ میں تھے توپخانہ لے جانے کے واسطے سخت دشوار گذار تھے اس واسطے اُدھر جانے کے لئے جنرل کی اجازت مطلوب ہوتی تھی - ہم پشاور میں ڈیڑھ سال تک اکٹھے رہے اور اس اثناء میں میں کل توپ خانوں پر جو وہاں ایام جنگ و جدال میں موجود ہوتے تھے افسر تھا ان موقعوں پر جوان عمر رابرٹس نے میری اردلی افسری کا کام نہایت اطمینان کے ساتھ کیا - اور ہمیشہ جیسا کہ اُسکے مابعد اس کا قاعدہ رہا جنگ و جدال کے واسطے شایق اور معرکہ قتال کے اشتیاق میں قایق تھا ؛

پھر ہم دہلی کی افواج کارزار میں ملاقی ہوگئے - یہاں فوٹ توپ خانوں کی

کمان کرتا اور رابرٹس صاحب بہادر ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل توپ خانہ فوج کا کام کرتا تھا - اتفاقاً ہم ایک دوسرے سے ملے افواج متعینہ تسخیر دہلی کے لئے فخر و وقار کا باعث تھا کہ یہ مستعد و سرگرم افسر ہر ایک موقعہ پیکار پر موجود و آمادہ کار پائے جاتے تھے اور اپنے علمی خزانہ میں وہ سرمایہ جمع کرتے تھے جو اُن کی ایام حیات مابعد میں کام آیا - آخرش وہ وقت پہنچگیا کہ جب دہلی کا واقعی محاصرہ لازمی ہوا (ایک دن بھی زیادہ جلدی نہیں تھا کیونکہ پنجاب کی جان نثاری کا آخری دم آگیا اور جہاں تک ہم انصاف کرتے ہیں اسی پر ہندوستان کی سلامتی کا انحصار تھا نکلسن کی فتح نجف گڈھ نے سامان محاصرہ کی سلامت روی کا راستہ صاف کر دیا تھا جسکو فیروز پور سے لانے کی ہدایت میجر گیٹ سکل کو زیر حکم انٹلک افسر کپتان گرے صاحب قایمقام کمسری آف آرڈننس ہوئی تھی یہہ سامان ہمارے کمپ میں امانت رہا اور حملہ کی لائن میں تقسیم ہونے کے واسطے تیار کیا گیا کیونکہ دنبالہ پر توپ خانے حسب رپورٹ چیف انجنیر اپنا آرڈننس اور دستے جوانوں کے لینے کے واسطے مہیا تھے - فوٹ آرٹیلری جس میں تین ماہ کی جنگی خدمات سے اموات واقع ہو رہی تھیں افسر اور جوانوں کے سخت محتاج تھا حتی کہ اُن کی تقویت اسپی توپ خانہ اور یورپین رسالوں سے بڑی بڑی کمکوں سے کی گئی تھی اور کمیشن یافتہ جماعت سے والنٹیر طلب کئے گئے تھے علے ہذا القیاس کمانڈران باٹری اُن کی تقسیم و تعلیم کے سٹاف کے آرٹیلری افسروں کو بھی بشمولیت لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر توپ خانوں کا کام کرنا پڑا - ۱۴ ستمبر سے صاحب موصوف اپنے عہدۂ کوارٹر ماسٹر جنرلی کے محکمہ میں واپس ہوئے اور ہمیں تو سات دن رات غنیم کے شہر کی صفائی کا کام باقی تھا حسب فرائض منصبی خود مجھے اُن بھاری توپ خانوں کا معاینہ کرنا پڑتا تھا جو اِن کارزاروں میں مصروف تھے - ان ایام میں میں نے رابرٹس صاحب بہادر کو ہمیشہ مستعدی اور سرگرمی سے مشغول کار دیکھا ؛

قبل از اختتام محاصرہ دہلی لفٹنٹ رابرٹس نے کمپ میں یہ اعزاز و امتیاز حاصل کی کہ وہ تمام ہند وستانی افواج قاہرہ اور عساکر باہرہ میں سب سے زیادہ لایق اور ہونہار جوان افسر ہیں ؛

جنرل چیمبرلین اور ولسن صاحبان کہ جن کے سٹاف میں رابرٹس صاحب نے باستثنائے گودبار ی واقعہ از ۱۴ ستمبر کل ایام محاصرہ میں خدمات نمایاں کیں صاحب موصوف کی لیاقت و لبطالت کی نہایت تعریف اور قدر دانی کرتے ہیں اور متاخر الذکر افسر نے

جب اُن کی سفارش گورنمنٹ میں کی تو ان کو مستمر اور والا ور افسر بیان کیا جنرل نکلسن
صاحب کا بھی اس افسر کی لیاقتوں کی بابت ایسا اعلےٰ خیال تھا کہ جب اُس نے
پیش بندی کر کے جنرل ولسن صاحب سے ایک دستہ فوج کی کمان کی استدعا
کی جو منظور ہوئی تو رابرٹس صاحب بہادر کو اپنی ہمراہی کے واسطے طلب کیا تا کہ
بعد فتح دہلی دشمن کا تعاقب کریں میجر کیمبل اور لفٹننٹ جانسن صاحبان نے
کہ جن کے ماتحت رابرٹس صاحب بہادر اُس تین دن کی گولہ باری کے کام میں
خدمات لایقہ کیں کہ جب اُس کا توپ خانہ لڈو کیسل پر کاشمیری اور دریائی برجوں کے
درمیانی پردہ کے توڑنے میں مصروف تھا اُن کی سرگرمی مستعدی ہوشیاری اور
ہنرمندی کی تعریف جو رابرٹس صاحب بہادر نے عیاں کی ممکن الوجود الفاظ
میں رپورٹ کی ؛

ہم اینگلوسیکسن قوم کی اوصاف پر فخر و ناز کرتے ہیں اور جب ہم اُن امور
کا لحاظ کرتے ہیں جو فتح دہلی کے متعلق تھی تو ہمیں اپنی عظم و شان کے واسطے وجہ
موجہ ملتی ہے ۔ یہ ایک بڑا وسیع شہر تھا جس کے حدود کی مضبوطی ہمارے ہی انجینیر
افسروں نے جدیدہ جنگی قواعد و ضوابط کے رو سے کی ہوئی تھی اور جس کی میگزین
میں بے شمار و تعداد ذخیرہ سامان اتواپ و اسلحات کا موجود تھا اور جس میں ہمارے
افسروں کی تربیت دادہ فوج مقیم تھی جو فتح سے پھولی اور کامیابیوں کی عہد میں
جھولی ہوئی تھی اور محاصرین کی فوج کی تعداد سے تین حصہ زیادہ تھی جو اپنی قلت
تعداد کی وجہ سے صرف ایک حصہ کو سنبھال سکتی تھی اور اُن کے باقی دو حصہ دریا کی
طرف سے جہاں کشتیوں کا پُل ان کے تحت حکم تھا وہ اپنی صحیح آمد و رفت قرب و جوار
کے ملک سے رکھ سکتے تھے کہ جہاں سے امداد اور سامان مطلوبہ ہر وجہ کا بہم پہنچ سکتا
تھا کُل دنیا کے لوگ اس بات کو تسلیم کر بیٹھے کہ ایسے قوی طاقت شہر کو بجز برٹش
قوم کی ایسی ضعیف فوج سے تسخیر نہیں کر سکتے تھے۔ جب فرانسیسیوں نے عرب
قوموں کے مطیع کرنیکا ارادہ کیا تو تیس ہزار فوج روانہ کی حالانکہ اُسی قدر یورپین
فوج سے جو تمام جزیرہ نما میں منتشر تھی ہم نے ۱۸۵۷ء میں باغیوں کی گردن توڑ دی
کیونکہ قبل اس کے کہ ایک سپاہی ولایت سے پہنچے ہم نے دہلی فتح کر لی ۔ جو کام کہ برٹش
سپاہی نے سو سال گذرا ہے کیا تھا وہی کام وہ کل بھی کر سکیگا بشرطیکہ عمدہ طور
سے اُس سے کام لیا جاوے ؛

سب کچھ خیال میں ملحوظ کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ محاصرہ دہلی جنگی تواریخ میں سب
سے فایق واقع ہے اور جس نے اس جنگ خونریز کو آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے - وہ
لاطن مصنف کے اس قول

"QOOURM PASS MUYUA FUI"

پیشتر کریگا۔

باب سوم

جب جنرل آرکڈیل ولسن صاحب بہادر کی دلاور فوج نے دہلی کی کامل فتح و ظفر حاصل
کی تو ایک دستہ فوج اس واسطے تیار ہوا کہ دشمن سے ملک دوابہ خالی کیا جاوے اور جنرل
ہیولاک صاحب سے بمقام کانپور آمد و رفت جاری کی جاوے۔ لفٹنٹ کرنیل
ای ایچ گریٹھیڈ صاحب متعلقہ ۸ ویں بادشاہی رجمنٹ کا اس فوج کی حکومت پر نامزد
ہوا اور لفٹنٹ رابرٹس صاحب جو بنام عہدہ ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل کے عہدہ پر ممتاز
رہے اب خدمت کوارٹر ماسٹر جنرل پر سرفراز ہوئے۔ کیونکہ لفٹنٹ نارمن صاحب
بہادر متحرک دستہ فوج کے محکمہ اجوٹنٹ جنرل کے واسطے متعین ہوگئے ؛

اصلی مدعا کرنیل گریٹھیڈ کے کوچ سے یہ تھا کہ بعد اس کے کہ ملک دوابہ دشمنوں
سے خالی کرایا جاوے فوراً کانپور کی طرف افواج محصورہ لکھنؤ کی طرف روانہ ہوں جو
سخت تکالیف کی حالت میں تھیں۔ اس وقت آگرہ کی طرف جانے کا کوئی ارادہ نہ تھا یہ شہر

---

* بیان نارمن صاحب بہادر تعداد جمعیت اس کالم کی حسب ذیل تھی:- اول یورپین ٹروپ۔ اول بریگیڈ
ایچ توپخانہ - چار ۶ پونڈر توپیں - اور ۱۲ پونڈر ہاوٹزر - دوم یورپین ٹروپ - دوم بریگیڈ ایچ
توپخانہ - چار ۶ پونڈر توپیں - ایک ۱۲ پونڈر ہاوٹزر - دوم کمپنی اول یورپین بٹالین آرٹلری
اور ۱۷ ہارس فیلڈ بیٹری - تین ۹ پونڈر توپیں - دو ۲۴ پاونڈر ہاوٹزر متعلقہ توپخانہ
۴ ۵½ انچہ مارٹر ؛
تعداد صفوف کارزار و مردان عرصہ پیکار - دستہ کارپس سیپرس اینڈ مائنرس دستہ پنجاب
سیپرس اینڈ مائنرس ۲۰۰ - ہر میجسٹیز نہم لینسرس ۳۰۰ - دستہ اول پنجاب دوم و ششم
الیفا ۳۳۰ دستہ ہاڈسن کے لیے قاعدہ رسالہ کا ۱۸۰ - ہیڈ کوارٹرس ہشتم و ۷۵ رجمنٹ ۵۰۴
دوم پنجاب پیدل چہارم ایفنٹری رائفل ۱۲۰۰ ؛

اور اُس کی چھاؤنی غنیم کے ہاتھ میں تھی یوروپین صلح جو اور پناہ گزین آمدہ اضلاع کے
قرب وجوار قلعہ میں رہتے تھے ۔ یہ قلعہ مغلیہ وضع کی عمارت تھی جس میں رجمنٹ ۹ بنگال
یوروپین اور مرحوم کپتان ڈی آگلی کا توپ خانہ دونوں ضعیف حالت میں مقیم تھے ۔

متحرک دستہ فوج جس میں نو سو یوروپین اور ۱۸۶۰ دیسی جوانوں کی جمعیت
تھی اپنے اجمیری دروازہ کی بیرونی خیمہ گاہ سے ۲۴ ستمبر کی صبح کو روانہ ہوا اور جمنا سے
کشتیوں کے پل پر عبور کرکے غیاث الدین نگر تک ۱۳ میل کی مسافت طے کی یہاں
سے سڑک دہلی کی شاخ میرٹھ کو شاہ سڑک سے نکلتی ہے ۔ لفٹنٹ رابرٹس صاحب
بہادر کی خدمتیں بطور کوارٹر ماسٹر جنرل کے دشمن کے ملک میں شروع ہوئیں لیکن اُس نے
پہلے ہی معرکہ کارزار میں وہ ناموری حاصل کی کہ اس کی شہرت سے آیندہ میں سالوں
تک ممتاز رہا اُس کے فرائض منصبی یہ تھے کہ فوج کے پہلے خیمہ گاہ کا نشان کرنے
کے لئے جاویں اور دشمنوں کی خبر لاویں اور بریگیڈیر کے سٹاف میں جنگی خدمات
کے وقت کام کرتے تھے ۔

۲۵ تاریخ کو اُس دستہ فوج نے مقام کیا کیونکہ باربرداری کے مویشی کام کے
لایق نہیں رہے تھے کیونکہ دہلی جیسی ناموافق آب و ہوا میں بہت مدت تک مقیم رہے اور
اس مقام سے یہ فایدہ اٹھایا گیا کہ شاگرد پیشہ کے سامان باربرداری کی تلاش کی گئی
(جو مال غنیمت انہوں نے دہلی سے لیا) تاکہ مویشیوں کو سبکدوش کیا جاوے ۔ اس
مقام سے یہ بھی مطلوب تھا کہ قرب وجوار کے دیہات کا معاینہ کیا جاوے جہاں سے
بہت سے باغی گرفتار ہوکر عالم بقا کو روانہ کئے گئے ۔

۲۶ کو یہ دستہ ۱۱½ میل کی مسافت طے کرکے دادرہ پہنچا جہاں کے باشندگان
کی بابت کلالیفورڈ سول افسر ہمراہی نے رپورٹ کی کہ انہوں نے سکندرآباد کو غارت
کیا ہے کرنیل گریتھیڈ صاحب نے دادرہ کا محاصرہ بوقت طلوع نیر عالمتاب ایک سکواڈرن
اول رجمنٹ پنجاب رسالہ سے جو زیر حکم لفٹنٹ (حال جنرل) والٹن صاحب تھا کیا اور
خاص جمعیت کے پہنچنے پر اس جگہ کو ویران کیا ۔ دوسرے دن فوج نے سکندرآباد کو
کوچ کیا یعنی دس میل کی مسافت طے کی ۔ اس جگہ میں گوجر لوگ دادرہ سے جمع ہو لئے
ہوئے تھے لیکن انگریزوں کی آمد سے باشندہ متفرق ہوکر اُسی دن بڑے بڑے انبوہ ہوکر
گانوؤں کو واپس ہوئے ۔ ۲۸ کو بلند شہر کے سول سٹیشن کی طرف جو ۷½ میل کے فاصلہ پر واقع
ہے اس خیال سے کوچ کر گئے کہ قلعہ مالاگڈھ پر جو وہاں سے ۱۵ میل تھا اور جہاں سے

ملتان نواب دلیداد خان نے باغیوں کی امداد کی تھی حملہ آور ہوں۔ بلند شہر کے
قریب پہنچنے پر لفٹننٹ رابرٹس صاحب کو اطلاع ملی کہ باغی لوگ واقعی مخالفت اور
مزاحمت پر آمادہ ہیں اور اُن کی فوج میں باقاعدہ توپ اور توپیں بھی ہیں۔ میجر
آوری افسر رسالہ مع علمبردار بہمراہی لفٹنٹان رابرٹس و نارمن خاص جماعت فوج
سے آگے بڑھے اور شہر سے ڈیڑھ میل باہر غنیم کے سوار پکٹ سے مقابل ہو گئے جو
آخرش پسپا ہو گئے۔ آگے بڑھتے پر معلوم ہوا کہ غنیم نے ایک توپ خانہ سڑک کے پار
تیار کیا ہوا ہے جو اُس جگہ سے کئی سو گز کے فاصلہ سے زیادہ دور نہ تھا کہ جہاں ہمارا
رسالہ پہنچ چکا تھا۔ باغیوں کے رسالوں کی جماعتیں دونوں جانب پر دیکھی جاتی تھیں
مگر چونکہ توپ خانہ کی قریبی زمین پر درختوں کی جھاڑ کثرت سے تھی اور احاطوں کی دیواریں
اور ویرانہ مسکن انگریزی سول افسر باغیوں کی صحیح تعداد پیدل فوج کی دریافت کرنے
کی مانع تھی ؛

ہراول رسالہ کی کمک جلدی کی گئی اور دو توپیں کپتان رمنگٹن کے
اسی توپ خانہ کی بھی شامل کی گئیں جن کو مخالف کے مقابل سینہ سپر ہو کر گولہ باری
کے لئے معین کیا گیا جس کے پیچھے آدمی کثرت سے جارہے تھے۔ مگر دشمن کی
آتشباری زیادہ تیز تھی اور ہماری توپوں کی کارروائی شروع کرنے کے پہلے گولہ باری
شروع کی جسکا جواب کپتان رمنگٹن نے فوراً دیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس کی
باقی کی توپیں بھی آن پہنچیں اور سڑک کے دائیں جانب سو گز کے فاصلہ پر آتشباری کا
خونریز مینہ برسانے لگیں۔ کپتان بورچایئر کا توپ خانہ بھی آگیا اور لفٹنٹ رابرٹس
کی ہدایت کے بموجب کہ جس نے اُس سرزمین کا گشت کیا ہوا تھا زیادہ دہنی جانب
قایم ہوا۔ تاکہ اُس کی آتش عالم سوز غنیم کے مصاف پر متاثر ہو۔ ۸ ویں اور ۷۵ ویں
رجمنٹ کے دستہ اور دوسری پنجاب پیدل کے ۲۰۰ جوان لیتے سات سو سنگین
برداروں نے باغوں اور سول سٹیشن کے مکانوں میں قدم بڑھایا اور کپتان بورچایئر
کا توپ خانہ بھی اُسی وقت آگے بڑھا جس کی امداد مع علمبردار کے سکواڈرن اور
پنجم پنجاب رسالہ کے ایک سکواڈرن نے کی اور اُدھر لفٹنٹ ہوگف صاحب نے
اپنے ہاڈسن کے رسالہ کی سکواڈرن سے پیدل کے دائیں جانب حرکت کی اور سواروں
کی جمعیت مناسبہ کو روک رکھا۔ لفٹنٹ رابرٹس صاحب کپتان بورچایئر کے
توپ خانہ کے ہمراہ تھے جس نے کام شروع کر کے گولوں کی بوچھاڑ و دمدموں پر رسائی

اور جب پیدل فوج آگے بڑھی تو باغیوں کی جمعیت منتشر ہوئی اور انھوں نے راہ فرار لی اور ایک ۹ پونڈر توپ اپنے اس دمدمے کے پیچھے چھوڑ گئے جو دونوں سڑکوں کے ملاؤ کے پار اچھی حالت میں موجود تھی اور اس کے دونوں طرف پیدل فوج کے واسطے خندقیں بنی ہوئی تھیں٭

کپتان اورچارڈ فرماتا ہے آمنے سامنے کی زبردست جو اعداء سے جاری تھی تنیتم کی آتشباری فرو ہوئی اور پھر آگے بڑھنے کا حکم ہوا۔ چونکہ گولی کی باڑوں سے سامنا صاف ہو گیا اور چونکہ کمانڈنگ افسر صاحب اس جگہ کے محفوظ لینے کے واسطے زیادہ متفکر تھے انھوں نے حکم دیا کہ توپخانہ فوراً آگے بڑھے۔ گھوڑا دوڑا۔ لفٹنٹ رابرٹس صاحب جو ہر کام میں موجود اور ہر جگہ حاضر رہتے تھے آگے بڑھنے کا حکم لائے۔ توپوں سے گولہ باری شروع کی اور غنیم کا توپخانہ لے لیا اور جب ہم وہاں پہنچے تو دشمن پراگندہ ہو گئے۔ لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر سب سے پہلے توپوں کے پاس پہنچے۔ گولوں کی باڑ سے سامنا صاف کر کے ہم ایک ہی دوڑ سے چھاؤنی تک پہنچے اور دشمن بزکوہی کی طرح ہمارے آگے بھاگ گئے٭ رسالہ نے خاص عمدہ خدمت کی اور جیالے چین شمشیر علمبردار اور رسالہ کا نیک حکم میجر آدری اور کپتان ڈرانسفیلڈ صاحب بہادر کے باقاعدہ حملہ کرنے میں اس قابل تھا کہ اس کے باعث یہ رسالہ ناموری میں ممتاز ہوا جس کے تین افسر مجروح ہوئے۔ لفٹنٹ پرابین صاحب متعلقہ دوم رسالہ پنجاب ینگ ہزبینڈ صاحب افسر پنجم رسالہ پنجاب اور واٹسن صاحب یکم رسالہ پنجاب جو تینوں بے قاعدہ رسالہ کے افسر ایسے دلاور اور باہمت تھے کہ جن سے بڑھ کر کوئی افسر کسی فوج کا نام نہیں کر سکتا۔ کثیر التعداد افواج اعداء سے مقابلہ کرنے میں وہ خدمات نمایاں دکھلائیں کہ ہمیشہ یادگار رہینگی۔ جن اعداء نے پائے ثبات و استقلال قائم رکھ کر جنگ وجدال کے نائرہ جوالہ کو جاری رکھا اور بار برداری پر بڑی ہمت سے حملہ آور ہوئے جس حملہ کو ریزرو فوج نے پسپا کیا اس لڑائی میں انگریزی جانب کا نقصان چھ افسر اور آٹھ جوان مقتول اور مجروح کا ہوا ہے اور باغیوں کی کہ جن میں ۱۲ ادیں دیسی پیدل بھی شریک تھی اور ۱۴ وال بے قاعدہ رسالہ شامل بالتحقیق تھا تین سو کم جوان کھیت نہ رہے +

٭ لفٹنٹ نارمن کا خلاف کارروائی کرنیل گریتھیڈ کے متحرک دستہ کا

لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر نہم رسالہ علمبردار کے ہمراہ تھے اس رجمنٹ نے
صاحب ممدوح الشان کے زیر حکم گذشتہ جنگ افغانستان میں کمال شجاعت اور بسالت
اور شہامت و بسالت سے امتیاز حاصل کی اور بازار ہائے شہر ادابوہ مردم میں اُن
محافظوں کے شریک رہے جو اُن کے نامور فرائض پر لازمی تھے اور جن سے اس کا عہد
دلاوری ظہور کا سبب اُس جگہ خاتمہ ہوا جب لفٹننٹ رابرٹس صاحب بمعیت کپتان
سارلی نہم رسالہ علمبرداروں و لفٹننٹ ایسن ایڈیکانگ ایک ڈیوڑھی کے نیچے
سے گذرے تو دشمنوں کے گروہ پر نگاہ پڑی جمع تھیں اور رعایا ہے غیر محارب بھاگ گئے کا
فکر کر رہی تھی کہ ایک صاحب نے صاحب ممدوح پر تاک کر شست چند فیٹ کے فاصلہ
پر کھڑکی سے لگائی اور بندوق سر کی۔ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو کہ صاحب ممدوح
نے قیمتی وزیری چارجر جو اُنہوں نے جنرل نکلسن صاحب سے خریدا تھا پیچھے قدم
ہٹایا۔ اور اپنے سر پر گولی کھا کر اپنے شاہ سوار پر نثار ہو گیا اور اُس دلاور ہونہار جوانمرد
کو کہ جسکے ہاتھوں سے ہزاروں کارنامہ صفحہ روزگار پر یادگار رہنے تھے ایزد متعال
نے اپنے افضال سے بچالیا۔ الحمدللہ رب العالمین لفٹننٹ رابرٹس صاحب نے
شکریہ خاص الخاص کرنیل گریتھیڈ اور میجر آوری کمان افسر رسالہ (جس نے لکھا کہ
نہایت قیمتی اطلاع اور امداد رابرٹس صاحب نے مجھے دی) اور کپتان بورچایر
کا حاصل کیا جس نے توپخانہ کے ہمراہ ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل اپنا دو چند
چال چلن گوشندار کا اختیار کر کے آگے بڑھا۔ اس افسر نے اُسکے افعال کی بابت میجر
ٹرنر کمان افسر توپخانہ متعینہ دستہ فوج کے پاس بالفاظ ذیل رپورٹ کی۔ "اگر میں
اُس امداد کا ذکر نہ کروں جو لفٹننٹ رابرٹس صاحب افسر توپخانہ نے مجھے دی اور
جس نے مجھے اپنی جگہ دکھلائی اور اس سریع السیری میں جو سڑک کے نیچے کی طرف تھی
ہم پہلے اُس توپ پر پہنچے جس کو ہم نے تسخیر کیا" تو میں سخت بے انصافی کرونگا"
یہ محاربہ خونریز تین گھنٹہ تک قائم رہا اور ۱ بجے بعد دوپہر جمیعت اعدا منتشر
ہوئی تب ہماری باربرداری پہنچگئی اور خیمہ شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر باہر نصب
ہوئے۔ شام کو خبر ملی کہ باغیوں نے قلعہ مالاگڈھ خالی کر دیا جسکو لفٹننٹ بیکر صاحب
نے بہمراہی ایک دستہ رسالہ ہاڈسن اپنے تحت و تصرف میں کر لیا اور دوسری صبح کو
کرنیل گریتھیڈ صاحب نے معہ انجینئران و سٹاف جس میں لفٹننٹ رابرٹس صاحب
شامل تھے اُس قلعہ کو ملاحظہ کیا۔ یہ خوش قسمتی کا واقعہ تھا کہ باغی نواب نے قلعہ کو خالی کردیا

کیونکہ کوئی بھاری توپ ہماری فوج کے ہمراہ نہ تھا بلکہ صرف دو چھوٹے مارٹر بان اندازی کے
واسطے ساتھ تھے حالانکہ وہ قلعہ بڑا مضبوط تھا جسکے گرداگرد ۲۵ فیٹ عریض خندق موجود
تھی اسکی ہر ایک سمت دو سو گز طویل تھی اور ہر ایک گوشہ پر برج بنا ہوا تھا اور اُس
کے وسط میں مٹی کا دمدمہ جسکے گرد مضبوط پیراپٹ تھا اور چوٹی پر دس فیٹ موٹا تھا
اس قلعہ کی تین ڈیوڑھیاں ایک دوسرے کے اندر تھیں جن میں تنگ راہ تھا ؎

قلعہ میں چند توپیں اور بہت سامان اسلحات تھا - اور نیز مال مسروقہ کا بہت
بھاری مقدار ہاتھ آیا جب تک انجینیر اس قلعہ کی مسماری میں مصروف رہے - کرنیل
گریتہیڈ صاحب وہاں مقیم رہے - اسی عرصے میں کشمیری دروازہ کا مشہور لفٹنٹ
ہوم ناگہاں ایک نا دبست بیجا غفلت سے قتل ہوا جس کا افسوس تمام فوج کو زاید از
حیطہ تحریر و تقریر ہوا - اس عرصہ اقامت میں بیمار اور مجروح کے لے جانے کے واسطے
میرٹھ سے گاڑیاں منگوائی گئیں اور فوجوں کی موجودگی نے یہ بڑا کام کیا کہ جو صلاح طلب
رعایا اس ضلع اور بلند شہر کے باغیوں کے آنے پر جلاوطن ہوگئی تھی ان کو با اطمینان
واپس آباد کیا ؎

جب قلعہ مالاگڑھ حسب الاطمینان مسمار ہوگیا اور میرٹھ سے ایک دستہ فوج اُس
قلعہ اور بلند شہر کی حفاظت و حراست کے واسطے پہنچ گئی تو یہ متحرک دستہ فوج ۳ اکتوبر
کو خورجہ کی طرف جو ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن سومناکہ
ساڑھے تیرہ میل مسافت طے کرکے پہنچے یہاں پر اطلاع ملی کہ مسلمان باغی زیر حکم
منگل اور مہتاب سنگھ کے جنہوں نے ماہ گذشتہ میں حکام ضلع کو قتل و قمع کیا تھا
علی گڈھ میں ہماری عملداری اور محاربت کے واسطے مستعد بیٹھے اور آمادہ کارزار ہیں
اور یہ بھی خبر پہنچی کہ باغیان روہیلکھنڈ ہاتھرس پاس متھرا سے آ پہنچے ہیں اور بعض لوٹ
سے مفسدان علی گڈھ سے شریک ہونے کی تجویز کر رہے ہیں ؎

بنا برین کرنیل گریتہیڈ صاحب ۵ - اکتوبر کو علیگڈھ کے واسطے روانہ ہوئے
جو ۱۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے تاکہ ملاحظہ حالات کریں اور معلوم کریں کہ کون سی
سڑک سے دشمن کی جمعیت لوٹ سکتی ہے شہر میں پہنچنے پر غنیم نے چند توپوں سے
آتشباری طلیعہ فوج پر شروع کی اور معلوم ہوا کہ دونوں سڑکیں جو بلند شہر کو جاتی ہیں
حریف کے قبض و تصرف میں ہیں - رابرٹس صاحب اُس دستہ فوج نے جس سے
طلایہ بنایا گیا تھا وہاں ٹھہر گئے مگر مجبوراً اچھی جگہ پر مقیم ہونے کی لحاظ تھوڑی دور

واپس ہٹے - یہاں پر تھوڑے سے آدمی دشمن کے سامنے آئے مگر رسالہ کو موقعہ باڑ کرنے کا نہ ملا - اب دو توپیں زیرِ حکم کپتان بلنٹ صاحب آن پہنچیں اور رسالہ کے دائیں جانب جاگزین ہوئیں اور تھوڑے کے فاصلہ سے گولہ باری شروع کر کے دشمن کی توپوں کو خاموش کیا اور تسخیر کیا اور ان چار آدمیوں کو قتل کیا جو اُن پر کام کرتے تھے - کپتان بلنٹ صاحب کے توپخانہ کی باقی توپوں نے بائیں سڑک پر روانہ ہو کر غنیم کی اُس توپ کو مسخر کیا جو نئی تیار کردہ دمدمہ پر سڑک کے باہر کھڑی ہوئی تھی مگر باغی لوگ مضافات کے باغات اور مکانات میں روپوش ہو گئے - پیدل فوج کے پہنچنے پر حکم عام دستے آگے بڑھنے کے نافذ ہوا ؛

لفٹنٹ براین اور ہیوگف صاحبان نے اپنے دو سکواڈرن سے شہر کے دائیں گردہ کو صاف کیا اور دیواروں سے محفوظ و مامون رہے - میجر آدری معیت لفٹنٹ رابرٹس صاحب اور رسالہ کے ہیڈ کوارٹر اور بورچاپر کی توپوں کے تعلق بالاتفاق شہر کی بائیں جانب کا گشت کیا اور ویران شدہ چھاؤنی اور باغات سے ہوتے ہوئے کانپور کی سڑک تک تعاقب کیا - میجر ٹرنر نے تین توپوں اور ایک ڈیتیل رسالہ ششم اور چہارم پنجاب رائفل کے دائیں جانب دیواروں کے ساتھ ساتھ ان کے پیچھے گئے اور کرنیل گرینہڈ صاحب باقی فوج کے ساتھ ریزرو میں رہے - رسالہ نے دونوں بازوؤں پر بڑی تیزی اور سرگرمی سے چند میل تک تعاقب کر کے دشمن کو پسپا کیا اور میجر ٹرنر نے ہلہ کر کے شہر کے دروازوں کو توڑ کر کئی راستہ شہر میں داخل ہوتے کئے دو توپوں کو اپنی جگہ پر سے لیا اور ایک گھر میں میگزین کو تباہ و برباد کر دیا - اسی طرح چلتے چلتے اُس نے سامنے دروازہ میں قدم رکھا اور وہاں لفٹنٹ ہیوگف کے سکواڈرن سے ملاقی ہوا جو دوسری جانب شہر کے گرد ہو کر آئے تھے - شہر کے اندر صرف بنئے اور ہر قسم کے دوکاندار پائے جاتے تھے جنہوں نے انگریزوں کے واپس ہونے پر راحت دل اور مسرت قلبی کا اظہار و اعلان کیا اور یہ صاف عیاں تھا کہ اُن کی حالت باغیوں کی حکومت میں بہرہ مند نہ تھی - میجر آدری کا دستہ جس میں ہمارا ایانی پہلوان شامل تھا تین میل باڑھی کے تعاقب میں مصروف تھا اور بڑے بڑے اونچے کھیتوں میں جو تمام زمین پر لہلہا رہے تھے - کئی سو گوجر شمشیر اور تیروں سے مسلح انگریزوں کی طرح کمیل کی صورت میں جمع تھے اور دو سو زمین پر چھپے تھے : میجر ٹرنر کا دستہ اور رسالہ زیر حکم میجر آدری اب

پڑاؤ کو واپس ہوئے اور کرنیل گریتھیڈ سے جا کر شامل ہوئے۔ صاحب ممدوح نے پنجاب پیدل کی دوسری رجمنٹ اور رسالہ کا ایک سکواڈرن شہر کی تلاش کے واسطے روانہ کیا تاکہ سب توپوں اور اسلحات کو جو دستیاب ہوں لے آویں۔ دوسری پنجاب پیدل کا ایک دستہ معدود انگریز افسروں کے بمقام علی گڈھ چھوڑا گیا اور ۸ تاریخ کو فوج نے اکبر آباد کو ۱۴ میل سفر کیا یہاں منگل اور مہتاب توام برادر رئیس قوم راجپوت سکونت پذیر تھے۔ انہوں نے مفسدہ میں امتیاز عام حاصل کی تھی۔ رسالہ نے اس جگہ کو پریشان و ویران کیا اور دونو رئیس معہ ایک سو باغیوں کے مقتول ہوئے۔ تین چھوٹی توپیں بھری ہوئی رئیسوں کے مکان پر دستیاب ہوئیں علاوہ اس کے بہت مال و اسباب اور سامان اسلحات مختلف قسم کا ہاتھ لگا۔ ان کا مکان اڑا دیا گیا اور گاؤں گرایا گیا ؎

۷ ویں کو فوج نے مقام کیا اور دوسرے دن ملک میں سے گذر کر بیجے گڈھ تک سات میل مسافت طے کی جہاں نارمن صاحب کہتا ہے کہ ہم نے پہلی دفعہ اژدحام مردم مس روش بلا تکلیف کے دیکھا جس نے شاہی سڑک کے اردگرد ہر ایک چیز کو تباہ و برباد کیا دن کو کرنیل گریتھیڈ صاحب کو خبر ملی کہ جو دستہ فوج علی گڈھ میں مقیم ہے اسپر حملہ کیا جاویگا (یہ خبر آخرش کو جھوٹی ثابت ہوئی) اور اس رات کو ایک چھوٹے سے دستہ فوج کو ان کی کمک و اعانت کے واسطے روانہ کیا۔ صاحب ممدوح کو بہت ضروری بلاوٹ آگرہ سے بھی پہنچی کہ دھولپور سے باغی لوگ اس جگہ پر حملہ کرنے کے واسطے آ رہے ہیں اسواسطے ۸ ویں تاریخ کی آدھی رات کو سات سکواڈرن رسالہ کے اور اسپی توپ خانہ کے جن کے ساتھ رابرٹس صاحب آگے گیا۔ سعید آباد کو روانہ ہوا۔ اور بالضمن کندولی کو جو ۲۶ میل کی مسافت پر ہے راہی ہوئے اور آگرہ کی طرف بڑھنے کے واسطے تیاری کر رہے تھے کہ خبر پہنچی کہ اب کوئی ضرورت نہیں۔ اس کوچ میں وہ ہاترس سے گذرے جس کو چند روز گذرے کہ سات ہزار فوج نے تاراج کیا تھا جن کے پاس ۱۸ توپیں اور کئی ہزار مسلح بدمعاش تھے جو متھرا سے اودھ کو زیر حکم بخت خاں صوبہ دار توپخانہ بریلی کے لئے جا رہے تھے ؎

باقی کا دستہ فوج متحرک لشکر کا دوسری صبح کو آن پہنچا اور دسویں اکتوبر کو بوقت طلوع آفتاب تمام فوج آگرہ میں کشتیوں کے پل پر قلعہ کے سامنے سے

داخل ہوئی وہاں کے لوگ اس مبارک نظارہ کے تماشا کے واسطے باہر نکلے۔ لفٹننٹ
رابرٹس صاحب بہادر فوج کے آگے پڑاؤ کا نشان کرنے کے واسطے آگے بڑھے۔ اُس
وقت اُن کو خبر ملی کہ دشمن مفقود ہو گئے ہیں اسواسطے انہوں نے فوج کو ٹھہرنے کا [illegible]
کیا۔ حکام آگرہ نے اپنے آپ کو حملہ سے ایسا محفوظ و مامون سمجھا کہ کرنیل کاٹن [illegible]
کمان افسر فوج قلعہ نے مناسب سمجھا کہ فوج گرجا گھر کے پاس ایسے میدان [illegible]
فوج کے واسطے نکلتی ہو خیمہ زن ہو جس سے احاطوں میں انتشار کی ضرورت [illegible]
کسی قدر بحث و تکرار کے بعد اور حسب خواہش لفٹننٹ کرنیل گریتھیڈ صاحب [illegible]
رابرٹس صاحب بہادر نے دیسی پیدل فوج کی پیڈ کی جگہ نشان خیمہ [illegible]
جیساکہ آخر کو نتیجہ ثابت ہوا کہ اگر اس فوج کو گھروں اور احاطوں میں [illegible]
کیا جاتا اُس دن وہ سخت نقصان اُٹھاتے اور شاید نیست و نابود ہو جاتے اور وہ
فتح نمایاں حاصل نہ کرتے جو اُن کو اُس دن نصیب ہوئی۔ یہ امر گو [illegible]
ایک انہزامیہ صورت میں تھی صرف آگرہ کے حکام کی ناقص اطلاع کو منسوب ہے
کسی قدر ملامت کرنیل گریتھیڈ صاحب پر عاید ہوتی ہے گو لیفٹننٹ [illegible]
پر عاید کرنے کی سعی کی جاتی تھی اور بریگیڈیر گرینٹ ہوپ صاحب [illegible]
کے واسطے بھیجا گیا تھا [illegible] فوج نے یک لخت پڑاؤ مقرر کر کے اور
[illegible] کیمپ کے قرب و جوار کے ملک کا گشت کرنے کے واسطے یک لخت کوچ
کرنے میں عدم احتیاطی کی سخت ظاہرا غلطی کی تھی ؛

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبل اس کے کہ خیمہ نصب ہوئے غنیم نے اپنی توپوں کی
آتشباری تین جانب سے شروع کی مسٹر (حال سر) ولیم میور سکریٹری گورنمنٹ
ممالک مغربی و شمالی نے جب گرینٹ صاحب کو آگرہ سے لکھا تو کسی قسم کی ملامت
گریتھیڈ صاحب کی طرف منسوب نہیں کی وہ لکھتا ہے کہ دشمن ہمارے خیمہ گاہ پر توپخانے
لیکر تین جانب سے چڑھ آئے۔ گریتھیڈ صاحب کی فوج مشکل سے اپنا آپ سنبھال
سکی۔ انہزام فقط چند ساعت تھا اور آواز اور وصول ہماری توپوں کی بوچھاڑ کا
ظاہر کرتا تھا کہ ہم نے اُن کا تین چار میل کا تعاقب کیا۔ ایک وجہ سے تو یہیں ہزیمت
تھی مگر اصل میں اُن کے واسطے زیادہ تھی۔ اُن کو بالکل یہ خیال نہ تھا کہ ہمارے
پاس اس قدر فوج کثیر ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ہمارا ضروری پیغام بنام
گریتھیڈ صاحب مناسب طور سے تھا مگر اسکے ہمراہی سخت تھکے ماندے ہو گئے تھے

انہوں نے ۴۴ میل کی منزل تیس چالیس گھنٹے میں طے کی۔ تمام اسلحات جو جنگ سے متعلق تھے مصروف بکار رکھے گئے اور بعض توپ اپنے ٹمٹمتے پہنچے نہایت مشغولی سے بکار ہوئے مگر پھر بھی کسی قسم کی بد انتظامی اور گھبراہٹ نہ تھی کیونکہ پورانی دہلی کے جنگ آور دل کو اپنے افسر پیر اور اپنے آپ پر کمال اعتماد اور بھروسہ تھا ؛

جب توپوں نے بڑی شدت اور حدت سے آتشباری شروع کی تو رسالہ پنجاب نے دائیں جانب دشمن پر حملہ کر کے پیچھے ہٹایا اور نمبر رسالہ علمبرداروں نے بائیں جانب سے دشمن کی اول لائیٹ کیولری اور بے قاعدہ رسالہ کے توپوں کے دلاورانہ حملہ کا بڑی سرگرمی سے جواب دیا اور انہیں پسپا کیا۔ لفٹنٹ رابرٹس اپنے فرائض منصبی کی تکمیل کر کے قلعہ میں حاضری کر رہے تھے جب اُن کے کانوں میں باغیوں کا غیر متوقع حملہ کی خبر پہنچی جلدی گھوڑے پر سوار ہو کر وہ نبرد گاہ میں پہنچے اور دیکھا کہ پکٹ پسپا ہو گئی ہے اور لفٹنٹ ہیوگف صاحب اپنے دشمن سے مصروف حرب و قتال اور مشغول ضرب و جدال ہیں جو اُسوقت کیمپ میں تھے جن کے وسط میں دست بدست جنگ جاری تھا۔ تلوار میان سے نکال کر اور محاربوں کی صفوں کو چیر کر اپنے کمانڈر کی اعانت کو پہنچے ؛

اسی اثنا میں اس محارب عظیم علمبرداروں کے ایک سکواڈرن نے سواروں کے بڑے گروہ پر بلنٹ کی توپوں کے پہلو پر نہایت عظیم الشان اور باشوکت و شان حملہ کیا جس میں کپتان فریح مقتول ہوا اور لفٹنٹ جونس کو ۲۲ زخم کاری لگے۔ مگر وکٹوریہ کراس کو زیب تن نازنین اور جسم خونین کرنے کے واسطے زندہ رہے۔ رسالہ پنجاب نے زیر حکم لفٹنٹ پرابین والٹس اور ینگ ہزبنڈ صاحبان علے ہذا القیاس کمال نامبرداری سے خدمات نمایاں اور کارہائے شایان تین توپوں کی تسخیر سے دکھلائیں۔ اس وقت دشمن کی شکست فاش کی تکمیل ہوئی۔ اُسوقت رسالہ واپس ہوا اور تمام فوج اُس کے پیچھے آتی تھی اور لفٹنٹ رابرٹس صاحب رسالہ کی سب سے آگے کی جماعت میں عظم و شان سے آتے تھے۔ ایک یا دو موقعوں پر گوالیار کی سڑک پر بعض دیہات میں باغیوں نے پائے مقاومت کی اثبات کا ارادہ کیا مگر انگریزی فوج کی آگ اُن کے خرمن جان کے جلانے کے واسطے کافی تھی اور جونہی پیدل فوج آن کر پہنچی کہ توپیں ہمارے قبض و تصرف میں آئیں۔ چھاونی سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ فتیوں کا کمپ مسخر ہوا اور وہاں سے کالی ندی تک رسالہ اور اسپی توپ خانہ نے تعاقب کیا۔

بعدہٗ توپ ہمارے تحت تصرف میں آ گئی اور گاڑیوں کی قطاریں ہمارے ہاتھ آئیں -
اور مفرور سپاہی ہر ایک گز کے فاصلہ پر مقتول نظر آتے تھے - کالی ندی پر پہنچ کر کہیں بھی باغی نہ
ٹھہرے پہلے اول ناسمجھی کیولیری مقابل طرف ریگزار دیتی ہوئی معلوم ہوتی تھی - مگر کپتان
بلنیڈرشن کی توپوں نے بہت جلد اُن کو منہزم کیا ؎

۱۳ توپیں جو غنیم لیکر لائے تھے ہمارے قبضے میں آئیں اور پانچ چھ سو کے درمیان
آدمی مقتول ہوئے - اگر کھیت ایسے اونچے نہ ہوتے کہ اُن کے سبب عجیب انگیز سرعت
چھپ جاتے تھے تو اُن کا نقصان بہت ہی بھاری ہوتا - نارمن صاحب کہتا ہے کہ
اس سے بڑھ کر کبھی شکست فاش نہیں ہو سکتی اور اس سے زیادہ سرگرم تعاقب کبھی نہیں
ہوا اسی کے کر توپیں زیر حفاظت آئیں اور موجودہ کیمپ کو لے آئے پانچ بجے کہ ... سپاہ
صبح سے لڑائی لڑکر اور ۲۰ میل چالیس گھنٹہ میں طے کر کے تھکے ہوئے ...
اونچی اونچی فصلوں اور سرد و معتدل میں ڈبکی چال چلے اچھے ... سے
رابنسن صاحب کہتا ہے کہ میں نے ایک سکھ پیدل سپاہی کو کالی ندی میں باقی چھپتے
دیکھا جس نے پچاس میل مسافت طے کی اور اس ندی تک تعاقب کرکے واپس کیمپ کو
آیا - انگریزی نقصان بہت تھوڑا تھا ۱۲ قتل ہوئے اور ۴۵ زخمی ہوئے اور نتیجہ
جو حاصل ہوا بہت عمدہ اور معقول تھا کیونکہ عمدہ ... باغی فوجوں میں سپاہی ... پچھ
سے آٹھ ہزار جوانوں سے شامل تھے جن میں کسی قدر مہو سے اور کسی ... سے
اور بعض جماعتیں دہلی اندور اور گوالیار سے تھیں ؎

اگرچہ حملہ بصورت انتہا امید تھا مگر دونوں فریقوں کے واسطے تھا کیونکہ مفسدوں
کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ گریتھیڈ صاحب کی فوج قریب پہنچ چکی ہے اور خیال کیا کہ وہ آگرہ
کے قلعہ کی فوج سے معاملت کر رہے ہیں اسواسطے انھوں نے حملہ کی صورت اختیار کی
اور اس دلیری اور دلاوری سے حملہ آور ہوئے کہ اُن کے سابقہ طریقہ سے بالکل متغایر
تھا کہتے ہیں کہ شہر کے مخالف لوگ کشتیوں کے پُل توڑنے میں مصروف تھے مگر اس کو
تو انگریزی فوج کے جلدی سے آگے بڑھنے نے توڑ دیا اور اغلب ہے کہ اُن کا ارادہ
ایسے طاقتور اور مضبوط اہل قلعہ آگرہ پر حملہ کرنے کا بدیں امید تھا کہ گوالیار کا کنٹنجنٹ اُن
کے سلسلہ محاصرہ اور چار توپخانہ سے شریک ہوگا مگر حسب کیفیت نارمن صاحب
ہے کہ نہایت تعجب انگیز واقعہ اس معاملہ کا سخت احتیاج اطلاع کا تھا یا یہ کہ غلط خبر
آگرہ گورنمنٹ کی بابت ملی - آتشباری شروع ہونے کے نصف ساعت بعد نہایت معتبر

مخبر نے بیان کیا (جیسا کہ خیال کیا گیا تھا) کہ باغی لوگ کالی ندی کے پار ہیں حالانکہ وہ
اُسوقت کیمپ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھے - فی الواقعہ اُنہوں نے توپوں - سامان
اسباب اور گاڑیوں کے ساتھ ندی سے عبور کیا اور چونکہ پانی پتلا اور کنارہ ڈھلوان تھے
یہ کام بہت وقت میں ہوا ہوگا تب اُنہوں نے قلعہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک گانوں
کے قریب خیمے نصب کئے اور بہت سے دیہات گذر کر حملہ کے لئے بڑھے حالانکہ اگرہ گورنمنٹ
کو ایک حرف بھی ان کی خبر کی بابت نہ پہنچا بلکہ اسی صبح وہاں کے حکام کو برخلاف
واقعہ اطلاع ملی ۔

لفٹنٹ رابرٹس صاحب نے بھی اس محنت خیز نمونہ تسخیر کے دن میں کچھہ
کام تعدد کیا اور یہ امر دیکھکر خوش ہوئے کہ اُن کا نام کرنیل گریتھیڈ - کرنیل کاٹن اور
مسٹر سی۔ بی۔ تھارن ہل سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی کے خریطوں میں اُن
کا نام بھی مذکور و مسطور تھا ۔

کرنیل گریتھیڈ صاحب کو بڑا تردد تھا کہ وہ جنرل ہیولاک صاحب سے خط و کتابت
شروع کریں اور ایک دستہ فوج معہ دو توپوں کے اُس جماعت کی امداد کو روانہ کرکے جو
علی گڈھہ میں چھوڑ آئے تھے صاحب ممدوح نے معہ فوج ۱۴ اکتوبر کو دریا سے عبور کیا
اور دوسرے دن مین پوری کو روانہ ہوئے وہاں ۱۹ اکتوبر کو پہنچے - اخیر کی منزل اُن کی
۴۲ میل کی تھی اُس سے ایک دن پہلے بریگیڈیر ہوپ گرینیٹ دہلی سے پہنچے اور
متحرک دستہ فوج کی زمام اختیار اُنہوں نے اپنے ہاتھہ لے لی اور اُسدن سے لے کر
قصہ کے اخیر تک لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر اس ممتاز جنرل کے سٹاف میں
خدمات نمایاں کرتے رہے یہ جنرل صاحب اپنے سٹاف کی طرف سے بڑے ہی خوش
نصیب تھے کہ جن کے پاس ولزلی - رابرٹس - رڈلف ولمٹ اور مرحوم آگسٹس
انیسن شامل تھے ۔

اس دستہ فوج نے ۴۲ میل کی مسافت مین پوری کو طے کی جہاں مقابلہ کی
امید تھی مگر راجہ اور اُس کے رفیق بھاگ گئے اور کسی قدر توپیں اور توپ خانہ
برٹش کے ہاتھہ میں آیا اور نیز ڈھائی لاکھہ روپیہ جو راؤ اُس کے بھائی نے بچایا تھا
نیز ہمارے قبضہ میں آیا - راؤ صاحب ہماری فوج کو منزل کی راہ میں جا ملا
بریگیڈیر گرینیٹ نے بیوین کو مقام کیا اور قلعہ کو تباہ کر کے دوسرے دن
بیوپر کو کوچ کیا جس کو باغیوں نے فوج کے پہنچنے پر چھوڑ دیا - یہہ باغی

ترا ہے فتح گڈھ کی فوج کی ایک جماعت تھی۔ بیورمیں جہاں چار سڑکیں جو کاہن پور میرٹھ فتح گڈھ اور آگرہ کو جاتی ہیں بریگیڈیر گریتیٹ کو ایک خط یونانی زبان میں لکھا ہوا سر جیمس اوٹرم کا ملا جس میں یہ استدعا تھی کہ جس قدر جلدی ممکن ہو لکھنؤ کو آؤ۔ کہ ہم سامانِ رسد رسانی سے تنگ آگئے ہیں اس واسطے گریتیٹ صاحب نے عزم بالجزم کیا کہ اب سڑک چھوڑ کر فتح گڈھ پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے اور ۲۲ تاریخ کو انہوں نے ۲۸ میل کی منزل گورستی گنج کی طے کی اور دوسرے دن میراں کی سرائے کو جا پہنچے ۔ جب لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر اپنی گارد سے شہر کے قرب و جوار میں گشت کر رہے تھے جو ندی کے کنارہ پر واقع ہے۔ تو اُس پار ندی کے پار سے توپوں کے گولے سر ہوئے۔ اس توپخانہ کے ساتھ پانچ پیدل پیٹن یا در تھے جو توپوں کے عبور کرنے میں مصروف تھے۔

جنرل گریتیٹ صاحب نے صاحب ممدوح الشان کی امداد کے واسطے ایک سکوڈرن علمبرداروں کا اور دو رسالہ پنجاب کی اور دو توپیں روانہ کیں جب ہمارے توپخانہ نے شدفشانی آغاز کی تو غنیم کے نایرہ فساد کو جلدی منطفی کر دیا اور وہ اپنی توپیں چھوڑ کر مفرور ہو گئے۔ اُدھر رسالہ نے پایاب پار اُتر کر اُن کا تعاقب کئی میل تک کیا اور ایک معتدل تعداد کو تیغ بیدریغ رکھا۔ لفٹنٹ پرابین نے رسالہ پنجاب کے ایک سکواڈرن سے دریا گنگا تک ان کی پیروی کی۔ اس دریا میں باقی کے مفرورین غرق آب ہوئے۔ توپیں غنیمہ میں لائی گئیں۔ ایک ۲۴ پاونڈر ہاوٹزر۔ ایک ۹ پاونڈر۔ اور دو پیتیل کی دیسی تین پاونڈر۔ علاوہ سامان اسلحات اور دو ذخیرہ کی گاڑیوں کے تعاقب کے وقت رابرٹس صاحب بہادر نے اپنی معمولی حرارت قلبی اور سرگرمی دکھائی اور ایک باغی سوار سے شمشیر بازی کی جس نے انکے گھوڑے کے پہلو کو تلوار سے کاٹ ڈالا۔

۲۴ اکتوبر کو بالجبر ۲۴ میل مسافت پورہ تک طے کیا اور پھر دو معمولی منزلیں ۲۵۔ اور ۲۶ کو قطع کیں اور اس دستہ فوج کو تب کاہن پور میں لے گئے جہاں اس کی حکومت بریگیڈیر ولسن صاحب متعلقہ رجمنٹ ۶۴ کمان افسر قسمت نے اپنے ہاتھ میں لی۔ وہاں یہ فوج اُسوقت تک مقیم رہی کہ جب حکم ان کی روانگی کا بجانب لکھنؤ سر کالن کامپبل سے جو جدید کمانڈر انچیف آئے تھے پہنچا۔ جونہی یہ فوج تعدادی تین ہزار جوان کاہن پور میں داخل ہوئی کہ اعدا کی بڑی بھاری جماعت سے ذلیتی گوالیار کنٹنجنٹ اعلےٰ عمدہ تربیت یافتہ فوج تعدادی پانچ ہزار جوان) معہ توپخانہ اور سامان محاصرہ (۴۰ توپیں) جو جمنا کے کنارہ چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن تھی اور ایک فوج اُسی تعداد کی زیر حکم

باب چہارم

کاہن پور میں بریگیڈیر گرینیٹ کو ایک اور جمعیت ۳۵۰ جوانوں کی سارلنڈ گھاگرہ کی رجمنٹ کی زیر کرنیل آنربیل ایڈرین ہوپ (جو ملک اودھ کے روئیہ میں شکست یاب ہوا) آن ملی جس سے اُن کی فوجی طاقت ۳۴۶ جوان اور بیس توپوں کی ہوگئی۔ اُنہوں نے اور اُن کے افسروں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ہم اس فوج سے جو چاہیں کر سکتے ہیں اور اس خیال کی خوشی سے پھول رہے تھے کہ اُن کو حکم پہنچا کہ لکھنؤ کی امداد کو روانہ ہوں۔ اس فوج نے دریائے گنگا کو کشتیوں کے پُل سے ۳۰ اکتوبر کو عبور کیا اور بنی تک چلے گئے جہاں پُل شکستہ ہوا معلوم ہوا مگر ہماری فوج بلا وقت دریا پار پایاب ہوگئی۔ یہاں سر کالن کیمبل کا (جو کلکتہ سے کاہن پور کو ۳ر نومبر کو پہنچے) حکم بریگیڈیر صاحب کے پاس پہنچا کہ جب تک ہم شامل نہ ہوں اسی جگہ مقیم رہو۔

چونکہ وہ جگہ خیمہ زنی کے واسطے ناموافق تھی اسواسطے بریگیڈیر صاحب نے ارادہ کیا کہ چند میل آگے چلنا چاہیئے اور اُس نے ۳ر نومبر کو لفٹننٹ رابرٹس صاحب اور مین صاحب متعلقہ محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل کو مناسب جگہ کے انتخاب کے واسطے روانہ کیا اس فرض کے ادا کرنے میں لفٹننٹ رابرٹس صاحب بہادر موضع بنتھرا میں مفسدوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونے سے بمشکل بچا۔ اس حال کا بیان ہم اُن کی زبان بالفاظ نقل کرتے ہیں "مجھ کو بریگیڈیر سر ہوپ گرینیٹ نے نئے پڑاؤ کے انتخاب کرنے کیواسطے روانہ کیا۔ چند ساعت پہلے ہم نے اُس علاقہ کا گشت کیا تھا اور دیکھا تھا کہ یہاں کوئی دشمن نہیں اسواسطے لفٹننٹ مین صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل بھی میری طرح نہتے تنہا چند سواروں کے ساتھ سامنے گیا ہم جائے منتخبہ پر پہنچے اور گھوڑے سائیسوں کے ہاتھ ہم نے فوج کو پیغام بھیجا کہ چلے آؤ ہم انتظار کر رہے تھے اور باتیں کر رہے

تھے کہ بہت سے اعدا ہمارے اور ہماری فوج کے مابین نظر آئے وہ گانوں میں مخفی ہو رہے تھے
چنانچہ یہ بات ہم نے پیچھے سنی۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کو ایڑی لگائی مگر مشکل سے بچے
میرا گھوڑا ایک ندی سے گذرتا ہوا خفیف سا زخمی ہوا اور گر پڑا اور میرے ہاتھ سے تلوار گر پڑی
جس سے میرا بایاں انگوٹھا بری طرح کٹا۔ اگر صاحب ممدوح دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتے
تو بیشک بری موت ان کے مقسوم ہوتی ؀

بریگیڈیر صاحب نے ایک حصہ اپنی فوج کا دشمن کو منتشر کرنے کے واسطے
روانہ کیا جنھوں نے اعدا کو آسانی سے بیتخیر سے نکال دیا اور وہ لکھنؤ کی جانب پسپا ہو گئے ؀
ہماری فوج اب موضع نواب گنج پر جو اُس بڑے میدان کے وسط میں ہے جس
پر فوج نے پڑاؤ کیا قابض ہوئی اور ایک قافلہ مناسب بدرقہ کے ہمراہ عالم باغ کو روانہ ہوا
۵ دن سے ۱۰ نومبر تک کہ جب سر کالن کمبل صاحب نواب گنج میں تشریف لا کر کل
افواج معین لکھنؤ کے کمانڈر انچیف ہوئے۔ بہت سی امدادی فوجیں ہر جانب سے آئیں اور
اور اب فوجیں قابل روانگی کی تعداد چھ ہزار تک پہنچ گئی جن کے ساتھ ۱۱ بھاری توپیں
۳۔ ۱۸ پاونڈر ۱۸ فیلڈ بیس اور کئی مارٹر تھے ؀

۱۲ نومبر کی صبح کو سر کالن کمبل صاحب عالمباغ کی طرف کوچ کرنے سے
کارروائی شروع کی۔ یہ باغ دیواروں سے محصور تھا اور رزیڈنسی سے ٹھیک جنوب
کی طرف پانچ میل کے قریب تھا اس میں جو فوج تھی ۹۰۰ جوان تھے اور اُس فوج کا
حصہ تھا جو سر جیمیس اوٹرم اور جنرل ہیولاک نے ۵ ستمبر کو پہلے پہل امداد رزیڈنسی کے
لیے کوچ کرنے کے وقت یہاں چھوڑی تھی ؀

لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر ہراول فوج کے ہمراہ تھے جس پر دو ہزار باغیوں نے
دو توپوں سے حملہ کیا جن کو لفٹنٹ ہوگف متعلقہ رسالہ ہاڈسن نے بڑے عظیم الشان مقابلہ
سے چھین لیا اور اعدا منتشر ہو گئے۔ جب عالمباغ دشمنوں سے صاف ہو گیا۔ فوج کی
تبدیلی کی گئی۔ رجمنٹ ۷۵ جن کی تعداد ۳۰۰ جوان کی تھی اور جو دہلی کے تمام محاصرہ میں
جنگ وجدال اور حرب وقتال سے تھکے ماندے تھے اس جگہ چھوڑے گئے۔ سر کالن کمبل صاحب
نے اپنے بھاری بوجھے عالمباغ کے احاطہ میں امانت چھوڑے اور اپنے مویشی اور گاڑیں
کانپور کو واپس کیں اور پھر باقی کی فوج سے جو تعداد میں ۴۰۰۰ تھے بلا سامان روانگی کا انتظام
کیا۔ اس سامان کو انھوں نے دلکشا کے کمروں میں رکھا ؀

۱۳ تاریخ کو لکھنؤ کی طرف کا کوچ کمال مستعدی سے شروع ہوا۔ اور لفٹنٹ

رابرٹس افسر اعلےٰ محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل افواج زیر کمان بریگیڈیر جنرل گرینٹ*
طلایہ کے کام پر متعین ہوئے اور انہوں نے فوج کو عالم باغ سے دلکشا کی طرف سے
جانے سے اعزاز حاصل کی کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل قلعہ کی امداد کی گئی اور ان
کے زن و مرد کی جانیں بچ گئیں۔ جب طلایہ باغ دلکشا کے قریب پہنچا تو آگے کی توپوں
پر بندوقوں کی آگ برسنے لگی۔ امدادی فوجیں زیر حکم کرنیل ہیلٹن متعلقہ ۷۵ ویں
گھاگرہ آگے بڑھیں۔ جو فوجیں مشغول جنگ تھیں وہ دو توپ خانہ اور تین رجمنٹ پیدل
تھیں دو گھنٹہ تک لڑتے بھڑتے غنیم مارٹینری کی طرف پہاڑ کے پیچھے اس کے
باغ اور پارک کے پار اور ندی سے بہت دور گئے جو مشرق اور مغرب کی طرف قریباً
بہہ کر گومتی میں مارٹینری کے شمال کی جانب ایک موقعہ پر جا گرتی ہے۔ دلکشا اور مارٹینری
کو بریگیڈیر ہوپ کی فوج نے اپنے قبض و تصرف میں کیا اور مارٹینری کے باغات
اور احاطہ بھی تسخیر کئے جو ندی تک بڑھتے ہیں اور بریگیڈیر ڈبی رسل صاحب کا
دستہ فوج بائیں جانب دلکشا کے سامنے تھا اور بریگیڈیر لٹل مع رسالہ اور بورچاٹر
کے توپ خانہ کی مارٹینری کے سامنے میدان میں مقیم تھے۔

بہر حال دشمن اس شکست سے سیر نہ ہوئے بلکہ ہماری جمعیت پر بڑی ہمت اور
عزم سے حملہ آور ہوئے مگر ان کو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ہماری فوجوں نے
ان کو بھگا دیا اور خود ندی کے پار آگے بڑھے۔ اس لڑائی میں دو افسر قتل ہوئے
ایک تو کپتان ھیلی متعلقہ کارہنبیرس اور دوسرا لفٹنٹ مین افسر شاہی اسپی
توپ خانہ کا جو تسخیر کے واقعہ میں لفٹنٹ رابرٹس کا رفیق تھا۔

چند روز تک ہماری فوج آگے نہ بڑھی مگر کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے
رابرٹس صاحب بہادر کو ایک ایسی خدمت کے واسطے انتخاب کیا جس سے واضح ہوا کہ
انہوں نے چستی چالاکی اور لیاقت کاملہ کا نام حاصل کیا۔ وہ خود ہم کو لکھتے ہیں۔ مارٹینری
سے روانہ ہونے کی پہلی شام کو سر کالن کمپبل صاحب نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ ہمارے
پاس ریزرو سامان اسلحات موجود نہیں اور اسواسطے عالم باغ سے قبل از صبح اور لانا

---

* ہوپ گرینٹ کو اس عہدہ پر سر کالن کمپبل نے جو انکے پرانے دوست تھے اور جن کیساتھ انہوں نے چین اور
ستلج کی جنگوں میں خدمات کیں تھیں ترقی دی۔ سر کالن کمپبل نے ان کو تمام فوج کی کمان پر مامور فرمایا
اگرچہ فی الواقعہ لکھنؤ ریلیف کی کارروائی خود کمانڈر انچیف صاحب نے کی۔

ہمرویا تھا سے ہے اور مجھ سے دریافت کیا کہ آیا تم عالم باغ کا راستہ اندھیرے میں
پہچان سکتے ہو - میں نے جواب دیا میں خیال کرتا ہوں کہ میں اس راہ اندھیرے میں
جا سکتا ہوں - تب صاحب ممدوح نے فرمایا کہ جو بدرقہ تم چاہتے ہو ساتھ لیکر جاؤ اور
کافی نمبر اونٹوں کا بھی اپنے ہمراہ لیتے جاؤ - میں نے ہیوگف اور ینگ ہزبینڈ کے رسالہ
کے دو سکواڈرن ساتھ لئے ہمیں دشمن کے پکٹوں سے بچنے کی بڑی دقت تھی مگر ہم
نے اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا اور صبح کے طلوع سے پہلے ارشنری کو واپس آ گئے سر کالن
کیمبل صاحب نے نہایت اعلےٰ رضامندی ظاہر فرمائی - میں نے جلدی سے حاضری
کھائی تو مجھ کو سکندر باغ کی طرف فوج لے جانے کا حکم ہوا ۔

اپنے بھاری اسباب اور مجروحوں کے ذخایر کو عالم باغ میں امانت رکھ کر سر
کالن کیمبل نے فوج کو آرام دیا اور ۱۶ نومبر کو فوج سکندر باغ کی طرف آگے بڑھی -
صرف عقبی گارڈ زیر حکم کرنیل ای وڈ متعلقہ ۹۳ ویں ہائلینڈرز نے دوسرے دن
فوج کا خاتمہ کیا ۔

اہل قلعہ کی فوج رجمنٹ ۸۴ مانند ۷۵ رجمنٹ منجملہ پلاٹن دہلی مستحق
آرام کی تھی ان کو دلکشا میں چھوڑ ۱۶ تاریخ کی صبح کو سر کالن سیدھا سکندر باغ
کو روانہ ہوا - لفٹننٹ رابرٹس صاحب فوج کے رہنما تھے جن کے واسطے یہہ جنگ
سخت سے سخت محاربہ واقع ہوا ۔

کمانڈر انچیف صاحب فرماتے ہیں کہ سکندر باغ اونچی دیواروں والا احاطہ
ہے جس کی عمارت کا مصالحہ بہت مضبوط تھا - ۱۲۰ گز مربع اور چاروں طرف
عمدہ سوراخ دار تھا - اس میں غنیم کی بڑی طاقتور جماعت مقیم تھی اور اس کے مقابل
سو گز کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جس میں سوراخ اور آدمی تھے - جو دستہ فوج اس
راہ سے سکندر باغ کی بائیں جانب جا رہا تھا اسپر آتشباری شروع ہوئی - ہراول کی
پیدل فوج جلدی سینہ بسینہ جنگ تک پہنچگئی تاکہ کنارہ کی دائیں جانب صف بندی
کریں اور کپتان بلنٹ کے اسپی توپ خانہ کی تروپ نے گھوڑے دوڑا کر ادھر ادھر کی
آتشباری سے جوکھا تو اور سکندر باغ سے شروع تھی گذر کر بڑی دلیری سے بندوقوں
کی زد پر جا کھڑے ہوئے - جونہی وہ ڈھلوان کنارہ پر چڑھسکی ۳ ۱۸ پاونڈر توپیں
زیر حکم کپتان ٹریورز اس عمارت پر تصرف کرنے کے واسطے آگے بڑھے ۔
کمانڈر انچیف صاحب فرماتے ہیں کہ پیدل بریگیڈ زیر حکم بریگیڈیر آنرسیل

آرڈین ہوپ نے جو سب سے آگے تھے جلدی سے حرب و ضرب شروع کر کے سوراخ وار گاؤ کا خالی کرا لیا تب محل آتشباری صرف سکندر باغ کی طرف آغاز ہوئی۔ کسی قدر عرصہ کے بعد ایک جماعت غنیم کی جو سب سے آگے بائیں جانب استادہ تھی ہنکائی گئی۔ اُس وقت ۹۳ ہائلینڈرز نے اُن کے تعاقب سے مستفید ہو کر بارکوں پر دخل و تصرف کیا اور اُن کے فوجی مقام بنا لئے۔ اِدھر تو یہہ ہو رہا تھا اُدھر ۳ ۱۸ پاونڈر توپیں سکندر باغ پر گولہ باری کر رہی تھیں جس پر ۹۳ گھاگرہ اور چہارم پنجابی نے بڑی دلاوری اور ناموری سے طوفان مچا دیا۔ کمانڈر انچیف صاحب نے جنہوں نے سان سبسٹین پر گولہ باری کی اور برو سہ کے سلسلہ پر کھڑے تھے لکھا کہ اس سے بڑھ کر کہیں بھی زیادہ دلاورانہ کارروائی اسلحات کی نہیں ہو گی۔ اور اس طرح پہ سیاہن پور کی بیرحمیوں کا انتقام سکندر باغ میں پورا ہوا جس کے تھوڑے سے رقبہ میں دو ہزار سے زیادہ لاشیں دبانے والے آدمیوں نے شمار کیں*

جس دوسرے موقعہ پر حملہ کیا گیا وہ شاہ نجف تھا جو گنبد دار مسجد معہ محوطہ باغ اور سوراخ دار دیواروں کے تھا کپتان پیل کی بحری بریگیڈ کی بھاری توپوں نے تین گھنٹہ تک خوب آگ برسائی۔ یہ ایسی لڑائی تھی کہ جس کی نظیر نہیں۔ تب ۹۳ گھاگرہ نے زیرِ حکم بریگیڈیر ہوپ بامداد ایک پلٹن کے دستہ رجمنٹ ۵۳ زیر کمان میجر بارسٹن (جس کو ایک زخم قطعی مہلک پہنچا) اُس جگہ پہ حملہ کیا۔ اس سے ۱۶ تاریخ نومبر کے واقعات کا خاتمہ ہوا*

دوسرے دن صبح کو ۳۲ ویں میس ہاؤس پر جو پہلے باسم خورشید منزل مشہور تھا حملہ ہوا۔ یہہ عمارت معقول مقدار کی تھی اور اسکے گرداگرد ۱۲ فیٹ عریض خندق تھی اور مضبوط مٹی کی سوراخ دار دیوار بندوق چلانے کے واسطے تھی۔ ان حملہ کرنے والی فوج پر کمان افسر کپتان ولزلی صاحب افسر رجمنٹ ۹۰ سر کالن کیمبل نے مقرر کئے جنہوں نے اس افسر کا نام اُس دن کے ضابطہ میں سب سے پہلے تحریر فرمایا۔ کپتان ولزلی صاحب× کے ساتھ ایک پکٹ رجمنٹ ۵۳ کی زیرِ حکم کپتان ہاپکنس

* اسی طرح سر کالن کیمبل صاحب اپنے مراسلہ میں تحریر فرماتے ہیں*

÷ بور چائر صاحب اس کی تعداد تین ہزار بتلاتے ہیں اور لارڈ ولزلی صاحب جو دفتہ گشتہ جماعت کے ہمراہ تھے اصل تعداد ۱۸۰۰ بتلاتے ہیں* × اب جنرل لارڈ ولزلی جی سی بی

تھے اور اس کی امداد ان دستہ ہائے فوج کی پلٹنوں نے کی جس پر پہلے میجر ہارسن
اور اب کپتان ایف سی گوز*‌ ہر دو متعلقہ رجمنٹ عنہ ۹ افسر تھے ٭
صحیح تاریخ لکھنے کے وقت گو جنگ آور لقیہ حیات ہی کیوں نہ ہوں۔ مس ہاوس
والی لڑائی کے مطبوعہ حالات سے صاف ہویدا ہے یہ محاربہ کل لڑائی سے عظیم الشان تھا۔
مورخ اپنی جلد اول سوانح عمری لارڈ ولزلی مطبوعہ ۱۸۷۴ء میں اس واقعہ کے بیان
کا ہلہ آور فوج کے دلاور افسر کی زبان سے حوالہ دیتا ہے جس کو سر کالن کمبل نے بذات
خاص ہدایت کی اور اس سے کرنیل مالسن نے اپنی تواریخ مقسدہ میں انتخاب کیا۔ مگر
اپنی تیسری اخیری جلد میں اس واقعہ کی تصحیح کے واسطے ایک ضمیمہ اضافہ کرتے ہیں
جس میں کپتان ہاپکنس صاحب کی تعریف درج ہے کہ وہ ہلہ آور فوج کی افسری کر کے
مس ہاوس کے پل کی طرف لے گئے اور ولزلی صاحب کا صرف یہہ ذکر ہے کہ انہوں نے
عمارت کی دائیں جانب کے مکانوں پر حملہ کیا۔ جب سے یہ کتاب مطبوع ہوئی۔ مورخ
کو مرحوم مسٹر کیوتاہ وی سی نے جس نے ولزلی کی جماعت کی رہنمائی کی یقین دلایا کہ ان
کا بیان بالکل راست بے کم و کاست ہے اور ولزلی صاحب نہ ہاپکنس صاحب
اُس جماعت کے سربراہ تھے جس نے پہلے مس ہاوس کے پل سے عبور کیا۔ کرنیل مالسن
ضمیمہ محولہ بالا میں (دیکھو صفحہ ۵۰۵ و ۵۰۶ جلد سوم) یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کپتان ہاپکنس کو
لفٹنٹ رابرٹس سے ایک جھنڈی ملی اور خود اُس نے اُسکو گاڑا گیا اور جب اُسپر گولی لگی
اسکو مس ہاوس کی چوٹی پر نصب کیا۔ مگر ذیل کا بیان مسٹر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر
نے اپنے خط میں جو ہمارے نام لکھا ہے اپنے کام کے حصہ کی بابت یوں تحریر کیا ہے۔ میں نے
دوسری پنجاب پیدل کی جھنڈی سر کالن کمبل کے حکم سے لی اور مس ہاوس پر اُسکو نصب
کیا تاکہ اوٹرم اور ہیولاک کو دکھلائیں کہ ہم کہاں ہیں۔ دشمن نے جھنڈی کو تین دفعہ
پچھاڑا۔ ایک دفعہ تو اُس کی چوب ہی ٹوٹ گئی۔ سٹاف میں یقین کرتا ہوں کہ ابھی تک
دوم پیدل پنجاب کے قبض و تصرف میں ہے ٭
کپتان ولزلی صاحب کی ساعی جمیلہ اور مجاہدہ جزیلہ سے موتی محل بھی اُسی دن
مسخر کیا اور اُسی شام کو رزیڈنسی سے آمد و رفت کھل گئی۔ لفٹنٹ رابرٹس اپنے چیف
کے ہمراہ تھا۔ جب تینوں جنرلوں کی باہمی ملاقات ہوئی یعنی سر کالن کمبل و سر جیمس اوٹرم

---

* اب میجر جنرل گوز سی بی وی سی ٭

اور جنرل ہیولاک - یہ ایک نہایت عمدہ قابل یادگار موقعہ تھا جسکو بیکر نے اپنی مشہور نقاشی میں گرئیفک کی طاقت سے مرقع عالم میں دکھایا ہے ؛

رابرٹس صاحب بہادر نے اپنی جگہ معہ بریگیڈیر جنرل گرنیٹ کے شاہ نجف میں کی جہاں گولیوں کی وقتاً فوقتاً بوچھاڑ نے اُنھیں بتلادیا کہ ابھی تمہارا کام خاتمہ پر نہیں پہنچا - ناقابل حرب بیمار اور مجروحوں کا بے شمار واپس شدہ سلسلہ جنرل اوٹرم صاحب کی تحویل میں رکھا گیا اور اُنھوں نے اس کام کو اس مستعدی اور کامیابی سے کیا کہ اس سے بڑھ کر اُن کے متقدمین بھی نہ کر سکتے ؛

جنرل اوٹرم صاحب اپنی رائے کے مطابق چار ہزار ملازمین اور ۳۵ توپوں کی حکومت پر بمقام عالم باغ مامور ہوئے اور اُدھر ۲۷ کو باقی کی فوج زیر حکم سر کالن کمپبل اور بریگیڈیر جنرل ہوپ گرنیٹ کے جس نے ابتدائی آغاز معاملات امدادی سے اپنی قسمت کی کمان اپنے ہاتھ میں رکھی پھر کانپور کی طرف روانہ ہو گئے - اس مطلب سے کہ لکھنؤ کی عورتیں اور بچے الہ آباد اور کلکتہ کو روانہ کئے جاویں مگر ایک غیر متوقع حادثہ کانپور میں واقع ہوا - اور تھوڑے سے آرام کے عوض بعد اسکے کہ انھوں نے ریذیڈنسی میں تکان کے چھ ہفتے انتظار میں گذرے سخت تھکی ماندی بیگمات اور اُن کے اثمار حیات کے کانوں میں پھر صدا ئے گولہ باری التواپ اور آتش فشانی بنادیق سُنی اور اُنھیں معلوم ہوا کہ اب ہم پھر محصور کیمپ میں گھر گئی ہیں جہاں کی فوج کے واسطے یہ آسان کام نہ تھا کہ اپنے حملہ آور دشمنوں کو منتشر کریں ؛

جب سر کالن کمپبل نے کانپور سے عزم مسافرت کیا تو اُنھوں نے جنرل وندھم المعروف ریڈن وندھم صاحب کو کیمپ کی حکومت پر تعینات کیا اور سخت حکم دیا کہ وہ دفاعی حیثیت کو قایم رکھیں - پہلے پہل تو جنرل وندھم صاحب کے زیر حکم صرف پانسو یورپین تھے مگر آہستہ آہستہ امدادوں کے پہنچنے سے اُن کی فوج دو تین ہزار جوانوں کے درمیان تک پہنچ گئی - جب اُس نے سُنا کہ باغیان گوالیار کالپی سے آگے بڑھے ہیں تو باوجودیکہ اُن کو کمانڈر انچیف صاحب کا سخت حکم تھا کہ دفاعی حیثیت میں ثابت رہیں اُنھوں نے ارادہ کیا کہ اُن پر ایک حملہ کیا جاوے - ۲۶ نومبر کو وہ شہر کے ساتھ ساتھ مغرب کی جانب آٹھ میل گئے اور دشمن کی طلیعہ فوج کو جو تین ہزار کے قریب تھی ایک مقام مسمی بہ بھاؤسی پہ مقابل ہو کر ان کو شکست فاش دی اور اُن کی تین توپیں چھین لیں - واپسی پہ جنرل وندھم نے ایسی ہیئت سے خیمہ زنی کی

کہ جہاڑیئں ایک جانب اور شہر کو عقب میں رکھا اور غنیم نے رات بھر گشت کر کے ۲۷ نومبر کی صبح کو جنرل صاحب کے بہت قریب بائیں پہلو پر خیمہ زن ہوئے - اس اثنا میں جنرل ونڈھم نے پڑاؤ کو وہیں قایم چھوڑ ایک اور سمت کو کوچ کیا جہاں اُنپر غیر متوقعہ جانب سے حملہ ہوا - تب ان کو مجبوراً اپنے انٹرنچمینٹوں کی طرف پسپا ہونا پڑا اور دشمن نے ان کے تمام خیمہ اور جو کچھ کہ اُن کے پیچ تھا اپنے قبض و تصرف میں کر لیا - اُس رات باغی فوج نے جو گوالیار کنٹنجنٹ اور کور سنگھ کے جوانوں سے مرکب تھی نانا صاحب کے ساتھ مل گئی اور کاہنپور پر حملہ آور ہو کر اُسکو اپنے قبض و تصرف میں لائی اور انٹرنچمینٹوں پر بھی قابض ہوئی - اُن کی بائیں جانب دریائی گنگا ہے اور ان کے داہنے شہر میں اُس مقام پر تھی کہ جہاں جو نہر سے ملتا ہے مقیم تھے بے شک غدار اور یکہ و تنہا فوج یا باغی تے جو باغیوں کا کمان افسر تھا اپنے واسطے مکرراً کانپور لینے کا حملہ کیا اور جیسی جراٴت و ہمت اور سرگرمی اور مستعدی سے اُنہوں نے ۲۸ کی صبح کو حملہ کیا اُن کی امیدوں کی کامیابی کی اچھی دلیل تھی اور اُنہوں نے دکھلا دیا کہ باغیوں کا افسر تانتیا ٹوپی نہایت لایق و قابل آدمی تھا جو اب اسموقعہ پر ظاہر ہوا ؛

توپوں کی بیشمار تعداد سے جن کی تربیت مرحوم سر ولنٹ آبیڈ نے کی ہوئی تھی گوالیار کنٹنجنٹ اسوار پیدل اور توپ خانہ نے جو ہندوستان کی دیسی فوجوں میں سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور قواعد دان تھے اور اُن کے ساتھ اور کمکی فوجیں پہنچکر کل عظیم الشان پچیس ہزار فوج مع ۴۲ توپوں کے آگے بڑھکر ایسے اوم پر مع عوام اور سرکاری وسیع التعداد و المقدار اور سامان کی و سامان اسلحات کے قابض ہوئے اور شاہ راہ پر بڑھکر خندقوں پر حملہ کرنے کو مستعد ہوئے ؛

اُس لڑائی میں جو اب آگے واقعہ ہوئی ۶۴ ویں رجمنٹ نے جو صرف تین سو سنگین بردار تھے (منجملہ جنرل ہیولاک کی رجمنٹوں کے جو کاریں اور آگے کے ملکوں میں تھیں) بڑی دلاوری اور جوانمردی سے حملہ کیا اور تین توپوں کو نکما کر دیا مگر جب اُن کی امداد کہیں سے نہ پہنچی اُن کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا اس لیے اُن کو سخت نقصان پہنچا چنانچہ بریگیڈیر ولسن اور کئی اور افسر بھی مقتول ہوئے - اس شک اور مصائب کے زمانہ میں سر کالن کمبل اسموقعہ پر ہوپ گرنیٹ کی ضعیف الجمعیت فوج سے آن پہنچا اور صورت واقعہ کی فوراً منقلب ہو گئی ؛

جب کمانڈر انچیف صاحب نے یہ تجویز کی کہ سر جیمیں اوٹرم صاحب کو عالمباغ

میں چھوڑا جاوے تو خود لکھنؤ کے ناقابل حمایت اور مجروح آدمیوں سے جو قریب دو ہزار
کے تھے ۔ تین ہزار فوج کے بدرقہ سے معہ فوج رزیڈنسی کے واپس کانپور کو روانہ ہوا ۔
۲۷ کی صبح کو سر کالن نے موضع بنی میں جو کانپور سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے ۔
مقام کیا اور دوسرے دن دوپہر کے قریب جنرل ونڈہم کا خط جس پر نہایت ضروری
لکھا ہوا تھا پہنچا جس میں جنرل صاحب نے اپنی نازک حالت کی رپورٹ بدیں الفاظ کی
کہ سینکڑوں لڑائیوں کا آزمودہ کار بہادر قریباً بے حس و حواس ہو رہا ہے ۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء
کی بلیک وڈ کی میگزین کا مورخ اس فوج کا حال جبکہ دریاء گنگا پر کشتیوں کے پل
پر آگے بڑھی لکھتا ہے کہ سب کا فکر و تردد نہایت پر پہنچا ہوا تھا ۔ شور و غل و صدمہ
اونچا ہوتا گیا اور کوچ لحظہ بلحظہ تیز مگر راستہ طویل اور عویل تھا ۔ پیدل فوج تھک گئی
اور پاؤں زخمی ہو گئے اور نہایت تیز رفتاری کے سبب مجروحوں پر شہباز موت نے
پر مارے اور سفر کے ماندے کہار اپنے بوجھ کو مشکل سے اٹھا سکتے تھے اور بیمار نزع
کی حالت میں ہو کر اور دنیا کی تکلیفوں سے نجات پاکر دار البقا کو سدھارے مگر پھر
بھی شور و غل تھا کہ جلد چلو ؛؛

تھوڑے عرصہ تک معمولی چال سے چلکر سر کالن کیمبل کا جوش و تردش بہت
بڑھ گیا ۔ پیدل فوج کو قافلہ کے ہمراہ چھوڑ کر وہ سواروں اور اسپی توپخانہ کے ساتھ
آگے بڑھا ۔ منگل پور میں جو لکھنؤ کی طرف دریاء گنگا سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے انہوں
نے اپنی افواج ظفر امواج کو مقام کرایا اور توپ خانہ کو حکم دیا کہ وہ باڑھیں چلائیں تاکہ
مدد آنے کی خبر ہو جاوے اور خود بمعیت اپنے سٹاف کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس بیم و
ہراس میں جان کھپاتے ہوئے کہ خدا جانے کشتیوں کا پل سلامت ہے یا نہیں چلے ۔
جونہیں دریا کے قریب پہنچے نگاہ نے اس بارہ میں شک کو نیست و نابود کر دیا گو چمکتی
ہوئی شام کی روشنی غروب ہو گئی تھی تاہم یہ معلوم ہو گیا کہ پل مضبوط ہے اتنا بجا کہ ہر
سمت سے دھواں اٹھتا تھا جو غروب ہونے والے آفتاب کی روشنی سے ملا ہوا تھا ۔
یہ صاف ظاہر تھا کہ غنیم نے شہر اور بعض حصص چھاونی کے اپنے قبض و تصرف میں کر لئے
ہیں اور خیمہ واسطے سکونت لکھنؤ کی بیگمات اور ان کی اولاد اور بیماروں اور مجروحوں
کے اور ذخایر پارچہ جات جو رزیڈنسی کے بچانیوالوں کے لیے تھے اعداء کے ہاتھ آ گئے
ادھر توپیں دفعتاً توخنا پل کی طرف گولہ باری اور بندوقوں کی دریا کے کنارہ کی آتش فشانی
شتابی کرتی تھی کہ حالت بہت نازک ہو رہی ہے ۔ فی الجملہ حسب بیان بلفظہ ایک افسر

متفقہ سٹاف سر کالن کیمبل دو پیرو وہ جو ہارے اور وِنڈہم کے درمیان حایل تھا اُٹھ گیا اور درد و مصیبت اپنی درد و غم کی لاؤ لشکر کیفیت ہمارے سامنے دکھوئی دیتا تھا۔ لفٹنٹ راجرٹس صاحب بہادر کو حکم ہوا کہ وہ جنرل وِنڈہم سے پاس رسل و رسایل مفتوح کرے اور اصلیت معاملات کی دریافت کرے۔ گھوڑے کو کمال سرعت سے دوڑا کر وہ سب سے پہلے کشتیوں کے پل سے آ اترا جو ساخت خیالی کی طرف جاتا تھا اب اُس دشمن کو شکل سے دیکھ کر جو اس طرح فتح کے عادی تھے اور وِنڈہم سے مکالمت کرکے رابرٹس صاحب بہادر کمانڈر انچیف صاحب کے پاس لوٹ آئے اور اُن کی حیثیت واقعی سے متنبہ کیا۔ آگے بڑھ کر سر کالن کیمبل نے ندی سے عبور کیا اور جو زبان اس بہادر جنگی دلاور نے وِنڈہم سے اس نقصان کا حال استعمال کی جو اُن ذخایر اور سامان کا ہوا جو اُنہوں نے کمال محنت و مشقت سے جمع کیے تھے وہ ایسی تھی کہ جسکو بہت نرم الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے مناسب نہ تھی۔ ۲۸ ویں کی شام کو غنیم نے خندقوں پر گولہ باری شروع کی مگر موقعہ تو جا چکا تھا کیونکہ ۲۹ ویں کے دن انگریزی فوجوں نے دریا پار اترنا شروع کیا اور لوڑ ہے جیف اُس مصائب کی درستی کے واسطے انتظام کرنے میں مصروف ہوئے جو محض جہالت کے سبب اُنپر عاید ہوئی۔

دوسری شام کو اُس کی تمام قسمت فوج کا ہنپور کی طرف گنگا پہنچی۔ برٹش افواج نے دریا پر مقام کیا اور مقابل اور بائیں جانب سڑک اعظم تھی جو کاہنپور سے گذر کر دہلی الہ آباد اور کلکتہ کو ملاتی ہے سر کالن کیمبل کہتے ہیں کہ جس قافلہ نے مجھے بہت متردد کیا اور جس میں بیگمات اولاد اور تصف مجروحین تھے ۳ دسمبر کو اپنے راستے پر روانہ ہوئی اور پانچویں کی شام کو ہر طرح کا انتظام کیا گیا کہ دوسری صبح کو حملہ کیا جاوے شہر کاہنپور برٹش کیمپ کے مقابل ہے بڑا حصہ شہر کا ندی کی شمالی سمت پر ہے جو مشرق سے مغرب دوڑتی ہوئی دریا گنگا کو جاتی ہے اور چھوٹا حصہ شہر کا اس کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے۔ اسوقت معاندین ندی کے شمالی کنارہ پر تھے جو اُن کے اور انگریزی فوج کے درمیان حایل تھی جنہوں نے مقام ملاپہ پر قبض و تصرف کر رکھا

٭ جنرل وِنڈہم کی جگہ بریگیڈیر انگلش افسر فوج متعینہ قلعہ لکھنؤ ممتاز ہوئے اور جنرل ڈیپاس جو اُس وقت کمانڈنگ توپ خانہ تھے دہم کو روانہ ہوا۔

سے قبضہ میں ۴۳ پاونڈر توپیں شمشیر زنوں کی پہلی صف فوج کے ساتھ بڑھتی ہوئی نظر آئیں ؛

انگریزی فوجیں جلدی نہر پر پہنچ گئیں اور سپاہ غنیم لئیم ہر جانب سے منتشر ہو گئی ۔ دشمن کا کیمپ جو دو میل عقب میں اپنی واپسی کی لائن کا محافظ تھا تیسرے پہر ایک بجے کے قریب ہمارے ہاتھ آیا اور اس کو شکست فاش بالاکمال ہوئی کانپلی کی سڑک پر ۱۴ میل تک دشمن کا تعاقب نہایت سرگرمی سے رسالہ اور توپ خانہ نے کی اور سر کالن کیمبل صاحب نے اپنا اعتماد ظاہر کیا کہ ایک توپ یا سامان اسلحات کی گاڑی جو دشمن کے جانب تھی بچ نہ سکی ؛

لفٹنٹ رابرٹس صاحب اس تعاقب و تصرف کے وقت اپنے چیف کے پہلو بہ پہلو تھے ۔ کپتان لو رچائیر کمان افسر توپ خانہ تھے جس نے پہلے پہل غنیم کا پیچھا کیا کہتا ہے کہ توپ پر توپ تھمی کی گئی اور سامان اسلحات کی لدی ہوئی گاڑیاں سڑک کے ادھر ادھر پڑی ہوئی ہیں اور پانڈے ہر سمت دوڑتے ہیں ۔ دو میل تک صرف باڈی نے بجز اپنی سر ہوپ اور اس کے سٹاف کے بغیر ایک مزاحمت کے تعاقب کیا ہم دس فاصلہ پر لڑائی کے واسطے چار دفعہ آئے تاکہ اپنا مقابل اور میدان صاف کریں اسوقت جنرل گرنیٹ نے دانشمندی سے سوچا کہ ہم اپنی امداد سے بہت دور نکل آئے ہیں اور ارادہ کیا کہ ابتا آمد رسالہ اسی جگہ انتظار کیا جاوے ۔ یہاں پر فوج کے ٹھہرنے کا حکم صادر ہوا اور یہ بغیر اشد ضرورت کے نافذ ہوا کیونکہ گھوڑے گو گھوڑ دوڑ کی حالت میں تھے آخر سفر طویل سے تھک گئے ۔ ایک چھوٹا سا دل بادل قریب ہوتا ہوا بائیں جانب نظر آیا ۔ دستہ رسالہ کا سر درختوں کے جھنڈ سے نکلا ۔ زیادہ تعاقب کا حکم ہوا ۔ رسالہ مثل برق درخشندہ شمشیر زنی کے واسطے ہر جانب پھیل گیا ۔ سر کالن کیمبل اس تعاقب کے سرپرست ہیں ۔ یہ تعاقب ۱۴ میل تک جاری رہا اور اس پھرتی سے ہوا کہ گویا شکار رو بہ ہے ؛

اسی اثناء میں جو نہیں کمانڈر انچیف صاحب دشمن کے کیمپ کے پاس سے گذرے انھوں نے اپنے سٹاف کے افسر اعلیٰ جنرل منسفیلڈ صاحب کو حکم دیا کہ اس کو زیر حفاظت رکھیں اور صوبہ دار کے تالاب کے مقام کو بھی زیر تصرف لاویں جو باقی کی باغی سپاہ کی بائیں جانب کے عقب میں تھا منسفیلڈ صاحب کے نقص انتظام کے سبب غنیم معہ اپنی توپوں کے سڑک بٹھور کے پیچھے بھاگ گئے جب باغیوں نے اپنے آپ کو عقب میں اور کیمپ کو

مستردوبیہا شہر کو اسی سڑک کی راہ سے چھوڑ بھاگے اور اس طرح جنگ کانپور کا
خاتمہ بالخیر ہوا ؛؛

سر کالن کیمبل نے جنرل ہوپ گرینٹ کو اسواسطے انتخاب کیا کہ وہ آخری ضرب
وحرب سے غنیم کو جو بٹھور میں مجتمع تھے جو جائے سکونت نانا صاحب تھی منہزم کرکے اُس کی
افواج کو اپنے قبض وتصرف میں لاویں ؛؛

احسن کاملہ طرق سے یہ کام اختتام کو پہنچا اس انتخاب کی داد دیتے ہیں اور لفٹنٹ
رابرٹس صاحب نے کہ جس نے آیندہ کارروائیوں میں اشتراک کیا اپنے بالا افسر کی
تعریف وتوصیف کا استحقاق حاصل کیا ؛؛

جنرل گرینٹ صاحب نے ۵ دسمبر کی دوپہر کے بعد اپنی تھکی ماندی فوج کو
آرام سے حکم دیا اور پھر کانپور سے ۲۸۰۰ مضبوط اور منتخب جوانوں سے کہ جن میں بریگیڈ
پیدل بریگیڈیر آنریبل اڈرین ہوپ ۴۲ ویں اور ۹۳ ویں گھاگرہ اور چہارم پنجابی اور
۲۰۰ خبر سوار اور ۱۱ توپ شامل تھیں روانہ ہوگئے - لفٹنٹ رابرٹس صاحب کو جو
اس فوج سے جھنڈا محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل کے افسر اعلےٰ تھا بڑا مشکل کام کرنا پڑتا تھا یعنی
جو دیسی لوگ سڑک پر چلتے ملتے تھے اُن سے دریافت کرنا کہ باغی لوگ اپنی پسپائی کے وقت
توپیں بٹھور کو لے گئے ہیں یا ادھر کو سرائے گھاٹ کے پتن سے جو دریا کے اودھر ۲۵ میل
کے فاصلہ پر ہے پار اتر گئے ہیں - آخر کو انہوں نے معلوم کیا کہ چھ توپیں جنمیں
ایک ۲۴ پاونڈر ہے اور جس کو پہلے ہم نے تسخیر کیا تھا مگر پھر کھوئی گئیں متاخرالذکر
راہ سے باغی لے گئے ہیں - سر ہوپ گرینٹ نے اُدھر کی دوڑا دوڑی کا ارادہ کیا اور
اسی رات اپنی بار برداری گارڈ کی تفویض میں چھوڑکر ملکی سڑک کی راہ سے شیوراجپور
کی طرف جو سرائے گھاٹ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوگئے ؛؛

کوچ کرتے ہی ایک باغی سوار گرفتار ہوا اُس سے یہ خبر ملی کہ توپیں جو
اصل مطمح نظر اس مہم کی تھیں ابھی تک وہ گنگا کنارہ پر ہیں - جنرل صاحب نے معہ اپنے
سٹاف اور تھوڑے سے سکھ سواروں کے دوڑ کے اور جلدی دشمن کو دیکھا جس پر
انہوں نے حکم بھیجا کہ رسالہ اور توپخانہ فوراً آوے اور پیدل فوج اُن کے عقب میں
چلے - رسالہ اور توپوں کے آنے پر جنرل صاحب بڑے دشوار گذار اور دلدلی زمین
پر چلے یہاں ۲۴ پاونڈر جو ۶ تاریخ کو کھوئی گئی تھی دریافت ہوئی ؛؛
جوانوں نے دل سے کام کیا اور بہت جلدی آگے کی توپیں کپتان

ڈلٹن کے توپ خانے کی زیر حکم لفٹنٹ وارن ہموار زمین پر پہنچیں اور آتشباری شروع کی اور جو باغی دریا کے کنارہ پر جمع تھے اُن سے پانسو گز کے فاصلہ پر جا پہنچے - اب فوراً کپتان رنیگٹن کا باقی کا توپ خانہ اسپی پہنچگیا اور پانچ سو گز کے فاصلے سے گولہ باری کرنے لگا - غنیم نے جن کے ساتھ بے انتظام توپیں بیل بار برداری اور آدمی تھے بھاگ گئے اور دریا کے دارلی کنارہ کی طرف دوڑ گئے جن کا تعاقب بے قاعدہ رسالہ نے کرکے اُن کو پیچھے کیا ⁂

اس خوش انتظام و انتظمین گرالیار کنٹنجنٹ کی ۱۵ توپیں گرفتار ہوئیں - سر کالن کیمبل نے سر ہوپ گرانٹ کو دوسرے دن مبارکباد لکھتے ہوئے یہ لکھا - یہ ناممکن ہے کہ ہمارے تدبیر کا خراوہ فوجی تزاہ کی اس سے زیادہ تخمینہ کیا جاوے جو اُن توپوں کی تسخیر سے ہوگا جو گوالیار کنٹنجنٹ کی ابھی باقی ہیں تمام دل شکستہ رئیس اور بد معاش باغی تمہارے اس تعاقب اور حملہ کا نتیجہ سمجھکر جو آپ نے اُس جماعت پر کیا جو توپوں کی حفاظت پر مامور تھی اور جن کا نقصان جان ہوا دل شکستہ ہو جاوینگے اور امیدیں توڑ دیں گے - یہ سب معاملات مسرت دلی اور راحت قلبی کا باعث ہیں اور کلکتہ میں کمال خوشی و خورسندی کا موجب ہونگی ⁂

اس رپورٹ میں بریگیڈیر جنرل گرینٹ نے لفٹنٹ رابرٹس صاحب بہادر کی خاص خدمات کا حوالہ دیا ہے اور کمانڈر انچیف صاحب نے اپنی چٹھی اسپی لارڈ کیننگ صاحب گورنر جنرل میں اُسکی تصدیق کی ہے ⁂

باب پنجم

سراٹے گھاٹ سے یہہ فوج ۱۱ تاریخ کو بتھور کی جانب روانہ ہوئی جو بدمعاش نانا صاحب کی جائے سکونت تھی اُس مکانوں کو فوج نے بالکل برباد کر کے ویران کر دیا مندر اور محل کو اُڑا دیا اور جو کچھ اُن میں سامان تھا اُسکو جلا دیا اور اس طرح سے بتھور مع اپنے مہیب وہولناک یادگاریوں کے قصہ ماضی ہوگیا۔ سرہوپ گرنیٹ نے ۲۴ دسمبر کو مین پوری کی طرف کوچ کیا اور کرسمس ڈے کے سبب چاپسور میں مقام کیا۔ یہاں کمانڈر انچیف صاحب بہادر باقی کی فوج سے از جانب کانپور آن ملے۔ دوسرے دن پلو تو اہ کیطرف چلکر ۳۰ دسمبر کو گورسی گنج میں پہنچے ؁

بہادر سنگر کہ باغیوں نے کالی ندی کا پل کسی قدر توڑ دیا ہے۔ سر کالن کیمبل نے سال کے پہلے دن ایک دستہ فوج تیار کر کے مع انجینئروں کے اس کی مرمت کیواسطے روانہ کی اور یہ کام اس جلدی سے ختم ہوا کہ دوسرے ہی دن پل کے قابل گذر ہونے کا اعلان دیا گیا۔ کمانڈر انچیف صاحب نے بذات خاص اُس جگہ کا معاینہ کیا اُسوقت دشمن نے اُن پر بندوقوں اور بھاری توپوں سے آگ کا مینہ برسایا۔ یہہ مفسدرات کو بڑی جمعیت سے فتح گڈھ سے آئے اور پل کے سرے کے گانو پر مقیم ہوئے۔ کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے بریگیڈ ہائے زیر حکم ہوپ گرنیٹ اور گریتھیڈ کو گورسی گنج سے جو چار میل کے فاصلہ پر تھا بُلا بھیجا اور بریگیڈیر ہوپ کو حکم دیا کہ پل سے پار ہو کر دشمن کو روک رکھیں ؁

ساری فوج کے آنے پر موضع خدا گنج پر جنرل گرنیٹ نے بمعیت لفٹنٹ رائس صاحب حملہ کیا۔ رسالہ نے سکواڈرن کی زاویہ نما شکل سے دشمن کو جو ابھی وہ گانو سے نکلے حملہ کیا اور پھر اُن کا سخت سرگرم تعاقب کیا اور فراری دشمن کو قدم بقدم تیر تیغ بیدریغ رکھا۔ جنگ واقعہ آگرہ کا نظارہ یہاں دوبارہ نظر آنے لگا اور دشمن اس حیرانی و پریشانی

سے بھاگے کر انہوں نے فتح گڈھ میں بھی آرام نہ لیا بلکہ بندھیلکھنڈ کو بھاگے اور آٹھ توپیں اور بہت بڑا بھاری ذخیرہ فاتحوں کے ہاتھ آیا - حوالہ بالا بلیک وڈ میں مورخ لکھتا ہے باغیوں کی جماعت پہ پانچ دستہ اس منتشر ہوا - اپنی صفیں توڑ کر اور اپنے اسلحات چھوڑ کر وہ کمال گھبراہٹ میں تتر بتر ہو کر بھاگے مگر سوار ان میں جا ملے اور ان کے سر دل پر تقندے سے مبرم کی طرح جا پہنچے اور قتل و ذبح نہایت ہولناک حالت میں واقعہ ہوا - کئی میلوں تک وہ ہر ایک قدم پر قتل و جرح کرتے ہوئے متعاقب رہے اور ان کی سریع السیر رفتار ان کی بندوقوں کے مرغولہ دار دھوؤں میں سے جو سبز درختوں سے نکلتا تھا معلوم ہوتی تھی ؛

اس تعاقب میں لفٹنٹ ینگ ہزبنڈ افسر متعلقہ رسالہ بے قواعد جو بڑا دلاور ہونہار جوان تھا کام آیا اور اس سوا فتح عمری کے اصل مضمون نے خاص دلیری کا کام کر کے وکٹوریہ کراس حاصل کیا جو تمام فوجی امتیازوں سے اعلیٰ تھا ؛

لفٹنٹ رابرٹس صاحب نے بہ اثنائے تعاقب منہزم غنیم کے دو سپاہیوں کو جھنڈا اٹھاتے دیکھا - صاحب ممدوح الشان نے گھوڑے کو تازیانہ لگا کر قبل اس کے کہ وہ کسی توپ میں گھسیں ان کو جا لیا اور تلوار کو ان کے سروں پر اٹھایا - وہ فوراً قدموں پر پلٹے اور اپنی بندوقوں کو صاحب کی طرف کیا - یہ ایک بڑا نازک وقت تھا کیونکہ ان میں سے ایک نے قبضہ* کھینچا مگر رحیم مطلق کو اس ہونہار نوجوان کی عزیز جان کو بہت سی ملکی خدمات کے واسطے بچانا منظور تھا تاکہ وہ اپنی تاریخ حیات کے نامور صفحوں کا اضافہ کریں - ٹوپی رابرٹس صاحب کے چہرہ پر اتر آئی اور دوسرے ہی لحظہ میں انہوں نے اس سپاہی کو جو نیزہ اٹھائے جاتا تھا ایک ہی مہیب زخم تلوار سے قتل کر کے اپنے پاؤں پر مردہ گرایا اور مال غنیمت کو اس کے بے روح و رواں قبضہ سے لے لیا - اسی اثناء میں علمبردار کا رفیق کا نوٹیں گھس گیا مگر لفٹنٹ رابرٹس نے اس دوسری جنوری کی لڑائی میں یہی کارنمایاں نہیں کر دکھلایا ؛

باغیوں کے تعاقب میں وہ ایک مجمع کے پاس آیا جہاں ایک سکھ سوار اور ایک باغی سپاہی بالمقابل بندوق اور سنگین لئے کھڑے تھے - سوار نے اپنی خنجر براں سے بھی اپنے آپ کو حریف پیدل کے مقابلہ کے لائق نہ سمجھا جس کے پاس وہ سلاح خونخوار تھا

---

* بندوق کا گھوڑا

کہ جس کو نپیر صاحب کا اسلحات کہتا تھا مگر رابرٹس صاحب نے موقعہ پہنچکر سوچ
ساپچ کی انتظار نہ کرکے کہ یہ میرے دشمن ہیں یا دوست سیدھے سپاہی کے سیدھے نشانے
سیدھم کی طرح جا پہنچے اور ایک ہی زخم تلوار سے اسکے چہرہ کو تا سفید مرگ سے رنگین کرکے
لب گور تک پہنچایا ؛

ان شخصی دلیری کے دو کاموں کے واسطے بریگیڈیر جنرل گریتھیڈ صاحب
نے رابرٹس صاحب بہادر کی سفارش وکٹوریہ کراس کی جو امتیاز و آرائش بہادری کی ہے کی
کہ ان کا تمام نامی اور وجود گرامی اس اعزاز خاص سے ممتاز اور ناموری اور عظمت سے
سرفراز ہو - یہہ تمغہ ان کو بذریعہ جنرل آرڈر کمانڈر انچیف صاحب دوسرے سال
۲۴ ماہ ستمبر کو عنایت ہوا ؛

جب باغی بالکل منہزم اور منتشر ہوگئے تو رسالہ تمام دن کی محنت کے بعد
دوسری صبح کیمپ کو واپس آیا اور ۳۰ میل کی مسافت طے کرکے پھر فوج [illegible]
یہاں سے باغی بھاگ گئے تھے بلکہ دریائے گنگا بھی عبور کیا [illegible] وہ
بھی ویران کر گئے - شہر فتح آباد بھی انہوں نے بلا اجازت کہ ایک گولی سر [illegible] ہوا کیا
پیشتر فتح گڈھ سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور نواب [illegible] سے [illegible]
یوروپین ہیں ہولناک طریقے سے دکھائی تھی سولی دیا گیا اور اسکی لاش [illegible] کی گئی
تاکہ شہر کے باشندوں کو تنبیہ ہو ؛

فتح گڈھ پہنچنے کے دوسرے دن کمانڈر انچیف صاحب سے [illegible] اور [illegible]
صاحبان کی بریگیڈ جو بڑے قافلہ کے ہمراہ تھی آن ملی - اسکی فوج زیر حکم [illegible]
بہادر دہلی سے آرہی تھی - اب سر کالن کیمبل کا کام فتح گڈھ پہنچکر مکمل ہوگیا ملک
دوآب دشمن سے خالی ہوگیا اور شمالی مغربی ممالک سے آمد و رفت مکرر جاری ہوئی اور
اب ملک میں امن و آسایش پھیلانے کے واسطے بڑا بھاری کام روہیلکھنڈ اور اودھ کی فتح
باقی تھا - ادھر تمام مجبور اس طرح جمع ہوے کہ جس طرح [illegible] جمع ہو گئے تھے
لہذا کمانڈر انچیف صاحب نے لکھنؤ کو کامل طرح سے تسخیر کرنے کے واسطے تیاریاں کیں جو بڑا
مضبوط قلعہ ہوگیا جس کے لئے بڑی فوج اور سامان محاصرہ اسکی شکست کے واسطے
مطلوب تھا ؛

سر کالن کیمبل صاحب نے معہ اپنے اسٹاف ہمراہی رسالہ اور توپخانہ کے یکم
فروری کو کیمپ توڑ ڈالا اور چند منزلیں طے کرکے کانپور میں تیسرے دن جا پہنچے جنرل

گرنیٹ صاحب نے باقی فوج کے ساتھ اُسی دن افسر مذکورہ صدر کے متعاقب کوچ کیا
جب فوج کالی ندی کی طرف گئی تو جو لوگ ماہ گذشتہ میں قتل ہوئے تھے اُن کی لاشیں
اُسیطرح بے کفن و دفن طعمہ زاغ و زغن نظر آئیں ؛

۳ فروری کو جب قنوج میں مقام ہوا - سرہوپ گرنیٹ نے جو بڑے تیز شکاری
اور بے خوف سوار تھے اپنے سٹاف کی رضامندی کے لئے ایک دن سُور کے شکار میں
صرف کیا - اُن کے ساتھ ایسے اسوار تھے جو اُن سے سواری میں کم نہ تھے - اس سیر و شکار
نے طول وطویل مسافرت اور خونریز محاربت کے بعد طبایع انسانی کو فرحت انبساط بخشی اور
شکار بھی بہت بھاری ہوا - جب شکاری کالی ندی اور دریائے گنگا کی مثلث شکل زمین پر
پہنچے تو ۳۳ ہاتھی صف بستہ اونچی اونچی گھاس میں چل رہے نظر آئے اور شکاری برچھیں
لئے اُن کے مقابل تھے - شکار بے پرواہی سے ہوتا رہا مگر وہاں بڑا موقعہ بے خوف
سواری کا ایسی زمین پر تھا جہاں ایک گز زمین سامنے نظر نہیں آتی تھی اور یہی حال اس
قسم کے ہندوستانی شکاروں کا ہے ؛

جنرل گرنیٹ نے اپنے روزنامچہ میں اس دن کے شکار کے حادثہ کا حال اس
طرح لکھا ہے - کہ ہم نے ایک سُور کو علیحدہ کیا اور میں اُسکو برچھی مارنے پر ہی تھا کہ آنکسن
آنکسن میرا ایڈی کانگ اور رابرٹس صاحب ڈپٹی کوارٹرماسٹر جنرل جوش حرارت سے بڑے
گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے گویا کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے واسطے بھاگے آرہے
ہیں اور اُنہوں نے فوراً میرے گھوڑے کے دونوں پہلوؤں پر بندوقیں سر کیں - اور نہایت
خوبی سے اُس کی لاتیں اٹھا کر مجھ کو بالکل مسدود کر دیا - مگر نہایت عجب ہے کہ گھوڑا اُلٹا
نہ پھرا - فی الجملہ ان شریف مردوں نے سُور کو برچھی نہ ماری اُس کو بعض کتوں نے بھگایا
اور اُسکو مضبوط پکڑا کیونکہ ابھی وہ خوردسال تھا تاوقتیکہ ہم وہاں پہنچے اور اُسے قتل کیا
اسکے بعد ہم کو ایک بڑا لومڑ ملا جس نے ہمیں عمدہ سیر دکھایا ؛

تین شکاری کتوں نے بڑی ہمت وجرأت سے ڈیڑھ میل تک اُس کا تعاقب
کیا تب ایک نے اُسے بالوں سے پکڑا اور خوب پھرایا مگر اُسکو پکڑ نہ سکا - لومڑ نے تب
اپنی رفتار کو دوچند کیا اور بھاگ گیا ؛

جنگ وجدال کے اس مابین سیر وشکار کے بعد پھر سفر شروع ہوا اور فوج سوہرجپور
کی طرف روانہ ہوئی - جب یہاں پہنچی تو جنرل گرنیٹ صاحب کو ایک تار کمانڈر انچیف صاحب
کی پہنچی کہ میرے پاس کاہنپور میں آ پہنچ جاؤ - اپنے سٹاف کی معیت میں صاحب ممدوح حاضری

کے بعد روانہ ہوئے اور سٹیشن میں سے سوار ہوئے کہ راستے میں سر کالن کیمبل سے ان کو
ہدایت پہنچی کہ آپ عارضی طور پر کل فوج کی کمان کانپور اور بنے کے درمیان اپنے ہاتھ میں
لیں جب تک کہ میں الہ آباد میں رہوں جہاں پر صاحب ممدوح نے مشاورت کے واسطے
گورنر جنرل صاحب کے پاس جانا تھا کیونکہ گورنر جنرل صاحب نے اپنا صدر مقام اس شہر
میں کیا ہوا تھا تاکہ اودھ کی مروجہ جنگ میں فوج سے معاملت جلدی کر سکیں ؎

۷ فروری سوموار کے دن جنرل گرینٹ کی فوج کانپور میں پہنچی اور دوسرے دن
جنرل صاحب نے دریائے گنگا سے عبور کیا اور اوناؤ کے مقام پر انہوں نے کمان لی یہاں
کل فوج تسخیر لکھنؤ کے واسطے فراہم ہو رہی تھی یہ کچھ ہلکا کام نہ تھا کہ ایسا وسیع سلسلہ سامان
اسلحات و توپخانہ و ذخائر معہ شاگرد پیشہ و باربرداری (جو ہندوستانی فوج کے واسطے تب تک
ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک حضور سر رابرٹس صاحب نے سر کیونیاری کے قتل
کے بعد کابل پر چڑھائی کرکے اور نہایت مشہور مگر کم سرگرم سفر قندھار سے بامر پایہ ثبوت
کو نہ پہنچایا کہ مشرقی محاربات انہیں حالات اور شرائط سے منصہ ظہور پر جلوہ شہود لا سکتے
ہیں جو مغربی ملک کی افواج کے لئے ضروری ہیں) ایک ملک سے دوسرے ملک کی جانب
بھیجا جاوے جو انگریزی فوجوں کی زاید لیاقت اور صحت و تندرستی کے واسطے گو جیسا کہ فی
میں جان کے بعض آراموں کو نثار کیا جاوے ۔ لفٹنٹ رابرٹس صاحب کے فرائض اس
وقت بڑی سرگرمی اور مستعدی پر مبنی تھے کہ فوجوں اور ذخایر کو کشتیوں کے پل سے پار
اترنے کی حفاظت و حمایت کرنے اور مختلف بریگیڈوں کے واسطے اوناؤ کے مسطح میدان میں
نشان کرنا جہاں کمانڈر انچیف صاحب کے انتظار کے واسطے ٹھہرنا پڑا ؎

ایک افسر جو گرینٹ صاحب کی فوج کے ہمراہ تھا اس لشکر کی وسعت کا حال اس
طرح پر لکھتا ہے ۔ اوناؤ کے گرد پڑاؤ بہت وسیع تھا کیونکہ توپخانہ اور سامان گولہ باری کے
ذخائر یہاں کثرت سے جمع تھے اور جس قدر سطح زمین پر لشکر معسکر اور شاگرد پیشہ مقیم تھا
وہ حیطہ تخمینہ و تقریر سے زاید تھی اور کوئی شخص ہندوستان کے باہر اسے یقین نہیں کرے گا
فوج کا ایک حصہ جو بہت بڑا نہ تھا اوناؤ کی ایک سمت سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھی روانہ
ہوا اور آٹھ گھنٹوں میں ہراول فوج کے چلنے سے فوج بیاول نئی چھاؤنی میں پہنچی اور
یہ سچ ہے کیونکہ ان کے ہمراہ سامان محاصرہ بہت تھا ۔ علاوہ اس کے توپیں اور بیلات اور
سامان اسلحات کی گاڑیاں جن کو پانچ بیل ہنکاتے تھے جن کے لئے پھر گاڑیوں کی
گاڑیاں مطلوب تھیں تاکہ چارہ کے انبار جو ان بیشمار بیلوں کی خوراک کے کام میں آویں

لے جاویں جو بطور مثال ذکر کیا جاتا ہے کہ کبھی بریگیڈ کے ہمراہ جن کے ہمراہ صرف ۱۴
توپیں (جو ہیویوں سے کم نہیں تھیں) اور دس ہزار کی تعداد تھے آٹھ سو بیس توپوں وغیرہ
کے ساتھ تھے۔ ان کے علاوہ ہاتھی اونٹ گھوڑے بار بردار گاڑیاں تھیں بیلچے وغیرہ
اور شاگرد پیشہ تعداد میں بے حد و حساب تھے۔ ہر ایک افسر کے ساتھ چار سے ۳۰ تک ملازم تھے
اور ہر ایک کمپنی کے ساتھ کئی آدمی رہتے تھے کیونکہ ہندوستان میں ایک ادنیٰ پرائیویٹ
اپنے واسطے پانی نہیں نکال سکتا نہ اپنا کھانا پکا سکتا ہے اور نہ تو اپنے بوٹ بھی
صاف نہیں کرتا تھا نہ اپنی داڑھی مونڈتا تھا بلکہ جوتی صاف کرواتے اور حجام ہر ایک
کمپنی کے ساتھ مقرر ہوتے تھے ہر ایک رجمنٹ کے ساتھ بازار بھی ہوتا ہے جو زیر تفویض
کمانڈنگ افسر کے رہتا ہے اس میں فوج کا ہر ایک سامان ضروریہ جنگ موجود ہوتا ہے
مثلاً صابن تمباکو دانت صاف کرنے کا اسباب وغیرہ جیسی شراب وغیرہ سنہ ۱۸۵۷ء میں تھی اس
سے سر چارلس نیپیر کے وقت زیادہ استعمال جس کی بہت زیادہ دانشمندی نے ان سے ترغیب
دی کہ یہ فضول عملہ بالکل موقوف کیا جاوے جو ہندوستانی افواج کو ایام سفر میں
ساتھ رکھنا پڑتا تھا۔

با ایں ہمہ اقامت بمقام اوناؤ جنرل اگرنیٹ نے ایک دوڑ کانپور اور لکھنؤ کی
سڑک کے شمالی ملک کو دشمنوں سے صاف کرنے کیواسطے کی جس میں ایک چھوٹی گڑھی
مسمی بہ فتح گڑھ چوراسی پر جو بیس میل کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے کنارہ پر واقع تھا
اور جس میں احتمال نانا صاحب کے ہونے کا تھا حملہ کیا۔ یہ دستہ فوج جس میں تین ہزار
جوان تھے ۱۵ فروری کو کیمپ سے روانہ ہوا اور کمال دشوار گذار زمین سے جس میں
کثرت سے نالے بہتے تھے گذر کر فتح پور میں پہنچے۔ رامپور صاحب بہادر نے قلعہ کا
گشت کیا جو بالکل ویران پڑا تھا۔ مگر رسالہ نے بعض بھاگتے ہوئے دشمنوں کو قتل کیا
اور دو توپیں یہاں سے تسخیر کیں۔ شہر کو مسمار اور قلعہ کو اڑا کر اور علیٰ ہذا القیاس ایک اور
چھوٹی سی گڑھی کو جو چھ میل کے فاصلہ پر واقع تھی دھواں دھار کر کے فوج نے بنگرماؤ
کو کوچ کیا یہاں کے باشندوں نے بامید اظہار وفاداری اور وعدہ سامان رسد و
بار برداری اپنی سفارت بھیجی۔ جنرل صاحب نے اس جگہ کو معاف کیا لیکن ۵۳ رجمنٹ

* رجمنٹ ۳۴ و ۳۸ و ۴۲ دو سکواڈرن ہزارس کے دو سکواڈرن تھرڈ لینسرس انڈرس اور ٹرنر کی ٹروپ
اسپی توپخانہ کی ایک ۱۸ پاؤنڈر اور ۲۰ آٹھ انچہ ہاوٹزر اور ایک کمپنی سیپرز کی۔

کا ایک حصہ غارت گری کا مجرم تھا۔ ان میں سے کئی ایک درجن کو جو بھاگتے ہوئے پکڑے گئے ان
کو جنرل صاحب نے بید لگائے ۔

بہت وار کے روز ۱۰ تاریخ کو فوج سلطان گنج میں پہنچی اور دو دن کے بعد
میاں گنج میں پہنچی جس کی حمایت کے واسطے دو ہزار پیدل باغی علاوہ کسی قدر رسالہ
کے تیار رہتی تھیں۔ اس شہر کے گرد جو قائمۃ الزاویہ شکل کا تھا اینٹوں کی سوراخ دار
دیوار تھی اور زاویوں اور دروازوں پر برج تھے۔ دروازوں کی حفاظت بھی خندقوں
اور فصیلوں سے کی ہوئی تھی۔ جنرل صاحب معہ رابرٹس صاحب اور اسٹاف
کے دوسرے افسروں کے بغرض ملاحظہ تحقیقات کرنے کو نکلے۔ ایک مناسب جگہ شگاف کرنے
کیواسطے انتخاب کر کے ہلکا پونڈر اور آٹھ انچہ ہاوٹزر کو ہاتھی کھینچ کر شگاف کرنے کو لائے اور ادھر
کپتان شٹ اسپی توپ خانہ کی توپ نے دیواروں کے مسمار کرنے کی قابل جگہ اقامت
کی اور رسالہ مفروروں کے قطع راہ کے واسطے روانہ ہوگئے اور پیدل فوج عقب میں
مستعد آتش فشانی کھڑی رہی۔ دو گھنٹہ کی آتشباری کے بعد شگاف ہونے کی اطلاع
پہنچی اور رجمنٹ ۵۳ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جو بڑی مسرت سے حملہ کے واسطے روانہ
ہوئی اور اس امر کا خیال نہ کیا جو کسی شاعر نے کہا ہے ع

ہے ہولناک وقت یہ ہنگام کارزار
اک طرف خوف جاں دگر سوئی بیم کار

بڑی تیز لڑائی واقع ہوئی مگر باغیوں نے ہر جگہ شکست فاش کھائی اور جو تھی وہ شہر
کے دوسری طرف کے دروازہ سے نکلے رسالے نے ان کا تعاقب کیا اور نہایت بیرحمی
سے ان کو قتل کیا۔ میاں گنج میں سخت قتل واقع ہوئی کیونکہ نہ ان کی کسی امن کی
امید تھی نہ دیا گیا اور جس آدمی کے ہاتھ میں سلاح جنگ نظر آیا اسے بندوق یا خنجر سے
جام مرگ پلایا۔ تو تینیں میدان اور شہر کے گلی کوچوں میں پڑی گئیں۔ اس شہر کے مختلف
حصوں میں تا مدت مقتلہ یا آگ جلتی رہا تھا۔ کپتان (حال امیر البحر) آلیور جونس شاہی بحری فوج
کا جو ایک والنٹیر افسر فوج کے ساتھ بطور خوشی خاطر موجود تھا۔ ان موقعات مصیبت وحسرت
کا مشاہدہ کر کے ایک نہایت حالت کا ذکر کرتا ہے کہ یہاں اصل مضمون اس سوانح عمری
نے انسانی رحم پر عمل فرمایا۔ رابرٹس صاحب اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل شہر کے ایک
حصہ کے جلانے کے واسطے حکم صادر فرما رہا تھا کہ ناگاہ ایک بڈھے ضعیف الجثہ آدمی نے
جو مکان کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ رابرٹس صاحب سے یہ عرض کر کے التماس کی کہ میرا مکان

جلانے سے معاف فرمایا جاوے - کہ کل میں خوش نصیب باپ پانچ فرزندوں کا تھا جن میں سے تین تو وہ پڑے ہیں (اور لاشوں کی طرف اشارہ کیا) اور باقی دو خدا معلوم کہاں ہیں اور میں بوڑھا اور لنگڑا ہوں، اور اگر مکان جل گیا تو سوائے اسکے کیا ہے کہ میں لیٹ جاؤں اور ذائقہ موت چکھوں - رابرٹس صاحب نے جو ویسے شجاع ہیں جیسے وہ رحمدل ہیں حکم دیا کہ اس بوڑھے آدمی کا گھر مت جلاؤ اور مجھے یقین ہے کہ اسکے دو بیٹے جو مفقود الخبر ہیں ضرور مفرور ہوگئے ہیں اور اس کی چند روزہ باقی کی حیات میں اسکے امن و آسایش کے واسطے لوٹ آوینگے جیساکہ ڈاکٹر جونس* کا مصنف فیلسوفانہ قاعدہ سے بیان کرتا ہے ۔

دل انسان کی عادت گر بدل جائے	ہزاروں لاکھوں ظالم گر ستائے
تجارت جن کی ذبح قوم انساں	کریں دل سخت مردان شجیعان
مگر اکثر زمانہ میں ہیں حالات	کہ جن کے دید سے دل ہوئے ہیہات
اگر رستم ہو زہرہ آب ہوجائے	اگر سہراب ہو آفت میں آجائے

کپتان جونس صاحب اپنی دلچسپ تواریخ کے اور حصہ میں جو اس نے جنگ کے عین خاتمہ پر لکھ کر شایع کی رابرٹس صاحب کی بابت ایسے الفاظ سے تحریر کرتے ہیں کہ کوئی افسر جس نے ان کے ساتھ یا ان کے ماتحت جنگی خدمات میں کام کیا ہے اسکا خالی از مبالغہ ہونیکا ذمہ وار ہوگا - رابرٹس صاحب ان عجیب و غریب انسانوں سے ہیں جو علاوہ غیر معمولی جرأت او ہمت کے معرکہ کارزار میں اور مستقل محنت شاقہ کے کمپ کے فرایض کے انصرام میں خیمہ میں نہایت ظریف الطبع مہربان دل اور مہمان نواز ہیں اور ان کا تعارف اور ان کی محبت ان کے واسطے نعم البدل نعمت ہے جن کو یہ حاصل ہو ؛

ایک دن کے آرام و مقام کے بعد فوج نے پھر کوچ شروع کیا اور یکم مارچ کو بنتیرا میں وارد ہوئی جہاں سر کالن کیمبل صاحب بہادر الہ آباد سے تھوڑی دیر پہلے پہنچ چکے تھے بریگیڈیر جنرل فرینکس کے پہنچنے سے تین دن پیچھے جو اور سمت اودھ سے ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرکے آئے تھے اور رستہ میں چار جگہ دشمن کو شکست فاش دے آئے تھے جو فوج کہ اب زیر حکم کمانڈر انچیف صاحب جمع ہوئی - بیس× ہزار جوان جن میں یورپین زیادہ تھے اور ایک سو اسی توپیں تھیں یہہ ایسی عمدہ فوج تھی کہ آجتک کسی انگریز جنرل کے علم کے نیچے

* کپتان اولیور جی جونس آر این کی کتاب ریکلیکشن آف ای ونٹر کمپین ان انڈیا ان سنہ ۱۸۵۷ء

× اس تعداد میں نیپال کی فوج جو زیر حکم جنگ بہادر تھی اور جس کی تعداد ۰۰۰ھ۱ ہزار تھی شامل نہیں ؛

جمع نہ ہوئی ہوگی - جنرل ہوپ گرینٹ رسالہ کی کمان پر ممتاز ہوئے اور معیت رابرٹس صاحب بہادر کمانڈر انچیف کے ہمراہ ۲ مارچ کو بتنفیر سے روانہ ہوئے تاکہ وہ اپنی جنگی تیاریوں کی عزم کو مکمل کریں - سر کالن کمپبل نے اپنے ساتھ دوسری قسمت پیدل زیر کمان سر ایڈورڈ لیوگارڈ - ہیڈکوارٹر قسمت توپ خانہ زیر حکم سر آرکڈیل ولسن (متعلقہ دہلی) اور تین تروپ اسپی توپ خانہ دو ۲۴ پاونڈرز اور ۲ آٹھ انچہ ہاوٹزر بحری بریگیڈ کے زیر افسری کپتان پیل صاحب اور ہیڈکوارٹر قسمت رسالہ معہ بریگیڈ لٹل صاحب لئے قلعہ جلال آباد سے گذر کر فوج نے تھوڑی شمشیر زنی کر کے محل دلکشا اور محمد باغ اپنے قبض و تصرف میں کیا اور یہاں اب توپخانہ قایم کئے گئے تاکہ دشمن کی توپوں کی آگ نہر کے ساتھ ساتھ روکی جاوے - لفٹننٹ رابرٹس صاحب اپنے چیف کے ہمراہ تھے جو بیرونی چوکیوں کو جنہیں کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے اُن کے تفویض کیا تھا کیونکہ ان کو جنرل گرینٹ صاحب کی لیاقت و لیاقت وغیرہ کام کرتے ہیں کمال اعتماد تھا اُن کے سپرد کرنے میں مصروف تھے یہ کام جنگی معاملات میں سب سے اہم اور مفید ہے - سر فریڈرک رابرٹس اور لارڈ ولزلی صاحب جنہوں نے سر ہوپ گرینٹ صاحب کے سٹاف میں مختلف عہدوں پر کام کیا ہے راقم کے پاس ظاہر کیا ہے کہ ہم کس قدر اپنے مرحوم چیف کے احسانمند ان بیرونی چوکیوں کے فرائض کے واسطے ہیں اور اُن دونوں ممتاز افسروں نے انہیں طرق مجوزہ پر مشق کی ایک نے اشانتی اور مصر میں اور دوسرے نے افغانستان میں اور اُس سبق کا جو ایسے جنگی مدرسہ میں رسالہ کے مشہور لایق افسر کے ماتحت سیکھا استفادہ اُٹھایا - جب وہ توپوں کے رکھنے میں مصروف و مشغول تھے جنرل صاحب اور اُنکے سٹاف مطرح آتش سوزاں ہوئے - اور بریگیڈیر لٹل سخت مجروح ہوئے ٭

نہر متذکرہ صدر گومتی میں گرتی ہے اور جنوبی اور مشرقی جانبوں کی حفاظتی لائن کی بیرونی حراست بنتے ہی جو پل اُسکے اوپر تھی وہ سب ٹوٹ گئی اور اندر کی طرف مٹی کے دمدمہ معہ برجوں کے جن پر توپیں چڑھائی گئیں بنائے گئے ٭

لکھنؤ کی حراست حفاظتی کاموں کی دوسری لاین سے ہوتی تھی جو موتی محل کے سامنے گومتی سے بیگم اور میس ہاؤس ۳۲ سے امام باڑہ بھی کہتے ہیں ڈھانک اور حضرت گنج بازار سے شروع ہوتا ہے - تیسری یا اندرونی لاین حفاظت کی بڑے محل کے سامنے اور قیصر باغ کے مقابل تھی جو مثل بیرونی لاین کے نہایت محفوظ و محروس بنائی گئی تھی اور اور تیس پر بایام قبضہ بے شمار باغیوں نے توپیں چڑھائی ہوئی تھیں اور اُدھر مکانات کوچہ

دمدمے جو اُن کے آگے تھے سوراخ دار کئے گئے تھے - فی الجملہ سرباز حفاظت کی تیاریاں
ہوئی ہوئی تھیں جن پر غالب آنے کے واسطے انگریزی کمانڈر کو محاصرانہ حیثیت اختیار کرنی
پڑی اور یہ کام بریگیڈیر رابرٹ نیپیر متعلقہ بنگال انجینیرس المشہور لارڈ نیپیر آف میگڈالا کی
تفویض ہوا ؛

جب کمانڈر انچیف صاحب نے دیکھا کہ سرپرست باغیان گومتی کی حفاظت سے ہو کر گیا
ہے اغلباً بدیں امید کہ یا تو حملہ اُس راستہ سے ہو گا جس کو ستمبر ۱۸۵۷ء میں سر ہیولاک
صاحب نے تجویز کیا تھا (یعنے چارباغ کے پُل سے اور شہر کے بیچوں بیچ) یا سکندر باغ شاہ نجف
کی راہ سے یعنے اُس سڑک سے کہ جس پر وہ خود آیندہ کے ماہ نومبر میں بڑھا تو انہوں نے
ایک قسمت فوج کی دریا کے پار اُس سمت سے محاربت کرنے کے واسطے بھیجی تاکہ سب مخفوظ
کام عقب میں رہ جاویں - اس فوج کی کمان جنرل سر اوٹرم کے سپرد ہوئی - اس سے
اور کوئی اچھا افسر اس کام کے لائق نہ تھا اور سر ہوپ گرنیٹ جو اُن کے ہمراہ بطور
افسر ثانی کے تھا اس بات پر مامور ہوئے کہ وہ دریا کے راستہ کو دو پلوں کے ذریعہ
سے جن کو انجینیروں نے نہایت تیزی اور لیاقت سے دریا پر ڈالدیا تھا حفاظت وحراست
کریں - کمانڈر انچیف صاحب کو منظور تھا کہ نہ گومتی کے بے تکرار راستہ کی حفاظت کریں
کیونکہ یہ ہمیشہ قاعدہ ہے کہ تیز اور عریض دریا پر کی کارروائی جو ہمیشہ خوفناک اور مہیب
ہوتی ہے اِلّا اُس صورت میں کہ غنیم کو اس اَمر کی اطلاع نہ ہو کہ حریف کا کیا ارادہ ہے
بہت بھاری نقصان کا باعث ہوتی ہے - اس کی ۵ ویں مارچ کی رات کو تعمیل ہوئی
تھی مگر توپ اور توپوں کو دریا کے کنارہ بیبیاپور کی دشوار گذار زمین پر لانے میں تعویق
ہوئی - سر ہوپ گرنیٹ نے معہ اپنے سٹاف کے بعد اختتام ہرگونہ تیاریوں کے وہاں
آرام کیا اور حکمت عملی سے دھواں نکلواتے رہے - جب کمانڈر انچیف صاحب بہادر آئے
تو بہت خفا ہوئے کہ کیوں توپوں کا راستہ جاری نہیں ہوا - کیونکہ اُن کو مقابلہ کا
گمان تھا ؛

مگر دشمن گو بہت قریب تھا اور ایک کثیر التعداد میں فراہم تھا جن کی تعداد لکھنؤ میں
پچاس ہزار بلکہ ایک لاکھ جوانوں تک کی بتلاتے ہیں مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ آگے کیا ہے
یا ہمت عزم کی محتاج تھی جیسا کہ تمام مفسدہ میں اُن کا قاعدہ رہا ہے ؛

جنرل سر تیمیس اوٹرم کی فوج نصف شب کے قریب پہنچی اور ۶ تاریخ کو طلوع
آفتاب کے وقت گومتی سے معہ توپ و ذخائر پار اُترآنا جس کام سے اُن تمام افسروں پر

جو اس کے وجود میں لانے سے شریک تھے بڑی تعریف کا استحقاق لازم آتا ہے جن میں
لفٹنٹ رابرٹس بھی شامل تھے جن پر تمام دن کی مستعدی فرائض واقعہ ہوئی ؂

لکھنؤ کی طرف بڑھتے ہوئے ایک محاربہ شمشیر زنی واقع ہوا جس میں میجر پرسی
سمتھ متعلقہ بیز قتل ہوا اور اُس دن یہ حصہ فوج شہر سے چار میل کے فاصلہ پہ خیمہ زن ہوا۔
دوسرے دن جب سر ہوپ گرنیٹ نے ہمراہی اپنے سٹاف کے فیض آباد کی سڑک سے
گشت کرنا شروع کیا تو غنیم نے تمام تیر توپخانہ کی آگ برسائی تب وہ کچھ توپیں اور رسالہ
وہاں لائے۔ حسب الحکم جناب کمانڈر انچیف صاحب سر جیمز اوٹرم صاحب ۹ مارچ
تک کیمپ میں مقیم رہے۔ تب انہوں نے غنیم کے کاموں پر دو قسموں سے حملہ
کیا۔ دائیں جانب کے حکمران سر ہوپ گرنیٹ اور بائیں جانب وہ بذات خاص سرپرست تھے ؂

دو بھاری توپ خانوں سے آتشباری کرنے سے جنگ شروع ہوا۔ ۱۲ توپیں
اُس دمدمہ پر چڑھائی گئیں جو انگریزوں نے گذشتہ شب کو تعمیر کیا تھا اور شیرانی گھوڑدوڑ
سے جہاں باغیوں کی حرفتکا پیش تھیں چھ سو گز کے فاصلہ پر تھا اور سر ہوپ نے
اپنی پیدل فوج کو زیر حکم ویلیول کے دائیں جانب پر بڑھاکر دشمن کی جگہ کو عقب میں
کر لیا مگر وہاں دیکھا کہ توپیں لے گئے ہیں آوٹرم نے باقی فوج کے ساتھ کوکریل ندی
سے عبور کیا اور چکر کوٹھی کو جو مفتاح حیثیت غنیم تھی تسخیر کیا کیونکہ یہاں سے دشمن کی
کارروائیوں پر گومتی کے دائیں کنارہ آتشباری ہوتی تھی اور دشمن کو آگے ہنکاتے ہوئے
بائیں کنارہ پر بادشاہ باغ تک قابض ہوگئے اور وہاں سر ہوپ سے ملاقی ہوگئے
اب دریا کے کنارہ کی عمارت وغیرہ پر متصرف ہوئے اور بھاری بندوقوں کی آتشباری کی
آڑ میں دو دمدمہ توپوں کے مارٹینز کے عقبی کاموں پر آتشباری کرنے کے واسطے اور باغیوں کی
آگ بجھانے کے واسطے تیار کئے۔ فتح سے مستفید ہوکر کمانڈر انچیف صاحب نے مارٹینز
کو بلاروک ٹوک لے لیا اور بینک کے گھر تک دوسرے دن تمام کام غنیم کی لائین
قبضہ میں آئی ؂

۱۰ویں کو سر جیمس اوٹرم اپنی جمعیت وحیثیت کی تقویت میں مصروف تھے اور
اُن کے توپ خانہ سے قیصر باغ اور اور جگہوں پر آتشباری ہوتی تھی اور سر ہوپ گرنیٹ
نے مضبوط گروہ فوج کی اسواسطے روانہ کی کہ شہر میں سامان رسد رسانی آنا نہ پاوے
جن سے کسی قدر شمشیر زنی واقع ہوئی۔ راتوں رات سر اوٹرم نے نئے دمدمہ بنائے جو
قیصر باغ پر کارروائی کرتے تھے اور غنیم کے مقامات پر آتشباری کرتے تھے اور دوسری صبح

کہ وہ آگے بڑھا۔ اور اُن مقامات پر قبض و تصرف کیا جو لوہے کے پل پر کھڑے کئے گئے تھے جو پل کو رزیڈنسی کو جاتا ہے اور پتھر کے پل پر جو مچھی بھون کی سمت ہے اور کمپ بھی لے لیا جو ان دونوں جگہوں کے درمیان تھا۔ اس لڑائی میں لفٹنٹ مورسم اُن کا ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل جو ایک کامل افسر تھا مقتول ہوا۔ اوٹرم صاحب نے اب نئے تعمیر کردہ توپ خانے بھاری توپوں اور بانوں کے قیصر باغ پر کارروائی کرنے کے لئے زیر تصرف کئے جو ایک گونہ دشمن کا قلعہ تھا ؛

اسی اثناء میں دوسرے کنارہ پر وہ عمارات جو حفاظتی دوسری لاین پر مبنی تھیں اُن توپوں کی مستعد دلاوری کے سبب جو خاص کمانڈر انچیف کے زیر حکم تھی قبض و تصرف میں آئیں سکندر باغ اور نجف شاہ جہاں قابل یادگار گذشتہ نومبر کی امداد کے وقت سخت مقابلہ ہوا بلا روک ٹوک تسخیر ہوا اور ۱۱ تاریخ کو رات کے وقت سلسلہ محلات اور احاطہ جات پر جو بطور بیگم کوٹھی کے مشہور ہے پر ۹۳ ویں گھاگرہ اور چہارم پنجاب رائفل نے اپنی معمولی دلیری سے حملہ کیا گو اس عظیم الشان فتح کی آب و تاب ایک نہایت قابل اور کامل افسر ہاڈسن کی وفات سے مدھم ہو گئی جسکو کمانڈر انچیف صاحب نے جو اس کی تجہیز و تکفین کے ہمراہ تھا کہا کہ اس سے بڑھ کر فوج میں کوئی افسر نہ تھا ؛

۱۴ کو امام باڑہ میں شگاف کر کے ۱۰ ویں پیدل اور فیروز پور کی سکھ رجمنٹ نے حملہ کیا۔ اور باغیان مفرور کا تعاقب کر کے قیصر اکوٹھی اور میس ہاؤس میں داخل ہوئے اور پھر جلدی سے موتی محل اور دیگر محلات اور قیصر باغ تحت تصرف کیا اور پھر فوجوں نے مال غنیمت پر دست درازی کی تب ناقابل بیان نظارہ رحم سوزی کا جلوہ نمود لایا۔ ۱۴ تاریخ فتح فیصل کا دن تھا کہ جس میں آخر ش لکھنؤ ہمارے قبضہ میں آیا۔ قتل و قمع ہولناک اور ناظرین کا دل و جگر چاک ہوا۔ اور جس طرح سوبرین کے کنارہ پر ماریئیز نے تکلیف دہی حرب و ضرب سے اشتغال کیا اسی طرح عیسائی اور پانڈے نے سر بازی محاربت اور مضاربت پر اشتغال کیا اور تب

دریائے گومتی بہتا تھا حسرت سے پُر خطر | جھاڑوں میں بھاگتا تھا شب و روز منتشر
ساحل پہ سر چھپاتا تھا خونیں لباس سے | اور پیچ و تاب کھاتا تھا بیم و ہراس سے

بد قسمتی سے کمانڈر انچیف صاحب بہادر کی زیادہ از اعتدال احتیاط کے باعث شکست غنیم ایسی کامل و اکمل نہ ہوئی جیسی کہ ہونی شایاں تھی۔ چنانچہ جنرل اوٹرم صاحب نے جب اجازت طلب کی کہ میں لوہے کے پل سے عبور کر کے غنیم کا راہ بحالت اُن کی پسپائی

کے قلع قمع کروں تو کمانڈر انچیف صاحب نے حکم دیا کہ آپ یہ امر اس شرط سے کر سکتے ہیں کہ ایک آدمی کا بھی نقصان نہ ہو۔ یہ اس ضرب المثل کے ہے کہ انڈے کی مٹھائی* یا حلوا انڈا توڑنے کے بغیر بنانی مشکل ہو۔ غرضیکہ اس شرط نے ہندوستان کے رستم کو اس حملہ سے روک دیا جس کی وجہ سے اس دن کے واقعات تکمیل کو پہنچ جاتے۔

۱۵ نمبر سر ہوپ گرینٹ زیر حکم سر کالن کیمبل صاحب.. ۱۱ شمشیر زن اور ۱۲ آتشی توپ خانہ کی توپوں کے سیتاپور کی جانب اعداء کے تعاقب کے واسطے روانہ ہوئے اور بریگیڈیر کیمبل صاحب کو حکم ہوا کہ وہ سندیلہ کی سڑک سے عالم باغ کی جانب سے منتشر کردہ مدد ان کے ساتھ معاونت کی ممانعت کریں مگر اس حرکت سے فیض آباد کی سڑک کھلی رہی اور بہت سے مفسدین اس سڑک کی راہ بھاگ گئے جس کے بعد کو اودھ میں محاربت کی ضرورت پڑی اور جس کے سبب سے بہت نقصان ہوا۔ مگر یہ نقصان امراض اور حرارت شدید کے باعث بہ نسبت اموات شمشیر کے زیادہ ہوا۔ ایک منزل طے کرنے کے بعد سر ہوپ گرینٹ واپس طلب ہوئے جنہوں نے ۱۹ تاریخ کو جنرل اوٹرم صاحب سے بائیں کنارہ سے موسیٰ باغ کے حملہ میں امداد کی جنرل اوٹرم صاحب نے ڈگلس کے بریگیڈ کے ساتھ دریا عبور کیا اور ریذیڈنسی اور دارالشفا کو تسخیر کیا۔ باغی جنہوں نے قلعہ کو بڑی جمعیت سے اپنے قبضہ میں رکھا ہوا تھا اس قلعہ کو ویران کر گئے۔ مگر بریگیڈیر کیمبل کی ناشائستہ حرکت سے غنیم بلا ایذا بھاگ گئے کیونکہ صاحب ممدوح نے بہادر و نامور رسالہ کو مجبوراً بیکار پڑا رہنے دیا۔

اب پھر لکھنؤ دوبارہ زیر تصرف سلطنت برٹش آیا اور ۲۲ ویں مارچ کو سر ہوپ گرینٹ صاحب کو حکم ہوا کہ وہ کورسی کی جو فیض آباد کی سڑک پر ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور جہاں دشمن بڑی بھاری جمعیت سے اقامت گزین تھا چڑھائی کریں آدھی رات کو انہوں نے تین فوجوں کی بریگیڈ سے کوچ کیا اور دشمن کے مقابل ہو کر انہیں بڑی ہمت و دلاوری سے حملہ کیا اس واقعہ میں کپتان (حال جنرل سر سیمیول براؤن) کمان افسر دو سکواڈران رسالہ پنجاب اور کپتان کا سرٹ کمان افسر دستہ رسالہ والنٹن نے اولوالعزمی سے جرات شیری اور جانباز دلیری دکھلائی اور مؤخر الذکر افسر تو وہیں اپنے ملک کی خدمت میں جان نثاری کر کے دار القرار کو سدھارے۔ تب یہ نوبت لکھنؤ کو واپس آئی اور اس کی حکومت پر سر ہوپ گرینٹ معہ عمدہ قسمت کے ممتاز و سرفراز ہو گئے۔

* انڈے کی مٹھائی یا حلوا =

کو رسی کی لڑائی اخیر تھی جس میں لفٹننٹ رابرٹس صاحب بایام غدر ہندوستان میں موجود تھے جس کی تین خاص مہموں میں اُنہوں نے ممتاز حصہ لیا - یعنی محاصرہ دہلی اور امداد و محاصرہ لکھنؤ میں - اُن کی صحت مدت سے حد اعتدال سے متجاوز رہی مگر اُس کے بہادرانہ دل اور حوصلہ اور قابلیت کی : عنایتوں نے انہیں اپنے عہدہ پر حاضر رکھا اور اُدھر خدمات اہم اور ضروریہ کی طلب نے اُنہیں محاربت پر مستعد و طیار رکھا اب کہ بغاوت کی گردن ٹوٹ گئی - اُدھر اُن کی صحت کی زمام ہاتھ سے چھوٹ گئی اس واسطے اُن کو اجازت ہوئی کہ وہ طبی سارٹیفکٹ کے ذریعہ انگلنڈ کو رخصت پر جاویں بنابریں اُنہوں نے کوارٹر ماسٹر جنرل کے محکمہ کا چارج کپتان گارنٹ و ولزلی متعلقہ رجمنٹ ۹۰ کی تحویل کیا اور اس طرح پر دوسری دفعہ (پہلا موقعہ نومبر ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ کی تسخیر کے وقت تھا) کہ یہ دونوں افسر باہم مصاحب ہوئے جن کے نام گذشتہ چند سالوں سے اُن کے ہموطنوں کی زبان میں ہے کہ یہ دونوں جنرل (علاوہ لارڈ نیپیر اور سر نیویل چیمبرلن بباعث اُن کی عمر کے) ہیں کہ جن پر ہمارا ملک اعتماد کر سکتا ہے کہ بوقت ضرورت فوج کی افسری کے شایاں ہیں ؞

لفٹننٹ رابرٹس صاحب کلکتہ کو تشریف لے گئے اور ۳ مئی کو پنشیر اینڈ اورنٹیل سٹیمر میں ہمراہی چند مجروحین اور بیماروں کے انگلنڈ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ اسکندریہ میں پہنچے تو وہ آسٹرین للائیڈ کی سٹیمر پر ٹریسٹی کو مسافر ہوئے اور وہاں سے براہ سوئٹزرلینڈ انگلنڈ کو عازم ہوئے ؞

۱۵ سال ہو گئے تھے کہ وہ اپنے وطن سے تشریف لے گئے تھے اور ورڈسورتھ کی سطور انگلنڈ میں وارد ہونے پر اُن کے خیالات کا اظہار کرتی ہیں جو وطن سے آوارہ شخص کے واپس آنے پر اکثر دل میں ہوتے ہیں ؞

گذشتہ ۱۲ ماہ بیشک ہمارے پہلوان کے ایام سوانح و واقعات کے تھے - محاربے اور محاصرے جن میں اُس نے اشتراک کیا اور ناوک قرار جن کو اُنہوں نے ایام میں ملاحظہ کیا اُن کے عہد ملازمت کو عجیب و غریب بنانے کے واسطے کفتی تھے اور اب وہ وطن کو بطور دلاور آزمودہ کار اور نامور مرد پیکار کے آئے گو عمر میں ابھی تک خورد سال تھے مگر ان لایق و فایق خدمات کے واسطے ملک نے اُن کی کیا قدر و قیمت کی ؟

ابتدا میں وہ بطور سبالٹرن کے شریک کارزار ہوئے اور وہی سبالٹرن وہ خاتمہ پیکار پر تھے نہ تو اُن کی ترقی ہوئی نہ وہ بریوٹ مطابق قواعد ملازمت ہوئے جب کہ وہ ایام ملازمت پوری کر کے کپتانی کا درجہ حاصل کریں - ہر ایک بریوٹ سپاہی کی شمولیت میں

اُنہوں نے تین کنڈی سکا تمغہ پایا اور اپنی بہادری اور دلیری کے باعث اُنہوں نے اُس
امتیاز و اعزاز کی زینت کی سرافرازی حاصل کی جو گو یہ دستور کی سنت ہوتی ہے مگر جس کو
ہر ایک شخص جو حضور ملکہ معظمہ کی وردی پہننے کا مستوجب ہوتا ہے پانے کا انعام تصور کرتا ہے
مگر بجز بکمر و شکریہ کے منجانب ہر جنرل افسر کے کہ جن کے ماتحت انہوں نے خدمات لائقہ
کیں اور نیز کمانڈر انچیف اور گورنر جنرل صاحبان سے انہیں کچھ بھی نہ ملا اور آخر کار ان کے
اوصاف سے اور نیز رتقا درجوں میں حاصل کیا جس طرح بائرن صاحب ایک جنگ
اور اس کے انعامات کا ذکر کرتا ہے ؎

لارڈ کلائیڈ نے شملہ میں ۲۰۔ اگست ۱۸۵۹ء کو حضور وائسرائے کو اپنے ہاتھ کی
چٹھی میں بالفاظ ذیل لکھا۔ درباب میجر گارڈن کے جس کو حضور عالی نے اپنے کیمپ کے
عہدہ کوارٹر ماسٹر جنرلی کے واسطے تجویز کیا ہے۔ گذارش ہے کہ اگر آپ بالتخصیص اُس کی
خدمات کے خواہاں ہیں تو آپ مختار ہیں لیکن کرنیل ٹیل میجر افسر اعلیٰ اُس محکمہ کا خیال ہے کہ
چونکہ میجر گارڈن مجھ سے دوسرے درجہ پر اس محکمہ میں ہیں یہ زیادہ فائدہ بخش ہوگا کہ آپ
لفٹنٹ رابرٹس صاحب کو اُس عہدہ کے واسطے قبول فرماویں ؛؛

آپ کا سچا دوست کلائیڈ

(نوٹ) رابرٹس صاحب بالخصوص شریف آدمی ہوشیار اور قابل پسند نوجوان افسر ہے ؛؛

اور بے شک لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے اس جوان توپخانہ کے افسر کو ایسا ہی لائق
معلوم کیا جب کہ وہ طریقہ جس سے اُس نے اپنے عہدہ کی مستعد خدمات کو ادا کیا اس قسم کا تھا
کہ مستحق تعریف حضور لارڈ صاحب ممدوح ہوا۔ اور اُن لوگوں کے تعجب کا باعث ہوا۔ جو
ہندوستان میں عہدہ کوارٹر ماسٹر جنرل کی لیاقتوں کے واقف ہوتے ہیں۔ ہم کو ایک لائق
تعریف افسر نے یقین دلایا ہے کہ جو انتظام کیمپ کے واسطے کئے جاتے تھے وہ نہایت
درست ہوتے تھے اور صرف وہی لوگ جو اس محنت سے واقف ہیں اور جو وائسرائے کے دورہ
ہندوستان کی تفصیل کو جانتے ہیں کہ کس قدر بھاری فوجیں ہزاروں شاگرد پیشہ کے لوگ اور
ملازمین ہر روز سفر و منزل اور دیار گردوں وقار حضار کی قدیمی مراسم و لوازم درباب استقلال
و ترجیح امرا و رؤسا کے وقوع میں آتے ہیں ؛؛

وائسرائے و گورنر جنرل صاحب کا دورہ بڑا وسیع تھا کہ وہ کانپور لکھنؤ فتح گڑھ آگرہ
میرٹھ۔ رڑکی۔ دہلی۔ انبالہ۔ لاہور۔ جالندھر۔ امرتسر۔ پشاور۔ سیالکوٹ اور کشمیر کی طرف
تشریف لے گئے۔ سنہ ۱۸۶۱ء کا دورہ جبلپور کو اور وہاں سے ممالک وسطی کی طرف ہوا۔
سو نومبر سنہ ۱۸۶۰ء کو لفٹنٹ رابرٹس صاحب عہدہ جنٹل کپتانی پر ممتاز ہوگئے اور چونکہ اب
اُنہوں نے لائق درجہ حاصل کر لیا تھا اس واسطے دوسرے دن خدمات مقصودہ کے واسطے بریوٹ
میجری پر مامور ہوگئے۔ چنانچہ وہ صرف ایک دن ہی کپتان کے نام سے موسوم رہے سنہ ۱۸۶۲ء
کے موسم سرما میں اور پھر اس سے دوسرے سال کے موسم سرما میں میجر رابرٹس صاحب بہادر
حضور سر ہیو روز کمانڈر انچیف صاحب بہادر کے ہمراہ ڈیرہ جات اور وسط ہندوستان
میں دورہ میں رہے اور اس بہادر سپاہی نے کہ جس کا سفر از بمبئی تا گوالیار واقعہ سنہ ۱۸۵۸ء
انطفائے آتش فساد غدر کا بڑا کام ہے۔ مثل اپنے کمانڈر انچیف سلف کے اور دیگر افسران کے

جن کو شاہی ملازمت میں جنگ ثانی افغانستان کے پہلوان سے سابقہ پڑا ان کی کمال ہی تعریف
لیاقت اور بہادری اور دیانت اور بسالت کی کی ۔

اختتام غدر سے ۱۸۶۳ء تک ہندوستان میں ایک گولی بھی سر نہ ہوئی تھی۔ اسی سال
کے اخیر حصہ میں گورنمنٹ ہند امبیلا کی جنگ میں مصروف ہوئی۔ جو دستہ فوج کہ اس گوشہ ملک
واقعہ سلطنت سے متصل ہے انگریزی کے مغلوب کرنے کے واسطے روانہ ہوا اُن کی افسری پر
سر نیول چیمبرلین صاحب مقرر ہوئے مگر یہ جنگ معمول سے زیادہ عرصہ تک جاری رہا اور
وادی اور پہاڑیوں نے فوجوں کے راستہ کو سرگرمی اور سربازی سے مزاحمت کی اور یہاں اس
قدر نقصان ہوا کہ نہایت مجبوری سے انگیس سرحد پر روانہ ہونے کے واسطے حکم ہوا اور ایک دفعہ یہ
گورنمنٹ والیسرائے اور کمانڈر انچیف کو تردد ہوا کہ مبادا یہ جنگ طول نہ کھینچے اور تمام
مغربی سرحد کے اس حصہ کی خونخوار اور متعصب اقوام کے ساتھ شدید معرکہ انگیز ارتـ
نہ پڑھ جاوے ۔

اس سال کے نومبر میں میجر رابرٹس صاحب بہادر کو کمانڈر انچیف صاحب بہادر
کا حکم ملا کہ وہ بمعہ کرنل (حال جنرل سر) چارلس اڈاتی آرمی ہیڈ کوارٹر کی بجائے امبیلا کے
کیمپ میں خاص کام پر کمان افسر کی خدمت کے واسطے جاویں۔ میجر صاحب کے کیمپ میں پہنچنے
سے پہلے جو امبیلا کی نزدیک شادوں اور کھوڑے سے پہاڑوں میں جنگ شدید اور عجیب بہت
ہوئی ۔ اور انگریزی فوج نے دو ماہ کامل میں ۹ میل مسافت بدقت طے کی اور کوئی شخص
جو اس سینہ بسینہ جنگ میں مصروف تھا وہ اُس آتشی عقاب اور تکلیفوں کو نہیں بھولے گا کہ جبال و
قتال کی پگڈنڈیوں کو یاد نہ رکھیں ۔ اس مختصر جنگ کے خاتمہ سے پہلے ۹ ہزار افواج حرب و ضرب
جہلم کی طرف کوچ کر رہی تھیں اور ہمارا نقصان ۱۹ افسر ۲۸۸ آدمی مقتول اور ۴۷ افسر
اور ۶۷۰ جوان مجروح کا تھا ۔

۲۰ نومبر کی لڑائی میں رستم دستان سر نیول چیمبرلین صاحب نے داد دلاوری اور
جوانمردی دیکر اپنے معمولی حسن قسمت سے ایک سخت زخم اٹھایا۔ یہ آٹھواں زخم ہے جو اپنے
ملک کی خدمت میں انہوں نے سہارا ۔ کرنیل ہوپ بھی جو اُس کے ماتحت کمان پر تھا خوفناک
حالت سے مجروح ہوا ۔ اسوقت میجر رابرٹس صاحب بہادر انگریزی کیمپ میں پہنچے جبکہ
حالت معاملات نازک تھی اور میجر جیمس سی بی جو اعلیٰ لیاقت اور واقفیت کا افسر تھا اور
ابھی انگلینڈ سے واپس آئے تھے اس مہم کے پولیٹیکل چارج پر ممتاز ہوئے انہوں نے باتفاق
فیل گورنمنٹ کو رپورٹ کی انگیخت دیتے اور طول طویل ہوئی پشاور کے کنارہ سرحد کی قوم نے

سفر بانتظام جنرل ہیڈ کوارٹر پارس ۔ دو میجر ہا ڈورڈٹ صاحب کرنان ڈن کوک واٹسن پراجن
صاحبان ڈائرکٹر ڈیون ہاڈسن جیوٹی صاحبان براہ تنویر ایبٹ اور کیوتاری
ملک دیکھی کے آخر تک ہمراہ و ہمرکاب رہے ہیں ۔

چھ ہمراہ بی ہڈ اد میجر جنرل گرین ایکر نے تین ہزار جوان کیمپ کی حفاظت کیواسطے
چھوڑ کر باقی کی فوج کے ساتھ جن کو اس نے دو بریگیڈوں میں تقسیم کر کے لفٹنٹ کرنیل
وائلڈ سی بی متعلقہ ہیڈ اور کرنیل ٹرنر سی بی متعلقہ رجمنٹ ۹۷ کو سپرد
کیا ۔ میجر سالیس صاحب بہادر جنرل صاحب کی رفاقت میں تشریف لے گئے اور
حضرت سعادت کے مشاہدہ میں مصروف رہے ۔ پہلے فتح لالو واقعہ دو میل پار کریگیٹ و
امبیلہ وادی چیلا جو درہ کے سر پر ہے اپنے مدعا کے واسطے مطالعہ کیا ۔ امبیلہ پہنچنے پر
واضح ہوا کہ دشمن اپنے ہتھیاروں اور پرچموں کے ساتھ ایک ٹھیری کے مشرقی کنارے پر جو
ٹھیری چیلا وادی سے شروع ہوتی ہے اور تمام سلسلہ پہاڑ اور دامن کوہ کے کناروں کو زیر نظر
رکھتی ہے موجود پایا ۔ فوجوں کی آمد پر کرنیل وائلڈ کے بریگیڈ کو حکم ملا کہ وہ اس قلعہ پر حملہ
کریں جس کی طاقت اور قوت تمام پہاڑ کی راہ میں دمدموں سے بڑھی ہوئی تھی اور دوسری
بریگیڈ کو حکم ہوا کہ وہ غنیم کے دائیں جانب ہٹ کر موضع لالو پر حملہ کرے ۔

جب یہ سب کام اشارہ پر ہو گئے تو انگریزی فوج نے معہ اپنے سکھ پٹھان اور گورکھا
رفقاء کے ندی پار کر اور درمیانی زمین کے پار ہو کر کٹھن چڑھائیوں کو تعجب انگیز قوت و شجاعت
اور طاقت و شہامت سے طے کرنے لگے رجمنٹ ۱۰۱ جس کا نامور دلاور افسر کرنیل سالسبری
تھا اس چڑھائی میں سب سے آگے تھے ۔ ان آزمودہ کار و شیران خونخوار کے استقلال
فتح و ظفر نے پہاڑیوں کے حوصلے توڑ ڈالے گو انہوں نے بندوقوں کی تیز آتشباری اور
پتھروں کی ژالہ باری سے اپنے حملہ آوروں کی مزاحمت کی سعی کی مگر ان کی سب مساعی
رایگان گئیں اور سب دمدمے غنیم کی سنگینوں کی زد پر پہنچے اور بہت ہی جلدی وہ
ناقابل گذر قلعہ کوہ پر حضور ملکہ معظمہ ہند و انگلینڈ کے بہادر سپاہی قابض و متصرف نظر
آنے لگے ادھر کرنیل ٹرنر بھی علی ہذا القیاس فتحیاب ہوئے اور موضع لالو ہفتم نیو دیلیس
اور ان کے بریگیڈ کی دیسی افواج کے ہاتھ آیا اور پہاڑی آدمی مجبوراً کٹھن دروں غاروں اور
دشت و بیابان میں جو وادی چیلا کو لہلہاتی ہیں بھاگ گئے ۔ درہ امبیلہ سے غنیم کی بڑی بھاری

* مرحوم جنرل سر ایلفرڈ وایلڈ کے سی بی ممبر آف دی کونسل آف انڈیا ۔

فوج نے ہمارے کیمپ پر بدیں خیال حملہ کیا کہ ہماری جانب سے اس مستعدی و سربازی سے حملہ کہاں ہوگا مگر سب کے سب پسپا ہوئے ؛

اپنی فتح کے تعاقب میں دوسری صبح کرنیل وائیلڈ نے بہ رفاقت میجر رابرٹس صاحب بہادر کہ جو کل جنگ و جدال میں کبھی ایک بریگیڈ کے ساتھ اور کبھی دوسری کے غرضیکہ جہاں لڑائی کا بازار زیادہ گرم دیکھا وہیں حاضر ہوتے - اپنی پیدل بریگیڈ اور چار سو جوان رسالہ سے جن پر کرنیل پرابین افسر کمان تھا اور جو اس امید سے کہ وادی میں جنگ عظیم برپا ہوگا اپنی رجمنٹ یوسف زئی سے واپس لایا اور پہاڑیوں کو غیر معہودہ نظارہ اپنے سواروں کا جو گھوڑوں پر سوار مستعد کارزار تھے دکھایا اور نشیب وادی پر قابض ہو کر پھر گھوڑوں پر سوار آمادہ پیکار کر دکھایا - امبیلا کی پہاڑیوں کے نیچے کوچ کیا ؛

غنیم امبیلا کے مقابل صف بستہ کھڑے تھے مگر سامنے کی ایک بریگیڈ اور کرنیل ٹرنر کی بریگیڈ ساتھ سے جس نے موضع لالو میں گردآوری کی دشمن پسپا ہوئے - اخیر حصہ دن میں جونہی کہ کرنیل ٹرنر معہ اپنی سکھ رجمنٹوں کے لاین میں اور ایک جناح ہفتم فیوزیلیرس کی بطور کمک سے امبیلا سے ان پہاڑوں کی طرف بڑھ رہے تھے جو چیلا وادی کو بنیر سے منقسم کرتے ہیں کہ کئی سو غازیوں نے جو دامن کوہ میں مخفی و محتجب ہو رہے تھے ان پر حملہ کیا مگر ہمارے بہادران منصور شعار نے انہیں ایسا جام شہادت پلایا کہ ایک آدمی بھی ان کا زندہ نظر نہ آیا ڈھلوانوں اور قلعوں نے جیاں سے کئی ہزار پہاڑی اس معارضہ شدید کے تماشائی تھے اور باشندے غنیم کی اس آخری حرب و ضرب کو دیکھ رہے تھے اور جب کپتان گرفن کے توپخانہ سے جو نیچے وادی میں مقیم تھا توپوں کی آتش سوزاں نے معرکہ کارزار کو شعلہ جوالہ بنایا تو وہ سب تماشائی پراگندہ و منتشر ہو گئے اور خوب سمجھ گئے کہ ہم ان بہادر سپاہیوں کے مقابل دم استقلال نہیں مار سکتے - یہ امر کہ ان دو دنوں میں جنگ و جدال اور حرب و قتال کا تنور شدت تپش سے کس قدر گرم رہا تھا انگریزی فوج کے نقصان سے جو ۱۷۰ مقتول و مجروح سے محسوب ہوا تصدیق و تحقیق ہوتا ہے ؛

ہمارے خلاف میں جو بڑا ساعد اعراض نے اجتماع بالعہود والعقود مواثیق معاہدہ کیا تھا فسخ ہوا - بجوری اپنی گڈھیوں کو بنیرہ روس دھارے اور اخون صاحب سوات نے جو ہماری سلطنت کے متعصبانہ نیم جنگلی نیم موید یکرنگی دشمن تھے جب دیکھا کہ شکست کامل ہوئی معہ اپنے رفقاء و خلفا کے اپنی وادی کی راہ لی اور رؤسائے بنیر نے ان کے معاہدہ سے آزاد ہو کر ہمارے ساتھ شرائط مصالحت اختیار کی - اب بجز تباہی و بربادی شہر ملکا کے

اور کوئی کام باقی نہ رہا یہہ وہ آشیانہ مرغان شکاری تھا جہاں سے یہ عقاب شاہین نکلتے تھے
اور قریباً ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ تھا یہ جگہ دار القرار اُس وہابی غازی کا تھا جسکو فوج
برطانیہ نے ۱۸۵۸ء میں بافسری سر سڈنی کاٹن ستانہ سے نکالا اور وہ چار سال بعد
ملکا میں مسکن گزین ہوا یہ شہر مہابن کی شمالی جانب آباد ہے مہابن قدرتی قلعہ تیس میل
تک مشرق سے مغرب کی جانب پھیلتا ہے اس کی رفعت آٹھ ہزار فیٹ کی ہے اور بہت
کھردرا اور دشوار گذار ہے ؟

بجائے اس کے کہ ایک بریگیڈ ملکا کی بربادی کے واسطے روانہ کیا جاتا جنرل گرلیواک
صاحب بہادر نے جو انتقام جنگ کے بڑے مشایق تھے خوف وخطر کی حالت میں اس جماعہ
وفا اور غدر وفا کے عہد کی طرف چند انگریزی افسروں کو بدرقہ لائیقہ روانہ کرنا تجویز کیا اور
اُس شہر کی تباہی و ویرانی تو رُوسا بنیر کی جانب سے وقوع پذیر ہوئی تھی۔ میجر رابرٹس
کرنیل ایڈای کپتان جنکنس کمان افسر گائیڈس اور بعض اور افسر کرنیل رینل
ٹیلر کمشنر پشاور ملکا کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ بڑا گانو مہابن کے شمالی ڈھلوان پر واقعہ
تھا اور اسمیں بہت سے حرفت خانہ اور باروت بنانے کا مکان تھا۔ ۲۲ دسمبر کو یہ شہر جلاکر
انگریزی اور دیسی افسروں کے روبرو جو اس جگہ کے قریب جمع ہو رہے تھے اور سخت عداوت
کی نگاہ سے گھروں کی بربادی دیکھ رہے تھے خاک ہوگیا اور اس قدر مدت مدید کا قصہ بکھیڑا
پاک ہوگیا۔ سبحان اللہ عجب قدرت اُس خلاق ارض وسما کی ہے پل کے پل میں کچھ کا کچھ کر دکھاتا
ہے شاہ کو گدا گدا کو شاہ آن واحد میں بناتا ہے جو شہر کہ مسکن نامدیاران مشہور مشقار اور بہادران
شہامت وقار تھا جہاں دن رات عیش وعشرت کے سامان راحت وانبساط کے نشان
موجود تھے اب وہاں اندر دیوتا اپنا جوبن دکھارتا ہے شعلہ مارتا اٹکاے جارتا ہے قدرت ایزدی
میں دم مارنے کی جا نہیں۔ انگریزی افسروں کے واپس آنے پر فوج کی چھاؤنی ٹوٹ
گئی اور یوسف زیئی کے میدانوں میں ہماری سرحد کے اندر ۱۸۶۳ء کے بڑے دن کو کوچ
کیا جو خریطہ جنرل گرلیواک صاحب نے تحریر فرماے اُن میں میجر رابرٹس صاحب کا ذکر
ہے اور جنرل صاحب نے اُن کا اور کرنیل ایڈای صاحب کا شکریہ ان الفاظ میں لکھا
"سب سے اعلے شکریہ بہت موقعوں میں اُن کی امداد دینے کے واسطے" ؟

میجر رابرٹس صاحب بہادر اپنے سابقہ محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل پر واپس تشریف لاے
اور اس سے دوسرے سال اُن کو حکم تصنیف وتالیف راؤٹ بک (کتاب منازل) انگال
پریذیڈنسی کا ہوا۔ یہ کام جنوری ۱۸۶۵ء میں شایع ہوا اور گورنر جنرل نے باجلاس کونسل

اور کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے اُن کے اِس کام پر شکریہ ادا کیا ؛

کرنیل نارمن ملٹری سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا نے جب حضور وائسرائے کا شکریہ ادا کیا کہ میجر راپرٹس صاحب بہادر نے لیاقت اور احتیاط تحقیقات و تالیف کتاب میں ظاہر کی اور جو خدمت انجام دی تھی وہ نہایت ہی لائق اس سبب سے کہ یہ اوقات لکھی گئی جب کہ وہ جگر کی بیماری سے زیادہ تھا جس کے سبب سے اُن کو انگلستان جانے کی ضرورت پڑی اور وہ اشاعت کتاب سے دوسرے ماہ روانہ ہو گئے ؛

میجر راپرٹس صاحب بہادر کیپ کی راہ سے ٹسیس ٹرنکوبار کے جہاز مسمی رنگون میں روانہ ولایت ہوئے تھے اور دوسرے سال ۱۸۵۸ء کی ۱ مارچ کو واپس آ گئے واپسی کی رپورٹ کرنے پر وہ قسمت الہ آباد کے کوارٹر ماسٹر جنرل کے محکمہ میں متعین ہوئے جہاں انہوں نے ۱۸۵۹ء تک جنرل ٹراوپ اور ہیتھم صاحبان کے ماتحت خدمات مفوضہ انجام کو پہنچائیں اور پھر وہ جنگی خدمات کے واسطے مامور ہوئے ؛

اور اتفاق کہ ہماری گورنمنٹ نے ارادہ کیا کہ تھیوڈور شہنشاہ ابی سینیا سے محاربت کی جاوے کیونکہ اُس نے چند انگریزی رعایا کو جن میں کونسل کامران اور مسٹر رسّام اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ عدن جن کو جولائی ۱۸۶۶ء کو اسیری میں قید کیا

ازجانب کرنیل بیٹن کوارٹر ماسٹر جنرل بجانب سکرٹری گورنمنٹ انڈیا فورٹ ولیم ۳۱ جنوری ۱۸۶۵ء
مجھ کو ہدایت ہوئی ہے کہ میں ایک نقل نئی مطبوعہ روڈس ان بنگال پریذیڈنسی کی گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کروں اور عرض کروں کہ حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر نہایت پوری طرح پر اُن مساعی جمیلہ اور خدمات جلیلہ میجر راپرٹس صاحب ڈی سی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل متعلقہ دفتر ہذا کا اعتراف فرماتے ہیں جنہوں نے اس کام کو یہ اہتمام تصنیف کیا ہے اور مطبع میں اسکی اشاعت کرائی ہے ؛

ازجانب ایچ ڈبلیو نارمن سی بی سکرٹری گورنمنٹ انڈیا محکمہ فوجی بنام کوارٹر ماسٹر جنرل فورٹ ولیم ۱۰ فروری ۱۸۶۵ء
آپ کی چٹھی مورخہ ۳۱ ماہ گذشتہ کے جواب میں مجھ کو ہدایت ہوئی کہ میں آپ کو براہ اطلاع حضور کمانڈر انچیف صاحب گذارش کروں کہ حضور رائٹ آنریبل دی گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل نہایت تپاک سے حضور ممدوح کی رائے سے اُس احتیاط اور قابلیت کے بارہ میں جو میجر راپرٹس ڈی سی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل نے تالیف کتاب جدید اسمی روڈس ان دی بنگال پریذیڈنسی میں ظاہر کی ہے اور جس کی ایک نقل آپ کی چٹھی کے ہمراہ آئی اتفاق فرماتے ہیں ؛

تیار ہوئیں اور اُن کی حکومت بریگیڈیر جنرل سٹیوارٹ کے سپرد ہوئی۔ ۵ بیٹری بست و پنجم بریگیڈ شاہی توپ خانہ اور پہاڑی توپ خانہ معہ باتھائے متعلقہ (میجر ای ایچ یول آزادی) رسالہ علمبردار ۱۴ بنگال (میجر سی ایچ پالیسر) بنگال رسالہ ۱۳ (میجر ایچ ایچ گف وی سی) دلیسی پیدل پنجاب ۲۱ (میجر جی لے نٹیلول) اور ۲۴ پنجاب دلیسی پیدل پائنرس (میجر سی ایف چیمبرلین) بنگال ٹروپ نے قاطران باربرداری اپنے ساتھ لیں چنانچہ زدلو میں اُترتے ہی وہ فوراً آگے چلنے کے لئے مستعد و آمادہ کار تھے اور اُن فوجوں کی کامل باربرداری کے علاوہ جو کلکتہ سے روانہ ہوئیں۔ پنجاب گورنمنٹ نے بڑی تعداد قاطران و یابوان کی فراہم کی جو کراچی سے موقع جنگ کو روانہ ہوئیں۔ بنگال کی افواج کنٹنجنٹ اور ذخایر کی روانگی کے واسطے ۱۵[*] جہاز باربرداری (للوعہ جہاز ہوائیں چلنے والے اور ۱۹ جہاز دخانی) کلکتہ میں میرین ڈیپارٹمنٹ نے لئے اور میجر رابرٹس کی تفویض میں انتظام روانگی جہازات ہوا جو بلا وقت اختتام کو پہنچا ؂

۱۶ ستمبر کو فوج طلایہ زیر حکم بریگیڈیر جنرل میر ویدرسی[×] بی بمبئی سے مسوہ کو روانہ ہوا تاکہ فوجوں کے نزول کے واسطے کوئی جگہ انتخاب کی جاوے اور نزولہ قدیمی اڈولس واقعہ خلیج انسیلی میں جگہ مقرر کی اور ہفتم اکتوبر کو ایک طلیعہ بریگیڈ زیر کمان کرنیل فیلڈ متعلقہ دہم بمبئی دلیسی پیدل بمبئی سے روانہ ہوا۔ حضور سر رابرٹ نیپیر زولہ میں ۲ جنوری ۱۸۶۸ء کو فروکش ہوئے اور سر چارلس سٹیورلی کمان افسر قسمت واحد متجلد دستے اپنے عہدہ کا چارج لیا ؂

اسوقت بڑا حصہ اس فوج مہمی کا پہنچ گیا جس میں ایک دستہ ۲۳ پنجاب پائنیرز آمدہ از کلکتہ کا بھی شامل تھا جو اس بریگیڈ سے شامل ہوا جو زولہ پر زیر حکم بریگیڈیر جنرل سٹنا یڈر متعین تھا ؂

۲۵ دیں کو سر رابرٹ نیپیر سرحد کی طرف گیا اور سر چارلس سٹیولی عارضی طور پر زولہ میں حکمران رہا۔ ۲۷ جنوری کو ۱۲ ویں پنجابی زولہ میں پہنچے اور دوسرے دن

---

* جو کل میزان باربرداری کی جو اس مہم کے واسطے استعمال میں آئی حسب ذیل تھی ۲۰۵ کشتی ہائے بادی ۴۳ جہاز دخانی علاوہ دلیسی کشتیوں وغیرہ کے اور کل میزان ملاحان وغیرہ کے جو اس باربرداری کے کام پر مامور ہوئے ۱۲۲۵۵ تھی ؂

× مرحوم سر ولیم میر ویدر کے سی ایس آئی سی بی ممبر آف دی کونسل آف انڈیا ؂

باقی کی پانسو پہنچی جو درہ سنیف کو بمراد شمولیت اپنے رفقا کے روانہ ہوئے ؛

۶ فروری کو میجر رابرٹس بہادر گلنڈا میں پہنچے یہ جہاز پنجم توپ خانہ ۲۵ ویں بریگیڈ آر اے بطاقت آٹھ افسر اور ۱۳۰ غیر کمیشن یافتہ افسران و آدمیان کا تھا اور گو فوج کے بڑے حصے نے سنیف کے آگے کوچ نہ کیا مگر ایک دستے نے معہ ۱۲ انچ ہاونوں کے زیر حکم میجر رابرٹس کے ایڈی کانگ کے درست میجر جیمس ہلز نے تسخیر میگڈالا میں نہایت اعلے خدمات دکھائیں۔ اسی دن ۱۲ رسالہ بنگال کا ایک دستہ پہنچ گیا اور بسمت سرحد روانہ ہوا اور ۱۰ فروری ۱۲ اور ۱۴ فروری کے درمیان فروکش ہوئے۔ اور سو جوانوں کی جماعت نے زیر حکم میجر گرانٹ صاحب حملہ میگڈالا میں شرکت کی ۔ دہم رسالہ بنگال معہ جمعیت ۱۵ افسر اور جوانوں ۱۲ اور ۴۹۴ گھوڑوں کی ششم مارچ کو آئی اور ۱۲ ویں رسالہ کے ساتھ انٹو اور دریا سے ٹکاذی کے درمیان آمد و رفت جاری رکھنے کے واسطے مصروف ہوئے ؛

زولو میں میجر رابرٹس صاحب بہادر کوارٹر ماسٹر جنرل صاحب بہادر کے عہدہ پر ممتاز ہوئے اور چونکہ کام کی کثرت اور شدت ہوئی تو معلوم ہوا کہ اُن کی خدمات زولو میں بہ نسبت اس کے کہ اندرون ملک بھیجنے کی اجازت دی جاوے زیادہ ضرورت سے مطلوب ہیں ؛

۲۲ فروری کو سر چارلس سٹیولی سرحد جانے کے واسطے بندر سے روانہ ہوئے اور بریگیڈیر جنرل ڈونلڈ سٹیوارٹ نے عارضی طور پر زولو کی کمان لی تاوقتیکہ میجر جنرل رسل پولیٹکل ایجنٹ و کمانڈنٹ عدن پہنچ جاویں۔ زولو میں زیر حکم ان افسروں کے میجر رابرٹس صاحب بہادر نے اخیر خاتمہ جنگ تک محنت کی جس کی تعریف حیطہ تحریر و تقریر سے فزوں ہے ۔ ہم کو ایک افسر نے یقین دلایا ہے (جس کو بباعث تمام جنگ میں خدمات کرنے کے واجبی رائے بہ نسبت میجر رابرٹس صاحب کے لگانے کا استحقاق حاصل تھا) کہ جس سرگرمی مستعدی اور لیاقت سے نفس مضمون اس سوانح عمری نے اُن خدمات کو سرانجام دیا جو اُن کے تفویض ہوئیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہو سکتا انتہا یہ کہ میجر صاحب کمال جانباز آدمی تھے اور اُن کو کامل اعتقاد تھا کہ میری خدمات سرحد میں بہت مفید اور کارآمد ہونگی اور اس واسطے انہوں نے استدعا کی کہ میں چڑھائی کے ساتھ جاؤں تو اُن کی یا اُسوقت کی یاس کا اندازہ خود ہو سکتا ہے کہ جب انہوں نے تسخیر میگڈالا اور مرگ تھیوڈور کی خبر ۱۳ اپریل کو سنی اور عظیم الشان نام آور خدمات سے محروم رہے گو فی نفسہ اہم امور مفوضہ کے انصرام میں جان نثاری سے کام کیا مگر انہوں نے

نے اُس کے پہاڑی قلعہ کو ہدف سہام توپ و بندوق کیا جاتے ہی الحق تھیوڈور قتل و قمع کر کے بحیرہ ناپیدا کنار سے تخت عزت و تمکنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسی کے نمونہ پر بائرن ایک بہادر کے باب میں تحریر کرتا ہے ۔

رئیس دلاور تھا وہ بیگمان | رفاقت میں شیران جنگی کے تھان
جیتے ہیں آباد وہ بے مثل ہا | ہلاک جفا و ستم بر محل

حسب عادت مستمرہ و فطرت اشرہ اُس نے شب باقبل کو حکم دیا کہ غنیم کے ہمراہ اسیران میگڈالا پہاڑ کی چوٹی سے قلعہ کے پیچھے اڑسے سرکے بل گرائے جاویں جو بالکل مماثل روم کی تارپین کا بن گیا اور خونریزی کی اشتیاق کی آگ کو اس طرح منطفی کر کے صبح مستقبل کا امیدوار رہا علی الصباح جب اُس کے قلعہ کا دروازہ فوج ظفر موج انگلشیہ نے بزور بازوئے بھیجی ہیروئے تہتنی کھولا اور سپاہ جرار اور فوج کرار برٹش بے خوف و خطر اندر گھسی تو اُس نے بے حرمتی اور بے غیرتی کی زیست گوارا نہ کی اور ممات کو حیات پر ترجیح دے کر راہ عدم کی لی یعنے پستول اپنے منہ کی طرف چلایا جو قضائے مبرم کی طرح اُس کے پیچھے کی جانب سے نکل آیا اور ہومر کی بہادر کی طرح جو تھرسیمیڈ کی برچھی کے نیچے بے جان پڑا تھا ۔

غریق بحر تھا وہ شہ دلاور تھی | گھٹا میں غم والم نے محیط اُسکو کیا
بہ نزع جان عزیز اُسکی ایسی بیکل تھی | کہ گویا خنجر قاتل بحلق بسمل تھی

۲۲ مئی کو جب سر رابرٹ نیپیر میگڈالا سے قطع منازل و طے مراحل فرماتے کوٹتے تو انہوں نے جنرل رسل صاحب کو بذریعہ اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل میجر رابرٹس صاحب کی بابت یوں تحریر فرمایا ہے۔ میں حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر کے ایماء کے بموجب آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ میجر رابرٹس صاحب بہادر ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل زولہ کو شکریہ حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر کا ادا فرما دینگے۔ کیونکہ اُنہوں نے بڑی لیاقت سے کُل خدمات مفوضہ کو اُس تاریخ سے سر انجام کیا ہے کہ جس دن سے وہ زولہ میں وارد ہوئے۔ حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے نہایت مسرت سے اُن رپورٹوں کو سُنا ہے کہ میجر رابرٹس صاحب بہادر نے نہایت قابلیت و کمالیت سے زولہ میں اپنے فرائض محکمہ ہذا کو ادا کیا ہے اور یہ امر حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر کے لئے کمال حسرت و افسوس کا باعث ہے کہ وہ میجر رابرٹس صاحب بہادر کو سرحدی خدمات کے واسطے مرحمت نہیں فرما سکتے ۔

حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر بہر حال خیال فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ژوب میں
تھے۔ اُن کے سب کام اس مہم کے واسطے ایسے ہی فائدہ بخش ہیں کہ جیسے اُن لوگوں سے
وقوع پذیر ہوئے جو مطابق فوج میں شامل تھے ۔

اس سے دو دن بعد جنرل رسل کو تار پہنچی کہ واپسی افواج کے انتظام کیا جانے کے لئے
میجر رائس صاحب بہادر کو بھیجتی ہیں [illegible] مگر اس حکم کی ترمیم ہوئی
کیونکہ میجر رائس صاحب بہادر نے اپنے آپ کو بحری اور بار برداری کے افسروں کے واسطے
نہایت ضروری ثابت کیا تھا۔ یہ لوگ اُن کی ذہانت و ذکاوت اور لیاقت تحریک کے معترف
تھے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جس افسر کو اُن سے سابقہ پڑا ہے وہ اُن کے ہر ایک
امر پر تعجب ظاہر کرتا ہے گویا کہ وہ عجوبہ زمان اور عدیم المثال جہان تھے ۔

جنرل رسل صاحب نے ایک ضروری چٹھی میں استدعا لکھی کہ میجر رائس
صاحب بہادر ژوب میں ہی رہنے دیے جاویں جو منظور ہوئی۔ جنرل رسل صاحب سے
بڑھ کر ان کی تعریف صاحب ممدوح کی اور کوئی نہ جانتا تھا کیونکہ اس جگہ میں رہنے کے
باعث اُن کو عمدہ موقعہ خدمات افسر انچارج ٹرانسپورٹ تبدیل کا ملا۔ جو چٹھی انہوں
نے کمشنر صاحب کو اس موقعہ پر لکھی وہ بہ الفاظ ذیل تھی ۔

میجر رائس صاحب نے چند ماہ تک ژوب میں اس عہدہ کی خدمات کو انجام پہنچایا ہے اور
جب تک مہم وہاں ختم رہا انہوں نے ہر کام ہوشیاری مستعدی اور اطمینان کامل کے مطابق
کیا گذشتہ ایام میں انہیں بڑی [illegible] تجربہ جہازات
روانگی افواج و سامان و ذخیرہ اسلحہ جات و بار برداری تغیر تبدیلی تھی اور بحری و بار برداری
حکام کی باہمی مراسلات سے انہوں نے سب کام اُن کے حسب الاطمینان کیا۔ میجر رائس
صاحب بہادر نے جہازوں میں سوار کرانے کے کام میں بڑی دلچسپی دکھلائی اور ایسی لیاقت
و قابلیت ظاہر کی کہ مجھے امید تھی کہ وہ اس کام کو بانتظام کرا جاتے مگر چونکہ اُن کی خدمات اور
جگہ مطلوب [illegible] میں نے یہ مناسب سمجھا ہوں کہ اُن کی لیاقتوں اور خدمات مشہورہ کا اظہار
حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر کروں ۔

اور جب نقل اس چٹھی کی جنرل رسل صاحب نے میجر رائس صاحب بہادر
کو بھیجی تو یوں لکھا ۔ آپ دیکھیں گے کہ میں آپ کی لیاقتوں کی کس قدر قدردانی کرتا ہوں جو
ادا آپ نے کیے وہی اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

۲ ر [illegible] کو میجر رائس صاحب بہادر ژوب میں پہنچے اور وہ ہم کو ہمراہی [illegible]

رابرٹس صاحب بہادر و دیگر افسران فیروز نامی جہاز پر سویز کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں سے انگلینڈ کو ان اعزازات کے حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے جن کے وہ جائز طور سے مستحق تھے اور مہم ابی سینیا کا خاتمہ ہوا۔ دیسی پیدل رجمنٹ بمبئی ۱۰ زولا پر کی محافظ رہی اور ۷ اجون یعنے تاریخ روانگی جہاز ان کے اور ان کے ہمراہیوں پر بمبئی کو واسطے روانگی سے رخصت ہوئے۔ دوسرے دن فوج ہراول رائٹ ۲۶ رجمنٹ کی دو کمپنیاں روانہ ہوئیں اور زیلا کی خلیج پر بجز اس تنہائی کے زاویہ میں عزلت نشین ہوئی جیسی پہلے زمانہ خلقت میں پیغمبروں کی تھی۔ وہ رونق افواج بحر و بر کے پیچھے وہ شاگرد پیشہ اور دکاندار و کے جھگڑے گاڑیوں کی ہنہناہٹ اونٹوں کی دوڑ دھوپ بازاروں کی زور و شور چہل پہل رونق کی گھنٹیوں سب جاتی رہی ؛

مگر معدودے چند ریلوے اور متفرق ڈپارٹمنٹوں اور گاڑیوں کی حفاظت کے واسطے وہاں مقرر ہوئے اس تنہائی میں شریک راحت و رنج رہے۔ یہ اشخاص امر انجام کارزار کے جس کا اب خاتمہ ہوا جب اور افسر محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل کے حرب و ضرب معرکہ تیرو اور ابی سینیا کے جبال کی یادگاری کی خوشیاں منا رہے تھے میجر رابرٹس صاحب کی قسمت میں یہ مقدر تھا کہ زولا کی رشک جہنم میدانوں میں اپنے ضعیف الجثہ نا قابلی کے برخلاف محنت شاقہ اور خدمات شاقہ بجا لاویں حالانکہ ان کی طاقت بدنی بخار اور حرارت شدید سے دن بدن ترقی پر تھی اور ان لوگوں نے جو ان کی جان نثاری کے شاہد حال تھے ان کی اس حالت کو درج تواریخ کیا ہے یا ان کی ان لیاقتوں کو ان کے مقاصد کے واسطے ان لوگوں سے تعلق کیا ہے جو اعلے قابلیتوں میں شمار کئے جاتے ہیں ؛

سر رابرٹ نیپیر صاحب بہادر نے میجر رابرٹس صاحب بہادر کو ہز رائل ہنس ڈیوک آف کیمبرج کی جانب خریطے جانے اور ملٹری سکرٹری ہارس گارڈس کو خط مورخہ پنجم جون تک پہنچانے کے لئے انتخاب کرنے سے ان کی اعلے قدردانی کی۔ اگرچہ رابرٹس صاحب بہادر کے واسطے سب سے زیادہ فخر اپنے فرائض منصبی کا تھا۔ انہوں نے

---

* نقشہ جات محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ریلوے اندر زولا کو پہلے ۱۲ میل طول تین ماہ میں ۹۰۰۰ ہزار ٹن ذخائر کمسریٹ اور دو ہزار ٹن ٹیلیگراف ۱۰ ہزار فوج اور چودہ ہزار ہمراہی معہ دو ہزار ٹن بار برداری لے گئے اور یہ سب کچھ بغیر کسی حادثہ یا تاخیر کے وقوع میں آیا ؛

لکھا - کہ میں بمراد اطلاع ہز رایل ہائنس دی فیلڈ مارشل کمانڈر انچیف صاحب بہادر میجر رابرٹس صاحب کا آپ سے تعارف کراتا ہوں کہ میں نے صاحب موصوف کو اس واسطے انتخاب کیا ہے کہ وہ ضمیمہ میرے خریطہ مورخہ ۲۱ مئی (درباب خاتمہ حالات جو واپسی روانگی افواج مہم ابی سینیا) کا حضور ممدوح الشان کی خدمت میں لے جاویں - میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی میجر رابرٹس صاحب کو حضور ممدوح الشان کی خدمت فیضدرجت میں پیش کر دینگے - رابرٹس صاحب نے تمام جنگ ابی سینیا میں اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کا کام انجام دیا ہے یہ ممکن نہ تھا کہ اس افسر کو ان کے اہم فرائض سے کہ جن سے وہ بہت عمدہ طرح سے واقف تھا اس کام کے واسطے دیا جاتا مجھے یقین واثق ہے کہ حضور ممدوح اس امر کے استماع سے بہت مطمئن ہونگے کہ اگرچہ حکم روانگی واپسی افواج میگڈالا کے قریب نافذ ہوا اور فوجوں کو کئی سو میل سفر خشکی کا طے کرکے جہاز و نیبر پہنچنا تھا تاہم کُل فوجیں مقررہ تاریخوں پر روانہ منزل مقصود ہو گئیں - عموماً رجمنٹیں ۴۸ گھنٹہ کے اندر بعد از روانگی شان از سنیفہ اور قطع مسافت ۵۵ میل براہ درہ ہاہی کومیلی کہ جہاں سے وہ زولہ تک ریل میں گئے اور وہاں سے سمندر میں سوار ہوئے جہاز پر سوار ہوئیں اس سبب سے وہ زولہ کی شدت حرارت غیر ضروریہ سے محفوظ رہیں - میں آپ کی خدمت میں ڈیمی آفیشل خط میجر جنرل رسل صاحب کمان افسر افواج متعینہ زولہ بمراد اطلاع ان طریقوں کے کہ جس طرح سے فوجیں جہاز پر سوار ہوئیں - حضور پُرنور ہز رایل ہائنس کے ملاحظہ کے واسطے ارسال کرتا ہوں اور نیز انتخاب رپورٹ اسی افسر کا درباب اُن اعلےٰ قیمتی امدادوں کا جو میجر رابرٹس صاحب بہادر نے ہر وقت پر دیں اور خصوصاً جو فوجوں کے واپس جہاز پر بار کرانے میں اعانت کی اور جس کا ذکر میجر جنرل رسل صاحب کے خط میں ہی روانہ خدمت سامی کرتا ہوں :

رابرٹس صاحب سر رابرٹ نیپیر صاحب کو سویز میں چھوڑ کر براہ اسکندریہ و برنڈزی جلدی سے بحر اعظم کو طے کرکے انگلنڈ میں دس سال کے بعد فروکش ہوئے اسوقت جبکہ انھوں نے اپنے وطن کی زمین پر قدم رکھے اُن کے خیالات واقعی وہی تھے جو کالرج نے اپنے سطور ذیل میں بیان کئے ہیں -

جب سر رابرٹ نیپیر وارد انگلینڈ ہوئے تو رابرٹس صاحب بہادر اُن دعوتوں اور جلسوں میں شریک ہوئے جو مظفر و منصور جنرل کے واسطے دی گئیں اُن خدمات کے صلہ میں جو اُنھوں نے اس جنگ میں کیں اُن کو عہدہ بریویٹ لفٹنٹ کرنیل عطا ہوا اور

ابھی انگلستان میں ہی تھے کہ سر ولیم منسفیلڈ سپہ سالار افواج ہند نے انہیں عہدہ ڈپٹی
اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل آرمی ہیڈ کوارٹر کا پیش کیا اور فروری ۱۸۶۶ء میں وہ اپنے
وطن عزیز سے رخصت ہوئے اور اپنے خویش بیگانوں سے رخصت ہو کر ہندوستان کی طرف
مشرق آفتاب درخشاں و ماہتاب تاباں روانہ ہوئے اور اس سے دوسرے مہینہ اپنے
عہدہ جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ اسوقت کرنیل پی اس لمسڈن کوارٹر ماسٹر جنرل تھا
مگر آپ بیمار ہو گئے وہ موسم سرما میں باعث غیر حاضری اپنے افسر اعلیٰ کے رابرٹس صاحب نے
خود ہی کوارٹر ماسٹر جنرلی کی انجام دیں اور اپنی معمولی قابلیت اور لیاقت سے بہت اوقات
فرصت کو تالیف حصہ اول و دوم ٹرانسپورٹ ریگولیشن ہائے [illegible] میں
صرف کیا [illegible] چنانچہ انہوں نے جس لکھا ۔ مجھے معلوم ہوا کہ ٹرانسپورٹ ریگولیشن کی سخت
ضرورت ہے اور اس واسطے میں نے حصہ اول و دوم تالیف کیا اور یہی دونوں حصہ
ابی سینیا ٹرانسپورٹ ریگولیشن کی ہے جو ہندوستان میں مروج ہیں ؛

کرنیل رابرٹس صاحب کے غدر کے تمغہ پر جو تین کلنڈی کا تھا تمغاے ہند
بنا پر ہنگامہ امبیلہ و تمغاے ابی سینیا اضافہ کیا ؛

ہمارے محاربات میں یہ ہنگامہ کارزار میگڈالا اسواسطے مشہور ہے کہ وہاں
ایک قطرہ خون بھی نہیں گرا کیونکہ آٹھ زخمیوں آرگوئی کی جنگ میں اور ۱۵ تسخیر
میگڈالا کے وقت مجروح ہوئے مگر اسواسطے ضرور قابل یادگار رہے کہ وہاں ایک آدمی
کی جان بھی تلف نہیں ہوئی ۔ لارڈ نیپیر صاحب اُن عزت اور امتیازوں کیواسطے
مستحق تھا جو اُن کو حاصل ہوئیں کیونکہ انہوں نے اس جنگ میں وہ ممالک حکمت عملی
سلوک کئے کہ اس کو جنگ انجینیرس کہنا بجا ہے اور بیگ کوارٹر ماسٹر جنرل کہنا ناروا
ہے کیونکہ چار سو میل تک زولہ سے میگڈالا تک جو مشکلات باربرداری لے جانے کی
واقع ہوئیں خصوصاً ابی سینیا کی زمین پر وہ صفحہ گیتی پر عدیم المثال ہیں۔ جو واقفیت
کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے اس جنگ میں حاصل کیں وہ بیبہا تھیں اور
تھوڑے ہی دنوں میں جو سبق انہوں نے یہاں حاصل کئے تھے انہیں خود بطور حاکم
مطلق کے کوہستانی محاربات میں استعمال کرنے پڑے اس آدمی کے لئے جو لایق اہلکار
تھا اور سب سے بہتر سپاہی تھا جو امتیاز انہوں نے زولہ میں سخت ضروری ہونے کی
حاصل کی اس خیال سے مشکوک ہو جاتی ہے کہ وہ ابی سینیا کے شہنشاہ کے قلعہ کی
تسخیر کے وقت موجود نہ تھے ۔ سپاہی کے لئے جس میں وہ جرأت جانباز ہو کہ جس سے

اُنہوں نے وہی سبق حاصل کیا اور خراج حربی جن کے عجیب و غریب نمونے اُنہوں نے افغانستان میں دکھائے۔ حملوں کے مخاطرہ فوجی زندگی کی مہارت کیواسطے لازمی تھے اور وہ تیز و تند ہالسپیر کے اس قول سے اتفاق کرینگے۔

روانہ کرو مشرق سے غرب کو
خشک اور سمندر کو تو اسے خوب رکھ
تو ہو نام و عزت تیری بے گماں
شمال و جنوب جہاں میں عیاں

سنہ ۱۸۷۱ء میں انڈیا گورنمنٹ بنگال کی سرحدی جنگجو اقوام سے بھی جو بالعموم لشائی سے نامزد ہے حرب و قتال میں مصروف تھی اس واسطے کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کی خدمات کی پھر حاجت پڑی یہ ملک قریباً بالکل جنوبی حد ضلع کاچار اور شمالی حدود جبال چٹاگنگ کے درمیان واقع ہے اور اس میں ایک قطعہ زمین ایک سو میل طول کا بطور پٹی کے ہے جس میں کئی سلسلہ جبال جو ٹھیک جنوب سے اور شمال کو جاتے ہیں گذرتے ہیں لشائی کے حصہ ملک کے چٹاگنگ کی طرف یہ پہاڑ آدمیوں سے آباد ہیں مگر جو عریض اور دلدلی زمین ضلع کاچار کی سرحد پر ہے وہ بالکل غیر آباد ہے اور یہ غیر آبادی اس واسطے نہیں کہ وہاں کی آب و ہوا مضر صحت ہے بلکہ قرب و جوار کے طاقتور حملہ آوروں کے خوف سے وہاں کوئی سکونت پذیر نہیں ہوتا ؛

کرنیل رابرٹس صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ لشائی کو کائی فرقہ کی اقوام ہیں جو خود مختار یا کوہستانی بیٹرہ میں جو ملک لشائی کے مغرب کی جانب ہی پائی جاتی ہیں لشائیوں نے پہلے ۱۸۴۹ء میں سرحد دولت برطانیہ پر تاخت و تاراج کیا اور دوسرے سال ماہ جنوری میں کرنیل لائسٹر پولیٹیکل ایجنٹ کوہستان کاسیہ و جنتیہ و کمان افسر سلہٹ لائٹ انفنٹری کاچار سے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوئے اور ایک سو

٭ دیکھو نیریٹیو آف دی کاچار کالم لوشائی ایکسپیڈیشن تھرس مطبوعہ جلد دوم جنرل آف دی یونائٹڈ سروس انسٹی ٹیوشن آف انڈیا جس میں مصنف نے ترتیب کا حال بالتفصیل بیان کیا ہے ؛

یہاں تک اُن کے ملک میں گھس گیا اور راجہ کی تنبیہ و تادیب کرکے چار ہزار قیدیوں کو آزاد
کرا لائے مگر گاروں نے اپنا کمال استقلال ظاہر کیا کہ یہ وحشی قوم جب تک سخت سزا نہ پاوے گی
ہماری سرحد کی تاخت و تاراج سے باز نہ آوے گی۔ چنانچہ سنہ ۱۸۷۱ و ۱۸۷۲ء میں گاروں نے
چھیڑ چھاڑ رہے چنانچہ سماہٹ میں حملہ وقوع ہوا اور سنہ ۱۸۷۱ء میں چائے کے
باغات پر متواتر غارت گری ہوتی رہی اسوقت گورنمنٹ نے دو دستہ فوج زیر حکم
بریگیڈیر جنرل نتھال اور میجر ... متعلقہ ہشتم دیسی پیدل مع بیس دن کی رسد
خوراک روانہ کئے مگر افسوس کہ یہ مہم اُس موسم بہت دیر کے بعد روانہ ہوئی
کے مصارف بھی ناواجب طور سے ہوئے اس واسطے بلا مزاحمت یا بلا کسی فائدہ
کے واپس آگئے ؛

سپریم گورنمنٹ نے اب اصلاح کی پالیسی کی کوشش کی اور ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۷۱ء کو
مسٹر ایڈگر ڈپٹی کمشنر ضلع بمعیت میجر میکڈونلڈ متعلقہ محکمہ پیمائش اور تھوڑی سی
جماعت پولیس کے کاچار سے روانہ ہوئے اور سوتائی اور پیارنی یا تدریب پہنچے جو سوک
پیال کے ملک کا مرکز ہے اور جن کے سب سے زیادہ طاقتور رؤسا برٹش سرحد پر
تاخت و تاراج کرتے تھے اُس سے صاحب ممدوح نے ۲۳ مارچ کو ملاقات کی اور
لشائی اور انگریزی سرحدوں کی بابت مباحثہ کیا۔ دوسرے دسمبر میں میجران میکڈونلڈ
وگریہم صاحبان اور رسول افسر کو تھوڑی سی جماعت پولیس کے ساتھ سائلیوس کے
ملک کی طرف بطور دوستانہ سفارت کے جانے کا حکم ہوا جس نے مغربی رؤسا کی جانب
سے اُس سرحد بندی کو تسلیم کیا جو سند میں مندرج تھی مگر اُس نے اقرار کیا کہ میں
دریائے سونائی کے مشرقی ملکوں کی طرف سے کوئی معاہدہ نہیں کرسکتا مگر اُس بوڑھے
رئیس نے نشک و ریب سے کام کیا اور اس وقت سائلیوس اور ناقلانگ چٹا گانگ
کی پہاڑی زمین کی شمالی اور شمالی مشرقی اقوام اور شمالی مشرقی و شمالی ٹپیرہ
دلپورہ سلہٹ اور کاچار میں داخل ہوئیں دیہات کو ویران اور مال کو تاراج اور
قلیوں اور مسٹر ونچسٹر مزارعہ چاء کو ہلاک کرگئے اور صاحب مذکور کی چھ سالہ دختر
کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ ان موذی وحشی دشمنوں کے انتقام کے واسطے واجبی فوج
فراہم ہوئی اور انڈین گورنمنٹ بنابریں محاربت و مقاربت میں مبتلا ہوئی ؛

ان دنوں میں لارڈ نیپیر آف میگڈالا سپہ سالار افواج ہند برفاقت
بریگیڈیر جنرل جارج بورچار سی بی کمانڈنگ سرحد مشرقی بہ اتفاق دورہ

اُس فصل کے معاینہ کے واسطے وہاں موجود تھے اور حسب ہدایت حضور سپہ سالار بریگیڈیر
جنرل صاحب اسٹاک کو روانہ ہوئے تاکہ وہاں جا کر اس سرحد کی حفاظت کریں اور انہوں
نے دریائے ستانی کے پار چھوٹی سی جماعت فوج کی روانہ کی اس فوج نے مسٹر ایڈگر
کے ساتھی سے دریافت کیا جانا بالائی حاصل کیا جو لوگ پہاڑی کی مشرقی سمت سے واپس آرہے
تھے ۔ ۲۴ فروری کو حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر بعد ملاحظہ ڈبرو گڑھ اور دیگر مقامات
واقعہ دریائے برہم پتر کلکتہ میں پہنچ گئے چونکہ موسم جنگی کاروائی کے واسطے مناسب
نہ سمجھا اسواسطے انہوں نے باتفاق رائے لیفٹنٹ گورنر بنگال سرحدی حفاظت کے
انتظام کیئے اور قلعہ اور چوکیاں مضبوط بنائی گئیں اور ان کے درمیان آمدورفت قایم کی ۔

لارڈ نیپیر آف میگڈالا کی سفارش پر سپریم گورنمنٹ نے ۲۰ جون سنہ ۱۸۷۱ء
میں ایک مہم لوشائی کے ملک میں تیار ہونے کا حکم دیا اور دو دستہ فوج کی ترکیب
کی گئی کہ کچھار اور چٹاگانگ کی جانب سے روانہ ہوں اور منی پور اور ٹپرہ کے راجاؤں کی
فوجیں ان کی استعانت کے لیے کام کریں اور لوگ پہاڑی کی حدود شمال کی طرف مطلوب
ہوئیں اور حسن پورہ ایک فوج رسد کی امداد جنوب کی جانب سے طلب ہوئی اور اسی
جنوب کی جانب سے چٹاگانگ کا حملہ ہونے والا تھا ۔ لارڈ نیپیر صاحب بہادر نے
ماہ مارچ گذشتہ میں گورنمنٹ کو تحریر کیا کہ تیاری فوج و سامان باربرداری کا انتظام
قبل از وقت ہونا چاہیئے تاکہ وقت سر مہموں کے وقت تاخیر باعث ہرج کار نہ ہو جیسا
کہ اکثر پہاڑی مہموں کی روانگی کے ایام میں ہوا ہے ۔

۱۳ جولائی کو حضور ممدوح الشان سپہ سالار افواج ہند کو بالخصوص ہدایت ہوئی
کہ وہ اپنی تجاویز مناسبہ واسطے انتظام متعلقہ درباب مہم لوشائی کے پیش کریں اور
چند روز کے بعد کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے اپنی تجویز ارسال خدمت گورنمنٹ کی۔
جن کے خاص امور یہ تھے کہ بنگال دیسی فوج سے ۱۵۰۰ منتخبہ جوان مقرر ایک دستہ فوج
کے لیے کیئے جاویں اور نصف پشاور پہاڑی توپخانہ معہ دو فولادی توپوں اور دو ۵½ انچہ
ہاونوں کے جو ہاتھیوں پر لے جاویں اور ایک کمپنی سفر مینا کی متعین ہوں کوئی خیمہ ساتھ نہ جاوے
ہر ایک سپاہی کو ایک برساتی کی چادر اور شالگردیتہ کا بہت ہی کم تعداد منتخب کیا جاوے
جن کو کمسریٹ سے رسد ملے ۔ یہ سفارشیں اور علاوہ ازیں اور تجویزیں درباب منی پور
و ٹپرہ کے یہاں تک کہ وہ اپنی اپنی سرحدوں کی حفاظت کریں منظور ہوئیں اور اپنے
اپنے حدود میں سڑکیں بنادیں اور آمدورفت جاری رکھیں ۔ کمانڈر انچیف صاحب بہادر

نے پولیٹیکل افسروں پر جو جزیروں کے ماتحت پسندہ افواج کے ہمراہ کام کرتے تھے زور سے اصرار کیا اور کرنیل رابرٹس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس حرکت کا نتیجہ مسرت بخش ہوا اور بے شک بہت تو اسی واسطے اور کچھ افواج کی لیاقت و بسالت کے سبب اس مہم کی فتح و ظفر حاصل ہوئی ؎

جب حضور کمانڈر انچیف صاحب کی تجاویز گورنمنٹ سے منظور ہوئیں ۔ محکمہ جات متعلقہ کے نام احکام فوراً جاری ہوئے اور ستمبر کی ابتدا میں ہی دونوں دستہ فوج کی تیاری شروع ہوئی ؎

جو واقفیتیں اور مہارتیں کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے گذشتہ دس سال میں کوارٹر ماسٹر جنرل کے محکمہ کی ملازمت میں اور خصوصاً ابی سینیا کے جنگ میں حاصل کیں تھیں اب آپ کے لئے موقعہ تجربہ کا آیا اور جس تکمیل اور تعجیل سے انہوں نے اس چھوٹی سی مہم کی تیاری کی عند الضرورت بڑی جنگوں کی تیاریوں کا دیباچہ تھا گو وہ کسی زیادہ نازک حالت کے وقت ہی مطلوب کیوں نہ ہوں اور اس سے یہ شہادت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر ان تمام لیاقتوں اور شہامتوں اور قابلیتوں اور لیاقتوں کے متصرف ہیں جو ایسے رستم دستان خدیو کیہان سپہ سالار کے لئے شایاں ہیں ؎

لارڈ نیپیر صاحب بہادر نے جنہیں ذاتی واقفیت جنگ ابی سینیا میں کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کی لیاقتوں اور اپنے فنون کی مہارتوں کے بدرجہ کمال تھی ۔ کل فوج کی ہر گونہ تیاری انہیں کے ہاتھ میں دی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس مہم کی تیاری اور ترکیب بار برداری ایسی صحیح طور پر ہوئی کہ اس سے بڑھ کر اور کامل انسداد مناسب نہیں ہو سکتا اس خدمت لائقہ کے عوض کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کو حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے اعلےٰ تعریف ان طریقوں کی بذریعہ اپنے ماتحت افسر کرنیل پی ایس لمزڈن صاحب کے مرحمت فرمائی کہ جس طرح پر خدمات تیاری افواج مہم لوشائی اور ان کی روانگی از کلکتہ منصہ وجود میں آئیں جو ان کے اعتماد پر تفویض کی گئی تھیں ؎

کرنیل رابرٹس صاحب بہادر سینیئر سٹاف افسر فوج کے مقرر ہوئے اور تیسری نومبر کو ذخیرہ اور سامان تیاری فوج روانہ کر کے بریگیڈیر جنرل بورچایر کمانڈنگ کاچار کالم (رفیق سابقہ مقام دہلی) سے سلچر صدر ضلع میں جا ملے ۔ چٹاگنگ کے افسر

* کاچار کی بائیں کالم میں افواج ذیل تھیں ۔ نصف پشاور کوہستانی توپ خانہ افسر کپتان بلیک وڈ آدمی ۔ ایک کمپنی

جنرل راڈ کلف بھی مقرر ہوئے مگر اُن کی کارروائی سے ہمیں کسی قسم کا تعلق نہیں ۔
سے پچھلے پانچ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر بہ رفاقت کرنیل مکڈانل صاحب
افسر ۲۲ دیسی جمعیت سلسلہ کوہ بہت پر راستہ نکالنے کو تشریف لے گئے لیکن
مشکلیں ایسی بھاری معلوم ہوئیں کہ آخرش راستہ لکی پور اور بارک کے کٹ دروں سے
نکالا ۔ پہلے ۱۰ نومبر کو ایک جناح رجمنٹ دیسی پیدل ۲۲ نے لکی پور کو کوچ کیا اور ۲۲ کو
جنرل پور چاتھرا اور اُن کے ساتھ سفر مینا دوسری جناح اور سیپر کے ساتھ جب کرشنا پائی کی طرح
کی جانب سڑک بنانے کا کام شروع ہوا) اُن کے تعاقب میں کوچ کیا ۔ یہ سڑک بنانے کی
مشقت جنوری تک ختم نہ ہوئی اور تب تک ۱۱۰ میل سڑک تیار ہو گئی ۔ باقی کام کے
واسطے متذکرۃ الذکر کمیٹی کارروائی کی بنیاد معین ہوئی ۔ گرچہ بحث کے بعد کچھ یہ
یاد رکھا گیا تھا کہ جن رؤسا کی اقوام سے لیجئے داؤ پہل پائی ہاں اور دونوں جبل سے
مخالفت کرنی ہے جلدی مل سکتے ہیں ۔ اگر دونوں کے لشکروں کی ملاقات بنتی مرحلہ
مہم کا ہوتا تو سب سے بہتر طریقہ خواہ بذریعہ وادی موتائی یا ڈیلیسر تجربہ کرنا پڑتا مگر یہ امید تھی کہ
خواہ کسی جانب سے کالم فوج آگے بڑھیں بعد تنبیہ قوت اقوام باہم مل سکتے ہیں ۔

اس راستہ کے بڑے دور تک کسی ایک ڈنڈی کا نشان معلوم نہ ہوا اور کرنیل
رابرٹس صاحب بہادر نے بہت طول و طویل گشت کی ۔ قبل اس کے کہ عمدہ نہایت چڑھائی
کی منتخب ہوئی ۔ فوجوں نے بہرحال دلی خواہش سے کام کیا ۔ اور سیپروں نے زیر حکم
لفٹنٹ ہاروے صاحب ایک سڑک کا سُراغ لگایا جبکہ طلایہ رجمنٹ ۴۴ نے

سفر مینا افسر لفٹنٹ ہاروے آر ۔ اے ۔ ۵۰۰ جوان ۲۲ پنجاب دیسی پیدل کے افسر کرنیل
شیفورڈ ۵۰۰ ۴۴ لائٹ آسام انفنٹری افسر کرنیل بیٹری سی بی ۵۰۰ ۔ ۴۴ آسام لائٹ انفنٹری افسر
کرنیل ہکس اور ایک سو قلی زیر حکم مسٹر ذیلے ۔ اور ۴۰۰ قلی زیر حکم لفٹنٹ کرنیل ڈیوڈسن افسر کمسریٹ تھے
اور نیز ایک پلٹن قلیوں کی تعدادی ۸۰۰ جوان سپاہیوں کی بار برداری لے جانے کے لئے زیر کمان ۔ ہو
علاوہ اس کے ۴۰ ہاتھی اور ۲۴۰ پھر پہنچے جن میں سے بیس جنگ میں مارے گئے ۔ سٹاف افسر ان
علاوہ کرنیل رابرٹس صاحب کے کپتان تھامسن بریگیڈ میجر اور کپتان بیٹر اڈی کانگ تھے ۔ ڈاکٹر
باکل انسپکٹر جنرل ہسپتال ہائے میڈیکل چارج میں تھے اور مسٹر ایڈگر پولیٹیکل افسر اس کالم کے تھے
جو جنرل صاحب کے ماتحت کام کرتے تھے ٹوپوگرافیکل پیمائش پہ کپتان بیجلی اور محکمہ تار پہ
سٹرٹینمیٹس تھے ۔

بقدر مناسب عرض میں وسیع کیا اور باقی کی فوجیں جناح جناح ہوکر علے الترتیب متواتر اس سڑک پر بقدر حصص مناسبہ کام کرتی تھیں کرنیل رابرٹس صاحب اس کام کی بابت بصورت مختلف اس طرح تحریر فرماتے ہیں باوجودیکہ ملک کی گرمی شدت پر تھی اور تنفیذ امور میں مشکلات کی حدت پڑتی جس میں متواتر گھاٹیوں دار پہاڑ تھے اور راستے جنگلوں دریاؤں نالوں سے مملو تھی اور سینکڑوں تندتیز نالے بہتے تھے تاہم عمدہ سڑک چھ سے آٹھ فیٹ تک چوڑی بن گئی تھی کہ لدے ہوئے ہاتھی آسانی سے چلے جاتے تھے ؛

اس قسم کی حرب و ضرب فرحتناک نہیں ہوتی اور باقاعدہ افواج کے لئے تحریص جنگ سے زیادہ اندوہناک ہوتی ہے جبکہ قواعد دان اور اعلے اسلحات باعث اعتماد ہوتے ہیں ؛

۲۹ نومبر کو جنرل بورچائر صاحب بہادر مینادھر میں جو سلسلہ جبال بربن سے آگے کی طرف واقع ہے جہاں ذخایر کمسریٹ تین ماہ کے واسطے جمع تھے اور سامان گولہ باری اور ذخیرہ جلدی سے پہنچ رہے تھے پہنچے۔ یہاں تک تحکم تاربرقی ساتھ تھا اور روزانہ ڈاک بھی قایم ہوگئی تھی کہ دسمبر کے پہلے ہی ہفتہ میں ہیڈکوارٹر کی مراسلت تاربرقی و ڈاکخانہ کلکتہ سے جاری ہوگئی ۔ مینادھر اور بٹائی موکھ کے درمیان بارک کنارہ کے قریب چار کمپ مقرر ہوئے اور ہر ایک میں فوجی چوکیوں اور شفاخانوں کے لیے آرام دہ مکان بنائے گئے جن کی چھتیں بانسوں اور گھاس سے تیار کی گئیں ۔ اور چھلکوں سے مضبوط مرتبط ہوئیں اور ان کے اندر بانسوں کا فرش سونے کے واسطے بچھایا گیا ۔ مقابلہ کی امید سے کرنیل بورچایر نے برفاقت کرنیل رابرٹس صاحب بہادر اس جگہ کا گشتی معاینہ کیا جو بالکل غیرآباد تھی اسپر قبضہ کرکے کارروائی کے واسطے مورچے و تاب بنائے گئے ۔ بٹائی موکھ جو بٹائی اور بارک کا جنکشن ہے کچار سے ۴۸ میل ہے ۔ مگر اس تھوڑی سی مسافت میں دریائے بارک کو چار دفعہ عبور کرنا پڑتا ہے ؛

۴ دسمبر تک چڑھائی کی تیاریاں مکمل ہوگئیں تب ہیڈکوارٹر نے دو دن پیچھے کوچ کیا مگر سڑکوں اور پانی کی مشکلات اس قدر وسیع تھیں کہ دریائے توئی لوم پر جو بٹائی موکھ سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۲۲ دسمبر کو پہنچے ۔ دریا کو عبور کرکے کالم فوج نے اس دریا کے بٹائی کے جنکشن سے تھوڑی دور ادبر خیمہ زنی کی چڑھائی کے وقت چھوٹی جماعتیں لوشائیوں کے مقابل ہوئیں مگر فوج ظلیمہ سے پہنچے

پر سب پسپا ہو گئیں جنرل بورچایر نے عزم جازم کیا کہ قبل اس کے کہ مردمان مواضع خونیل اپنی جمعیت اور طاقت کا استحکام کریں ہمیں فوراً حملہ کرنا لازم ہے اور ۲۳ کی صبح کو ایک گارڈ کمپ میں چھوڑ کر باقی کی فوج سے پہاڑ کے اوپر حملہ آور ہو سکے۔ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر معہ ۵۰۰ جوان ۲۲ ویں پنجاب دیسی پیدل زیر حکم میجر سٹافورڈ چڑھائی کے آگے تھے۔ یہ چڑھائی ڈھلوان اور گاڑھے جنگلوں میں سے تھی ؛

جنگل کی صاف جگہ میں پہنچکر جہاں ایک سٹاکیڈ تھا کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے فوجوں کو جمع کیا جو بباعث تنگی راہ گھبراہٹ میں پڑ گئے اور کوئی درست انتظام یا ترتیب نہ کر سکے اور اس جگہ کی طرف بڑھے جدھر غنیم نے اپنی جمعیت بنائی ہوئی تھی جونہیں ایک دستہ فوج کھلے میدان میں داخل ہوا کہ لوشائیوں نے دو باڑیں گولیوں کی چلائیں جس سے دو آدمی مجروح ہوئے مگر قبل اس کے کہ پنجابی سنگینوں کے ساتھ ان تک پہنچیں اس جگہ کو خالی کر کے سپلے گئے اور جنگل میں گم ہو گئے جو مکان چاولوں سے بھرا ہوا تھا وہ گرایا گیا اور کالم فوج نے باوجود سخت تکالیف کے دشمن کا تعاقب کیا جو ایک سٹاکیڈ سے دوسرے سٹاکیڈ تک بھاگتے پھرتے تھے ؛

دشمن کی تجویز یہ تھی کہ وہ ہر ایک پہاڑ کی چڑھائی کے سرے پر قایم ہوں ایک دو باڑیں چلائیں اور پسپا ہوئے۔ مگر ہر حال میں برٹش فوج ان کو نقصان پہنچا سکتی تھی چنانچہ جس راہ سے وہ بھاگے اسی راہ سے خون کے آثار ان کے نقصان کا سراغ لگاتے تھے گو وہ اپنے مقتولوں کے اٹھا لے جانے میں کامل احتیاط مرعی رکھتے تھے کیونکہ ان کے مذہبی خیالات کے بموجب اگر ان کے کسی آدمی کا سر جنگ میں کام آوے تو وہ دوسری دنیا میں فاتح کا غلام بنے گا ؛

غلہ کے ذخیرہ ہر ایک سٹاکیڈ میں دستیاب ہوئے جو سب کے سب معہ مکانات تباہ کرائے گئے۔ اسیطرح پر چند گھنٹوں تک گاڑھے جنگلوں میں سے گذر کر اور کہیں کہیں جھونپڑیوں کو دیکھ بھال کر کالم فوج ایک بڑے گاؤں میں پہنچی جس پر جنرل صاحب نے عزم تسخیر بالاستقلال کیا کیونکہ وہاں پانی کی ندی بہت قریب بہتی تھی اسواسطے انھوں نے پیادی کو بار برداری کے لانے کے واسطے آدمی روانہ کئے اسی اثنا میں جنرل صاحب بمعیت کرنیل رابرٹس صاحب بہادر و سٹاف ایک دستہ فوج رجمنٹ ۴۴ کے پہاڑ کے اوپر چڑھا تاکہ رئیس کالہی کے خاص گاؤں کو دیکھے جو سین بانگ کے پہاڑ کے

کے پاس سے نظر آتا تھا۔ یہ چڑھائی بڑی ڈھلوان تھی کیونکہ وہ گاؤں اس جگہ سے کہ جہاں وہ
مقیم تھے ۳۰۰ فیٹ مرتفع جگہ پر بسا ہوا تھا وحشیوں نے اس گاؤں کے بچانے کی
کوشش کی مگر ۴۴ ویں رجمنٹ نے انہیں بھگا دیا اور اس گاؤں کو جلا دیا اور پھر یہ دستہ
فوج اس جگہ کو واپس آیا جہاں پر قبضہ کرنے کی تجویز تھی سارے دن میں دو آدمی مقتول
اور چار آدمی سخت مجروح ہو گئے ۔

وحشی ان کوششوں سے ایسی تھکی ماندی ہو گئیں کہ کپتانیں مشکل سے اپنی پکٹنیں
بنا سکیں باوجودیکہ جلیہ کثرت سے موجود تھا۔ وحشیوں نے تمام رات جنگل کے سایہ میں
جو اس گاؤں کے گرد و نواح میں تھا دق کرنے والی آتشباری شروع رکھی اور صبح ہوتے
ہی ایک جماعت فوج برطانیہ پکٹوں کی مسمار زمین کو صاف کرنے کے واسطے روانہ
ہوئی۔ تھوڑا دن چڑھے جنرل صاحب مع کرنیل رابرٹس صاحب بہادر و ۲۴۰ مردان
ہر ایک دریجہ کے کیونکہ اس کام کے واسطے اسی قدر جوان بہم پہنچ سکتے تھے ایک اور گاؤں
کو جو شمال کی طرف تھوڑے فاصلہ پر واقع تھا حملہ کرنے کے واسطے روانہ ہوئی اور اسے ایک
ہی ہلہ سے تسخیر کیا۔ اور غنیم ایک باڑ چلا کر وہاں سے مفرور ہو گئے ۔

بایں ہمہ کسی قدر قرب و جوار کے ذخایر غلہ جات و سٹاکیڈ جلائے گئے اور رات
کو تمام افسر اس بڑے دن کی خوشیاں اور رسومات اسی معمولی طرح سے منا اور ادا
کر رہے تھے جو تمام دنیا کے انگریزوں میں مروج ہے۔ تمام افسر ہیڈ کوارٹر کے مسکوٹ
میں جمع ہوتے تھے اور ایک ہی میز پر جو کمال زیبائش اور آرائش سے آراستہ و پیراستہ
تھی اور ہمیشہ سے موجی اور ساقوری سامنے مثل سرو نو خاستہ تھیں کھانا کھاتے تھے
ادھر وحشیوں کی گولیوں کی بوچھاڑ برسا رہے تھے۔ اگرچہ بعض سنتری مجروح ہو گئے مگر کوئی
افسر باوجود ایسے منتشر آثار کے ہدف سہام غنیم نہ ہوا اور یہ امر کہ باجہ میں وہ دلفریفتگی
ہے کہ وحشیوں دلوں کو بھی رجھا لیتا ہے ایک طرح سے ثابت ہوا۔ جب کھانے کے بعد افسروں
نے یاری یاری اپنے اہل مجلس کو رقص و سرود سے بہلایا اور محفل عیش و انبساط کو اپنے راگ
رنگ سے رشک بزم جمشید بنایا تو جس وقت راگ شروع ہوتا تھا دشت و بیابان
کی خونخوار اولاد ہڑہ میں آ کر سننے کی بابت سے آتشباری مسدود کرتے تھے اور جب گیت
ختم ہو جاتا تھا پھر دوبارہ اپنی سرشت جفاکاری کو آغاز کرتے تھے ۔

۲۸ دسمبر کو پہاڑی سے کوچ کیا تو یہ معلوم تھا کہ موضع لالپورہ کا راستہ کوہ دوم
پانچ اور دیہات جدیدہ خلیل کے پاس پاس جاتا ہے۔ مگر زیادہ تدقیق و تحقیق کی نگاہ سے

جہلکہ یہ امر ظاہر ہوا کہ ہم غلط راستہ پر چلے ہیں اور یہ ضرور ہے کہ ہم پھر توبی بوم کو واپس جاویں اور پھر دیہات قدیمہ کھوبیل کی طرف نئے راستہ چلیں یہ مواضع ایک مجموعہ دیہات ویرانہ کا قریب پچیس کے ہیں جو پہاڑی کے مقابل کے کنارہ سے دیکھے جاتے ہیں چونکہ صرف ڈھائی سو مردان پیکار و جوانان مستعد کارزار دستیاب ہو سکتے تھے اور حیثیت زمین کے سبب یہ ضروری ہوا کہ ایک ہی قطار ہو کر چلیں یہ سخت مشکل تھا کہ پیادوں مجروحوں اور قلیوں کی حفاظت کی جاتی مگر واپسی کی تجویز کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے فرمائی اور بڑی ہنرمندی اور کامیابی سے اس کام کو کر دکھلایا اور سب متعلقین کو مصدر تعریف و توصیف بنایا۔ ۲۶ تاریخ کے ۱۰ بجے تک کل انتظام تیاری مکمل ہوا اور کالم فوج نے کوچ شروع کیا۔ کرنیل سٹافورڈ کا دستہ فوج ۲۲ ویں پنجابی کا سب سے آگے تھا اور ایک دستہ رجمنٹ ۴۴ زیر حکم کپتان لائٹ فوٹ قلیوں اور غیر جنگی مردمان کی حفاظت کرتا تھا اور کرنیل تھال اور کپتان رابرٹس ساقہ فوج اور باقی کی ۴۴ ویں رجمنٹ کو لے گئے۔ جونہی کہ فوج ساقہ ہمرکاب حضور جنرل بورچاپ و کرنیل رابرٹس صاحب بہادر اس گانو سے روانہ ہوئے بعد اس کے کہ اُنہوں نے طعمہ نار سوزاں کر دیا کوشائی دوسرے سرے سے اور شیروں اور سگ دیوانہ کی طرح غراتے ہوئے داخل ہوئے مگر ۴۴ رجمنٹ کے شمشیر باز جوانوں کی برق جھنڈی نے اُنہیں روک رکھا پہاڑ کے نیچے کی طرف پانچ میل کے فاصلہ تک تمام راہ میں ان دشمنوں نے کوشش کی کہ فوج ساقہ سے گذر کر قلیوں اور بار برداری پر حملہ کریں مگر رابرٹس صاحب فرماتے ہیں کہ گورکھوں نے اُنہیں خوب گوشمالی دی اور جہاں زمین نے اجازت دی تمام جگہ پھیل گئے اور انہیں کوئی موقعہ گذرنے کا نہ دیا۔

۲۷ اور ۲۸ دسمبر کو کرنیل رابرٹس صاحب بہادر راستوں کے معاینہ اور ملاحظہ کے لئے گئے اور دوسرے دن جنرل صاحب برفاقت اپنے سٹاف اور مسٹر ایڈگر اور ۲۲ ویں پنجابیوں کا ایک جناح زیر حکم کرنیل بیٹری جو کیمپ میں شامل ہوئے ہمراہ لیکر دیہات کھوبیل کو واپس آئے۔ یہ گئے تو صرف اس واسطے بلائے گئے تھے کہ دیسی لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ان کے خوف و ہراس سے پسپا ہوئے ہیں۔ یہاں رئیس مسمی پائی بائی کا وکیل باستدعائے مصالحت و ترک محاربت آیا اُدھر سیپرز اور گورکھوں نے سڑک بنانے کا کام شروع کیا اور جب کافی سامان آگے بڑھنے کا پہنچ گیا تو جنرل صاحب بمعیت کرنیل رابرٹس صاحب بہادر و سٹاف ۴ جنوری ۱۸۷۲ء کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور رات بھر

سیپروں کے کمپ میں شب باش ہوکر دریائے ٹوئی ٹوپہ دوسری صبح کو وارد وصادر ہوئے ؀

آٹھویں کو ہیڈ کوارٹر معہ سیپرز کے ایک گانو مسمی بہ ڈاڈو کی طرف جو کوہستان خولیل پہ واقعہ ہے کوچ کیا یہاں بارش میں رات گذری کیونکہ نہ تو وہاں کوئی سایہ تھا نہ بانس تھے کہ اُن کی جھونپڑیں بنائی جاویں اور بارش کی بوچھاڑ لگا تار رات بھر موجب تکلیف وتصیف رہی ۔ دوسرے دن کمپ پاچوئی میں قایم ہوا جسے سرکاری کاغذات میں کمپ ۹ لکھا جاتا ہے یہاں سوک پلال سے ایک وکیل وہاں کے اور کھولکم کے رئیس کا پیغام لیکر پہنچا کہ وہ اطاعت کے واسطے حاضر ہونگے ۔ جنرل صاحب بہادر نے جواب دیا کہ ہم اُن کے انتظار میں کوچ میں دیر کرتا نہیں چاہتے اور لاپورہ کی ٹرک پاسے بامی کے ملک سے فوراً شروع ہوئے ۔ چوکی ۹ سے تین میل کے فاصلہ پر ویران موقعات خولیل کہنہ کے تھے جہاں داؤ پلال کی قبر ہے یہ رئیس بڑا طاقتور تھا اور کبھی ڈاڈو پائی بای اور خولیل پر حکمرانی کرتا تھا ۔ ۱۳ کو ۲۲ ویں رجمنٹ پہنچ گئی اور تین دن بعد دو فولادی توپیں (یاں کبھی سرحد پر نہیں لائے گئے تھے) اور میجر مور جو گورکھا قلیوں کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور جن بیں نے تین سو قلی کلکتہ سے روانہ ہونے کے بعد ہیضہ سے مرگئے پہنچ گئے ۔ کاچار کالم کی تمام فوجیں بہ استثنار گار و سپہ بنیادھر پٹائی موکھ اور چوکی ۹ کے درمیان منقسم ہوئیں ؀

۱۷ ویں کو جنرل اور سٹاف معہ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر اور مسٹر ایڈگر ۵۰ آدمیوں کی گارد چھوڑ کر پچوئی سے معہ ایک جناح ۴۴ ویں رجمنٹ کے کوچ کیا اور تووائی سے عبور کرکے اور ایک سٹاکیڈ سے گذر کر جس میں دو سو آدمی مسلح بہ ہتادیق خورد جمع تھے چیبوئی پر جو سطح دریا سے ۲۰۰۰ فیٹ بلند ہے چڑھ گئے اور یہاں فوج نے بعض ناتمام گھروں میں اقامت یعنے شب باشی کی یہاں فوجیں ۲۲ تاریخ تک مقیم رہیں اور کرنیل رابرٹس صاحب گاہ بیگاہ گشت وطلایہ میں مصروف رہتے تھے ۔ لوسیانیوں نے کوشش کی کہ صاحب موصوف کو غلط راستہ بتلا کر دھوکہ دیا جاوے مگر لفٹنٹ وڈ تھارپ کہتے ہیں کہ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کو یقین ہوگیا کہ یہاں ضرور کوئی اور سیدھی سڑک ہوگی اور اس سڑک کی دریافت کے واسطے انہوں نے کمال سرگرمی اور مستعدی سے کوشش عرق فشاں کی اور آخرش اُن کی مساعی جمیلہ اور مجاہدات جزیلہ کا نتیجہ عمدہ طرح سے کامیابی بخش ہوا چونکہ اس

قدر فرصت نہ تھی کہ سڑک جدید تیار کی جاوے جنرل لورچا یر نے بھی ارادہ مستقل کیا
سہ ملکی یک ڈنڈیوں کی راہ ہی چلنا چاہیئے اور صرف توپخانہ کے ہاتھی ہمراہ لے جاویں
اور سامان ذخایر چوپائی سے قلی لاویں ؛

۲۲ جنوری کو چڑھائی ایک پہاڑی کی راہ سے سٹیشن بلا کو شروع ہوئی
اور یہاں سے کرنیل رابرٹس صاحب ایک راہ بر کو ساتھ لیکر ان سڑکوں کی گشت
کرنے کو روانہ ہوئے جو کمپ سے جدا ہوتی ہیں اُنھوں نے تجویز کی کہ ٹویلا کے پار اور
سرکننگ کی تشیری کے اوپر کی سڑک پر چلنا چاہیئے مگر پائیائی میں امید کہ حملہ آور
گن یا کار استہ استعمال کرینگے مضبوط جگہوں پر مورچہ بندی کرکے مقابلہ پر آمادہ
ہوئے دوسرے کمپ پر پہنچکر جنرل صاحب اور کرنیل رابرٹس صاحب بہادر
ملاحظہ حالات ملکی کے واسطے ساتھ ساتھ گئے اور ۲۵ تاریخ کو فوج برطانیہ غنیم سے
جنگ وجدال اور حرب وقتال کے لیئے مقابل ہوئے ؛

جنرل صاحب معہ اپنے سٹاف اور پچاس جوانان آزمودہ کار مردان
کارزار رجمنٹ ۴۲ نصف میل کے قریب کمپ سے آگے بڑھے ہونگے اور ڈھلوان
پر پہاڑی حصہ یک ڈنڈی سے چڑھ رہے تھے کہ بڑی بھاری آتشباری ناگاہ اُن کے
صفوف حربی پر شروع ہوئی - جنرل صاحب کا آرڈرلی مقتول ہوا اور خود جنرل صاحب
کے بائیں بازو اور ہاتھ پر زخم لگے - تیز رو شوری ندی کے کنارہ پر بڑی سخت
حرب وضرب شروع ہوئی حتی کہ اُس کا پانی خون سے رنگین ہوکر غازیہ جمال ماہیان
ہوا اور جب لوشائیوں نے وحشیانہ نعرے مارے تو اُن کا جواب گورکھوں نے
بشیرانہ زور وشور سے دیا کیونکہ اُن کے واسطے یہ پہاڑ وادی نیپال کا نمونہ تھے - ۱۲
لوشائی ان پہاڑی خونخوار جنگجو جوانوں کی گوریوں کا شکار ہوکر ایک ہی جگہ پر طعمہ
ماہی و نہنگ دریائے منذکرہ صدر ہوئے - ایک جوان لوشائی خوف زدہ بباعث
معاینہ احوال اپنے ہموطنیوں کے اس امر کی کوشش کرتا دیکھا گیا کہ کسی طرح میں اس
خونریز جگہ سے بچ جاؤں اور جب اُسے ذرا ہوش آیا تو ایک گور کھاتے ۱ سے
فوراً تہ تیغ بیدریغ کیا - جب جنرل لورچا یر صاحب کام کے لایق نہ رہے تو
کرنیل رابرٹس صاحب نے عارضی طور پر کمان فوج کی اپنے ہاتھ میں لی اور فوج
برطانیہ نے ندی پر حملہ کرکے غنیم کو پہاڑی اور جنگلوں میں بھگا دیا جب جنرل
لورچا یر صاحب کے زخم باندھے گئے تو وہ اپنے کالم کے تعاقب میں گئے - یہ

فوج بہت جلدی سے ایک نگانو کی طرف ایک راستہ سے گئی جو ایک ڈھلوان کے
سامنے جاتا تھا - اس جگہ ایک اسٹاکیڈ بنا ہوا تھا مگر اعدا ایسے خوف زدہ ہوئے کہ
وہ اس کو خالی چھوڑ گئے اور ایک دوسرے بڑے اسٹاکیڈ کی طرف وحشیان رم خوردہ
کی طرح بھاگے جو اسٹاکیڈ انھوں نے اسی حفاظت کے واسطے بنایا ہوا تھا مگر رجمنٹ
۴۴ نے اُن کی اس حیثیت کو بھی بگاڑ دیا اور جب لوشائیوں نے دیکھا کہ فوج مظفر و
منصور نے ہمیں دونوں جانب سے گھیر لیا ہے تو وہ اس اسٹاکیڈ سے بھی مفرور ہو کر
جنگلوں اور پہاڑیوں میں مفقود ہو گئے - اس جانباز جنگ میں انگریزوں کی جانب سے
صرف دو آدمی مقتول اور پانچ مجروح ہوئے اور لوشائی ساٹھ سے زیادہ تلف
ہوئے - جنرل صاحب نے کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کی خدمات کی بابت
حسب ذیل رپورٹ کی - حملہ کے وقت مجھے دو زخم بائیں بازو اور ہاتھ پر لگے اور گو
مابعد حملہ کے واسطے میں نکما نہ ہوا تاہم اُس وقت تو بالکل ناقابل ہو گیا اور میں کرنیل
رابرٹس صاحب بہادر اور اپنے اسٹاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے سب
کام اس عمدگی سے کئے کہ جن کا نتیجہ ہر طرح کی فتح و ظفر نکلا ؛

جب لوشائی کے جوانوں کے حملہ کو اس کامیابی سے پسپا کیا گیا تو جنرل صاحب
نے عزم بالجزم کیا کہ موضع ٹانگی کوم کو جلا دیا جاوے اور دوسرے دن دوپہر کے وقت
کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کو معہ جوانان منتخبہ رجمنٹ ۲۲ و ۴۴ و دو کوہستانی
۷ پاونڈر توپوں کے جو اسی صبح کیمپ میں پہنچی تھیں روانہ فرمایا بہ انتائے گشت جو
دو دن پہلے ہوا یہ ظاہر تھا کہ بباعث حیثیت زمین کے اگر یہ توپیں ہاتھیوں پر لیجاویں
تو ٹانگی کوم میں ایک دن میں نہیں پہنچ سکتیں پس اسواسطے یہ فیصلہ ہوا کہ وہ قلیوں پر
لے جاویں بنا بریں چھ آدمی فی توپ متعین ہوئے کیونکہ اُن کا وزن صرف ۱۵۰
پاونڈ تھا اور چھ آدمی فی گاڑی اور دو فی پہیہ اور چار چار پہاڑی صندوقوں کے
واسطے جن میں آتو گولہ رہتے مقرر ہوئے دوپہر کے وقت یہ چھوٹی سی جماعت فوج
کی زیر حکم کرنیل رابرٹس صاحب بہادر ٹانگی کوم کی طرف جو خاص جنوب کی طرف واقعہ
تھی روانہ ہوئی - یہ راستہ ڈیڑھ میل تک اُترتا تھا تاوقتیکہ وہ ندی کے جھکاؤ تک
پہنچا جو اس پشتہ کے پیچھے تھا جہاں سو ٹھلن ایک بڑا پہاڑ ۶۰۰۰ فیٹ مرتفع اور سو کلنگ
مجموعہ قلہ ہائے جبال جمع ہوتی ہیں جہاں سے پھر چڑھ کر یہ اس یک ڈنڈی سے ملجاتا ہے
جس کو رابرٹس صاحب بہادر نے ہم اکیمی بنہ کیا ؛

ایک سنگاکیڈ سے گذر کر جس میں غلہ کا ذخیرہ تھا کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے
قرب و جوار کے پہاڑوں کی دو گھٹیروں کے درمیان اپنا سفر شروع رکھا جس کے ایک
میل کے پرے وادی کی اگلی طرف ایک بڑا مضبوط سنگاکیڈ تھا جو ایک سڑک کے پار بنا
ہوا تھا جس کی یہ نگرانی کرتا تھا اور اس کے دائیں جانب ایک پہاڑی ندی تھی جس میں اعدا
کی بڑی جماعت جمع تھی چونکہ زمین کی حالت اجازت نہیں دیتی تھی کہ ایسی محدود پیدل
فوج سے براہ راست حملہ کیا جاوے۔ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے تجویز کی کہ
ایک پہلو سے تاخت کی جاوے جو ایک قسم کی فوجی کارروائی ہے اور جس سے یہ پہاڑی
ناٹ افغان بالکل آگاہ نہ تھے اس سے فوج کو کھڑی ڈھلوان دار گھٹیریوں پر سفر کرنا پڑا
کبھی تو ۶۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر چڑھنا پڑتا تھا مگر آخرش کو یہ جماعت اس سڑک پر پہنچی
جو سنگاکیڈ سے ایک میل پرے تھا۔ جب وزیریوں نے اپنی حیثیت بدلی ہوئی دیکھی تو
ٹانگوم کو واپس ہوئے تب کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے اپنا سفر تمام جلدی سے
شروع کیا مگر قریباً پانچ بجے سے پہلے اس کے قریب پہنچے ۔

وہ گاؤں جس میں قریباً دو سو گھر تھے اور گرداگرد اس کے مضبوط فصیل تھی ایک
چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اس میں بہت سے آدمی پائے گئے جو ایک فراخ
میدان میں اوپر کے سرے پر جمع ہو رہے تھے جس جگہ پر کرنیل رابرٹس صاحب نے
مقام کیا وہ اس گاؤں کی کامل طور سے نگران عالی تھا جہاں سے وہ بارہ سو گز کے فاصلہ پر
تھا اور توپوں کی کارروائی سڑک کے دائیں جانب سطح میدان سے شروع کی گئی۔ کپتان
بلاک وڈ صاحب نے جو توپ خانہ کے افسر تھے آتشباری شروع کی اور ان کی
مشق ایسی عمدہ تھی کہ جب دوسرا یا ان آدمیوں کی جماعت میں پھوٹا اور چند گولے پرسے
تو کرنیل رابرٹس صاحب بذات خاص پیدل فوج لے کر گاؤں میں داخل ہوئے۔ ایک
سرے سے تو یہ گھسے اور دوسری جانب سے دشمن بھاگے ٹانگوم کو آگ لگائی گئی اور جونہی
۶ بج گئے کہ فوجوں نے ان زندہ لوگوں کو بچا کر جنکو گورکھوں نے ذبح کرنا آغاز کیا تھا چاند
کی روشنی میں واپس ہونے لگے۔ ۱۱ بجے رات کو کیمپ میں صحیح و سلامت پہنچ گئے مگر ہر ایک
افسر اور آدمی بہت تھک گیا اس طرح سے کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کا پہلا خود مختار
مہم کا خاتمہ فتح و ظفر سے ہوا اور یہ ان ناموریوں اور کارناموں کا دیباچہ تھا جو ان سے
قابل وقوع تھیں ۔

جرنیل بورچایر صاحب نے بوقت ارسال مراسلہ کرنیل رابرٹس صاحب تحریر فرمایا

مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ جو کچھ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر نے اس مراسلہ میں تحریر فرمایا ہے اُس پہ ایک لفظ بھی بڑھایا جاوے بجز اس کے کہ نہایت زور شور سے صاحب ممدوح کی اُن خدمات کا اعتراف کیا جاوے جو انہوں نے اس اور ہر ایک اور موقعہ پر کیں جو مسافت اُنہوں نے طے کی وہ امید سے زیادہ تھی اور وہ ساڑھے دس بجے رات سے پہلے کمپ میں واپس نہ آئے - یہ پہلا موقعہ تھا کہ توپوں سے کام لیا گیا اور جبکہ مجھے اُس پہ کامل اعتماد تھا کہ جس تفویض اور اعتماد میں یہ کام دیا گیا مجھے کمال تردد رہا کیونکہ میں اس امر کے معاینہ کے قابل نہ تھا کہ غنیم پہ توپوں کی یہ پہلی تاثیر کیسی ہوئی ؛

کوارٹر ماسٹر جنرل آرمی ہیڈ کوارٹرس یہ ارسال ملفوفجات از جانب جنرل بورچایر متعلقہ خدمات کرنیل رابرٹس صاحب بہادر بجانب ملٹری ڈیپارٹمنٹ انڈیا گورنمنٹ تحریر فرماتے ہیں - کہ حضور لارڈ نیپیر صاحب انڈیا گورنمنٹ کی توجہ اُس حکمت عملی اور قابلانہ تجاویز اور دلاورانہ اور مستعدانہ وقوع محاربہ کی طرف استدعا کرتے ہیں جو اس مراسلہ میں ذکر ہے اور نیز قابل تعریف و توصیف خدمات لفٹنٹ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کی جانب اور اور افسروں کی طرف جن کا ذکر بریگیڈیر جنرل صاحب نے بعرادہ توجہ گورنمنٹ انڈیا تحریر فرمایا ہے ؛

۲۹ جنوری ۱۸۷۲ء کو کنگ ننگ میں یہ مضمون تار پہنچی کہ سوک پلال نے بچی اسمی میری ونچسٹر جرنیل بورچایر افسر کمانڈنگ کالم چیٹاگانگ کو دیدیا ہے اور بعد کے دو دو دنوں میں لوشائی کمپ میں آئے اور تاوان میں جنس لائے ہیں جو پاپائی سے ۲۵ ویں تاریخ کے حملہ میں شرکت کرنے کے سبب سے مطلوب تھا ؛

یکم فروری کو جنرل بورچایر صاحب بہادر معہ اپنے سٹاف کے جس میں کرنیل رابرٹس صاحب بہادر اور مسٹر ایڈگر بھی شامل تھے معہ دستہ فوج منتخبہ رجمنٹ ۲۲ و ۴۴ موضع چیلان خاص لگا تو پاپائی کی جانب اُس راستہ سے کوچ کیا جو مغربی سمت موتھلن کی کھردری ڈھلوان کے ساتھ ساتھ جاتا ہے دوسرے دن یہ کالم فوج چیلام میں پہنچی جو ایک پہاڑ پہ ۵۸۰۰ فیٹ کی ارتفاع پر واقعہ ہے اور اس میں قریباً دوسو گھروں کے آباد تھے اور اس کے گرد اگرد مضبوط کوٹ استادہ ہے اُس کے قریب کی چوٹیوں پہ اور دو موضع اسی طرح محصور موجود ہیں ہماری فوجوں نے چیلام کو جس سے اُس کے باشندہ ابھی نکل گئے تھے تحت تصرف کیا اور اُن گھروں میں راحت یاب ہوئے جن میں ابھی آگ جل رہی تھی اور چونکہ وہاں خوکوں کا بڑا ذخیرہ تھا پہاڑی قلیوں نے

جس قدر انہیں مطلوب تھے قتل کیے اور یورپین و دیسیوں نے بھی علیٰ ہذا القیاس لوٹ
بنایا جس کی گورکھوں کو بڑی اشتہا تھی رات کو آگ لگی جس سے ۷۰ گھر جل کر خاک سیاہ انبار
ہوئے مگر سپاہیوں اور ہمراہیوں کی کوشش سے جلدی آگ بجھائی گئی ؛

جان و مال کو ایسی آتشبازیوں کے خوف و خطرے سے بچانے کے لئے کرنیل ایلس
صاحب بہادر اس واسطے بھیجے گئے کہ کوئی اور محفوظ کمپ کی جگہ تلاش کی جاوے اور جب
صاحب ممدوح نے ایک مناسب جگہ انتخاب کی تو افواج ظفر امواج ادھر کو روانہ ہوئیں۔
اور چونکہ تھرما میٹر نے سردی منجمد سے ایک درجہ زیادہ بتلائی شب باشی کے واسطے جھونپڑیاں
بنائی گئیں چونکہ خاص مدعا اس مہم کا یہ بھی تھا کہ موضع چونغائی جو چپائی ہوکہ سے ۱۰ میل
کے فاصلہ پر واقع ہے اور بڑے طاقتور رئیس لایپورہ کا مسکن و ماوا ہے مطیع کریں اس
واسطے جنرل بورچایر صاحب نے اپنی فوجوں کے واسطے ۲۰ یوم کا سامان خوراک وغیرہ
بہم پہنچایا اور جنرل براؤنلو صاحب کو کلکتہ کی راہ سے تار دی کہ اگر ممکن ہو تو اس جگہ
فوجیں لیکر آن ملیں ۴۲ ویں رجمنٹ کا ایک جناح ۱۱ جنوری کو چیلام میں پہنچا اور جنرل
بورچایر صاحب بہادر ۴۰۰ جوانوں کا سریع السیر دستہ فوج بناکر جو ۲۲ ویں اور
۴۴ ویں رجمنٹ اور توپ خانہ سے دو توپیں منتخب کرکے تیار ہوا تھا دوسرے دن چیلام
سے روانہ ہوئے اور کرنیل بیسٹری صاحب کو کمپ کے قبض و تصرف کے واسطے
چھوڑ گئے سامان باربرداری کی بہت تخفیف کی گئی ہر ایک افسر کو حکم دیا گیا کہ دو کمبل اور
ایک جوڑہ پوشاک اور چند ظروف مطبخ کے ہمراہ رکھیں ؛

راستے حسب معمول سابقہ پہاڑوں اور ندیوں نالوں کے ساتھ ساتھ تھے اور ہر ایک
جگہ دیہات محصورہ خالی و ویران اور سٹاکیڈ بلا قبض و تصرف پائے گئے ان میں سے ایک
گاؤں مسمی بہ تلیچنگ بہت ہی مضبوط اور غیر معمولی طاقت کا تھا اور وہاں کے لوگوں کی ذہانت
کا آثار تھا کیونکہ ہر ایک جانب مورچہ بندی ہوئی ہوئی تھی۔ ۱۶ فروری کو یہ دستہ فوج لایپورہ
کی وادی چونغائی میں وارد ہوا۔ یہ جگہ ۵۰۰۰ فیٹ مرتفع ہے اور دوسرے دن ننگ ویل
ویران دیہہ دوتولیل جس میں اس رئیس کی قبر تھی اور نہایت عمدہ ساخت کی بنی ہوئی
تھی جس پر سینگوں اور انسانوں کے سروں کا گجرا بندھا ہوا تھا جیسا کہ لوشائیوں کا
دستور ہے اُن کے تصرف میں آیا اس جگہ خوشی کے نعروں سے انگریزی جھنڈا نصب ہوا
جو فتح و ظفر سے لہلہانے لگا اور جنرل بورچایر صاحب نے اپنی فوج سے خطاب کیا کہ
اب ہم دشمن کے ملک میں آخری منزل پر پہنچ گئے ؛

۲۰ شام کو اور سگنل بلو لائٹس اینڈ راکٹس برگنگ کی پہاڑی سے جس کا کوئی جواب
نہ آیا اور ۲۳ فروری کی صبح کو گھر کی طرف واپس کوچ حسب اطمینان یورپین افسروں اور
سپاہیوں کے شروع ہوا ؀

لوشائی کے ملک سے واپسی کا سفر بلا وقوع کسی واقعہ کے ہوا جو محض نتیجہ حسن انتظام
کرنیل راپرٹس صاحب بہادر کا تھا صاحب ممدوح کو کالم کے کل افسران نے اس
بات کا شکر ادا کیا کہ کل مہم میں ڈاک کا انتظام نہایت عمدہ رہا۔ چنانچہ فوج کا ایک
افسر لکھتا ہے کہ ہماری روانگی ڈاک ایک دن بھی نہ گذرا نہ خطوط اور اخبارات کی وصول
میں کبھی ایک دن کی تاخیر ہوئی ؀

۷ مارچ کو فوج چپاہی موکھ میں پہنچی وہاں سے چونکہ گرمی کی شدت تھی اور مرض
ہیضہ شایع تھی فوج کشتیوں پہ روانہ ہوئی مگر ہیضہ خاں صاحب نے وہاں بھی اُن
کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ پہاڑی ملک کے شلانگ سٹیشن تک ان کے متعاقب رہا جو تکالیف
فوجوں نے بلاخیوں کے برداشت کیں اُن کے سبب سے بھی فوج نے بیماری شدیدہ
کے صدمے اٹھائے اور دو افسر یعنے کپتان ہیرسین صاحب متعلقہ ۴۴ دیسی
پیدل اور کپتان کوکسلی متعلقہ ہاف بیٹری جو فوج کا فوٹو گرافر بھی تھا آب و ہوا کی تاثیر
سے راہی ملک بقا ہوئے۔ اول الذکر صاحب تو جنگی خدمات پر جانے کے لئے بالکل قابل
نہ تھا اور انگلستان جانے کے واسطے کلکتہ کو جا رہا تھا مگر جب اُس کی رجمنٹ کو سرحد پر جانیکا
حکم ہوا تو اُس نے اپنی رخصت منسوخ کرائی اس امید سے کہ شاید اس مہم میں کوئی ناموری
حاصل کرے جس سے اصل میں خوبی اتفاقیہ حاصل نہ ہوئی ؀

بہت سے افسروں نے بے اعتدالی مزاج کی تکلیف اٹھائی تھی کہ خود جنرل

سے متفرق دو نجیوں پر بڑے مرتب کو چھپا ہوئی وہ اطراف پیمایش سے مثلثی تین ہزار
مربع میل زمین کی پیمایش کی اس میں نصف سے زیادہ کی پیمایش تو بالتفصیل ہوئی اور کا چار
چٹاگانگ دستہائے فوج کا ملاپ بھی کامل ہوا۔ اس فتح کے حاصل کرنے میں جنرل
براؤنلو کی فوج میں واردات بہت خفیف تھیں یعنے سات مقتول اور تیرہ
مجروح تھے اور بیماری سے تیس آدمی جنگی جوانوں سے مرے اور ۱۱۹ قلی
اور دیگر ہمراہی ملک الموت صاحب کے حصہ میں آئے ؀

یور چاپیر صاحب اور کرنیل رابرٹس صاحب بہادر (جو ہم کو تحریر فرماتے ہیں کہ تکلیفیں بہت تھیں اور لوشائی کی آب وہوا رنج بخش تھی) نے بھی اس علالت میں حصہ لیا اپنے چیف سٹاف افسر کی بے بہا خدمات کا اعتراف جنرل صاحب نے بہت عمدہ طرح سے کیا جب کہ اُنھوں نے آرمی ہیڈکوارٹرس کے کوارٹرماسٹر جنرل کو اپنے اخیری مراسلہ میں تحریر فرمایا کہ لفٹنٹ کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کی لیاقتیں اور خوبیاں جیطۂ تعریف و توصیف سے بیرون اور بیان و تبیان سے فزون ہیں اُنھوں نے سب کام بلا کسی راہبر حتی کہ بلا کسی نقشہ یا جغرافیہ کے کیا حالانکہ لوشائیوں کا کام تھا کہ وہ ہمارے سفر کو براہِ تعویق میں ڈال چاہتے تھے مگر اُنھوں نے کبھی غلطی نہ کھائی اور صرف اپنے ہی محکمہ میں اُنھوں نے کوشش نہیں کی - جہاں کہیں ہراول فوج بے نشان ملک میں راہبری کرتے تھے یا جب کبھی کمسریٹ یا باربرداری کی مشکلات کو حل کرنا ہوتا تھا اُن کی مدد نہایت کارآمد ہوتی تھی ؛

کرنیل رابرٹس صاحب بہادر کا گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل شکریہ ادا کیا اور کمپینین آف باتھ کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور ایک کنڈی کا جس پر لفظ لوشائی منقش تھا ہندوستانی تمغائے امیلا پر اضافہ کیا گیا یہ چوتھی اعزاز ہے جو اُنھوں نے ملکی خدمات میں حاصل کی اُن کی کارہائے نمایاں اور خدمات شایاں ایسی نامور اور شہرت یافتہ تھیں کہ جنگ لوشائی کے اختتام تک ۲۳ دفعہ اُن کا نام نامی مراسلجات میں دیکھا جاتا ہے مگر جب اُنھوں نے پھر معرکہ کارزار میں نبرد آزمائی کی تو ان کے جنگی کارنامے ایسے مہر درخشاں اور قمر تاباں کی طرح روشن ہوئے کہ جن کی نظیر صفحۂ گیتی پر معدوم عنقا ہے اور جو قیامت تک آسمان تاریخ پر نورانی ستارہ کی طرح چمکیگی ؛

کرنیل رابرٹس صاحب بہادر آرمی ہیڈکوارٹرس میں اپنے عہدہ ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل پر پھر موجود ہو گئے - اس عہدہ پر صاحب ممدوح جنوری گذشتہ میں جبکہ وہ مصروف نبرد تھے مترقی ہوئے تھے اور ۷۳-۱۸۷۲ء کے موسم سرما میں ہمراہی حضور لارڈ نیپیر آف میگڈالا سپہ سالار کشور ہند دورہ پنجاب کو تشریف لے گئے اور وہاں سے حسن ابدال کے کیمپ آف اکسرسایز کو لارڈ صاحب ممدوح کی رفاقت میں رونق افروز ہوئے - فروری آیندہ میں جب میجر جنرل پی ایس لمزڈن صاحب انگلنڈ کو تشریف لے گئے تو کرنیل رابرٹس صاحب بہادر اُن کی جگہ قایمقام کوارٹرماسٹر جنرل مقرر ہوئے اور اس کام کو اُنھوں نے ۵ ماہ تک اس حسن خوبی سے انجام دیا کہ حضور لارڈ نیپیر آف میگڈالا

جب ۱۰ اپریل ۱۸۶۵ء کو لارڈ نیپیر آف میگڈالا نے سپہ سالاری افواج ہند
سے سبکدوشی حاصل کی تو انہوں نے آرمی آرڈر میں حسب ذیل اپنی رائے
تحریر فرمائی کہ میں کافی طور سے ان احسانوں کا ذکر نہیں کر سکتا جو ایجوٹنٹ جنرل
میجر ملن ڈون اور کوارٹر ماسٹر جنرل میجر جنرل رابرٹس صاحب بہادر اور ان کے
محکمہ کی اور میرے ملٹری سکرٹری کرنیل ڈلن کا میرے ذمہ ہیں یہ امر بالکل ناممکن ہے
کہ میں ان کی راؤں اور تجاویز کا شمار کر سکوں جو انہوں نے مختلف مواقعوں پر
فوجی افادوں کے واسطے بھیجے دیں - اور حضور ممدوح کے جانشین سر فریڈرک
ہینس صاحب بہادر نے بھی کوارٹر ماسٹر جنرل افواج ہند کو صحیح القیاس شخص ثبت
ناصح مشفق مختلف واقفیتوں اور دانائیوں اور فطانتوں کا سمجھا ؛

۱۸۷۶ء کو موسم سرما میں جنرل رابرٹس صاحب بہادر ہمراہی کمانڈر انچیف صاحب
جدید پنجاب اور سندھ کی سرحد کے ملاحظہ کے لیئے دورہ میں تشریف لے گئے اور
وہاں سے قبل اس کے کہ آرمی ہیڈ کوارٹرس کو واپس رونق افروز ہوں بمبئی کی جانب
وہاں سے گئے ؛

۱۸۷۷ء ایک ایسا مہیب اور ہولناک قحط واقعہ ہوا کہ جو عموماً موسموں میں
ہماری ہندوستانی سلطنتوں کے پُرفضا اور خوشنما صوبوں کو ویران کرتے ہیں
اور جن کا انسداد بجز اس کے محال ہے کہ یا تو زمام اختیار بارش کی ہمارے ہاتھ ہو یا
ریلوں اور نہروں کی جالی کل ملک میں بچھی جاوے اور علی الخصوص اہل ملک کو ترغیب
و تحریص دی جاوے کہ وہ موخرالذکر طریقہ کو خود استعمال میں لاویں اس قحط سالی کا
انسداد ہماری ہندوستانی نظم و نسق کا اعلٰے معیار امتحان ہے جب فروری ۱۸۷۴ء
میں ترہٹ میں حضرت قحط نے اپنا روسیاہ جلوہ دکھلایا تو حضور لارڈ نارتھ
بروک صاحب بہادر نے جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو پٹنہ میں روانہ
فرمایا کہ وہاں کے کمشنر کو اپنے مدد اور نصائح سے مالا مال فرما دیں - بعد اس کے کہ جنرل
صاحب تجاویز قابل تعمیل بیان فرمائیں - انہوں نے اپنا ایک اسسٹنٹ کرنیل
بیکرنگیر صاحب بہادر وہاں اسواسطے چھوڑا تاکہ وہ دیکھے کہ ان تجویزوں پر
عمل ہوتا ہے ؛

جن خیالات سے اب اہلکاران گورنمنٹ نظم و نسق ہندوستان میں مصروف
ہیں ان تجاویز سے بالکل مختلف ہیں جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندے ایسے

قحط سالیوں کے زمانوں کو اپنی تجارت کی ترقی کا سامان سمجھتے تھے اُس وقت [illegible]
امید کی خوشیں کیا دیکھ سکتا تھا ۔

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ایک عہدہ کو اور جو ماسٹر جنرل کیو [illegible]
چہ وار خانہ بڑا بہا سے عظیم درجہ در ایام ادا سے خدمات متعلقہ عہدہ [illegible]
دکھائی کہ اس عرصہ میں اُن کی قابل فطرت نے اوقات فرصت میں تصنیفیہ [illegible]
ٹرنسپورٹ ریگولیشن راؤنٹ بکس یا اور فوجی ٹوپوگرافیکل تحریریں [illegible]
جو حال کی جنگی ضرورتوں کے واسطے از بس مفید و مطلوب ہیں مگر نہیں [illegible]
یگانہ اور قابلیت طاق زمانہ ایک اور ہنر کو سرکار کی ساخت فوج میں ظاہر کیا [illegible]
جو اس قسم کی تھی کہ ہندوستان کے سوا اور ملکوں میں سول افسروں کے سپرد [illegible]
ہم نے ملاحظہ کیا ہے کہ جب لارڈ کیننگ وایسرائے [illegible] نے [illegible]
اور پنجاب میں بہ قدر دورہ کیا تو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے اُس تقریب کا انتظام
بطور اکزکٹو افسر کے کس حسن لیاقت خداداد سے انجام دیا جو واقفیت انہوں نے اُن
مراسم استقبال وغیرہ کی حاصل کیں جو کارکنان حضور ملکہ معظمہ انگلینڈ اور [illegible]
کو دینے پڑتے ہیں اور اب یہ رسومات بہت ہی زیادہ اور اہم کام تھا جب کہ [illegible]
میں عالیجناب حضور ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلز نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے
ہندوستان کو رشک گلزار جنان بنایا اور جب جنوری [illegible] کو دربار [illegible]
اپنی خسروانہ شان و شوکت سے انعقاد فرمایا اسوقت لارڈ لٹن نے مشرقی [illegible]
اور شہنشاہوں سے بھی زیادہ مقتدر شان و شوکت سے رئیسان والا تبار اور راجگان
عالی اقتدار کو اعلان اختیار لقب قیصرہ ہند منجانب علیا حضرت ملکہ معظمہ کوین
وکٹوریہ فرمانروائے ہند و انگلنڈ سنایا ۔

رابرٹس صاحب بہادر جیسے شیر افگن اور رستم خواہ پہلوان کے دا[illegible]
ایسے روزمرہ کے دربار اور قدیمی مراسم شان و شوکت کیسے وقت بخش اور حسرت
افزا ثابت ہونے ہونگے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ متواترہ مشرقی [illegible]
حشمتیں جو عام لوگوں کے واسطے باعث تفریح طبع اور مسرت قلبی تھے [illegible]
راحت نہیں دیکھتی تھیں جو زولو کی سوزان ریگستان اور لوشائی کے دشوار گزار

کوہستان میں شمشیر بازی کو جولانگاہ چوگان بازی سمجھتے تھے جنرل رابرٹس صاحب
بہادر نے ابتدا سے انتہا تک شاہی اور [illegible] کمپین کو انتظام نہایت خوبی
سے انجام کو پہنچایا جس سے حضور پرنس آف ویلز جنہوں نے پہلے کلکتہ میں ملے اور
حضور وائسرائے نہایت خوشنود رہے۔ قیصری دربار کے ایام میں حضور لارڈ
لٹن صاحب نے جنرل رابرٹس صاحب کو [illegible] کا ممبر نامزد فرمایا
جو گورنمنٹ پالیسی کی تجاویز پر [illegible] اور ان [illegible] کے واسطے مقرر
ہوئے تھے ۔

جنرل رابرٹس صاحب کی لیاقت اور [illegible] خاص کر حضور
لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر بھی جنہوں نے صاحب ممدوح کی نسبت اعلےٰ
خیال رکھا اور اسوقت سے ان دونوں ناموروں کے درمیان محبت راسخہ اور مودت
صادقہ بڑھنی شروع ہوئی تھی کہ وہ بڑے دلی دوست اور یار غار ہو گئے اور جب
عہدہ کمانڈنٹ اور ریگولر فورس متعینہ سرحد پنجاب خالی ہوا جو محض حضور وائسرائے
کشور ہند کے اختیار میں بلا وساطت حضور کمانڈر انچیف صاحب بہادر تھا جبکہ بریگیڈیر
جنرل راب سر چارلس کیمبل پنشنیاب ہوئے تو لارڈ لٹن صاحب بہادر نے یہ عہدہ
رابرٹس صاحب کے پیش کیا کہ جس کے ساتھ سپیشل کمشنر سندھ کے فرائض بھی ادا
کرنے پڑتے تھے اس عہدہ کے اقبال میں رابرٹس صاحب پھر بھاری توپ خانہ کی فوج
سے متعلق ہوئے جہاں سے انہوں نے پہلے ملازمت شروع کی۔ یہ عہدہ لارڈ لٹن
نے اس واسطے رابرٹس صاحب کو دیا کہ جب وہ انگلینڈ میں تھے تو انہوں نے ایک
رپورٹ جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی دربارہ افغانستان ملاحظہ فرمائی جس سے
معاملہ سوال افغانستان کی جنگی صورتوں سے اطلاع ہوتی تھی اور جو اسوقت مد نظر
خیالات عام تھا۔ جنرل رابرٹس صاحب کی اس تقرری پر تمام ہندوستان نے
خوشنودی ظاہر کی کیونکہ یہ امر سب لوگوں نے تسلیم کر لیا تھا کہ ہندوستان میں
کوئی افسر صاحب موصوف سے زیادہ لائق واسطے عہدہ وارڈن آف دی مارچز کے نہیں
کہ جس عہدہ کے مالک کو علاوہ بہادر اور نامور سپاہی ہونے کے مدبر سلطنت کی ذہانت
و فطانت بھی ضروری ہے ۔

لارڈ لٹن صاحب کی ایام حکومت کے بارہ میں خواہ کچھ ہی کہا ہے کہ وہ کامیابی
کنندہ یا نقصان سے اس میں کچھ شک نہیں کہ انہوں نے جنرل رابرٹس صاحب

کی لیاقتوں کا اندازہ کمال فراست و کیاست سے کیا۔ اور جب وہ وقت آیا کہ سپہ سالاری
اعلیٰ بابا مر جنگ عظیم زمانہ حال تفویض کی جاوے تو حضور ممدوح نے جنرل رابرٹس
صاحب کو کمان افسر ایک کالم کا منجملہ تین کے افسر اعلیٰ مقرر کیا جو حملہ افغانستان
کیواسطے نامزد ہوئیں تھیں اور باوجود اس امر کے شکایت یہ تھی کہ ایسے نوجوان جنرل کو
ایسے بڑے عہدہ پر مامور کیا گیا ہے اُنہوں نے کمال کوشش کی کہ یہ چھوٹی سی فوج
بہمہ وجوہ کیا ملی و اکمل ہو۔ لارڈ لٹن نے جو انتخاب جنرل رابرٹس صاحب کی تقرری
میں فرمائی اُسکا اعتراف تمام ہندوستان میں ہوا حتیٰ کہ قبل از قتل سر کیونیاری
بھی اُن کی تقرری کی خوبی تسلیم ہوئی جبکہ فوج منتظمہ کی ضرورت پڑی اور مظفر و منصور
حملہ اور سرگرداں تا کنیں لئے جو ہماری فوج کا واٹرلو کے بعد اعلیٰ کارنامہ تھا دکھلایا
کہ فوجی آسمان پر ایک نیر اعظم شجاعت و بسالت ایسا چمکا ہے کہ کابل سے قندھار
تک کا سفر اور پھر اس شہر کی دیواروں کے نیچے کی جنگ نے تمام دنیا میں اعلان
کیا کہ ایسا رستم دوران اور گیتی نے نہ جنا نہ آئندہ جننے کی امید ہے حتیٰ کہ جرمن
کے فوجی مدبروں نے بھی اس امر کی تسلیم کے واسطے بے ساختہ زبان ہلائی ۔

یہ امر ہمارے مدعا کے خلاف ہے کہ اُن بواعث کی بحث پر قلم اٹھائی جاوے جنھوں نے جنگ افغانستان کو شروع کیا - ان حالات کو کنسرویٹو یا لبرل تنقیدنگاروں نے خوب تحقیق و تدقیق سے لکھا ہے اور دونوں نے ایسی متضاد صورت میں بیان کیا ہے اور یہاں تک بحث متخالف کے لئے موقعہ دیا ہے کہ ہمیں مجبوراً فوجی کارروائیوں کے ذکر میں جو اس سوانح عمری کی رستم داستان کے متعلق ہے محدود رہنا پڑتا ہے ؛؛

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے اُن ایام میں کہ جب امیر شیر علی خاں والئے کابل سے نزاع و فساد شروع ہوا اپنے کام میں وہ شہرت و ناموری حاصل کی ہوئی تھی کہ ہندوستان کی تمام اینگلو انڈین سوسایٹی اور نیز لایق سے لایق اور فایق سے فایق افسران فوج نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا کہ موقعہ حرب و ضرب میں رابرٹس صاحب کو ضرور کسی اعلےٰ عہدہ کمان فوج پر دیکھا جاویگا - صاحب موصوف نے عام مردمان ہند اور سپاہیان فوج میں اپنی تعریف و توصیف حاصل کی ہوئی تھی اور گو آرمی ہیڈکوارٹرس میں جہاں اُن کی خدمات کا اعتراف مناسب تھا اُنھوں نے اس قدر مدایح حاصل نہ کی تھیں الّا حضور وایسراے و گورنر جنرل کشور ہند اُن کا ایسا طاقتور دوست تھا کہ جن کا کمانڈر انچیف صاحب بہادر سے زیادہ اختیار تھا اور جنھوں نے واقعی طور سے رابرٹس صاحب بہادر کی لیاقتوں کا اندازہ کیا ؛؛

ستمبر ۱۸۷۸ء میں جب علی مسجد کے افغان کمانڈنٹ نے دجو جبراً کھولا گیا

جیسا کہ لارڈ لٹن نے اپنے مختصر کیفیت و واقعات میں لکھا ہے) اُس سفارت کا راستہ روکا گیا جو زیر حکم سر نیول چیمبرلین روانہ ہوئی تھی جس کے مدعا اور فایدہ سے حضور وایسرائے صاحب بہادر نے اپنے تئیں اطلاع کر دی تھی اور بعد اسکے کہ امیر شیر علی خانصاحب کو آخری موقعہ دیا کہ جن سزاؤں کا مستوجب ہے اُن سے بچ جاوے۔ باضابطہ اعلان جنگ کا برخلاف والی افغانستان کے جاری کر دیا اور کل امیروں اور رئیسوں کو امیر صاحب کے ساتھ افعال کی ذمہ داری سے بری الذمہ کیا گیا اور یہ عزم ظاہر کیا کہ اُن کی خود مختاری کی عزت کی جاویگی اور اُن کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جاویگا نہ اُن کے کسی کام میں کسی طرح کی دست اندازی کی جاویگی ۞

ابتدائے اکتوبر میں وادی کورم کے واسطے جنگی فوج کا ایک دستہ کوہاٹ میں تیار ہوا اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر جو اُسوقت افواج سرحدی پنجاب کے افسر اعلےٰ تھے اُس ماہ کی نہم تاریخ کو وہاں پہنچے اور اس جنگی فوج کا چارج لیا بروقت اجرائے اعلان جنگ ایک مرسلہ گورنمنٹ جنرل آرڈر ۹ نومبر کو جاری ہوا کہ ایک دستہ فوج وادی کورم میں زیر حکم میجر جنرل رابرٹس صاحب بہادر جمع ہو جو خود مختاری سے بشمولیت دو دوسرے دستہ ہائے افواج کے کام کرے جو خیبر اور بولان کے دروں کی راہ سے افغانستان پر حملہ کرنے والے تھے جو علے الترتیب لفٹننٹ جنرل سر سیمویل براؤن صاحب کے سی ایس آئی سی بی وی سی جنہوں نے ایام مفسدہ میں سر ہوپ گرنٹ کی قسمت میں رابرٹس صاحب بہادر کے ہمراہ کام کیا تھا۔ و لفٹننٹ جنرل سر ڈونلڈ سٹوارٹ سی بی جو دہلی کے محاصرہ کے وقت سٹاف میں اس کا رفیق تھا اور جنگ ابی سینیا میں بنگال بریگیڈ کے کمانڈر تھے جب تک کہ جنرل سٹوارٹ صاحب نے فوج قندھار کا کمان اپنے ہاتھ میں لیا میجر جنرل ای ایس رڈلف آر اے کے ایک چھوٹے دستہ فوج مسمی بہ قطع فیلڈ فورس کا کمان لیا ۞

پہلے سر نیول چیمبرلین صاحب نے ۱۸۵۶ء وادی کورم کا افغانستان کی سرحد پر جب وہ فوج لے کر اُن لوگوں کی تنبیہ و تادیب کے واسطے گئے جنہوں نے سرحد برطانیہ پر تاخت و تاراج کیا تھا ملاحظہ کیا اور پھر دوسرے سال کرنیل (حال جنرل سر) پی ایس لمزڈن نے اس راستہ سے جب کہ وہ امیر دوست محمد خاں صاحب کے پاس سفارت میں غدر سے ایک دن پہلے گئے تھے تشریف لے گئے جو مختصر اطلاع ان افسروں نے اس ملک کی بابت حاصل کی وہ ایک مینول میں براہ افادہ میجر کالٹ

اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل فوج جنرل رابرٹس صاحب بہادر درج کی گئی اُس وادی کا نام بباعث دریائے قورم کے ہے جس کا پاٹ قتل منکلا تک پانچسو گز کا ہے اور تھانہ قورم کے پاس اُس سے نصف ہے مگر سردی کے دنوں میں اس کی وسعت بہت کم ہو جاتی ہے قریباً چالیس فیٹ کے چوڑا اور تین فیٹ کے گہرا رہ جاتا ہے اس وادی کے شمال کی جانب سفید کوہ کا پہاڑ ہے جس کی بلندی چودہ ہزار فیٹ کی ہے اور جس سے بہت سی ندیاں نکل کر خوبصورت وادیں بناتی ہیں مگر یہاں کے محنتی باشندوں کیواسطے کوئی سامان خوراک بہم نہیں پہنچاتیں کیونکہ زراعت تو دریا کے ساتھ ساتھ پایبیٹ میں ہی ہوتی تھی وادی قورم کی اوسط وسعت نہایت عریض حصہ میں ۱۲ میل کے قریب ہے اور کرایہ کی طرف دریا کے دونوں جانب دو میل تک تنگ ہو جاتی ہے اور اس کے اور سفید کوہ کے درمیان ایک اونچی زمین کی وادی ہے جسے ہریہ کہتے ہیں جو آہستہ آہستہ پیوار کوتل سے مغرب کی طرف اترتی ہے اور جسکا علی خیل تک دریائے قورم کے قریب ۱۲ میل کا فاصلہ ہے۔ اس کی جنوبی حد پہ اونچا سلسلہ پہاڑوں کا ہے جو ہریہ اور قورم وادیوں کے درمیانی فاصلہ میں واقع ہے۔ ان دونوں کو انگریزی افسروں نے وقت تصرف کمال احتیاط سے پیمایش کیا تھا ؂

توریوں پر جو وادی قورم کے اصلی باشندہ تھے حاکم افغانستان نے بہت جور و ستم کیا۔ انھوں نے جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی تشریف آوری پر کمال خوشنودی ظاہر کی اور انہیں بیتا جی اور حامی سمجھا اور جب تک جنرل صاحب قورم پر قابض رہے اُنھوں نے کسی قسم کی تکلیف افواج برطانیہ کو نہ دی۔ سرائے کی وادی کے چند دیہات میں اقوام المشہور بہ جکیی آباد ہیں اور سرحد پر منگل قوم بسی ہوئی ہے اُس کے آگے دریا کے کنارہ پر احمد خیل اور حسن خیل جو جاجیوں کا فرقہ ہیں متوطن ہیں یہ جیوں کا ملک علی خیل تک پھیلتا ہے جو ہریہ وادی کے مغربی کنارہ پر ہے اس وادی کے جنوب کے پہاڑی ضلع منگلوں سے متعلق ہیں جہاں دونوں طرف اُن کے دیہات ہیں ؂

یہاں چند درہ ہیں جو ہریہ سے نشیبی وادی قورم تک جاتے ہیں جو معہ درہ سپری علی خیل سے کیرایہ تک پھیلے ہیں یہ بہت ہی مشکل درہ ہیں جہاں ہماری فوج ساقہ نے بحفاظت بعض کاروان بہت نقصان اُٹھایا موضع علی خیل واقعہ وادی ہریہ میں جس کی ارتفاع چھ ہزار آٹھ سو فیٹ ہے قریباً پچیس گھر قوم جاجی کے آباد ہیں اور اس کے گردا گرد زراعات اور میووں کے باغات بکثرت ہیں اس موضع سے ایک میل کے قریب پر ایک

مرگ ہے جس کے تین حصص ندیوں نے جو دو میل طویل اور چار سو گز عریض ہیں کئے ہیں؛ دریں کے اور ایک کا تو کے درمیان ایک پٹیری متنگی کے پہاڑ سے نکلی ہے جسکو مد اس مرگ کے جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے دمدموں اور مورچہ بندیوں سے مضبوط کرا دیا تھا تاکہ کمپ کو جو مرگ میں خیمہ زن تھا حفاظت ہو سکارام کی جنوبی سمت سے جس کی پٹیری پیوار کوتل ہے ایک پانی کی نالی المشہور بہ پیشگاوی اُترتی ہے اور پھر دوسری نالی سے ملکر دریائے کورم کو جنوب کی طرف سے جاتی ہے اور پیوار سے بائیں جانب اور افغانوں کی ویران چھاونی مسمی بہ جیب قلعہ کی بائیں سمت گذر کر میدان کو سیراب کرتی ہے اس نالی پر دوسری دسمبر کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے راستہ بنایا جبکہ انہوں نے پیوار کوتل پر حملہ کیا جو سطح سمندر سے ۸۵۰۰ فیٹ مرتفع ہے۔

پیوار کوتل کے قریب کے جنگلی اور دشوار گذار زمین کا بیان کرنا حیطۂ امکان سے باہر ہے اور نہ اُس کی ہولناک اور مہیب دروں اور مجند و مرگوں کا بتیان الفاظ ادا کر سکتے ہیں جہاں صرف ایک چھوٹے سے راستہ سے پہنچ سکتے تھے جو صنوبر کے جنگل میں سے پھر کر جاتا ہے اور جو فتح و ظفر پیوار کوتل کی تسخیر سے ۲ دسمبر کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو حاصل ہوئی اسپر صرف وہی افسر حیرت سے انگشت بدنداں نہیں جو اُن کی فوج میں شریک تھے بلکہ کُل دنیا کے فوجی نکتہ چین اس عجیب و غریب نصرت خداداد پر متعجب ہوئے۔ ایک بڑا کاہل افسر جنرل سی ایل شاورس جو بعد کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے ہمراہ بطور راہبر اُس جگہ گئے ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ افغانوں کی جمعیت دشوار گذار تھی اور امیر صاحب کی باقاعدہ فوج پر جو دروں میں مقیم تھی جنرل رابرٹس صاحب کی مختصر فوج سے حملہ کرنا صرف حماقت اور جہالت پر مبنی تھا مگر فتح شایان نے سب عیب کو رفع کر دیا۔

پہاڑوں کے دل جو دریائے کورم کی بائیں جانب تھے ایک قلعہ پر ختم ہوتے ہیں جو سارا تیگا کے نام سے نامزد تھا جس کی ٹھریئں اور شاخیں حسب بیان میجر کالکوہن تمام زمین کو جو درمیان اُس سڑک کے جو علی خیل سے کابل تک بذریعہ درہ شترگردن جاتی ہے اور اُس سڑک کے جو بجانب غزنی کے واقع ہے محیط ہے بڑی غلزئی قوم نے (جو اب افغانستان میں نہایت طاقتور قوم ہے کیونکہ انہوں نے اپنے قدیمی حریف قوم درانیوں کو مغلوب کر لیا ہے اور جنہوں نے ایوب خاں سے اپنا حق شناخت کیا ہے) اپنی سرحد ایک جگہ پر مقرر کی ہے جسے کارتیگا لکھتے ہیں (سیاہ پہاڑی) جو شترگردن

کی جنوبی سمت پر واقع ہے اور ریلوے راست اپنے [illegible]۔ جہاں حاجی ک کے درہ کی
چوٹیوں پر آباد ہوگئے ہیں اور عظیم الشان درہ جو اس کے قریب [illegible] میں [illegible]
اور سرخ کوتل ہیں پائیں شترگردان دریا سے [illegible]
اس کے راستے [illegible] کرتے ہیں اور آگے [illegible] دریا [illegible] کی پہاڑ [illegible] جو
عظیم الشان ہندوکش سے جنوبی سلسلہ پہاڑوں کے [illegible] اقتابوں کی جانب
سڑک کھلے میدانوں میں جاتی ہے اور ایک تنگ گھیری المعروف [illegible] کوتل سے گذر
کر پھر جنوب کی طرف گوشے کو پھرتی ہے جو ایک بڑا [illegible] ہے جہاں جنرل رابرٹس
صاحب نے بہ ہنگام حملۂ کابل امیر یعقوب خان سے ملاقات کی بعد اس کے کہ سر کیونیاری
صاحب کابل میں مذبوح ہوئے۔ شہر کابل جو شترگردان سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ اور اسی قدر لوگر کی راہ سے ہے جو دریائے کابل میں دار السلطنت کے
نیچے بہتا ہے اور ایک کھیری کے سبب سے تنگوں سے مسدود ہوتا ہے اور وادی
شترگردان کو محدود کرتا ہے۔

قلعہ قورم سے روانہ ہوکر دریا کی دھار کے ساتھ ساتھ تنگی اور عمیق جنگلوں
سے گذر کر ضلع احمد خیل میں پہنچ جاتا ہے جس میں دریائے غزنی پاس کی محا ایک کوتل
کے ہے جس کے اوپر سے غزنی کی سڑک جاتی ہے ایک اور راستہ اس سڑک سے
پھر کر کابل کو جاتا ہے علی خیل سے نیچے کی سڑک غزنی کے دریا پر ان سڑکوں سے
پہلے سڑک سے جا ملتی ہے۔ اسی سڑک سے بڑے فاتحان چنگیز خان اور تیمور تاتاری
نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔

جنرل رابرٹس صاحب فرماتے ہیں کہ طبعی مشکلات سڑک میں پیوار کوتل
و کشتی کے خیبر کے راستہ کی کل سڑکوں سے بہت بھاری [illegible] کچھ شک
نہیں کہ بعض اوقات یہ دشواریاں بالمادہ کم ہوسکتی ہیں اور بہت ہی کم خرچ میں
مگر دونوں جاہائے متذکرہ صدر کے درمیان گاڑی کی سڑک بنانے کے واسطے
بہت سی مشکلات اور صرف کثیر کا اٹھانا پڑتا ہے اگر ہم وادی قورم کو تسخیر کریں اور
ایک سڑک ریلوے لائن پائین پیوار کوتل تک بنائیں تو اس کے اور کابل کے درمیان
صرف ۷۰ میل کا فاصلہ باقی رہ جائے گا تو اس تھوڑی مسافت کی دشوار گذاریاں سال
کے بعض موسم میں ناقابل اندفاع ہیں باستثناء اولوالعزم سپہ سالار کے۔ ایسی جنگوں
کے واسطے جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی رائے ہے کہ وسط دسمبر سے ماہ مارچ تک

شترگردن سے قابل گذر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ تحریر فرماتے ہیں از روئے تجربہ افواج
متعینہ بالائی حصہ وادی کورم کابل تک تمام سال میں دھکیلے جاتے ہیں ٭

لیکن باوجودیکہ پیوار کوتل علی خیل اور سطح زمین ہریہ کی نہایت عمدہ طور سے فوجوں
کی اقامت کے واسطے موزون ہیں جنرل رابرٹس صاحب بہادر مجبوریہ قبضہ وادی
کورم سے اختلاف کرتے ہیں "کیونکہ یہ ولیسی فوجوں کے لئے مضر صحت اور تمام وادی میں
مرض ذات الریہ اور بخار کثرت سے شایع ہے برخلاف اس کے جنرل رابرٹس صاحب
کی رائے میں وادی کورم کے راستہ کابل میں فوجی مفاد بڑے بھاری اور عیاں ہیں
راولپنڈی سے کوہاٹ اور تھل تک ملک کو اکثر آباد ہے زیر حکومت سلطنت برطانیہ
ہے اور تھل سے پیواڑ کوتل تک کا صوبہ اس سلطنت کے دوست قوم توریوں سے متعلق
ہیں اور یہ قوم اب امیر صاحب سے خودمختار ہوگئی ہیں۔ شترگردن سے گذر کر کشتی
میں پہنچ جاتی ہیں فوجیں زرخیز و سیراب وادی میں دریاے لوگر سے داخل ہوتی ہیں
جہاں رسد قابل حصول ہیں اور وہاں سے کابل کو نہایت محفوظ اور نہایت کم مشکل
لائن سے پہنچ جاتی ہیں کیونکہ کابل سے پانچ میل کے اندر صرف ایک ہی درہ ہے جس میں
تا بخیر مزاحمت ہوسکتی ہے اور یہ اندکی کے راستہ سے بدل سکتے ہیں ٭

وادی کورم کی اقوام سے قبیلہ بنگش کشیبی حصہ اور نیز وادی میرانزئی کے
زرخیز اور شاداب میدانوں پر قابض ہیں جو تھل اور کوہاٹ کے مابین برٹش حدود کے
اندر واقع ہے اور جس میں پندرہ ہزار آدمی قابل ہتھیار بستہ کارزار موجود ہیں اور
طائفہ توری آفریدی قومیں جو اضلاع کوہستانی واقع مابین وادی میرانزئی و کورم میں آباد ہیں
اورکزئی ہیں جن کی شاخیں علی زئی علی شیرزئی اور زیمشت ہیں جو پانچ ہزار آدمی
کے قریب ہیں وادی کورم کی توری جو بالائی حصہ میں [illegible] قزلباش [illegible] ہیں اور [illegible]
بالخصوص ہریہ میں آباد ہیں [illegible]
سے بہتوں نے جنرل رابرٹس صاحب کی پیواڑ کوتل کی چڑھائی کے [illegible]
قوم منگل جو باسمندر بائل ہیں دریاے کورم کے جنوبی ملک میں سکونت پذیر ہیں اور
قریب بیس ہزار جنگی آدمیوں کے بہم پہنچا سکتی ہے اور وادی خوست کے جنوبی صوبہ میں
وزیریوں کا ایک فرقہ متوطن ہے جو ہماری شمالی مغربی سرحد کی نہایت قوی اور
دلاور قوموں میں سے ہیں جو یہاں سے تھل تک اور وہاں سے مشرق کی طرف جانب
بنوں اور جنوب کی سمت درہ گومل تک جو اُن کی بڑی سڑک ہندوستان کی جانب ہے

آباد ہیں اب اخیر میں صرف جانوروں کا ذکر باقی ہے جو منگلوں سے منسوب ہیں جو وادی
خوست کے مغربی پہاڑوں میں آباد ہیں ؂

کوہاٹ جہاں جنرل رابرٹس صاحب فرم فیلڈ فورس سے جو اُن کے زیر حکم
متعین ہوئی شامل ہوئے۔ پشاور کے جنوب کی طرف جس سے یہ ایک سلسلہ پہاڑوں سے
جدا ہوتے ہیں ایک چھاؤنی ہے جنرل رابرٹس صاحب نے ۹ اکتوبر کو فوج کی زمام
حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی فطرتی اور قدرتی لیاقت سے کام میں مصروف ہوے
اور فوج کو تاخت کے لئے ترتیب کرنے لگے جو ۱۶ نومبر کو اختتام پہ پہنچی اور تھل میں
پہنچے جو ۳۰ میل پہ واقع ہے۔ جہاں انہوں نے بڑا حصہ اپنی فوج کا روانہ کر دیا تھا
۹ اکتوبر کو تاریخ وصولی جنرل صاحب بمقام کوہاٹ اور ۱۸ نومبر کے درمیان جب کہ
وہ تھل میں پہنچے صاحب ممدوح الشان کی محنتیں بہت بھاری تھیں جس سے انہوں
نے اپنی فوج میں اپنی لیاقت اور افسری کا اعتماد پھونک دیا۔ جو احکام انہوں نے
بہ ایام اقامت کوہاٹ جاری فرمائے جبکہ وہ اپنی قلیل التعداد فوج کی ترتیب میں مصروف
تھے جو آخر کو بڑا مفید اور کارآمد سلاح اُن کے لئے ثابت ہوئے نہایت ہی واضح
اور اُن کی سپاہ کے لئے آرام بخش اور لیاقت دہ تھے اُن کے زیر حکم اور بہت سی فوجیں
دوسری بلٹن ۸ ویں رجمنٹ کی اور ایک جناح گھاگرہ ۲۱ کا تھیں متقدم الذکر فوج
راولپنڈی سے پہنچی اور بباعث بیماری اور خصوصاً بخار کے اس قابل نہ تھی کہ فوراً معرکہ
کارزار میں موجود ہو سکیں اور بلٹن کو ہندوستان میں آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اور
اس کے سپاہی جوان اور ناتجربہ کار تھے ؂

جنرل رابرٹس صاحب اپنے توپ خانہ کے برادر افسر جنرل پالک کی طرح
جو سابق حملہ آور فوج افغانستان کا کمان افسر تھا ہسپتال اور ہر ایک بیمار کی خبر گیری کرتے
تھے جس کی تاثیر ڈاکٹروں اور بیماروں کے لئے فائدہ بخش ثابت ہوئی۔ حکام تو بیماروں کو
متواتر معاینہ کرتے تھے اور بیماروں کی صحت ترقی کرتی تھی جنرل رابرٹس صاحب
بہادر کی خصوصیت ترتیب افواج میں ثابت ہوتی تھی اور اب ہر ایک امر کی تکمیل ہوگئی۔
حتی کہ چیڑ صاحب سے پہلے ڈاک خانہ کا انتظام بھی ایسا ہی معقول ہوا جیسا کہ صاحب موصوف
نے لشائی میں کیا تھا دن کو نویلا تحمل وہ ترتیب اور خط و کتابت میں مصروف رہتے
تھے اور رات کو ہر ایک امر کی تفتیش کرتے تھے حتی کہ ایک ذرہ بھی ان کی غور و تفتیش
سے مستثنیٰ نہ رہتا تھا ؂

تھل میں دو ماہ کے ذخایر جمع تھے اور تب پار سرحد پر چڑھائی کی تیاریں شروع
ہوئیں کہ جب اُس آخری اعلان کا جو لارڈ لٹن نے امیر شیر علی خان صاحب کے نام
جاری فرمایا تھا جواب آوے تو تاخت آغاز کی جاوے اور بیس نومبر کو جنرل صاحب
بہادر نے حکم جاری فرمایا کہ دوسری صبح آیندہ کو حدود افغانستان پر چڑھائی کی جاوے اس حکم
کی تعمیل ۲۹ ویں پنجاب دیسی پیدل نے دریا سے بذریعہ پل کشتی عبور کر کے مع ۱۰ ہزار یں اور
۱۲ رسالہ بنگال کے جتھوں نے بطور افواج جناحین کام کیا اور اس طرح رو بکین سے گذر
کر تاخت و تاراج افغانستان کا کام شروع ہوا ٭

افغان قلعہ کہیا تنگ کو معلوم ہوا کہ کرنیل گارڈن صاحب نے جو فوج خدایہ کے
کمان افسر تھے اور جو جنرل صاحب کے ہمراہ تھے خالی کرا دیا ہے رسالہ نے تعاقب کیا
مگر غنیم پر متصرف نہ ہو سکے اور پیدل فوج نے مع پہاڑی توپ خانہ کے بھی تعاقب
کیا اور اُس رات احمد شمع میں آٹھ میل کے فاصلہ پر مقام کیا ۔ دوسرے دو آیندہ دنوں
میں ایک اور حصہ افواج زیر حکم کرنیل سٹرلنگ آر ایچ اے ؟ بریگیڈیر جنرل کوب
صاحب حد میں شامل ہو گئے اور جنرل صاحب نے ۲۳ کو مع ہیڈ کوارٹرس کہیا تنگ
سے حاضر پیر کو کوچ کیا جو پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں افواج ہراول اب
مقیم تھیں اور اُس کے عقبی تتمہ پر بریگیڈیر جنرل ٹیٹل صاحب متصرف تھے جو وہاں
تھل سے تشریف لائے تھے سڑک مابین احمد شمع و حاضر پیر کے پہلے حصہ کی مشکلات
بہت بھاری تھیں ۔ ایسی توپ خانہ کی گاڑیوں کے واسطے کوئی سڑک نہ تھی اسواسطے
جنرل صاحب کی خاص ذاتی ہدایتوں پر توپوں کے راستہ بنانے واسطے کی ٭

افواج مفصلہ ذیل کو زیر حکم کرنیل گارڈن آگے بڑھنے کا حکم ہوا ۔ ۲۳ ویں پائنیرز
ایک جناح پنجم پنجاب پیدل اور ایک کمپنی سیپرز ۔ اس نئے فوجیں موضع اور سے
آگے نہ بڑھ سکیں جو حاضر پیر سے چار میل کے فاصلہ پر ہے یہیں جنرل رابرٹس صاحب
بہادر مع ہیڈ کوارٹرس خیمہ زن ہو گئے ٭

جو نہیں جنرل صاحب سڑک سے تشریف لے گئے تو دیہات کے نمبرداروں
نے اُنہیں سلام کی اور جب حاضر پیر میں پہنچے تو دیسی قاعدہ پر استراحت کے لئے
دسترخوان بچھایا گیا ۔ اس علاقہ کے لوگ دودھ انڈے اور خشک میوہ فوج کے واسطے
فروخت کرنے کو لائے اور گھاس اور لکڑی بھی کثرت سے بہم پہنچی جنرل رابرٹس
صاحب نے نیشبی وادی قورم میں دربار منعقد کیا اور ان کو اپنی گورنمنٹ کے دوستانہ

خیالات سے یقین دلایا اور وعدہ کیا کہ جب تک آپ لوگ کوئی عداوت کا کام نہ کرینگے ہم آپ کی حفاظت وحراست کے ذمہ وار ہیں ؛

دوسرے دن ایتوار کو اور ۲۴ نومبر کو جنرل صاحب نے پڑاؤ کی طرف جو جنوبی سرے درہ دروازہ کے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے مع ہیڈکوارٹرس اور افواج ذیل کے کوچ کیا - ایک سکویڈرن دہم ہزارس - بنگال رسالہ ۱۲ - ۱ پہاڑی توپ خانہ - پنجاب دیسی پیدل ۲ اور ایک جناح پنجم پنجاب پیدل ؛ اس کوچ میں کوئی مشکل درپیش نہ ہوئی اور اس ملک میں کوئی آبادی نہ تھا - گو بہت سی ندیئیں جن میں پتھلیوں کی کثرت تھی متفرق جگہوں سے عبور کرنی پڑیں - دن میں خبر پہنچی کہ امیر کی فوجوں نے قلعہ قورم کو خالی کر دیا ہے اور پیوار کوٹل کے راستہ سے پسپا ہو رہے ہیں اور دوسرے دن علے الصباح دروازے درہ سے جنرل صاحب نے کوچ کیا جو اُن سلسلہ پہاڑیوں کو جاتا ہے جو وادی قورم کو جنوب کی طرف محدود کرتا ہے اور جس کی پانچ میل چڑھائی اور تین میل اُترائی تھی اور قلعہ قورم پر قابض ہو گئے - یہ قلعہ اچھی حالت میں دیکھا گیا صرف چھت کی جانب سے معیوب تھا کیونکہ جب امیر علی شیر خاں صاحب کی افواج نے قلعہ کو خالی کر دیا توری لوگ چھت اُدھیڑ کر گھروں کو لے گئے - اسی دن بریگیڈیر جنرل کوب نے حاضر پیر سے درہ دروازے کی طرف کوچ کیا اور بریگیڈیر جنرل تھیلول صاحب نے اُن کی جگہ احمد شمع سے آ کر قیام کی ؛

دونوں کے درمیان کھلے میدان میں قلعہ قورم سے نصف میل کے قریب جنوب کی جانب خیمہ نصب ہوئے یہ قلعہ مٹی کی عمارت - ۱۲۰ گز مربع کا جن کے کونوں پر گول برج تھے اور وسط میں ایک قلعہ (ایک نہایت محفوظ جگہ) تھا جو ۵۰ گز مربع تھا اور صرف ایک ڈیوڑھی جس کی حفاظت بیرونی عمارت سے کی جاتی ہے - بیرونی دیوار کا آثار ۶ فیٹ اونچائی بیس فیٹ اور اندر کی عمارت - ۸ فیٹ - دیوار کے باہر ایک وسیع کوٹ تھا جو خندق کے کنارہ سے ۱۲ فیٹ چوڑا تھا اور جس کے جنوبی اور مغربی طرف بنیرہ کی دیواریں تھیں گورنر کا مقام ایک برج میں تھا جو تین منزلہ مکان تھا مگر باقی کے قلعوں کی طرح بہ استثناء مسجد توریوں نے اسے بھی ویران کر دیا تھا ان دونوں عمارتوں میں بعد ضروری ترمیم اور مرمت کے ہسپتال مقرر ہوا - قلعہ قورم سے ایک پاؤ میل پر ایک بارک کا دیوار دار احاطہ تھا جو سو گز کی وسعت میں تھا جس میں گھوڑوں کے لئے اصطبل اور فوج کے واسطے جھونپڑیاں تھیں اور اس کا نام قلعہ بالائی تھا - ان فوجی عمارتوں میں کمسریٹ انجینئر اور سامان التواپ کا ذخیرہ جمع کیا گیا

اور نیز ایک ہسپتال بھی یہیں قایم کیا گیا اس کے قریب ایک بڑا میوہ کا باغ تھا جس میں بہت ذخیرہ تھا اور دو کمروں کی عمارت جسکے گرد برآمدہ تھا جو پولیٹیکل افسر کی کچہری کے واسطے منتخب ہوا ؀

جب جنرل رابرٹس صاحب قلعہ کے قریب پہنچے تو محمد نور وادی کے رئیس اعظم نے جس کے ہمراہ سوار اور پیدل لاؤ لشکر تھا حضور ممدوح کا استقبال کیا اور تعظیم و تکریم کی جب قلعہ کا ملاحظہ ہو چکا جنرل صاحب بمعیت دو سکوڈرن رسالہ بنگال ۱۲ بہوار کوتل کی جانب ۱۰ میل تک ملک کی حالت ملاحظہ کرنیکے واسطے تشریف لے گئے جب موضع پیوار کے قریب پہنچے تو دو گانو اور شعلہ زن دیکھے اور رپورٹ پہنچی کہ امیر صاحب کی فوج نے جن میں تین رجمنٹ پیدل اور ۱۲ توپیں تھیں چھاونی جیب قلعہ کو خالی کر دیا ہے جو موضع پیوار کی مشرق کی طرف ایک میل پر واقع ہے اسی گانو کے درمیان سے وہ گذر رہے تھے جنرل صاحب نے اپنے شیشوں کی مدد سے دیکھا کہ فوج اعداء اس وادی کو پسپا ہو رہی ہے جو درہ پیوار کے پائین کو جاتی ہے مگر اُن کے پاس کافی سامان حملہ کا نہ تھا اور اسواسطے وہ کمپ قورم کو واپس ہوئے ؀

دوسرے دن ۲۹ نومبر کو جنیل صاحب نے حکم چڑھائی جاری فرمایا کہ ایسی سبکبار ہو جیسی کہ ممکن ہو ہر ایک افسر کے ہمراہ نصف میول یعنی خچر کا بوجھ ہو اور دو افسروں کے ساتھ ایک خیمہ ۸۰ پاونڈ کا ہونا لازمی ہے سپاہیوں کے لئے فی ۴۰ یوروپین ۵۰ دیسی سپاہی اور ۶۰ شاگرد پیشہ ایک خیمہ دو پال کا ۱۲ ۱۵ مربع فیٹ جس کی ۸ فیٹ بلندی ہو اور ایک پہاڑی خیمہ ۲۵ انگریزی اور ۲۰ دیسی سپاہیوں کے لئے معین ہوا ؀

جو فوجیں چڑھائی کے واسطے منتخب ہوئیں اُن کی صف بندی ۲۶ کو ہوئی اور اسی دن بریگیڈیر جنرل کوب اور تھیلول نے دریا سے عبور کیا اور قورم کمپ میں پہنچا پس کل فوج اب چڑھائی کے واسطے مستعد و آمادہ ہو گئی ایک چھوٹی سی فوج قبض و تصرف قلعہ کے واسطے مامور ہوئی اور باقی کی فوج جو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے اپنے ساتھ پہلے جنگی نازک وقت کے لئے رکھی ۸۳ افسر ۹۶۹ یوروپین سپاہی تجربہ کار ہر ایک قسم کے ۲۸۵۴ دیسی سپاہی آزمودہ کار تھے اور اُن کے ساتھ ۹ نو پاونڈر اور ۱۸ سات پاونڈر توپیں تھیں ؀

ہم نے دیکھا ہے کہ کیوں فرانسیسیوں نے پچاس ہزار فوج چھوٹے سے ملک ٹیونس کے عربوں کے مطیع کرنیکو معین ہوئی اور اُن کی ہر ایک جنگی کارروائی کرنیوالے کالم

ہمت بڑھاتے تھے جو جنگ کو بسر اسے سمجھ کر تے جو بالطبع ہمیشہ حرب و ضرب میں مصروف رہتے ہیں ۔ مگر باقاعدہ افواج بہ نسبت اس کے کہ اُن کی تعداد بہت ہی زیادہ ہو تا وقتیکہ مقابل حملہ کرتے ہیں اُن کی ایک جماعت اب ایک ٹھیری ہے یعنی اور ۲۹ دیسی پیدل اور ایک جماعت پنجم پنجابی پیدل پر جب کہ انہوں نے سمت موضع سفر کیا حملہ کیا ۔

دو بجے کے بعد دوپہر جنرل رابرٹس صاحب ترائی میں پہنچے اور اسی وقت دایاں بریگیڈ بھی پہنچ گیا یہ امر ملاحظہ کر کے کہ لڑائی ہار گئی ۔ افغانوں کی سپاہ میں شروع ہے جو اُن کے پیش نظر آرام میں درج ہوئی جنرل صاحب مع پنجم رجمنٹ گورکھا کے جنرل بیکر صاحب کی امداد کو تشریف لے گئے اور توپیں باری باری رجمنٹوں کی حفاظت میں واپس ہوئیں اس جنگ میں نقصان خفیف ہوا جن میں لفٹنٹ امی ریڈ متعلقہ ۷۵ ویں دیسی پیدل بھی زخمی ہوا ۔ ۳ بجے بغیر حاضری جنرل رابرٹس صاحب بہادر بریگیڈیئر جنرل ٹیبیلول صاحب نے کمپ کا نشان ایک عمیق زمین میں ایک گانو کے پیچھے کیا اور توپیں باربرداری کی انتظاری کر رہی تھیں جب کہ افغانوں نے جو پڑھی پہاڑی کے عقب میں توپ چلنے کے لئے آئے ہوئے تھے ۱۰۰۰ گز کے فاصلہ سے توپوں سے آتشباری شروع کی جس کا جواب ایف بیٹری ای بریگیڈ ہارس آرٹیلری نے دیا جنہوں نے چند راونڈ انقلین کو نشانہ کیا ۔ جنہوں نے پنجم پنجابی کی پلٹن کو مستتر رکھا تھا اسواسطے یہ ضروری سمجھا گیا کہ کمپ کو واپس ہٹایا جاوے اور ایک جگہ ۱½ میل پیچھے انتخاب کی گئی مگر یہ ایک گھنٹہ بعد کہ فوجوں کو اسباب باربرداری ملا اور انہوں نے آرام کیا بعد اسکے کہ سارے دن کے تھکے ماندے تھے اور دشوار گذار جگہوں پر بیس میل کے قریب سفر کر چکے تھے ۔

یہ امر کہ جنرل رابرٹس صاحب اپنے کمپ کو دشمن کی آتشباری کا ہدف بناویں ایک ایسی کارروائی ہے کہ فوجی پیش بینی ایسے تجربہ کار سپاہی سے بالکل مخالف ہے اور اڈیٹر کے کارسپانڈنٹ لنڈن کی روزانہ اخبار نے ہم سے گفتگو میں جنرل صاحب کے اس حیلہ پر شکایت کی تو ہم نے جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو اس بات سے اطلاع دی ان کا حال پوچھا اور انہوں نے اس سپاہیانہ راستبازی سے جو اُن کی وضع کا دستور ہے اور عام سوال کے انجام کا کچھ بھی خیال نہ کر کے اور نہ اُن رازوں کا لحاظ کر کے جو اس کارروائی پر منحصر ہوں، آتی ذیل کے الفاظ میں اُن حالات کا بیان کیا کہ جن کی وجہ سے کمپ مطرح آتشفشانی تخیم ہوا اور اُسے واپس ہٹنے کی ضرورت پڑی" ۔ جب ہمیں یہ خبر ملی کہ غنیم ایک شگاف (دراڑ یا تنگ) میں ہے اور اپنی توپوں کو لے جا نہیں سکتے

رجو غلط ثابت ہوئی کیونکہ اس وقت غنیم کی فوج نہایت احتیاط سے قلعہ پیوار کوٹل پر مورچہ بند
تھی) میں نے بریگیڈ بریگیڈیر جنرل کوب کی بریگیڈ کو غنیم کی داہنی جانب روانہ کیا تاکہ وہ انہیں
پیوار کوٹل کی چوٹی پر چڑھنے نہ دیں اور اُدھر بریگیڈیر جنرل تھیلول صاحب کو حکم ہوا کہ
سامنے سے حملہ کریں تاکہ اعداء دونوں فوجوں کے درمیان گھر جاویں جونہی رکاب کی
بریگیڈ کی ہراول فوج دشمن نے پہلو سے پیوار کوٹل کے قریب حملہ باری شروع کی تو میں
خود دیکھنے گیا کہ سامنے کیا ہو رہا ہے اور حکم دے گیا کہ بڑی فوج اپنے تئیں کوٹل کی چڑھائی
سے دو میل ایک جگہ پر نصب کریں اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور جب کہ میں بریگیڈیر [illegible]
کی طلیعہ فوج کے ساتھ سامنے موجود تھا چند جانوران بار برداری بہت دور آگے بڑھ گئے
اور انہیں کسی نے نہ روکا اور کیمپ کا نشان ایک پہاڑی کی تنگ [illegible] پر لگایا گیا جو دشمن کی
[illegible] کی [illegible] سکے اور رکھتے اس حرکت سے اُن لوگوں کے دلوں میں جو اصلی واقعات
سے بالکل بے خبر ہیں یہ رائے لگائی گئی ہے کہ یہ ایک قسم کی پسپائی تھی اور یہ امر باعث
غلط فہمی بریگیڈیر جنرل کے واقعہ ہوا جس [illegible] دیا گیا تھا کہ کیمپ کسی مقام پر
قایم کیا جاوے" ؂

دوسری صبح کو ایک حصہ کیمپ فوج کا زیادہ فاصلہ [illegible] اور [illegible] روانہ ہوا
اور فوجوں کو ایک دن کا آرام دیا گیا تاکہ سامان [illegible] رسد [illegible] روانہ ہو سکے اور ضروری
گشت کر لیا جاوے کرنیل اینیس پرکنس صاحب کمانڈنگ رایل انجینیرس جو حضور
رابرٹس صاحب کے ایڈیکانگ کے دوست تھے اور جن کی خدمات کے واسطے انہوں
نے بالخصوص استدعا کی تھی ہمراہی دو کمپنی [illegible] پاینیرز کی شمالی پکٹ کے [illegible]
وادی کے اوپر آگے بڑھے تاکہ یہ بات دریافت کریں کہ یہ سلسلہ جبال پیوار کوٹل [illegible]
یا نہیں کرنیل پرکنس صاحب نے رپورٹ کی کہ کوہ پکٹ اور کوتل کے درمیان [illegible]
وادی واقعہ ہے اور اس جانب سے حملہ کرنا غیر ممکن ہے ؂

ایک دوسری گشت میجر کالٹ اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل نے ہمراہی اپنے دو ڈپٹی
اسسٹنٹاں کپتان کارو کپتان ووڈ ہارپ دو کمپنی پاینیرز کے اس امر کی دریافت
کرنے کو گیا کہ سپنگا وائی ندی کے ساتھ کوئی قابل استعمال راستہ ہے [illegible]
ایک ایسی سڑک سے کہ ہر چند توپوں کی گاڑیوں کے قابل نہ تھی وہ ایک ایسے پہاڑ کی
چوٹی پر پہنچے جو برٹش کیمپ سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے اور جہاں سے [illegible]
کا نالہ نیچے نظر آتا ہے انہوں نے یہ امر دریافت کیا کہ جو سڑک کوٹل کے [illegible] جاتی ہے

وہ پیوار کوتل کے پہاڑ پہ ہی معلوم ہوتی ہے اور جو فوج متقدم الذکر جگہ سے متاخر الذکر مقام کو آوے گی اُسے بڑی ہولناک راہ تھی۔ بہت محفوظ جہاں سے سب کچھ نظر پڑے (نگاہوں سے گذرنا پڑے گا میجر کالٹ کی یہ رائے تھی کہ غنیم نے درہ سپنگا وائی میں فوج قایم نہیں کی گو اُن کی ایک پکٹ اور ایک توپ درہ کے جنوبی اور مغربی حصہ پہ قایم تھی اور ایک خود کوتل پہ ہے۔ کرنیل گارڈن بمعیت ایک کمپنی اپنی رجمنٹ ۲۹ دیسی پیدل کے وادی کے جنوبی سلسلہ جبال کا گشت کیا اور دریافت کیا کہ یہ پہاڑ بڑے سلسلہ کوہستان سے ملا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حملہ ہو سکتا ہے ؞

دن بھر تو فوجیں اپنے کمپ میں سڑکیں بناتی رہیں یہ کمپ بہت بُری حالت میں واقع تھا کیونکہ اس کے چاروں طرف بڑے گاڑھے جنگل چیل کے درختوں کے تھے مگر جیسا کہ موضع پیوار کی طرف تین چار میل پیچھے ہٹنا چاہتا اس سے کوئی بہی جگہ دستیاب ہونی محالات سے تھی اور اس کمپ کی حفاظت کے واسطے مضبوط غلایہ پہاڑ ان مقدول پہ متعین ہو سکے اس میں کچھ شک نہیں کہ غنیم پیوار کوتل کے سر تقیہ حملہ کی مقاومت کے واسطے بڑی بھاری جماعت فراہم ہو رہی تھی کیونکہ اُن کی جماعت دونوں پہلوؤں پہ بڑی دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی تھی مگر پختہ خبر مشکل سے معلوم ہو سکتی تھی ؞

دوسرے دن علے الصباح وقت طلوع آفتاب جنرل رابرٹس صاحب بہادر مستعد و آمادہ کار تھے اور جس سمت کو کرنیل پرکنس صاحب نے پسند کیا تھا ہمراہی کرنیل گارڈن افسر ۲۳ پائینرز و کپتان رچارڈ کنیڈی ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل (جو افسر نہایت ہونہار قابلیتوں اور کمالات کا تھا اور جس کی دلاوری اور ناموری پہ اُس کے سپہ سالار کو بڑا اعتماد تھا اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنی بہی خدمات میں بڑی ہی اعزاز و امتیاز حاصل کرتے) گشت کرنے تشریف لے گئے کرنیل گارڈن نے پھر غنیم کی دائیں پہاڑیوں کا ملاحظہ کیا اور میجر کالٹ اور کپتان کاربی نے خفیہ گشت (مگر فوجوں کو ہمراہ نہ لے گئے) موضع پیوار سے باقاعدہ سڑک سے اوپر سپنگا وائی تک کیا اور کوتل سے ۱½ میل کے فاصلہ پہ پہنچکر پیوار کوتل پہ کس طرح سے سامنے کی جانب سے حملہ کر کے رائے سے مستفید ہوئے اور وہاں سے انہوں نے عمدہ نظارہ قرب و جوار کا حاصل کیا جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کمال احتیاط سے ان افسروں کی رپورٹ کو ملاحظہ فرمایا اور ۳۰ تاریخ کو یہ فیصلہ فرمایا کہ سامنے سے پیوار کوتل پہ کسی ہیچ سے حملہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس سے بہت بھاری نقصان

برداشت کرنا پڑے گا تاہم اُنہوں نے پیوار کوٹل کے مقابل ارادہ کیا کہ مناسب
وقت پر کا انتظام کیا جاوے حالانکہ اصلی حملہ ایک پہلو کی حرکت دائیں عقب گرد اگرد
موضع پیواڑ کے ہوگی اور وہاں سے نالہ سپنگا وائی سے مرگ کوہستان کو دائیں جانب پیوار
کوٹل کے چند حصے کی جاوے اس حملہ کو جیسے اُنہوں نے خاص تجویز کیا بذات خاص
سرانجام کرنے کا ارادہ کیا مگر اُنہوں نے اپنی صلاح دل ہی میں رکھی صرف ایک ہی افسر
میجر کالٹ پر اُنہیں اعتقاد تھا جن کو اپنی گشت کے سبب میدان سپنگا وائی تک مرگ
سے علم تھا ❊

جنرل صاحب نے اپنی تجاویز سوچ چکے تھے کہ بلا علم اعدی رجمنٹوں کے بھی حصہ
کر کے یکم دسمبر بموجب روایت ورا اُنہوں نے کُل بریگیڈیر جنرلوں کمان افسران رجمنٹ و
توپخانہ و چیف سٹاف افسران کو اپنے خیمہ میں بُلا کر اپنی تجویزیں اُن کے روبرو پیش کیں۔
جب جنرل رابرٹس صاحب نے ان مجتمع افسروں سے خطاب کیا تو ہر ایک کو سخت
ہدایت کی کہ ان تجاویز کو بالکل مخفی رکھا جاوے کیونکہ اُن کے خیال میں یہ بات سما
گئی تھی کہ اگر یہ راز طشت از بام افتادہ ہو گیا تو اسکا نتیجہ ہمارے واسطے مہلک ثابت
ہوگا اسواسطے اُنہوں نے سب سے استدعا کی کہ ان تجاویز کا ذکر کسی سے نہ کیا جاوے
حتی کہ جس طرف خاص حملہ کا ارادہ تھا اُس طرف دیکھا بھی نہ جاوے اُنہوں نے رات کے
طول و طویل سفر کی مشکلات کا بھی ذکر کیا جو محض ترتیب صبر اور حوصلہ پر منحصر ہیں اور
اُنہوں نے اپنے سامعین کو ہدایت کی کہ تمام صفوف افواج میں خواہ کوئی ہی کیوں نہ ہو
اس راز کا چرچا اصلا نہ ہو اور کُل فوج ایک دوسرے سے ملکر چلیں۔ اگر ذرا بھی غلطی
ہوئی تو راستہ بھول جاوے گا اور ساری مہم کی تدبیر قضیہ مشکلہ کی صورت پکڑ لیگی
کُل فوج کی تعداد جو زیر حکم جنرل صاحب ممدوح تھی اور جو نہایت بھاری جمعیت کے
انہزام اور غنیم کے مقام کے رام کرنے کو جانے والی تھی ۴۱۳۳ جوان برعدد شمردہ تھے
جن میں سے صرف ۸۹۹ یورپین تھے ❊

اُنہوں نے خود تو سفر شبینہ براہ درہ سپنگا وائی ہمراہی بریگیڈ بریگیڈیر جنرل
تھلول صاحب تجویز کیا اور خاص حملہ پیوار کوٹل بریگیڈیر جنرل کاب صاحب کی فوج
سے تفویض فرمایا اعدا کو اس امر کی تصدیق کے لیئے کہ حملہ پیوار کوٹل مقابل کی طرف سے
ہونے والا ہے جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے گشتی جماعتیں دونوں جانب پیوار کوٹل
کے روانہ کیں اور ایک جماعت پائنیرز کی زیر حکم انجینیر افسر اور رجمنٹ [illegible] کی سایہ انداز

جماعت موقع تراؤی کے پاس کمپ کے آگے دمدمہ توپخانہ بنانے کے لئے روانہ فرمائی۔ غنیم نے اس دستہ فوج کو کوٹل کے توپخانہ سے بانوں کی آتشباری کی مگر کوئی بھاری نقصان نہ ہوا۔ جنرل رابرٹس صاحب نے یہ امر دریافت کیا کہ دشمن کی جمعیت وسط اور داہنی جانب میں بہت زیادہ جمع ہے حالانکہ بائیں جانب جو خاص مطمح نظر حرکت جوالہ تھا بہت ضعیف الطاقت اور ضعیف القوت تھے یہ راز ایسا مستور رہا کہ نہ صرف افغانوں کو ہی یہ خیال ہوا کہ حملہ سوار کوٹل کے مقابل کی طرف سے ہوگا بلکہ فوج کا ہر ایک آدمی خیال کرتا تھا کہ کل علی الصباح ہم عظیم الشان درہ کے حملہ میں مصروف ہونگے جس کے عقب میں دشمن نامعلوم جمعیت میں مستقر تھے۔ اس خیال کو مضبوط کرنے کے واسطے نصف توپخانہ جی بارٹی سوم بریگیڈ شاہی توپخانہ اور سکواڈرن رسالہ ۱۲ بنگال جو قلعہ قدم سے گذشتہ دن کو آئے تھے دشمن کے سامنے صف بستہ کئے ۔

بس کارروائی میں جنرل رابرٹس صاحب مصروف کارزار ہونے والے تھے
ایسی مہیب و ہولناک تھی کہ بجز پہلوانان روئیں تن و جوانان پلٹن بڑے بڑے بہادر دل
اور دلاوروں کے زہرہ آب ہو جاتے تھے اُس پہاڑ کی دیوار کے پیچھے جو مانع حملہ تھی فوج
اعداء پُرجوش و پُرغضب شیر غراں کی طرح کمین میں ڈٹی پڑی تھی جس کی تعداد اعداد
اور قوت سداد کی خبر کچھ نہ ملی امیر شیر علی خاں صاحب کی باقاعدہ فوج پچاس ہزار تھی
اور تین سو توپیں اور سامان اسلحات بکثرت تھے خصوصاً اُس ملک میں کہ جہاں ہر ایک
جوان بالغ سلحشور ہے اور جو فوج تلمذ قوم میں تھی اگر اُس کی تعداد مردم کا اضافہ مطلوب
ہو تو ایک منادی سے کل قومیں مذہبی جوش میں خواہ آور کفار کے مقابلہ کے لئے موریچہ
سے زیادہ جمع ہو سکتی ہیں باقاعدہ فوج افغانستان جو کہ انگریزی فوج کے سامنے پیدا ہوئی
صرف ۱۰۰۰ مردان کارزار اور ۱۱ توپیں تھیں اور نومبر کے اخیر میں پیدل فوج اور توپخانہ
کی کمک پہنچ گئی حالانکہ انہیں بڑے توپخانہ کا افادہ بھی حاصل تھا اور اُن کا مقام
جمعیت ناقابل گذر تھا اور ہر طرف سے جنگ آور بہادر پہاڑی اور اقوام مختلفہ کی امداد
بھی بہم پہنچتی تھی ۔

طلوع ہوتے ہی افواج کی بریگیڈیر جنرل تھیلول صاحب کی بریگیڈ
سے مترتب ہو کر تیاری کوچ کے واسطے آگاہ کیا گیا ۔ اچھے رات کو کالم خاص
حکم جنرل رابرٹس صاحب بہادر تعدادی ۳۴۴ افسران و ۲۲۲۰ مردان پیکار کے
معہ ڈولیاں ہسپتال اور قاطران سامان اسلحات جو ہر ایک رجمنٹ کے عقب میں جاتی

تھیں چپ چاپ کوچ کیا نہ ڈھول بجایا گیا نہ بگل اور کیمپ کی روشن آگ سے گذر کر جو رات بھر شعلہ زن رہی تھی تمام فوج تاریکی کے دریائے بے پایان میں غرق ہو گئی اور تلہ سپنگاوئی کی طرف پر پیچ گول سڑک موضع پیوار کے عقب میں روانہ ہوئی ۔

آگے آگے ۲۹ ویں پنجابی ۔ پنجم گورکھا اور پہاڑی توپ خانہ زیر کمان کرنیل پی اے گارڈن متعلقہ ۲۹ پنجاب پیدل چلتے تھے اُس کے پیچھے ایک جناح ۷۲ گھاگرہ۔ دوم پنجابی پیدل ۲۳ پائینیرز اور چار توپیں ایف ای شاہی اسپی توپ خانہ ہاتھیوں پر جن کے ساتھ دو کمپنیاں پائینیرز کی تھیں زیر کمان جنرل تھیلول صاحب جاتے تھے ۔

پیوار کی جانب کی مسافت کا پہلا حصہ ساڑھے تین میل کے قریب ہے جو ناہموار زمین اور پتھریلی سے گذرتا ہے کیونکہ وہاں کوئی سڑک نہیں جاتی پھر جھیل کے جنگل سے جاتا اور بہت سی ندیوں اور پتھریلے نالوں کو قبل اس کے موضع کے گرد اگرد کی مزروعہ زمین کو پہنچیں عبور کرنا پڑتا ہے تب سڑک ایک نشیبی زمین پر سپنگاوائی نالہ کے کنارہ مزروعہ ڈھلوان کو جاتی ہے نالہ کی باڑ کے ساتھ ساتھ ایک بدررو بڑی تیزی سے بہتی ہے جسکے کنارے گاڑھی برف سے مستور ہیں جس سے اُترائی انسانوں اور حیوانوں کے واسطے بہت مشکل ہو گئی ہے یہ بڑی خوش قسمتی کا باعث تھا کہ جنرل رابرٹس صاحب نے دس بجے رات کو سفر شروع کیا جو اس ارادہ سے کیا گیا کہ فوجوں کو سڑک پر قدرے استراحت دی جاوے کیونکہ یہ درست خیال کیا گیا تھا کہ چونکہ طے مسافت بطی السیری سے ہوگا درہ سپنگاوائی جو موضع پیوار سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے تو بجز طلوع صبح انہزام اعدا کے واسطے وہاں پہنچنا محال ہے ۔

ایک سخت تیز و تند باد جاں خراش چل رہی تھی کیونکہ یہ جائے مسافت بر ۷۰۰۰ فیٹ مرتفع ہے اور چڑھائی درہ کی چوٹی تک جاری رہی جہاں اُس کی ۹۴۰۰ فیٹ کی بلندی تھی آدمی اور گھوڑوں کے پاؤں کا قیام امر محال تھا کیونکہ سڑک ہر جگہ سے شکستہ اور ٹوٹے پھوٹے پتھروں سے معمور تھی اور اسکے علاوہ رات کی تاریکی مشکلات کو بڑھاتی تھی لیکن جوانان کار زار اور مردان بیکار نے پاسے استقلال گاڑھے اور کمال اشتیاق سے اسوقت کے منتظر تھے کہ حرب و ضرب اور عرصہ نبرد میں خون اعدا سے دل کی تشنگی بجھا دینگے اور غنیم لئیم کو بھر بھر جام شہادت پلا دینگے کیونکہ اُنہیں اپنے سپہ سالار پر کامل بھروسہ اور اعتماد حاصل تھا۔ بباعث تاریکی شب اور اشکال سڑک جس پر سے کہ آگے صرف میجر کالٹ نے گذرا تھا دوم پنجابیوں نے گھاگرہ ۷۲ کا پیچھا چھوڑ دیا اور

بجائے اس کے کہ نالہ کی طرف پھریں اُس سے عبور کر گئے شاید یہ خیال کیا کہ پڑنے والی جگہ آگے ہو گی ۳۲ پائینرز اور اسپی توپ خانہ اُن کے سراغ پہ چلے اور کچھ عرصہ کے بعد بریگیڈیر جنرل تھیلول صاحب جو فوج کے آگے چل رہے تھے اپنی آدھی فوج کے گم ہونے سے مطلع ہوئے اس امر کی دریافت ہوتے ہی بریگیڈیر جنرل صاحب نے اپنے اردلی لفٹنٹ ٹرنر صاحب متعلقہ ہشتم رجمنٹ کو فوج کے واپس لانے کے واسطے روانہ کیا اور وہ دو میل تک سفر کر کے انہیں واپس لائے اس غلطی کے سبب بریگیڈیر جنرل صاحب بہادر اور دوم اور بست و سوم رجمنٹ اور چار توپیں شکار کے واسطے چڑھائی پر فوج آگے بڑھتی گئی سڑک خراب معلوم ہوتی گئی کیونکہ جنرل رابرٹس صاحب فرماتے ہیں کہ اگر نالہ کو یہ خطاب دیا جاوے تو بجز اس کے نہ تھا کہ پتھروں کا انبار تھا تمام راہ میں بکھرے ہوئے تھے اور اس میں پانی کے زور سے بڑے بڑے سوراخ پڑ گئے تھے

بعد اس کے کہ جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے معہ اُن فوجوں کے جو ابتک اُن کے ہمراہ تھیں نالہ کے اوپر ڈیڑھ میل تک سفر کیا ایک ایسا حادثہ واقعہ ہوا جس سے اس کارروائی کی خطرناک حالت معلوم ہوئی کہ جن میں فوجیں مصروف تھیں اور قریباً اُس انتظام میں غلطی ڈالی جو جنرل صاحب نے کمال احتیاط سے تجویز کیا ۔ ۲۹ دیسی پنجاب کی صفوف سے جو کالم کے سر پہ چلتے تھے اچانک ایک گولی سر ہوئی اور پھر جلدی ہی دوسری چلی بجز دغا اور فریب کے یہ کیا ہو سکتا ہے ۔ جنرل رابرٹس صاحب کو اس امر سے بیم و ہراس پیدا ہوا جسکا انہیں خیال بھی نہ تھا ؂

اس حالت میں کہ بجز اُن کے اپنے فنون و حکمت عملی اور دلاوری اور بہادری کے اور اپنی فوج کی طاقت اور جمعیت کے اور سب طرف سے عداوت اور دشمنی میں محصور تھا کس قدر خوفناک واقعہ تھا کہ اُن کی اپنی فوج کے آدمیوں سے ہی کہ اُن کی اپنی ہی معتمد علیہ فوج کی رائفلوں سے ہے شعلہ اُٹھا مگر ابتلائے بلا تے ہیں ایسے موقعہ خطر و حذر میں اُنہوں نے جادہ استقلال سے انحراف نہ کیا اُن کی دلاوری اور دلیری اور بہادری اور شیری ایسے حادثہ جانگزا اور واقعہ ہوش ربا میں سالک مسالک ثبات و بسالت رہی کرنیل گارڈن صاحب کمان افسر رجمنٹ ۲۹ نے اپنی رجمنٹ کو ٹھیرنے کا حکم دیا اور خود جنرل صاحب نے جو فوج ہراول کے بالکل عقب میں سوار باد رفتار تھے حکم دیا کہ پنجم گورکھا اور رگھا گرہ ۲۳ کی دو کمپنیاں اُن کے آگے ہو جاویں مگر اس امر کا خوف ضرور ہوا کہ شرارت ہو گی اور افغانوں کو متنبہ کر دیا

۹ بجے چڑھتا تھا میں نے کرنیل ولاسن سے وقت پوچھا اپنی گھڑی نکالکر انہوں نے بتلایا کہ تین بجے ہیں اس سے مجھے پھر یقین ہوا کہ ہم دشمن کے مقام پر ضرور سورج نکلنے سے پہلے پہنچ جاوینگے مگر وہ جلدی ہی پھر میرے پاس آیا اور کہا کہ میں نے غلطی کھائی تھی ۴ بجے ہیں اس سے میرا تردد زیادہ ہوا کیونکہ ہم اس سرزمین پر چل رہے تھے کہ جس سے ہم بالکل ناواقف تھے اب گورکھا پلٹن آگے تھی اور پھر دوبارہ تاخیر جلدی واقعہ ہوئی کیونکہ رجمنٹ نے غلط سڑک پکڑی جو اس مقام پر دو حصوں میں تقسیم ہو کر دو اطراف کو جاتی تھی میں نے فوج کو ٹھیرایا اور ایک افسر کو اس فوج کی دریافت کے لئے روانہ کیا اور وہ جلدی واپس آئی مگر اس سے نصف گھنٹہ کی دیر اور واقعہ ہوئی ؂

اب بہت تیز چڑھائی شروع ہوتی جس سے مجھے معلوم ہوا کہ اب ہم آخری ڈھلوان کے قریب پہنچگئے ہیں اب میں نے میجر فٹز ہیو کمان افسر رجمنٹ ۵ گورکھا کو حکم دیا کہ میں اب پھر آپ کو اور کوئی حکم نہ دونگا۔ مگر آپ کو چاہیئے کہ جلدی چلو اور افغانوں کے مقام کی پائین پہنچکر آپ حکم دیں کہ کمپنیں صف آرائی کریں اور دشمن کی طرف جس قدر جلدی کہ حیطۂ امکان میں ہو جاویں اور میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں آپ کی مدد رجمنٹ ۷۲ اور دیگر فوجوں سے جس قدر جلدی کہ میں ان کو لڑائی تک لاسکا امداد کرونگا۔ طلوع آفتاب کے ہوتے ہی میں نے یہ حکم سنا کہ کمپنیوں صف آرائی کرو اور چند لمحہ بعد غنیم نے آتشباری شروع کی ؂

آتشباری کا ناپیداکنار طوفان انگیز دریا دونوں طرف سے موج زنی پر شروع ہوا اور دشت و بیابان بندوقوں کی آگ سے رشک گلزار ہوا۔ رائفلوں کی صدائے ہولناک سے زہرہ گاؤ زمین آب ہوا اور ملک الموت کی شادی خانہ آبادی پر آتشبازان فرنگ نے وہ دہ گولے چلائے چادریں کھچا ئیں کہ ہند کی دیپ مالا اس کے سامنے گرد تھی موت کے فرشتہ اس گھبراہٹ میں تھے کہ دفتروں میں غلط نام درج ہوئے ہزاروں جانیں بے موت مریں زمین و آسمان میں ہل چل مچی کور چشم پیر ارکوئل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنے لگا یرموک حسرت سے رونے لگا ؎

زمیں سے فلک تک دھواں دھار تھا | حشر تھی بپا دشت پیکار تھا
تراتراپ افغان وحشی سیر | ہوئی بارش گولہ سربسر
فغان فغان ان کا دم تور تھا | کہ گویا قیامت کا عرصہ ہوا
کہیں سر پڑا اور کہیں ہاتھ پانو | ہوئے عضو مقطوع سے آباد گانو

مگر واہ رے اقبال کیخسروی ۔ رہے ہند پر سایۂ قیصری
رہی فوج برطانیہ شاد کام ۔ کیا کچھ نہ گوروں نے اثر اذرکام
وہ تھا کوہ ڈھلوان جائے امان ۔ کہ تھی فوج برطانیہ کی جہاں
سر و پیر سے گولے ہوا ہو گئے ۔ پہاڑوں سے ٹکرا جدا ہو گئے
مگر وقت تھا صبح کے نور کا ۔ بنا دیں تھیں جلوۂ طور کا
وہ دولھا سا جیزیل نوشہ بنا ۔ بنا بنکے گھوڑے پہ اسوار تھا
چھٹے گولہ و چادریں اس قدر ۔ کہ کرّ و بیوں کے ہوئے گوش کر
ادھر سے چھٹے بان خونخوارگاں ۔ اُدھر سے تھا توپوں سے اُٹھتا دھواں
ہزاروں جوانان رستم نموں ۔ گئے فوج قیصر نے بت سرنگوں
وہ تارا سا ٹوٹا جو بان فرنگ ۔ تو افغان خونیں گرے بے درنگ
وہ مشتاق تھے خان رضوان کے ۔ ملی آرزو اُن کی برطان سے
ہوئے لاکھوں افغان صید فنا ۔ اجل نے دیا دام حربی بچھا
دلیران نیپال نے روز جنگ ۔ کیا دشمنوں پر جہان سارا تنگ
کوئی دم تو دشمن سے لڑتے رہے ۔ جو شیران بیشہ ڈکرتے رہے
ہزاروں پٹھانوں کو اک آن میں ۔ کئے کشتہ محشر کے میدان میں
نہ ڈھڈم رہی اور نہ ٹمٹم رہی ۔ فقط تیغ خونیں کے ہمدم رہی
وزاں پس سٹاکیڈ افغانیاں ۔ ہوا حملہ گاہ برطانیاں
کیا گورکھوں نے جو ہلہ وہاں ۔ تو بھاگے وہاں سے وہ افغانیاں
کیا سنگر دوم پر جا مقام ۔ ہزیمت نصیب اُن کے تھی صبح و شام

غرض بیلان گورکھا نے روئے گیتی افغانان تیرہ بخت پر سیاہ کیا اور اُن کی کل فوج کا حال تباہ کیا مفرور ہوکر دوسرے سنگر کی طرف بھاگے فوج ناصر و منصور کے بخت جاگے یہ سنگر وہاں سے اسّی گز کے فاصلہ عقب پر تھا مگر چونکہ گھیری یہاں زیادہ وسیع تھی اسواسطے سنگر کی دونوں جانب بھڑ گئے اُدھر بلنگان نیپال نے بامداد بیران ہائلنڈر افغانوں کے وسط میں گھس کر تیغ زنی کی کہ آسمان پر فرشتے اُن کی صفائی ہاتھ پر جان نثار ہوتے تھے اعداء کے دل اُن کی تیزی اور تندی سے فگار ہوتے تھے شیروں کے آگے بز کوہی کی مجال مقاومت کہاں ناچار بجز جائے فرار جائے قرار و مقاومت کہاں ؂

اسوقت جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کپتان کیلسو کو حکم دیا کہ اپنا پہاڑی توپخانہ مقابل لے جاؤ - اس افسر نے اس حکم کی تعمیل نہایت دلاوری اور جرأت اور بہادری اور دلیری سے کی اور جو گھاگرہ پلٹن کی باقی ماندہ سپاہ سے شیر ببر کی طرح آگے پہاڑ کی طرف بڑھے - ان پلٹن جوانوں نے جنگل سے درختوں سے جو گھنے تھے گذر کر جو پتھریلی کی ڈھلوان پہ تھے ہراول فوج کے دائیں جانب پہنچ کر اپنی فوج کی مدد میں آگے بڑھ کر مغرورین افغانوں کا تعاقب ان کے آخری بچاؤ کی جگہ قلعہ جبال تک کیا - دوسرے سنگر سے پہاڑ کی چوٹی تک کھلا میدان تھا اور چڑھائی نہایت تنگ ریگ تھی - چوٹی پر اعداء مور و ملخ کی طرح جمع تھے انہوں نے ہماری توپوں پر آتشباری کا مینہ برسایا اور بادلوں کے بادل بھی گرج گرج آئے مگر حسن اتفاق سے انہوں نے کوئی نقصان نہ پہنچایا - حملہ کے سد راہ شہتیریوں کے درخت ہوئے جو پہاڑ کی ڈھلوان پر گرے پڑے تھے ؛

گورکھوں اور گھاگرہ نے دشمن کا پاشنہ کوب تعاقب کیا اور تیسری سنگر پر قابض ہو گئے - یہاں افغانوں کا نقصان بہت بھاری ہوا مگر اس توپ کو ہمراہ لے گئے جو چڑھائی کی لائن پر حکمران تھی - ۲۹ ویں پنجابی کمک میں تھی اور تھوڑی دیر بعد اس رجمنٹ نے دائیں جانب حملہ کیا ادھر جنرل رابرٹس صاحب نے پیدل دائیں جانب گھاگرہ ۲ کی رفاقت کی اور اس بلندی یا ٹیلہ کو تسخیر کیا جو اراضی متصلہ سنگر ثالث پر حکمران تھا اسوقت کپتان کیلسو کا نقصان جان فوج کو اٹھانا پڑا جس کی تفصیل بیان اس طرح ہے :- اس افسر نے تعاقب رجمنٹ گورکہ و گھاگرہ اپنی دو توپیں لیکر اس مورچہ پر کارروائی شروع کی جسکو اعداء نے خالی کیا تھا - اور چونکہ وہ واقف نہ تھے کہ پہلے سنگر پر دشمن نے عارضی طور پر پھر قبضہ کر لیا ہے کیونکہ صبح کی تاریکی معاینہ مفصل احوال کی مانع تھی اپنے کام کی جگہ سے بھیجا اپنے چیف دیسی افسر کے چلے تاکہ ٹیلہ پر ایک توپ کی کارروائی کے واسطے جگہ دریافت کریں اسوقت تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے اور چاہتے تھے کہ وہ پیچھے پھر سے دشمن کی جانب سے پیام اجل (گولی) آیا اور وہیں جان بحق تسلیم ہو کر گر پڑے - اس کے بعد فوراً ۲۹ ویں پنجابی نے حملہ کرکے پہلا سنگر اپنے قبضہ میں کیا ؛

اس اثناء میں گھاگرہ فوج نے زیر کمان کرنیل براؤنلو رفاقت جنرل رابرٹس صاحب بہادر چڑھائی شروع کی اور دشمن کو منہزم کیا وہ جنگل کے

درختوں کے جنگل کو پسپا ہوئے جو اس پھیری پر تھا۔ گورکھا رجمنٹ نے سامنے سے
پہاڑ پر سابقہ سنگر سے اور بھی حملہ دلاورانہ کیا ادھر سے افغانوں کی ایک جماعت
نے بھی جواب دیا مگر رستم و دستان پر تو روئے نوجوان کپتان کوک نے اُن سے
مقابلہ کیا جس کی کرنیل شجاعت اور بسالت سے میجر گالبریتھ صاحب اسسٹنٹ
ایجوٹنٹ جنرل کو قوی الطاقت پٹھان کے ہاتھ سے مرتے ہوئے بچایا جنگ ختم
ہو گیا۔ ہوا اول پاٹری سنگر میں ۸۷ آدمیوں کی لاشیں دستیاب ہوئیں جس سے
معلوم ہوتا تھا کہ اعداء نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا ۔

اب فوجوں کی مصاف آرائی سنگر کے پاس مرگ کے کنارہ ہوئی صرف ۲۳
جوانان روئیں تن اور شیران آہن بدن نے سنگر کی مقامی حیثیت کو اعداء کے ہاتھ
سے بزور بازو بے ہمت دلیروئے چنگال ہمت چھین لیا اور اُن کی حمایت و وقایت
کی پوزیشن کو بالکل منقلب الحال کر دیا اسوقت ٹڈی کی طرح تمام افغان پہاڑ کوتل
کے جنگل میں شوال کی جانب پسپا ہوئے۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے
[illegible] جنرل کاب کو اپنی فتح شایان اور نصرت نمایاں کا مژدہ جانفزا اور بشارت
[illegible] بذریعہ ہیلیوگراف سنائی اور انہیں ہدایت فرمائی کہ پیچھے کی طرف سے کوتل پر حملہ
[illegible] کی مہاملت میں شرکت کریں پہاڑ کی چوٹی پر فوج کی پھر صف بندی کر کے
انہوں نے [illegible] کی جو ابھی تک تھوڑے دور پیچھے زیر حکم بریگیڈیر جنرل
تھیلول رہے تھے ۔

ساڑھے نو بجے جنرل صاحب نے فوج کو قدرے استراحت دلا کر اور یہ خیال
کر کے کہ اب اعداء پست ہمت اور کم جرأت ہو رہے ہیں ان کو دبانا اور انپر زور ڈالنا
عظمت افواج قیصری کے لئے عمدہ فایدہ بخش ہے اُنہوں نے عزم جازم کیا کہ دشمنوں
پر بلا انتظار امداد حملہ کیا جاوے۔ جنرل تھیلول صاحب کو پیغام طلب کر کے
[illegible] کرده اپنی فوج موجوده یعنے ۲۳ گھاگره و گورکھا و ۲۹ کو ہمراه لے کر اسواسطے
آگے بڑھے کہ دشمن کو اس دشت کوہسار سے نکالیں جو پہاڑ کوتل کی جانب اس
مرتفع ارضی چاروں طرف محصور تھا اور جہاں اب انہوں نے اپنا مامن بنایا تھا ۔

اب ۲۹ ویں آگے ہوئی اس کے پیچھے گورکھا اور ۲۳ گھاگرہ اور پہاڑی
توپخانہ زیر حکم لفٹننٹ جروس چلیں یہ فوج میدان سے بلا مزاحمت گذر گئیں اور پھر
چیل کے جنگل میں جو پہاڑی کی جانب جنگ دست بدست کے واسطے داخل ہو گئی

اس جدال و قتال سے فوج کی تربیت ہمت و جرات و استقلال کا تجربہ بخوبی ہو جاتا ہے اور جو لوگ اپنے افسروں کی سرپرستی سے محروم ہیں ان کی جبن پست ہمتی بزدلی اور ضعف کی آزمایش ہو جاتی ہے۔ اب اس دشت قپچاق میں فوج سکندری نے ایرانیوں کو وہ روز بد دکھلایا کہ بجز فرار کوئی مفر نظر نہ آیا ؛

بہ تیغ و بہ خنجر بہ سنگین تیز | کیا فوج نے جلوۂ رستخیز
سنان عدو دوز سے آبی و رنگ | گئے قتل لاکھوں عدو روز جنگ
دلاور سپہ نے بزور بیلے | بھگائے وہاں سے سگ ترابلے
پٹھانوں کی نبری سبھی سدہ وہاں | گرے بھاگتے راہوں میں مردہ جان
کھلے پنجہ بیٹھے للکھائے موت | ہزاروں جواں تب گرے ہو کے فوت
وہ تھا وہ جوش و خروش جہاں | ہوئے آن واحد میں مفقود واں
ہوئی فتح رابرٹس ایسی عیاں | کہ تاریخ گیتی ندارد نشال
ہوا نام روشن جہان میں نمود | ہوا جلوۂ قیصری کا شہود
وہاں سے جو کھائی ہزیمت عیاں | تو بھاگے مقابل کے کوہ پہ بجاں
ہماری سپاہ دلاور بزور | گئی قلعہ پہ کر کے شور
وہاں جو رجیوں سے ملا طعام | تناول کیا جلد اور شرب جام
اسی روز سے نام پیکنگ کا کوہ | ہوا اسکا اے یار عالی شکوہ
پٹھانوں نے کی بارش آگ سخت | کہ سب جل گئے دشت و بر کے درخت
مقابل میں تھی جمع فوج گراں | تڑکو ہیوں کی طرح سب پٹھان
انہوں نے دکھایا بہت زور شور | مگر فوج قیصری تھی رخشندہ ہور
جنہیں حق سے نصرت عطا ہو مدام | ہیں عیش و عشرت کا دائم مدام

کرنیل رابرٹس صاحب نے اپنی جگہ درمیان سخت آتشباری کی۔ ۲۹ ویں کی عقبی (؟) میں بائیں جانب مقابل اس گردن پہاڑ کے جو پہاڑ پر نگران حال تھے قایم کی اس پہاڑی پہ افغان بڑی جمعیت اور طاقت سے فراہم تھے مگر وہاں سے بشرطیکہ پیواڑ کوتل پہ حملہ کیا جاوے منہزم ہو سکتے تھے۔ دشمن نے کمال داد جوانمردی دی اور اپنی کثرت جمعیت پہ نازاں ہو کر جو تمام قلعہ جیال کے وسعت میں پھیلی ہوئی تھی ایک میل بائیں جانب اور نصف میل دائیں جانب پہاڑ کی گردن کے اور نیز اُن کے مقام کی جمعیت نے سخت شدید آتشباری شروع کی اور نیز انگریزی فوجوں کی طرف پہاڑ

کے پیچھے گو دیاری کی مگر ہر ایک دفعہ واپس ہٹکائے گئے۔ اگرچہ چڑھائی کا وقت ابھی نہیں پہنچا تھا کیونکہ بریگیڈیر جنرل کاب کا حملہ منجانب مقابل ابھی شروع نہ ہوا تاہم جنرل رابرٹس صاحب کی فطرت مقدرہ اور جرات دہمت موثرہ سے یہ بعید تھا کہ صورت مدافعیہ اختیار کرتے اور اس واسطے انہوں نے ۲۹ ویں پنجابی کو پہاڑ کے نیچے آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور پہاڑی توپ خانہ کی آتشباری اُن کے سروں پر سایہ انداز کی تاکہ مقابل ڈھلوان پر دشمن پر تاخت وتاراج کریں اور گورکھا اور گھاگرہ کو اس کام کرنے کے لئے پیغام بھیجا۔

پنجابی سپاہی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے مگر شومی طالع گورکھا اور گھاگرہ جنگل لق ودق میں راستہ بھول گئے اور جب پنجابیوں کی کمک کو نہ پہنچا تو اُن کو بالجبر واپس ہونا پڑا۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر رجمنٹ سب سے پچھلی صف کے ہمراہ تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ گورکھے اور گھا بہت قریب عقب میں آرہے ہیں کہ انہوں نے ناگاہ ۲۹ ویں رجمنٹ کو بڑے زور سے واپس دوڑتے آتے دیکھا کیونکہ افغانوں نے جو بہت بڑی تعداد میں تھے انہیں پیچھے ہٹایا۔ جنرل صاحب نے اپنے سٹاف کے سارے افسروں کو حتیٰ کہ پادری جی ایڈمس کو بھی اس خبر کے لانے کیواسطے روانہ کیا کہ بریگیڈیر جنرل تھیلول معہ فوج کمکی کے کہاں ہیں اور گورکھا اور گھاگرہ کدھر کو کھسک گئے ہیں مگر نہ تو کوئی افسر سٹاف کا خبر لے کر واپس آیا نہ مطلوبہ افواج نے جلوۂ شہود دکھلایا۔

اب حالت موجودہ حضور جنرل صاحب ممدوح الشان کی بہت نازک تھی جنرل صاحب نے ہر چند پنجابیوں کو تحریص وتخویف ثابت قدمی کی کی مگر سب کوشش رائیگاں گئی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے اور کیا ہی جرات ہے کہ ایسے ساعت بیم وہراس اور زمانہ خوف ویاس میں جبکہ ہر سمت سے نامرادی کا بادل چھایا ہوا تھا اور موت کی بجلی دمبدم چمک رہی تھی کسی امداد واعانت کی امید نہ رہی۔ اجل مفاجات بھیانک صورت دکھا رہی تھی گولیوں کی بوچھاڑ برگ وشجر کو ستا رہی تھی پر مدد چند آثار حشر سمجھ کر عالم عدم میں جلوہ افروز ہوئے۔ حشرات الارض توپوں کی صدائے مہیب کو صور اسرافیل سمجھ کر زمین کے نیچے ہی دم بخود خواب ممات میں سو گئے۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے نیروئے شیری اور شیر اوژنی سے ہمت استقلال کو نہ ہارا اور پائے ثبات کو ہرگز نہ اُٹھایا۔ تن بہ تقدیر اسی بارش بنادیق واتواپ میں غنیم کے مقابل دلادرانہ

جرأت سے کھڑے رہے اور یہ کوئی کم معجزہ یا خرق عادت نہیں کہ وہ ایسی مور و ملخ
سی فوج کی گولیوں کے اولوں کی خوراک نہ ہوئے اور اسی طرح مورچوں پر تاؤ
دیتے اڑے رہے البتہ ایک صرف شدہ گولی کے زخم سے اُن کے ہاتھ میں اُس مخاطرہ
کا آثار پیدا ہوا جسکے لئے وہ مطرح سہام آلام تھے ؂

اسوقت جنرل رابرٹس صاحب کی توجہ ایک جان نثاری کی طرف مبذول
ہوئی جو اُن کی جان کے لئے منصہ شہود میں جلوہ لائی اور جو اس شایان ہے کہ
اس تاریخ یادگار زمانہ میں مندرج کی جاوے جب افغانوں کے مقام سے
پکنک پہاڑی پر واپس ہوتے بعد اس کے بزدل پنجابیوں کو تسکین دینے کی مساعی میں
ناکامیابی ہوئی تو جب اُنہوں نے معاینہ کے لئے پیچھے ہٹ کے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اُن کے سکھ اردلی دھیان سنگھ متعلقہ پلٹن پنجابی نے اپنے دونوں بازو
اپنے آقائے نامدار کی حفاظت جان کے لئے پھیلائے ہوئے ہیں اور اُن کے عقب
میں ملے ہوئے چلا آتا ہے ایسی حالت میں کہ اُسکا عادہ بدقسمت اُس تنگ وادی
میں جو حسب بیان مشرح اسبق صرف ۵ گز وسیع تھی دشمن افغانوں کی آتشباری
کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا جو افسروں نے سرحدی جنگوں میں خدمات کیں ہیں
وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایسے نازک حالات میں سکھ یا پٹھان ملازموں نے کیسی
کیسی جانبازیں اور جان نثاریں دکھائی ہیں اور یہ سخت بے انصافی ہے کہ کہا
جاوے کہ جنیدہ نمائے ہندوستان کے لوگ منت پذیر ہی اور شکر گذاری کے
خصایل حمیدہ سے بالکل مبرا ہیں ؂

اس ساعت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تلف جان و مال اور لغزش استقلال انگریز
کے سامنے جلوہ دکھا رہی تھی کیونکہ تو بریگیڈیر جنرل [illegible] صاحب
نے کمکی فوج سے اور شیرپور گرد کے اپنی صورت دکھائی تھی - البتہ اُنکے
غیر مترقبہ انفصال سے ایک جماعت ۲۲ ویں پنجابی کی زیر حکم کرنیل کری کے
پہاڑ کے نیچے کی سمت سے شام آفت کے ابر برشتہ کی طرح اشعہ فگن
ہوئی اُنہوں نے جنرل صاحب سے اطلاع کی کہ [illegible] باقی کے آدمیوں
سے بھی میرے پیچھے آرہے ہیں - پنجابیوں نے جلدی آگ سے [illegible] اور [illegible]
انڈرسن صاحب مقتول ہوئے مگر اُن کے قتل کا انتقام کرنیل کری صاحب
بہادر نے لیا اور اعداء کو پیچھے ہٹایا - اس وقت پر اعدا پیچھے سے نزدیک پہاڑی کی

زیر حکم کمسٹیل سٹرلنگ پہنچے اور ان توپوں نے اپنا جھنڈا و نشانہ بائیں جانب کھولا
اور ان توپوں کو ہیجا سے جنت فتر با ویہ میں چلایا ان توپوں نے اپنی عدو سوز کارروائی
بائیں جانب پہاڑی کے شروع کی جہاں تھوڑی دیر پہلے افغان بڑی دلاوری
سے قابض تھے جب دوم پنجابی دیسی پیدل پہنچگئی جو باقی کی کمکی فوج کے ساتھ جنگ
و جدال کی لاین سے غیر حاضر تھے تو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے انہیں حکم دیا
کہ قلعہ جبال پر قبضہ و تصرف مضبوطی سے رکھیں اور جن فوجوں نے چودہ گھنٹے سے
زیادہ میدان وغا اور عرصہ ہیجا میں اعدائی خونریز سے جدال و قتال کر کے
دادِ مردی و دلاوری کی تھی اُن کو استراحت کا حق ملا اُنہوں نے اپنے تھیلوں سے
پکا پکایا کھانا جو وہ ہمراہ لائے تھے کھایا اس لئے اُس پہاڑ کا نام جس پر اس
شد و مد سے لڑائی کا دور چلا پکنک ہل (کوہ مصائب) رکھا گیا ۔

جنرل رابرٹس صاحب فرماتے ہیں کہ میں اُس پہاڑی کے ملاحظہ کے
لئے پیدل چلا جس جمعیت دشمن متصرف تھی کیونکہ سب اسواروں نے اپنے
گھوڑے بائیں چڑھائی پر چھوڑ دیئے تھے مگر معلوم ہوا کہ یہ امر ناممکن ہے کہ دشمن
کا تعاقب اس سمت سے کیا جاوے کیونکہ جنگل جھاڑ دار تھا جس میں پوشیدگی
کثرت سے تھی اور دن کی روشنی صرف دو گھنٹہ باقی تھی اسواسطے میں نے فیصلہ
کیا کہ جانب پہلو سے اور حرکت کی جاوے تاکہ دشمن کے عقب کے گرد سے ہم اور
اور آگے بڑھ جاویں تاکہ کل صبح کے حملہ کے لئے مستعد ہو جاویں دوم پنجابی کو پکنک
ہل پر کوتل کے شمال میں چھوڑ کر اور ۲۹ ویں کو اُس پہاڑ پر قابض کر کے
جو سپنگا وائی کے مقابل کھڑا تھا اور جنگی ہسپتال کی حفاظت کے واسطے جو وہاں
قایم ہوا تھا میں باقی کی افواج سے جو اپنے ہمراہ کمپ سے لایا تھا اور جن میں پنجم
پنجابی بھی شامل تھے اس امر کی کوشش کے واسطے آگے بڑھا کہ دشمن کے
عقب کے گرد سے پہنچ جاویں - جنرل صاحب کی والا ہمتی اور عالی ہمتی اور
استقلال کا کیا کہنا ہے کہ باوجود تمام رات کی مسافرت اور تمام دن کی
محاربت کے ابھی تکان و ماندگی کا نام نہیں ہمت کا قدم آگے ہی اُٹھتا ہے اس
مستعدی پر بہادران زمانہ کو کلمہ احسنت بر زبان رہنا چاہیئے ایسے اولوالعزم یگانہ
آفاق امتحان و ابتلا میں مشاق اس زمانہ ناقص میں بجز حضور ممدوح الشان
کہاں مل سکتے ہیں اُن کے عزم جازم اور ہمت جازم کا نتیجہ ہے کہ افغان و افغانستان

بچوں کو تا حشر رابرٹس کے نام سے ڈرا ئینگے اور ہندو [illegible] انگلستان کی بہادری کے
گیت گا ئینگے گلستان پیکار اور بوستان کارزار سے [illegible] فتح و ظفر کی
پھولوں کا مہکتا ہوا سہرا خداوند حقیقی نے انہیں کے سر باندھا [illegible]
اقبال پویہ کناں جاتا ہے وہیں دولت و عظمت شوکت و حشمت [illegible]
استقبال کو آتا ہے ایزد متعال دن و دن بےبہا اُن کو ہمیشہ با عزت و شان [illegible]
قیصرہ ہند کی خدمات میں تیر اعظم سپہر کا منگاری رہے ۔ آمین ثم آمین ؛

تاریکی شام سے پہلے جنرل صاحب ایک پہاڑی پر چڑھ [illegible]
ارتفاع قریب دس ہزار فیٹ کے ہوگا وہاں انہوں نے شب باشی کی [illegible]
برودت اپنے کامل زور پر تھی اور مقیاس الموسم میں برف ۲۵ درجہ [illegible]
اگرچہ افواج برطانیہ نے چین کے آگے آگے [illegible]
دو بجے سفر شروع کیا چار بجے سے پہلے اس فوج [illegible] کا پچھلا حصہ [illegible]
اُس کھلے ڈھلوان پر نہ پہنچا جو اعلے سے اسفلے [illegible]
ہے کوئی آدمی غنیم کا نظر نہ آیا اور چونکہ ماہ دسمبر کا چھوٹا دن قریب الانقضا [illegible]
ساری فوج اپنے مساعی جمیلہ اور مجاہدات جنہیں حرب پیکار [illegible]
بہت تھک گئی تھی ۔ حضور جنرل صاحب بہادر نے حکم ناطق فرمایا کہ [illegible]
کی جاوے اور بڑے بڑے انبار لکڑیوں کے جلائے جاویں اور یہی [illegible]
وشدت صرصر عاد اور سینہ فگار سرو باد سے محفوظ رہنے کا ذریعہ تھا ۔ جنرل
رابرٹس صاحب نے اپنے شیر دل جوانان پلٹن کی بے آرامی اور تکالیف [illegible]
حصہ لیا اور سردی کے شدید القوۃ حملے سے تھر تھر کانپتے رہے بلکہ ان کی مصائب
سب سے زیادہ تھیں کیونکہ اُن کو بریگیڈیر جنرل کاب کی طرف سے بڑا خدشہ
تھا جن کی خبر انہوں نے مطلقاً صبح سے جب کہ [illegible] ان کے پاس
سے آئے نہیں سنی تھی کیونکہ درمیانی پہاڑوں کے باعث وہ ہیلیو گراف [illegible]
صبح اُسوقت سے نہ دیکھے جب کہ انہوں نے پہلے پہل سنا کہ وہ [illegible]
قبضہ ہوگیا ہے ؛
مگر آٹھ بجے شام کو جنرل صاحب کو اس تردد اور تشویش سے نجات ہوئی
کیونکہ اُسوقت اُن کو بہت جلدی کا لکھا ہوا پرچہ کرنیل واٹر فیلڈ پولیٹکل
ایجنٹ ہمراہی فوج کا ملا جس میں لکھا تھا کہ رجمنٹ کی چھ کمپنیوں نے

زیر کمان کرنیل پارکر ڈرو پیوار کوتل پر تصرف کر لیا ہے فوج متعینہ حملہ تھا میں
جس میں ۳۳ افسر اور ۲۳۸۸ آدمی تھے زیر حکم بریگیڈیر کاب کیمپ سے
ساڑھے پانچ بجے روانہ ہو گئے اور قریب سات بجے کے آخری ٹھیری پر پہنچکر
(جو پیوار کوتل سے بذریعہ ایک شگاف کے علیحدہ ہوتی ہے) دشمن سے مصروف کارزار
ہوئے۔ دشمن نے ہماری توپوں پر گولہ باری کی مگر ہماری توپوں نے کمال ہمت
اور جرات سے جواب سلام ترکی بہ ترکی دیا یہ جنگ فریقین دس بجے تک علی التواتر
جاری رہا اسوقت اعدا نے کوشش کی کہ لٹیو الی لاین دوم بٹالین رجمنٹ
۸ پر غالب ہو جاویں مگر رسالہ بنگال ۱۲ کے ایک سکویڈرن نے آتشباری
کی لاین کے پار حملہ کیا اور اعدا کو پسپائی پر مجبور کیا ۔

ایک گھنٹہ بعد جنرل کاب کی ٹانگ میں زخم پہنچا اور فوج کی سرداری
کی زمام کرنیل ڈربو کے ہاتھ میں آئی ۔ افغانوں نے اپنی حیثیت واقعہ کوتل کو
قایم رکھا جب تک کہ جنرل صاحب کی حرکت جانبی میں کامیابی ہوئی ۔ اور
افغان بادل خستہ و حال شکستہ اس خوف سے کہ مبادا ہماری راہ فرار بھی مقطوع
نہ ہو کوتل کو خالی کر گئے اور ہماری سپاہ گردوں پناہ اڑھائی بجے بعد دوپہر
اس پر قابض ہوئی ۔

دشمنوں نے اپنے مقام کو اس جلدی کی گھبراہٹ میں خالی کیا کہ خیمہ
کھڑے رہے اور کھانے پکے پکائے تیار پڑے رہے اور جو سڑک علی خیل کو
جاتی ہے اسپر کسی قدر فاصلہ تک توپیں توپوں کی گاڑیوں کے بکس اور اور اسباب
بکثرت پڑا دستیاب ہوا۔ کمپ کو توریوں نے لوٹا۔ توریوں کو حکم تھا کہ وہ دائیں
جانب سے حملہ میں شراکت کریں مگر نقصان کی راہ سے محفوظ رہے تا وقتیکہ
برٹش فوج نے کمپ پر تصرف کر لیا۔ کرنیل ہیوگف کمانڈنگ رسالہ نے دشمن
کا تعاقب کیا مگر وہ مدت سے روانہ ہو چکے تھے اسواسطے اُن کا کوئی آثار نظر نہ آیا
اور رسالہ پائین پہاڑ کے اپنے کمپ میں واپس آیا یہیں سے خیمہ اور رسد رجمنٹ
۸ کے واسطے روانہ ہوا اس رجمنٹ نے رات کوتل پر بسر کی ۔

نقصان جان اس تمام لڑائی میں جو محض اُس فوج میں ہوا جو خاص زیر حکم
جنرل رابرٹس صاحب بہادر تھی ۲۱ مقتول کا جن میں دو افسر میجر اینڈرسن
متعلقہ ۲۳ ویں پاینیرز اور کپتان کیبلسو آر اے بھی شامل تھے اور ۷۲ مجروح

سکا ہوا جن میں دو افسر تھے بریگیڈیر جنرل کاب اور لفٹنٹ موبرے تھنک زخمی ہو
گئے - دشمن نے باوجودیکہ صورت اندفاعیہ کے سخت نقصانات اٹھایا اور شمیر زخموں کے
(جنہیں وہ اٹھا لے گئے) وادی ہر جگہ بہ مستور ہو گئے اور چھ جنگی توپیں اور ۱۳
کوہستانی توپیں ہمارے قبض و تصرف میں آئیں ॰

یہ فتح عظیم اور نصرت تخیم منجانب اللہ قابل یادگار زمانہ تھی اگر بہ نظر غور
دیکھا جاوے تو ہر ایک امر افغانوں کے معین اور مناسب حال تھا ان کی جائے اقامت
ناقابل گذر تھی وہ اس ملک کی چپہ چپہ زمین سے واقف تھے ان کی تعداد قوت ہماری
فوج سے بہت زیادہ تھی اور طاقت انتواب بھی ہمارے توپخانوں سے بہت بڑھ
کر تھی علاوہ اس کے سامان رسد رسانی اور اسلحات بھی بکثرت موجود تھا مگر برٹش
سپہ سالار اور میر عساکر کی ذہانت و فطانت اور فوج برطانیہ کی شجاعت و بسالت
کے آگے کچھ پیش رفت نہ گئی اور علم فتح و ظفر قیصرہ ہند افغانوں کے ملک میں
باعزت و اقبال لہرانے لگا ॰

ایک سٹاف کے افسر نے جو اس تمام جدال و قتال میں حضور جنرل
رابرٹس صاحب بہادر کے ساتھ تھے اس تمام واقعہ کا نہایت دلچسپ بیان
حسب ذیل عطا فرمایا ہے :-

۲۸ نومبر کو تین بجے بعد دوپہر کے ہم پائیٹن پیوار کوتل میں پہنچے - حضور
جنرل صاحب بہادر کو یہ خبر مل چکی تھی کہ دشمن نے سیاہ درہ کے داخلہ میں بہت بڑی
بھاری جمعیت اور چھ توپوں سے مورچہ بند ہے تمام فوج نے جو زیر حکم جنرل صاحب
تھی قورم سے پانچ بجے صبح کے کوچ کیا اور افغانوں کے حیبہ قلعہ کی چھاؤنی کے
مقابل ۱۰ بجے صبح کو پہنچے اسوقت تجاویز حملہ مقام اعداء کی ہونے لگیں - کرنیل
ڈی گارڈن کمان افسر دیسی پیدل پنجاب نمبر ۲۹ کو حکم ہوا کہ وہ بائیں جانب آگے
بڑھیں اور اپنے دائیں جناح کو پھیر دیں اور ان کو ان کی اپنی رجمنٹ ہی دی گئی
پنجم پنجاب پیدل زیر حکم میجر میکلوین اور دو پہاڑی توپیں اور بریگیڈیر جنرل کاب
معہ ۲۸ ویں فوٹ رجمنٹ اور چار پہاڑی توپوں کے غنیم کے وسط کی جانب بڑھنے
پر مامور ہوئے اور خود سپہ سالار جنرل نے جنرل تھیلول صاحب کی بریگیڈ
کے ہمراہ دشمن کے بائیں سمت کو حرکت کی ॰

زمین ایک قسم کے چھوٹے چھوٹے جھنڈوں سے لہلہا رہی تھی جو گنجان

جہاں پہاڑیاں نہایت آہستہ آہستہ ہوتے تھے اور چوڑی چٹانیں کے منظور کرنیکے لیئے کافی سہارا کی تھا اور اسکے درمیان میں عمیق خشک ندیاں گذرتی تھیں تباہ زمین سے ٹھیلواں ... صاحب کا یہ منشا تھا آگے بڑھنا ... یہ تعجب تھا کہ دشمن بہت ہی قریب ... ہیں اور ہم ... توقف پیدا نہیں آگے کے تیز تر ... پہاڑیوں کو آتشباری شروع کرتے دیکھ سکیں گے مگر ہم آگے چلتے گئے اور ابھی تک کوئی آثار دشمن کا نظر نہ آیا پھر ہم اس جگہ پہنچے جہاں کہتے تھے کہ غنیم مورچہ بند ہیں مگر وہاں بھی کوئی سراغ عدو اور نہ نشان مورچہ بندی معلوم ہوا اور اب ہم میں سے وہ لوگ جو ایشیائی جنگ و جدال اور حرب و قتال کی طرق مختلفہ سے ماہر ہیں اس امر پر مصر ہوئے کہ افغان مفرور ہوگئے ہیں آخرش ہم ایک ٹکڑہ زمین پر پہنچے یہاں پر دشمن کی آخری مورچہ بندی کے سراغ ملے اور وہاں پر فوج کو ہالٹ کا حکم ہوا ؛

ہم نے کرنیل گارڈن کو مع ایک حصہ اُس کی فوج کے ہمارے بائیں جانب ایک پہاڑی سے گذر کر ہماری مقابل کی ٹھیری کے پیچھے پیچھے ایک وادی میں نظروں سے مفقود ہوتے دیکھا اور پھر ہم کرنیل میکوین کو مع ایک حصہ اپنی رجمنٹ کے اس ٹھیری پر حکمرانی کی حیثیت میں دیکھ سکے جیتنے کوٹل کی چوٹی کی طرف پھیرے گئے مگر پہلے تو کچھ دریافت نہ ہوا اور یہ خیال کہ اعداء یا تو بھاگ گئے ہیں یا پیچھے کسی مضبوط تر مقام کو ہٹ گئے ہیں زیادہ تر دلوں میں بنیاد پکڑنے لگا - اسی اثناء میں جنرل صاحب نے پانی کی تلاش کا حکم دیا اور اس کھلے میدان کا حال بمراد قیام شب آئندہ معلوم کرنے کی ہدایت ہوئی ؛

اسوقت افسروں نے اچھے گلاسوں سے دیکھا کہ بعض آدمی کوٹل کی چوٹی پر چل رہے ہیں اور اُن کا لباس بالکل ہماری ۲۹ ویں دیسی پنجاب پیدل کی وردی سے مشابہ ہے چنانچہ ہمارے بعض لوگوں نے یہی تصور کیا کہ یہ ہماری ہی فوج کے آدمی ہیں جو وادی کے درمیان ٹھیری کے پیچھے کام کرتے ہیں اور ان کے سر پر میجر میکوین ہے یہ سب شک بہرحال جلدی رفع ہوگیا کہ آیا یہ دشمن ہیں یا دوست کیونکہ بہت جلدی بھاری آتشباری کا آواز اُس درہ یا تنگ وادی کی جانب سے مسموع ہوا جن کے ساتھ ساتھ کرنیل گارڈن آگے بڑھے ؛

جنرل صاحب بہادر نے کپتان کینیڈی صاحب اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل صاحب کو واپس باربرداری ٹھیرانے اور کیمپ کے واسطے درہ کے نیچے

دُرّہ کے نیچے کمپ منتخب کرنے کے واسطے روانہ کیا اور یہ ہدایت دیکر کہ اب اس جگہ
پہنچکر جہاں ہمیں ہونا چاہیئے اُنھوں نے ایک افسر میکوہیٹن صاحب کے پاس
اس واسطے بھیجا کہ جب تک کرنیل گگارڈن مع اپنی فوج کے پسپا نہ ہو وہیں مقیم رہیں کیونکہ
جنرل صاحب نے عزم جازم کیا تھا کہ آج جنت گیا وسے کیونکہ وہ زیادہ مضبوط
تھا اور اُس دن دوپہر کے بعد تھوڑے عرصہ میں تسخیر نہیں ہوسکتا تھا خصوصاً اُن دنوں
سے جو تیل خالو اور آفتاب سے سفر کر رہی ہیں - ایک بڑا امر تاثیر بخش جو کرنیل گگارڈن
کی حرکت اور تمام فوج کے بائیں درہ پر چڑھائی کرنے سے یہ حاصل ہوا تھا کہ غنیم کی
تمام جمعیت ہمارے روبرو پسپا گشتہ ہوگئی - خود جنرل صاحب اور اپنے افسر اُن کے
شانہ کے وادی پہ اُس پار استوار سے گئے کہ جس راہ سے کرنیل گگارڈن آگے بڑھا
تھا اور جب اُنھوں نے دشمن کی جمعیت کی طاقت دیکھی تو اُنھوں نے پنجم پنجابی کو
حکم دیا کہ آگے بڑھو اور کرنیل گگارڈن کی فوج کو اپنے سایہ میں لے آؤ - یہ امر
کمال اطمینان سے تکمیل کو پہنچا کیونکہ کل اموات صرف گیارہ منسوب ہوئیں - توپخانہ
اور رایفل کی آتشباری کسی عرصہ تک بہت بھاری تھی اور ہماری جانب کی قلت
تعداد اموات صاف بتلا رہی ہے کہ بعض اوقات آتشباری کی تاثیر بہت ارتفاع
سے بہت کم اثر ثابت ہوتی ہے *

سب فوجیں آرام سے کمپ میں واپس آئیں اور ہم اس بات سے بڑے
اطمینان تھے کہ ہم نے آخرش بڑے جد وکد سے دشمن کا سراغ لگایا اور کہ اُن کی
تعداد جمعیت ہمارے خیال سے زیادہ نکلی - جنرل صاحب اس امر سے خوش معلوم
ہوتے تھے کہ دشمن ایسے عجیب فاصلہ پر دستیاب ہوئے - اور علی الصباح ہی
اُنھوں نے مختلف ٹھیریوں کا گشت شروع کیا جو ہوار کوتل سے پیچھے میدان کو
جاتی ہیں ہمارے کمپ کے دائیں بائیں جانب کی ٹھیریوں کا اچھی طرح امتحان ہوا
اور شام کے وقت یہ خیال جم گیا کہ جنرل صاحب ہمارے بائیں جانب کی ٹھیری
کے ساتھ حملہ کرنے کی تجویز کرینگے اس ٹھیری کی سب سے اونچی چوٹی پر میجر
میکوہیٹن صاحب کی رجمنٹ کا طلایہ تھا - ہمارا کمپ ہماری دائیں جانب کی ٹھیری
کے بالکل پیچھے تھا اور یہاں پر بھی ۲۳ ویں پائنیرز کا مضبوط پکٹ متعین تھا اُن

* نظر آنے لگی یا دکھائی دیتی تھی *

پلٹنوں کا معاینہ اور نمبر اُن کا جو کیمپ کے سامنے اور پیچھے تفصیل علی التواتر لفٹنٹ
کرنیل رچی آنریبل جی ولاربی صاحب کرتے رہے جن کو جنریل صاحب بہادر
نے چوکیات پہیروں کا سپرنٹنڈنٹ مقرر فرمایا تھا دوسرے دن بھی گشت شروع رہا
اور جنریل صاحب بنفس نفیس پائینرز ۲۳ کی پکٹ کی ملاحظہ فرمانے کو تشریف لے
گئے جس اونچی جگہ سے حضور ممدوح دشمن کی حیثیت اور بائیں ٹیکری کا معاینہ کرسکے
جس کے ملاحظہ سے امید تھی کہ سوموار دوسری دسمبر کو جنرل صاحب حملہ کرینگے کیونکہ
جنرل صاحب نے فرمایا تھا کہ میں اُس دن تک بالکل ارادہ سے انتظار کرونگا تاکہ اُس
فوج کو جو سخت مسافرت میں تھکے ماندے ہو چکے ہیں تکلیف و تعیف سے آرام ملے
اور اُن کی بحالت بطاقت ایسی مضبوط جگہ کے تسخیر کرنے کے واسطے درست ہوجاوے
جو دشمن نے اپنے لیے منتخب کی ہوئی تھی مگر انہوں نے ابھی تک یہ نہیں فرمایا تھا کہ
کس طرح اور کب یہ حملہ کیا جاوے گا ؛

اتوار کے دن آلہی عبادت کھلے میدان میں دشمن کی توپوں کی مار سے
پیچھے ادا کی گئی - جنرل صاحب اور اُن کے تمام سٹاف نے اس عبادت میں حصہ
لیا اور وہاں بڑی تعداد حاضرین کی جمع ہوئی نصف دن کے قریب اس بات کی کوشش
کی گئی کہ مٹی کا دمدمہ ہمارے مقام کے سامنے بنایا جاوے جس سے یہ مراد تھی کہ دشمن
یہ خیال کرے کہ حملہ اُن کے مرکز پر ہوگا اور اُس شاہراہ سے ہوگا جو کوتل کو جاتی ہے
پیچھے یاد رہے کہ یہ کوشش تب تک کرنے کا حکم تھا کہ جب تک دشمن آتشباری نہ
کرے تب کارکنندہ جماعت واپس آوے - قریب چار بجے کے جنریل صاحب کل
افسران بریگیڈیر جنرلان - کمانڈنگ افسران رجمنٹ و توپخانہ وغیرہ کو اپنے خیمہ میں
مشورت کے واسطے طلب فرمایا اور اُسوقت اُن سے بیان فرمایا کہ میں نے معرفت
میجر کالٹ اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ڈویژن اور کپتان کار ڈپٹی کوارٹر ماسٹر
جنرل رسالہ اُس سڑک کا معاینہ کرایا ہے جو کوتل سپنگاوی کو جاتی ہے اور رپورٹ
نہایت مناسب حال ہے کہ میں نے عزم بالجزم کیا ہے کہ خاص حملہ اسی مقام پر کیا
جاوے تب انہوں نے مفصل بیان فرمایا کہ کس طرح کیا جاوے گا اور میجر کالٹ
صاحب نے تمام تفصیل حرکات کی ایسے احتیاط سے متعین کی کہ کہیں بھی
نہ چوکی ؛

جنریل صاحب کی تجویز مختصراً یہ تھی کہ فوجوں کو ۱۰ بجے بعد نصف رات

تک اطلاع نہ ہوئی اُسوقت تمام فوجیں متعینہ بہر حملہ بلا شور یا گفتگو اور بلا طبل یا بگل یا نزم باہر نکلیں کمپ میں ہر جگہ آگ جلتی رہی اور خیمہ ایستادہ رہیں ہر ایک آدمی ایک دن کا پکا پکایا کھانا اپنے ہمراہ لے چلے اور سفر تمام رات چار بجے صبح تک جاری رہے کیونکہ اُسوقت یقین ہے کہ ہم سپنگاوی کوتل کے قریب پہنچ جاوینگے وہاں پر ٹھیرنے کا ارادہ تا طلوع آفتاب تھا اور اُسوقت پھر حرکت کا وقت معین کیا گیا تھا تا کہ حملہ ٹھیک وقت طلوع نیر اعظم شروع ہو ؛

بریگیڈیر جنرل کاب صاحب کو بمعیت دوسری بٹالین رجمنٹ ۵ حصہ توپ جی بارٹری بریگیڈ ثالث اسی توپ خانہ اور ایک سکویڈرن رسالہ کے کمپ میں مامور فرمایا گیا اُنہیں حکم تھا کہ وہ فوراً اس فوج سے دشمن کے مرکز پر حملہ آور ہوں جبکہ دیکھیں کہ غنیم کا رُخ درہ سپنگاوی کی طرف پھر گیا ہے ؛

رات کے دس بجے کے تھوڑے منٹ بعد جنرل صاحب بہادر اپنی دلاور فوجوں کو ہمراہ لیکر چپ چاپ کوچ کر گئے پہلے گھنٹہ میں تو کسی قدر ماہتاب کی چاندنی تھی مگر بہ امداد مسافت جلد تر غائب ہو گئی مگر فوج تاریکی میں بھی حتی الوسع اچھی طرح سفر کرتی رہی حالانکہ خونخوار پہاڑ سنگ تند و تیز سے کچھ کم نہ تھی سڑک تلہ سپنگاوی کے پار بہ باقی ہے جس میں بڑے بڑے پتھر بھرے ہوئے تھے جن کے اوپر سے بہادر فوج کو گذرنا پڑتا تھا ؛

۲ بجے بعد نصف شب تک مسافت بلا کسی مباحثہ یا وقوع کسی واقعہ کے طے ہوتی رہی اُسوقت دو گولیاں سر ہوئیں جو معلوم ہوتا تھا کہ ۲۹ ویں پنجاب دیسی پیدل سے اس نیت سے چلائی گئی ہیں کہ اعدا کو ہمارے پہنچنے کی اطلاع ہو جاوے۔ اُن کے ارادہ کا فسخ دو باعث سے ہوا اول تو تند پیچھے ہوا اس قدر تیز و تند تھی کہ آواز دوسری طرف سفر کرنے سے مسدود ہوا۔ دوسرا پہاڑوں کے قدرتی مقابل نے صدائے بندوق کی دشمن کی جانب مسافت طے کرنے سے روکا رجمنٹ ۲۹ دیسی پنجاب پیدل کے دو آدمیوں کے چال چلن نے ترتیب کوچ میں تغیر و تبدل کی حاجت ڈالی پنجم گورکھا اور ۲۳ گھاگرہ کی ایک کمپنی کو آگے چلنے کا حکم ہوا جہاں پہلے ۲۹ ویں پنجابی دیسی پیدل سفر کر رہی تھی ؛

اس انتظام کے خاتمہ پر پھر طے مسافت شروع ہوا اور پھر تا وقتیکہ ہم درہ سپنگاوی کے پائین پہنچے کسی قسم کا کوئی حادثہ واقعہ نہ ہوا دشمن کو ہمارے پہنچنے

کا یہاں تک ظن بھی نہ تھا کہ جب تک ہماری طلایہ فوج کے جوان اُن کے دو سنتریوں
سے چند سو گز کے فاصلہ پر نہ پہنچے وہ بالکل آگاہ نہ ہوسکے - اُن دونوں سنتریوں
کے بندوق چلانے کے سبب متنبہ ہوسکے اور تب ہماری فوج نے صف آرائی
کا بگل بجایا گیا ابھی تک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور چین کے درختوں میں چھپائی
سے ہماری فوج گئی بندوقوں اور توپوں اور دشمن کے سنگر سے جو درہ
کی چوٹی پر تھا آتشباری سے تمام دشت و بیابان رشک گلزار ہوگئے صدائے
ہولناک سے عرصہ پیکار نمونہ رستخیز تھا - اس سنگر کو مستحکم کر رکھا اور سکھ گروہ
کی ایک پلٹن نے بتدریج تسخیر کیا اور وہ اور سنگر جو دشمن کے مقام سے بائیں جانب
پر تھے حملہ کر کے اپنے تحت تصرف میں لائے گئے - پہاڑی توپخانہ کی دو توپوں
نے زیر حکم میجر کیلسو جنہوں نے حسب ہدایت جنرل صاحب بہادر ایک جگہ منتخب
کر کے کارروائی شروع کی - اس فتح نمایاں کے جلد حاصل ہونے میں بڑا حصہ لیا
آتشباری بند ہوئی اور ابھی تک تاریکی کا بادل عرصہ گیتی پر چھایا ہوا تھا کہ میجر
کیلسو ایک توپ لے کر ایک سنگر سے اس امید پر کہ شہر پر اعداء پر گولہ باری
کریں گزرے مگر فوج اعداء نے دیکھا کہ ہمارا تعاقب کسی نے تاریکی میں نہیں
کیا اور حملہ آور فوج نے ہمارے بائیں جانب کے دو سنگروں پر تاخت کی ہے
اسوقت وہ پھر پہلے سنگر میں متمکن ہوگئے یہ آدمی ہماری ۲۹ ویں پنجاب دیسی
پیدل کے لباس سے ایسے مشابہ تھے کہ میجر کیلسو نے اُن کو صبح کی بھینی بھینی
اندھیری میں جانا کہ یہ آدمی ہماری اُسی رجمنٹ کے جوان ہیں اور اس غلطی سے
آگاہ نہ ہوسکے جب تک کہ وہ اُن سے بہت ہی قریب جا پہنچے اسوقت اُنہوں
نے اُن کے سر پر گولی ماری اور وہ وہیں جان بحق تسلیم کر گئے اسی قسم کی غلطی
کپتان وی ڈی تھارپ آر ای نے بھی کی تھی آخیر بھی انہوں نے گولی کا وار
کیا مگر وہ تو ایسے متحرز کر کے بچ گئے صرف اُن کے پستول کا کندہ اور ایک تھوڑا سا
کوٹ کا کپڑا اُڑ گیا اور چند ماہ تک اسکے بعد اُن کے چہرہ پر نشان داغ گولی
بندوق کا غازہ عروس فتح کی طرح چمکتا رہا ؛

غنیم کی واپسی نے اُس سنگر کو دوسری دفعہ تسخیر کرنے پر مجبور کیا جس کو
۲۹ ویں دیسی پنجاب پیدل نے مسخر کیا اور وہ تمام جگہ جس کو دشمن کی ایسی جلیل التعداد
و الطاقت جماعت نے اپنے قبض و تصرف میں رکھا ہوا تھا - سات بجے صبح سے

تھیں قابض و متصرف تھے اس جگہ پہ مقیم ہو کر جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کوشش کی کہ جنرل گاف کی فوج کے ساتھ مراسلت کی جاوے جس کا ابتک یہ خیال تھا کہ دشمن پر مقابل سے حملہ آوری میں مصروف ہے مگر حیثیت زمین نے سگنلروں کو مراسلت کرنے سے روک رکھا تھا ۞

تھوڑی دیر بعد کرنیل پرکنس آر آئی اور میجر میکاین متعلقہ دوم پنجابی دیسی پیدل نے جو حملہ مقابل میں مصروف تھی تجویز کی کہ ہم اُس ٹھیری پر چڑھ جاویں جو ہمارے حملہ کی لاین کے دائیں جانب ہے اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر سے شامل ہو کر اُن کو اُن کل اتفاقات جنگ سے مطلع کیا جاوے تو حملہ مقابل سے اسوقت تک کہ وہ روانہ ہوئے وقوع میں آئے اُن سے صلاح کر کے اور نیز اُن کمان افسروں سے جو اسوقت اُن کے ساتھ تھے جنرل صاحب نے ارادہ کیا کہ دشمن کے عقب کے قریب پہنچ جاویں اور رجمنٹ ۲ پنجاب دیسی پیدل کو اس مقام پہ متصرف رہنے کے لئے چھوڑ جاویں جہاں وہ اب مقیم تھے قبل اس حرکت کے بالفعل لانے کی دو پہاڑی توپوں کو ایک جگہ پر جو کرنیل پرکنس صاحب نے بتلائی کارروائی کے واسطے مقرر فرمایا کیونکہ کرنیل مذکور نے سڑک پر آتے ہوئے دیکھا کہ اس جگہ سے توپیں دشمن کے کمپ واقعہ سوارڈ کوٹل پر بڑا اثر بخشینگی ۞

جنرل صاحب بہادر نے ۱ بجے کے قریب اپنا کوچ دشمن کے عقب اور پہلو کی طرف شروع کیا اور جب اس حرکت کو اُنہوں نے دیکھا تو اُنہوں نے ہماری آنکھوں کے روبرو ہر جانب سے پسپائی شروع کی اگر اُن کی جمعیت اس قدر وسعت تک پھیلی ہوئی تھی کہ ہم اچھی طرح نہیں بتلا سکتے کہ یہ انہزام اُن کا کہاں تک عام تھا اور نہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ اس میں وہ فوجیں بھی شریک تھیں جو مزاحمت جنرل گاف میں مصروف تھیں ہماری فوجوں کے لئے جو تمام رات مسافرت میں اور تمام دن محاربت میں مشغول رہیں بالکل ناممکن تھا کہ ایسے دشمن مفرور کا تعاقب کرتیں جو ایک معین سمت کو منہزم نہ ہوئی بلکہ جس طرف جس کا سینگ سمایا اُدھر کو بھاگ نکلا۔ اس لئے جنرل صاحب نے حرکت جناحی مکمل کر کے اور دشمن کے عقب میں پہنچکر موضع گاؤ ہی کسان کے اوپر ایک پہاڑی پر شب باشی کے واسطے تجویز کی ۞

اسوقت تک ہمیں یہ پختہ خبر نہ تھی کہ ہمارے اس حملہ جناحی نے دشمن کو کہاں تک منتشر کیا ہے مگر ہم نے بعد کوشش کہ دشمن نے ہمیں دیکھکر اور اس امر

سے ڈر کر کہ مبادا ہمارا پسپائی کا راستہ مقطوع ہو کمال گھبراہٹ سے سب کے سب بھاگ گئے اسی اثنا میں حملہ متقابل نے یہ معلوم کر کے کہ آتشباری بالکل مسدود ہو گئی ہے اُس سڑک پر جو پیوار کوتل کو جاتی ہے آگے بڑھنا شروع کیا کیونکہ اُن کا حملہ اب تک ایک ٹھیری کی لاین پر تھا جو اُس سڑک کے بالکل بائیں جانب تھی۔ کرنیل واٹرفیلڈ اور کرنیل ہیوگف صاحبان حسب اعتقاد میرے پہلے قلعہ کوتل پر پہنچے جس کو اُنہوں نے بالکل ویران پایا یہ امر قریباً ۴ بجے بعد دوپہر کے تھا اس کے بہت ہی جلدی بعد فوجیں زیر حکم کرنیل ڈربو متعلقہ دوم بٹالین ہشتم فوٹ پہنچیں اور اُس جگہ پر قابض ہوئے جس پر لینے کوتل کی چوٹی پر ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ غنیم متصرف تھا قریب ۵ بجے شام کے ایک قاصد (کرنیل واٹرفیلڈ یا کرنیل ہیوگف سے مجھے یاد نہیں کہ کس صاحب کی طرف سے) ہمارے پاس ایک چٹھی لے کر آیا جس سے جنرل صاحب کو یہ اطلاع ہوئی کہ دشمن بھاگ گئے ہیں اور جو کچھ اُن کے کمپ میں رہ گیا وہ جنرل کاب صاحب کے قبض و تصرف میں ہے؀

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کمال بے آرامی سے دوم دسمبر کی رات کاٹی اور علی الصبح ہی اُنہوں نے اپنی افواج کو جن میں چار توپ شاہی اسپی توپ خانہ کی اور دو پہاڑی توپیں ایک جناح گھاگرہ ۸۳ ویں، پنجم گورکھا اور پائنیرز ۲۳ ویں شامل تھیں ایک کھلے میدان کو جو قلعہ زیر دست سے نصف میل کے قریب ہے بڑھایا اور اس جگہ پائین پیوار کوتل سے خیمہ آنے پر کمپ ایستادہ کیا گیا بعد دوپہر کے دوم پنجابی پیدل پکٹنک ہل سے آ کر اُن کے ساتھ شامل ہوئی اور ۲۹ ویں پنجابی پیدل کوتل کی دوسری جانب کے ایستادہ کمپ کی طرف واپس روانہ کی گئی جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی یہ رائے تھی کہ دشمن کا ایسے پہاڑی اور گنجان جھاڑدار زمین پر حملہ کرنا مناسب نہیں اور وہ ہیئت مجموعی بھی نہیں بھاگے بلکہ قدیم بنی اسرائیلوں کی طرح ہر ایک شخص اپنے شہر اور ہر ایک آدمی اپنے اپنے ملک کو بھاگ گیا۔ دوپہر سے پہلے صاحب ممدوح الشان معہ اپنے سٹاف کے پیوار کوتل کو سوار ہوئے اور اُس مقام کو دیکھا جہاں سے اُن کے نادرہ روزگار لطائف الحیل اور دلاوری نے دشمن کو نکالا۔ اس تنگ درہ کے تمام راستہ میں جو قلعہ زیر دست سے پیوار کوتل تک جاتا ہے گھبراہٹ کے انہزام کے آثار باقی تھے۔ حضور ممدوح بیان فرماتے ہیں۔ کہ جگہ قدرتی طور سے بڑی بھاری مضبوط ہے اور دشمن کے واسطے جانب مقابل سے

حملہ کرنے کی تجاویز مکمل اور اکمل تھیں کثرت ذخایر رسدات و سامان یا اسلحہ جات سے پایا جاتا
ہے کہ افغان گورنمنٹ کا یہ ارادہ تھا کہ اُن کی فوجیں موسم سرما تک شیرپور کے باہر رہیں اور
اُنہیں یہ کامل یقین تھا کہ وہ اپنی جمعیت کو برٹش افواج کے مقابل [illegible] تعداد و
افواج منقسم دوسری دسمبر کو ۲۵ قواعد دان پیدل فوج [illegible] اور بڑی
جماعت اقوام متفرقہ کی مغلوب ہوئی ہے کرنل [illegible] ملاقات کر کے
صاحب ممدوح الشان پہاڑ کے نیچے کیمپ کو تشریف لے گئے اور ہدایت فرمائی کہ
ہسپتال جو زیر حفاظت ۲۹ ویں دیسی پنجاب پیدل کے تھا قلعہ [illegible] کو واپس جاوے
جہاں اُنہوں نے بڑا ہسپتال قایم کیا تھا ۔

ہیڈ کوارٹرس میں پہنچکر جنرل رابرٹس صاحب بہادر کھلے میدان میں ایک
چھوٹے کیمپ کی میز پر جلوس فرما ہوئے اور اپنی اِس فتح نمایاں اور نصرت شایاں
کا مراسلہ اُنہوں نے تحریر فرمایا [illegible] اُن کے ایڈیکانگ اور دوسرے افسروں
نے بھی اُسی میز پر اپنے متفکر رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنی اپنی سلامتی کے
مژدہ سنائے ابھی اُن کو اس کام میں مصروف ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ اردلی
آیا اور یہ خبر لایا کہ جو لوگ کل کی جنگ شدید میں کام آئے اُن کے واسطے آخری
منازل تیار ہے اور جنرل صاحب نے فوراً اپنا کام چھوڑ کر جمعیت افسران [illegible]
لاشوں کے ہمراہ قبروں تک تشریف لے گئے اور اُن کو اُن رسومات اور لوازمات
سے جو حالات موجودہ کے مناسب تھیں دفن کیا ۔ قریب شام کے وہ اپنے کیمپ قریب
زیر دست قلعہ کے تشریف لائے اور پھر اُن کا سٹاف افسر مذکور صدر تحریر فرماتا
ہے کہ جب واپس ہو کر آئے تو ہم نے دیکھا کہ کس قدر تعریف کے قابل یہ امر ہے
کہ اعداء نے کیسی مضبوط جگہ پیوار پر پسند کی تھی اور کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ ایسی
بڑی بھاری فتح اس آسانی اور قلیل نقصان افسران و [illegible] سے حاصل ہوئی
دوسرے دن ۴ دسمبر کو دونوں افسران میجر کیلسو اور میجر اینڈرسن کی
نعشیں کمال شان و شوکت سے قبروں میں جو ضلع گاندی گاں اور قلعہ زیر دست کے
درمیان ایک پہاڑی پر بحضور جنرل رابرٹس صاحب بہادر و دیگر افسران دفن ہوئیں ۔
اُسی دن جنرل صاحب نے احکام مبارکبادی اپنی بہادر افواج کے [illegible] جاری فرمایا ۔

۔ ذیل کا حکم جنرل رابرٹس صاحب بہادر کا اپنے فوجوں کے نام ہے [illegible] جنرل رابرٹس [illegible]

اور حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کی طرف سے وایسرائے صاحب کی معرفت جو تار برقی
ان کے نام آیا تھا اور جس میں حضور وایسرائے صاحب نے بھی ان کو ان
کی کامیابی پر مبارکباد دی تھی ساتویں تاریخ کو بخوشی تمام مفصل ذیل عبارت
میں پڑھ کر سنایا "مجھ کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی فتح اسکی اور اپنی بہادر
افواج کی نمایاں کارستانی کی خبر سنکر نہایت فخر اور اطمینان حاصل ہوا
ہے اگرچہ طرفین کے آدمیوں کی جانیں تلف ہونے کا مجھے ہمیشہ افسوس رہیگا آپ
مہربانی کر کے میری طرف سے مجروحوں کی تسلی کریں خدا کرے کہ مجھے ہمیشہ
خوشخبری ملتی رہے"

تیسری دسمبر کو جبکہ فوجوں نے اپنی جگہ پر قیام کیا تو میجر میکوین صاحب
پانچویں پنجابی پیدل کو ہمراہ لے اُس کثیر سامان رسد کو لانے کے واسطے گئے
جو کہ افغان گرد و نواح کے دیہات میں چھوڑ گئے تھے اور دوسری بٹالین رجمنٹ
۸ کے کئی دستوں نے اُن توپوں کو جو دشمن کے ہاتھ پڑ گئی تھیں قلعہ کورم
کو بھیجنے کے واسطے کیمپ میں لانے میں مدد کی اگرچہ یہ کام پہاڑی کے بلند
ہونے کی وجہ سے سخت مشکل تھا مگر تاہم اُن رسّوں کو جن کے ذریعے سے افغان
توپوں کو کھینچکر پہاڑی پر لے گئے تھے کام میں لانے سے آسان ہو گیا

اب اُن افواج کو جن کو کرم کوتل میں مقیم کرنا تھا ٹھیرانے کی تیاریاں
ہونے لگیں کورم کی سفرمینا کی فوج کو حکم ملا کہ اس میں اور نیز سڑک بنانے میں مدد

بہادر اپنی افواج کورم فیلڈ فورس کو دوسری دسمبر کی فتح نمایاں پر جو پیوار کوتل پر
ایسے دشمن سے حاصل ہوئی جو مستقل مزاج اور عمدہ طور سے مسلح تھی مبارکباد دیتے
ہیں ۔ اعدا کو صرف زمین اور مقام کا فایدہ ہی حاصل نہیں تھا بلکہ اُن کی تعداد بھی
زیادہ تھی کیونکہ اُن کو کابل سے اور امداد گذشتہ شب کو پہنچ چکی تھی ناقابل
گذر جگہ ہمارے تحت تصرف میں آگئی ہے اور بڑا حصہ افغان فوج کا کامل طور سے
منتشر اور برباد ہو چکا ہے اور ۱۸ توپیں اور بڑا ذخیرہ سامان رسد رسانی اور اسباب کا
ہمارے ہاتھ آیا ہے یہ نتیجہ بڑا عزت بخش ہے اور صرف وہی فوجیں ایسے نتایج حاصل کر سکتی
ہیں جو اعلےٰ درجے تربیت یافتہ اور دقتوں اور مشکلات کے برداشت کی طاقت رکھتے
ہیں اور سپاہیوں کی طرح جنگ کرنے کے عادی ہیں ۔ اور میجر جنرل رابرٹس صاحب

گئی ہے اور شاہی توپخانہ کی سوم بریگیڈ کی جی بیٹری کی تین ضرب توپیں اس مقام
پر حفاظت کے لیے منگوائی گئیں۔ اور جن افواج کو دوسرے ہیں پیوار کوٹل پاس
کے گرد و نواح میں رہنا تھا ان کا افسر بریگیڈیر جنرل ٹیٹلول صاحب
کو مقرر کیا گیا اور چھٹی دسمبر کی صبح کے دس بجے جنرل رابرٹس صاحب بہادر
باقی افواج کو ہمراہ لے کمپ زیر دست قلعہ سے علی خیل کو روانہ ہوئے اور بریگیڈیر
جنرل کاب صاحب کے آنے تک ان فوجوں کا کمان افسر کرنیل بیری ڈرو
صاحب عارضی طور پر ہوا۔ علی خیل تک جو کہ بارہ میل کے فاصلہ پر ہے سفر کرنے
میں کوئی دقت پیش نہ آئی کیونکہ راستہ یا تو دریا کے گذرگاہ میں سے تھا۔ یا
کنارے کنارے جاتا تھا۔ وہاں پہنچکر گاؤں سے دوسری طرف بلند وسیع میدان
میں کمپ لگایا گیا ؎

جب علی خیل میں پہنچے تو جنرل رابرٹس صاحب بہادر ۲۰۰ جوان ۲۳ ویں
گھاگرہ کے اور ۲۰۰ جوان پانچویں گورکھا کے اور پہاڑی توپخانہ کی دو ضرب
توپیں ساتھ لے ایک بجے دن کے اس سڑک کو دیکھنے کے لیے گئے جو کہ شتر گردن

بہادر ان جوانمردوں کے لیے جو کہ اپنے فرض کو مردانگی سے ادا کرتے ہوئے شہید
ہوئے ہیں۔ افسوس کرتے ہیں اور مجروحوں کی تکالیف میں ہمدردی ظاہر کرتے ہیں
میجر اینڈرسن افسر ۲۳ پائنیرز اور کپتان کیلسو افسر شاہی توپخانہ کی موت سے
میجر جنرل کے دو دوست اور گورنمنٹ کے دو بیش بہا افسر جاتے رہے ہیں"۔
کمانڈر انچیف سر فریڈرک ہینز صاحب بہادر نے بھی جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو
مبارکبادی کا تار دیا ؎

× موضع پیوار میں ۱۲ بنگال رسالہ۔ موضع تراہی کے نزدیک کے کمپ میں ۲۹ پنجاب
پیدل۔ کوٹل میں رجمنٹ ۸ شاہی توپخانہ کی تیسری بریگیڈ کی جی بیٹری کی تین
توپیں اور سفر مینا کا ایک دستہ رکھا گیا ؎

× آگے کے حصہ میں بارہویں بنگال رسالہ کا ایک دستہ ۲۳ پائنیرز کے ایک جناح
اور ۱ پہاڑی توپخانہ۔ بیچ کے حصہ میں ۷۲ گھاگرہ ۲ و ۵ پنجاب پیدل اور ۵
گورکھا۔ پچھلے حصہ میں شاہی اسپی توپخانہ کی ا بریگیڈ کی ف بیٹری کی ۴ توپیں
اور ۲۳ پائنیرز کی ایک جناح شامل تھی ؎

درہ کی طرف سے ۷ جوان اور توپیں لفٹنٹ کرنل پرو ناو کے ماتحت تھیں جو کہ
جنگ افغان کی [illegible] میں قندھار میں کام آئے - پہلے دن روکیا
گیا [illegible] لیکن [illegible] دوسرے دن جنرل نے بھی تھانہ
کی طرف [illegible] ۵ توپ نے لفٹنٹ
کرنیل [illegible] صاحب کے ماتحت [illegible] کی رجمنٹ کی مدد کے لئے بھیجی -
[illegible] تھی لیکن [illegible] کیا اور انہیں برف نہ تھی نومبر تاریخ کو
جنرل [illegible] صاحب [illegible] سٹاف کے پچاس جوان ساتھ لے کر اور اسنے
[illegible] جوان ساتھ [illegible] کو استادہ چھوڑ شترگردان کی چوٹی کیطرف
[illegible] تقریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے دباؤ سے روانہ ہوئے اور شوق سے
درہ [illegible] اور اس سڑک کا [illegible] کابل کو جاتی ہے اور وہاں سے تقریباً ۵۰ میل کے
فاصلہ پر ہے ملاحظہ کیا ؛

علی خیل سے دوسری طرف آٹھ میل کے فاصلہ پر دریکلا واقعہ ہے اس
کے اور پیوار کوتل کے درمیان راستہ ان جبیوں کے ملک میں سے گذرتا تھا جنہوں
نے کہ دوسری دسمبر کو انگریزوں کے ساتھ لڑائی کی تھی حملہ آوروں نے ان
کا ایسا ناک میں دم کیا تھا کہ انہوں نے بخوشی پولیٹیکل افسر کرنیل واٹر فورڈ کے
ساتھ عہد و پیمان کئے - یہ کرنیل علی خیل کو گیا اور ان سے اقرار کیا کہ ہم تمہارے
ساتھ اچھا برتاؤ کرینگے بشرطیکہ تم فوج کو دوسری طرف لے جانے میں مدد کرو گے
انہوں نے چند ماہ تک کیا اور کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دیا - جنرل رابرٹس
صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ دریکلا سے پرے شترگردان تک ملک بالکل غیر
آباد ہے اگرچہ قوم ججی - منگل - اور غلزئی درہ ہزار درخت اور شترگردان کے
ڈھلوان پہلوؤں میں فوج کے آگے بڑھنے کو روکنے کے لئے بکثرت اکٹھی
ہو سکتی تھیں ؛

گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ فی الحال فوجیں شترگردن سے آگے
افغانستان میں نہ بڑھیں اس لئے جنرل رابرٹس صاحب بہادر افغان لیگاہ کی
چوٹی سے جو کہ فیصلہ شدہ حد پر تھی علی خیل کو واپس چلے آئے اسطرح پر شترگردن
کی دوسری طرف بیتل کی بہت سی توپیں جو کہ ولی محمد خاں کی افغانی کمک چھوڑ
گئی تھی رہ گئیں - ولی محمد خاں نے ان اتواپ کو اس لئے پیچھے چھوڑا تھا کہ جب وہ

پہاڑی پر چڑھ رہا تھا وہ اپنے بیشمار پیچھے ہٹتے ہوئے ہموطنوں سے ملا اور ان کے
ساتھ آپ بھی پیچھے ہٹ گیا ۔

دسویں دسمبر کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے علی خیل کو واپس آ کر
وہاں پر ۲۳ ویں پنجابی کو مستقل طور سے مقیم کیا اور دوسری اور پانچویں پنجابی پیدل
کو مع اپنی توپ خانہ کی چار ضرب توپوں کے کورم کی طرف روانہ کیا اس ارادہ سے
کہ شمالی راستہ سے قوم منگل کی پہاڑیوں پر سے گزرتا ہوا ہریاب اور وادی
کورم کے درمیان کے ملک کا حال دریافت کرتا جاؤں اور پیوار کوتل کی طرف
جانے کا کوئی عمدہ راستہ معلوم کر لوں ۔

جنرل رابرٹس صاحب بہادر بتاریخ ۱۲ دسمبر صبح کے ۹ بجے پانچویں گورکھا اور ۷۲ ہائلنڈرز کے ایک جناح اور ۲۳ پائنیرز اور پہاڑی توپ خانہ ہمراہ لے علی خیل سے سپری کے راستہ جسکو وادی منجیار بھی کہتے ہیں روانہ ہوئے ایک فوج کثیر کو معہ سامان ہر قسم ایک ایسی تنگ وادی میں سے جو کہ پہاڑی دشمن کے قبضہ میں ہو لڑائی کے وقت کوچ کرانا ایک نہایت مشکل کام ہے چنانچہ اس موقعہ پر جنرل صاحب نے کچھ نقصان بھی اٹھایا اور علاوہ بریں دو افسران بھی مارے گئے ؎

سپری میں جو کہ علی خیل سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے دوپہر کو پہنچے راستہ خراب اور دشوار گذار تھا اور قورم تک دریائے ہریاب کے دائیں کنارے جاتا تھا اور قوم کرماتا کے دو گاؤں سے گذر کر ایک تنگ گھاٹی میں سے گذرتا تھا اور کچھ تھوڑی دور تک راستہ میں چیڑھ کا جنگل آتا تھا۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو خبر ملی تھی کہ قوم منگل کرماتا کے بڑے گاؤں سے ۲ میل پرے ایک تنگ راستہ اور درہ کو محفوظ رکھنے کے لئے آمادہ ہے اس لئے انہوں نے شام کے ۴ بجے ۲۳ پائنیرز کو آگے بھیجا تا کہ کوتل پر قابض ہو کر گاؤں کے نزدیک جا ٹھہریں۔ رات کے ۱ بجے خیمہ اکھاڑے گئے اور ۳ بجے جبکہ سخت سردی اور اندھیرا ہو گیا تو جنرل صاحب بہادر نے اپنی افواج سمیت مفصلہ ذیل ترتیب میں کوچ کیا۔ سب سے آگے ۲۳ پائنیرز کی دو کمپنی پھر اسباب و سامان کی حفاظت کی چار کمپنیاں پھر اسباب و سامان پھر پہاڑی توپ خانہ پھر جناح ۷۲

گھاگرہ اور چھرے گورکھا تھیں ؛

کوتل کی سڑک اونچی تھی اور اسواسطے اونٹوں کے واسطے دشوارگزار تھی اور اسپرطرہ یہ تھا کہ برف جم جانے کی وجہ سے پاؤں خوب پھسلتا تھا اسی وجہ سے صبح کے آٹھ بجے بعد فوج کے پچھلے حصے نے کوتل کی چوٹی سے اُترنا شروع کیا کوئی دشمن نظر نہیں آتا تھا اور سب کا خیال تھا کہ علی الصباح روانہ ہونے کی وجہ سے ساز و سامان کو لوٹنے کے دشمن کے سب منصوبے خاک میں مل گئے لیکن یہ خیال غلط نکلا اونٹوں کے واسطے درہ کی اُترائی چڑھائی کی نسبت زیادہ مشکل تھی اس واسطے وہاں پر سڑک دھاوے کے لئے ایک عمدہ جگہ تھی - فوجی مورخ لکھتا ہے کہ پہاڑیوں کے دامن کا تنگ راستہ پانچ میل لمبا تھا اور اسکا پہلا حصہ ایک گہرے نالہ کی گذرگاہ میں سے گذرتا تھا جس کے دونوں طرف سیدھی دیواریں تھیں جن میں کہ بعض مقامات پر صرف چند گز کا فاصلہ تھا اور اس قدر راستہ کے اوپر جھکی ہوئی تھیں کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ملی ہوئی ہیں اور ایک سُرنگ سا بناتی تھیں جس کے بیچ سے یہ راستہ گذرتا تھا ؛

درہ میں سے گذرنے کی معمولی احتیاطیں مثلاً دونوں طرف پہاڑیوں پہ آدمی بٹھا دینا وغیرہ بمشکل عمل میں آسکتی تھیں کیونکہ ان پہاڑیوں سے اوپر نالہ کے متوازی اور چوٹیاں بھی تھیں اور نیز اس ناہموار اور پتھریلے راستہ کے آس پاس کی غاروں میں چھپ کر کمین گاہ میں بیٹھنے کے بہت سے اور آسان ذریعہ موجود تھے تاہم سڑک کے اُس حصہ میں سے صحیح سلامت گذر گئے اور جبکہ زیادہ کشادہ رستہ آیا تو قوم منگل کے کچھ آدمی پہاڑ کے اونچے پہلوؤں پہ چھپے ہوئے نظر آئے جو کہ ان آدمیوں کی طرف جو کہ نیچے قطار باندھے جارہے تھے دیکھ رہے تھے ؛

جبکہ درہ میں پہنچے تو پلٹن گورکھا کے علاوہ سب فوجوں کو اسباب و سامان سے آگے جانے کی اجازت دی گئی تاکہ وہ اُس کیمپ پر پہنچیں جو کہ موضع کرانیا کے قریب پڑتا تھا لیکن ابھی وہ خطرہ سے بالکل باہر نہیں ہوئے تھے اور پہاڑی لوگ جو کہ لوٹ کا ایک عمدہ موقعہ ہاتھ سے جاتے دیکھ کر ظاہرا افسوسناک معلوم ہوتے تھے چھوٹے چھوٹے متفرق گروہوں میں اکٹھے ہونے لگے اور جو کہ رفتہ رفتہ فوج کے دستہ کے پیچھے لگ گئے درحقیقت جنگ کیوقت ایسی دراز گھاٹی میں سے جو کہ کسی قزاق قوم کے قبضہ میں ہو اسباب و سامان کے ساتھ گذرنے کے کام سے کوئی کام زیادہ

مشکل یا خطرناک نہیں ہے - بائرن جوکہ ایک مشہور شاعر گذرا ہے ایسے نظارہ کو توضیح کے ساتھ بیان کرتا ہے -

جا کر کے لیتی قطاریں وہ سب — وہاں باقیماندہ گذرتے ہیں جب
آ پہنچی سے دروں کے درمیاں — ایک چوٹی ہے جس کے اوپر عیاں
رکتے اور کوستے ہیں وہاں مستقیم — بناتے ہیں جو چرخ اپنی بے خوف و بیم
ہے امید انکو کہ ضیافت ملے — کوئی نعش دشمن کی راتہی ملے
جس کو اثر کرکے وہ کھا پینگے — سویرے ہی اسکا مزہ پا پینگے

جبکہ کپتان ایف گوڈ افسر باربرداری اسباب و سامان کا اہتمام رکھتا تھا اور ایک سارجنٹ اور ۲ گھا گرہ پلٹن کی تین جوانوں کی گارد کے ساتھ جارہا تھا تو قوم منگل کے چند آدمی اس کے پاس آئے اور سلام کرکے کچھ اشارہ کیا - سارجنٹ مسمی گرین فوراً سمجھ گیا کہ یہ کچھ دغابازی ہے اور اس نے ان کو بندوق سے اڑانے کی اجازت مانگی لیکن کپتان گوڈ نے اس خیال سے کہ شاید پہاڑی آدمیوں کا دوستی کا خیال ہے اجازت نہ دی - اس کے بعد منگلوں نے فوراً ایک باڑھ بندوقوں کی فیر کی اور کپتان گوڈ ہر دو پاؤں میں سے ایک گولی نکل جانے کی وجہ سے مجروح ہو کر گر پڑا - سارجنٹ گرین نے اس کو اٹھایا اور ایک چٹان کی آڑ میں اسکو رکھکر اپنے تین ہمراہیوں کے ساتھ اس بدنصیب افسر کو دشمنوں سے بچانے کے لئے آمادہ ہوا جوکہ اب چاروں طرف سے آنے لگے - اور ان بہادر آدمیوں نے ایسے تاک تاک نشانہ مارے کہ بہت سوں کا تو وہیں کام تمام کیا اور باقی حملہ آوروں کو بھگا دیا *

اب گولہ باری زور شور سے ہونے لگی کیونکہ منگلوں نے شکار کو ہاتھ سے جاتا دیکھکر اس پچھلی گارد پر حملہ کیا جوکہ ۵ گورکھا کے افسر میجر فٹز ہیو کے ماتحت مگر مجبوری سے لڑ رہا تھا - اسی رجمنٹ کے ایک اور افسر کپتان پاول کے دو زخم لگے جن کی وجہ سے وہ بعد میں مر گیا - اسوقت کے نظارہ کا بیان جبکہ اترتے ہوئے سپاہیوں نے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہا اور دشمن نے جوکہ ہر ایک چٹان اور زمین کی ناہمواری کے پیچھے چھپے ہوئے تھے انگریزی افواج پر گولہ باری جاری رکھی "جاور" کی مفصلہ ذیل عبارت اشعار میں بخوبی دیا جاسکتا ہے -

نکالا نہیں تیغ کو نیام سے — جھکا کرکے بندوق آرام سے

کچھ ایک گھوڑ دنکی زینوں سے جا لگے ۔۔ بدیں نمط گورا عدو سے بچے
چٹانوں کے پیچھے کئی جا چھپے ۔۔ خطروں کے آنے کے منتظر رہے
نہ ڈرپوک کی طرح برداشت لی ۔۔ کھڑے ہو کے دشمن کے وہاں تیرو تکی
جو کھوہوں سے باہر نہیں آتے تھے ۔۔ دلیری کے جوہر نہیں دکھلاتے تھے

جب جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے سُنا کہ پچھلی گارد پر دشمن نے حملہ کیا - تو اُنہوں نے گورکھوں کا ایک کثیر حصہ مدد کے لئے بھیجا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہی میجر فٹز جیرالڈ صاحب نے دشمن کو بھگا دیا تھا۔ میجر صاحب کو اس امر سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ وہ اپنا تمام سامان لشکر بغیر کسی اونٹ کے نقصان کے صحیح سلامتی سے کیمپ میں لے آئے ۔

۴ دسمبر کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر اپنی افواج کو کرائیا کے کیمپ میں چھوڑ اور اپنے سٹاف کو ساتھ لے قورم کی طرف جو کہ یہاں سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوا - سڑک جو کہ دریائے قورم کے کنارے تھی پتھر کی اوڈیان بکثرت پڑی ہوئی تھیں اور اسی وجہ سے توپوں اور پہیہ دار گاڑیوں کے گذرنے کے لئے بالکل ناقابل تھی - جنرل صاحب نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جہاں تک ممکن ہو اُن قزاقوں کو جنہوں نے سپری کے درہ میں اُسکے اسباب وسامان پر حملہ کیا تھا سزا دیجاوے اور اسواسطے اسسٹنٹ کمشنر مسٹر اے کرسٹی کو کرائیا کی طرف یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ آیا ان قزاقوں کے دیہات پر حملہ کرنا ممکن ہے اور نیز کپتان کینیڈی ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کو اُسی ارادہ سے دریا کے اوپر کے حصہ کو دیکھنے کے لئے روانہ کیا لیکن ان دونوں افسروں کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اول تو اتنے کافی بڑے دیہات ہی نہیں ہیں کہ جن کو تباہ کرنے کی تکلیف گوارا کی جاوے اور دوم حملہ آور صرف قوم منگل ہی کے لوگ نہیں تھے بلکہ ان کے ساتھ ججی اور چمکنی اور نیز امیر کے ان سپاہیوں میں سے بھی بعض شامل تھے جن کو کہ دوسری دسمبر کو شکست ملی تھی ۔

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ۵ گورکھا کے نام ایک تعریفی حکمنامہ جاری کیا جس میں تحریر فرمایا کہ میں تمہاری اُس مردانہ بہادری اور ثابت قدمی کا بڑا مشکور ہوں جو تم سے ۱۳ تاریخ کو ظہور میں آئی جبکہ تم ایک نہایت ہی دشوار گذار رستہ میں سے گذر رہے تھے - اُسی دن کپتان گوڈ صاحب نے ان زخموں سے جو کہ ان کو درہ سپری میں لگے تھے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اور ۱۶ تاریخ

۲۹ پنجاب پیدل کے اُن سپاہیوں کا انصاف کرنے کو ایک عام کورٹ مارشل مقرر کی گئی تھی۔ پہلے دو پر یہ الزام تھا کہ دسمبر کی پہلی رات کو دغابازی سے بندوق چلائی گئی، جبکہ یہ پیواڑ کوتل کے ایک طرف کوچ کر رہے تھے۔ ۲۰ دسمبر کو جو کورٹ مارشل جمع ہوئی اور سپاہی حضرت شاہ کے مقدمہ کی تحقیقات کی گئی، اس پر یہ الزام لگا تھا کہ "اس نے خلاف قانون اپنی بندوق کو بھرا اور اس ارادہ سے چلایا کہ دشمن کو خبر ہو جاوے"۔ ملزم اس جرم کا مجرم قرار پایا اور اسواسطے اسکو پھانسی کی سزا دی گئی۔ اسی فوج کے ایک اور سپاہی میران باز پر بھی ایسا ہی الزام لگایا گیا لیکن چونکہ جرم ثابت نہیں ہوا اسواسطے بری ہوا اور اگرچہ وہ ایک اور الزام میں مجرم ثابت ہوا جسکے رو سے اسپر یہ جرم عاید ہوا کہ اس نے ایسے وقت پر بندوق چلائی کہ جس سے اندیشہ تھا کہ دشمن فوج کی جگہ معلوم کر لیتا اور جس سے فوج میں ... اور ہلچل پڑ گئی اسکے صلہ میں اسکو دو سال کی قید سخت کی سزا دی گئی۔ دوسرے دن اسی کورٹ مارشل کے روبرو ۲۹ پنجاب پیدل کے جمعدار روشن شاہ پر یہ الزام لگا کہ "وہ جانتا تھا کہ اسکی کمپنی کے سپاہی حضرت شاہ نے خلاف قانون بندوق اس ارادہ سے چلائی تھی کہ دشمن کو خبر ہو جاوے اور پھر اس واقفیت کی خبر اس نے اپنے کمان افسر یا اور کسی اعلیٰ افسر کو نہ دی اور پانچویں دسمبر تک اسکا کچھ ذکر تک بھی نہ کیا"۔ جمعدار مجرم قرار پایا اور ۷ سال کیواسطے عبور دریائے شور کیا گیا۔ اسی دن اسی کورٹ مارشل کے روبرو ۲۹ کے ۱۷ اور سپاہیوں پر یہ الزام لگا کہ ۲ دسمبر کو جنگ کے ایام میں جبکہ رجمنٹ پیٹگوی کوتل کے نزدیک دشمن کے ساتھ لڑ رہی تھی وہ اس کو چھوڑ کر اپنا رسٹ کیمپ میں چلے آئے اور دوسرے روز رجمنٹ کے آنے تک بغیر حکم کے وہاں ٹھیرے رہے۔ ان سب کے سب جرم ثابت ہو گئے اور اسواسطے ان میں سے ۵ کو ۱۴ سال کے لئے اور ۸ کو دس سال کے لئے اور ۳ کو ۷ سال کے لئے عبور دریائے شور کیا گیا اور ایک کو دو سال کی قید سخت اور ایک کو ایک سال کی سخت قید کی سزا دی ۞

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ان سب سزاؤں کو بحال فرمایا اور ۲۳ دسمبر کو ایک عام حکمنامہ جاری کیا اور حکم دیا کہ اسکو ہر ایک دیسی رجمنٹ کے روبرو جو اسکے ماتحت تھی اُردو اور پشتو میں پڑھا جاوے اسواسطے انہوں نے افسوس ظاہر کیا تھا کہ ایک بہادر اور مشہور رجمنٹ پر اس کے بعض سپاہیوں

کی بے ایمانی سے داغ لگا اور اس سپاہی کے بارے میں جسکو کہ پھانسی کی سزا ملی تھی لکھا تھا کہ اس نے بڑی بھاری دغا بازی کا کام کیا تھا اور اگر وہ کام پورا ہو جاتا تو غالب تھا کہ نہ صرف اس ہی کی رجمنٹ بلکہ تمام فوج جو اس کے ساتھ شامل تھی بلا میں گرفتار ہو جاتی۔ اور اس سزا کی بابت جو کہ ان سپاہیوں کو ملی تھی جنہوں نے رجمنٹ کو چھوڑا تھا جنرل صاحب بہادر نے ظاہر کیا تھا کہ یہ سزا بمقابلہ جرم کے زیادہ نہ تھی۔ کیونکہ اگر کورٹ مارشل ان میں سے ہر ایک کو پھانسی کا حکم دیتی تو وہ بھی تو جائز تھا۔ حکمنامہ کے اخیر میں انہوں نے امید ظاہر کی تھی کہ ان سزاؤں سے فوجیں عبرت لینگی اور دیسی سپاہی صاف طور پر سمجھ لینگے کہ جب وہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کی افواج میں داخل ہوتے ہیں تو جب تک وہ ان میں رہینگے اُن کو ہر ایک فرض جو اُن کو بجالانے کے لئے کہا جاویگا نمکحلالی اور وفاداری سے ادا کرنا پڑیگا۔

دوسرے دن ۸ بجے قورم فیلڈ فورس کے روبرو جو کہ خالی مربع کی شکل میں صف بستہ تھی حضرت شاہ کو پھانسی دی گئی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پھانسی دیسی سپاہیوں کے لئے ایک برمحل نصیحت تھی کیونکہ ملانوں اور امیر کابل کی منادیوں نے ان کو بھڑکا رکھا تھا جن کے سبب کہ یہ یقین کرنے لگ گئے تھے کہ جہاد ثواب ہے اور مذہبی فرائض اُن فرائض سے بڑھ کر ہیں جو کہ ہمیں اس ریاست کے لئے ادا کرنے چاہئیں جسکا ہم نمک کھاتے ہیں۔

پھانسی کے بعد ۵ پنجاب پیدل تحمل اور کوہاٹ کی طرف روانہ ہوئی اور بیمار اور مجروح آدمی اور وہ توپخانہ جو پیوار کوتل میں انگریزوں کے ہاتھ لگا تھا اور وہ قیدی جن کو عبور دریائے شور اور قید کی سزا ملی ہوئی تھی اسکے ساتھ تھے۔ جبکہ وہ روانہ ہو گئے تو فوجیں موسم سرما کی بارکوں میں جانے کے لئے آمادہ ہوئیں کیونکہ خبروں سے یہ صاف معلوم ہوتا تھا کہ کابل کی طرف سے کوئی حملہ وادی قورم کے انگریزوں کے مقامات پر نہیں ہوگا اور خود اس وادی کے باشندے ظالم افغانوں کی سلطنت کو فاتحوں کی نرم حکومت کے ساتھ تبدیل کرنے سے خوش ہو گئے۔ ۵ گورکھا اور ۲۳ گھاگرہ کی ایک کمپنی کو حکم ملا کہ میجر فٹز ہیو صاحب کے ماتحت قلعہ قورم میں رہیں اور وہاں پر سامان رسد اور گولہ بارود کی حفاظت کریں۔ گھاگرہ پلٹن کی باقی تین کمپنی پیواڑ کے نزدیک

پیداوار اور مقامات کا حال بالکل نامعلوم تھا ۔ حاضر پیر کے کیمپ میں ... چھوڑی ۔
ایف باٹری ۔ اے بریگیڈ شاہی توپ خانہ کا ۔ آٹھویں رجمنٹ کی ...
رسالہ بنگال کی ایک جناح ۔ اور ۲۹ پنجاب پیدل کی ایک جناح چھوڑی گئی ۔
۲۳ پائنیرز کے نام جوکہ درہ دروازہ میں سڑک بنا رہے تھے ... حکم بھیجا گیا
ہوا کہ اس سڑک کے ختم ہونے پر وہ حاضر پیر کو چلے جاویں ؀

کھوست کی فوج پہلے دن ۱۰ میل طے کر کے ... میدان پہنچی ۔ مقام ...
۱۰ گاؤں کا مجمع ہے جوکہ ایک جھلان میں واقعہ ہے جو چاروں طرف سے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے اور عین اس وادی کے سر پر واقعہ ہے جوکہ کھوست کو جاتی ہے یہ گھاٹی جوکہ ۳ میل سے ۵ میل تک چوڑی ہے اگرچہ بڑی زرخیز ہے لیکن اس میں کاشت مطلق نہیں ہوتی اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہاں جان و مال کا ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے کیونکہ افغانی حاکم اور ان قزاقوں کے سامنے جوکہ وادی کے اردگرد کے پہاڑوں پر رہتے ہیں محنت کش کاشتکار کو اپنی محنت کے پھل پانے کا بہت کم موقعہ ملتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہنا واجب ہے کہ افغانستان میں بہت کم کاشتکار محنت کش ہوتے ہیں ۔ کیمپ ایک بڑے گاؤں کے نزدیک دھان کے کھیت میں لگایا گیا جوکہ اس موسم میں خشک ہوتا ہے ۔ باشندے نہایت خوش خلقی سے پیش آئے اور کیمپ کے واسطے سامان رسد بکثرت مہیا کر دیا ؀

دوسرے روز صبح کو فوج پھر روانہ ہوئی ۵ میل تک تو صاف کھلے میدان میں سے گذری مگر پھر راستہ اونچا نیچا اور پتھریلا آنے لگا اور راستہ کے

؀ باقی کورم فیلڈ فورس جاڑے بھر کے لئے اسطرح منقسم کی گئی تھی ۔ تھل میں مفصلہ ذیل فوجیں تھیں :۔ ۳ توپیں ف باٹری کی ۔ ۸ بریگیڈ ۔ شاہی اسپی توپ خانہ ۔ ایک ترپ ۵ پنجابی رسالہ کا ۔ ۸ رجمنٹ کی ایک کمپنی ۔ اور ۲۹ پنجاب پیدل کی ایک جناح ؀ قلعہ کورم میں ایک کمپنی ۲۷ گھاگرہ پلٹن کی ۔ ½ ٹرپ ۱۲ بنگال رسالہ کا اور ۴ گورکھا ؀ پیوار کوتل اور اس کے گرد و نواح میں ۳ کمپنی ۲۷ گھاگرہ پلٹن کی ۔ ایک جناح ۸ رجمنٹ کی ۔ ۳ توپ ج باٹری کی ۔ تیسرا بریگیڈ ۔ شاہی توپخانہ ۔ ۱۲ رسالہ بنگال کا ایک دستہ ۔ ۲ پنجاب پیدل ۔ اور ایک کمپنی سفرمینا کی فوج کی تھی ؀

دونو طرف پہاڑیاں بالکل پاس آگئیں۔ چونکہ رسالہ کے سواروں کو ایک ایک کر کے آگے پیچھے چلنا پڑا اسلئے ترقی رفتار اس قدر سست ہوگئی کہ پیشتر اسکے کہ فوج کا پچھلا حصہ کیمپ سے نکلکر روانہ ہوا دوپہر ہوگئی تھی اور جچی کے دہقان شوق کے ساتھ لاتتھا فوج کی ترقی کو دیکھنے رہے کوتل سے یہ نظارہ طویل اور نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ اُترائی ختم ہوتے ہی ایک کھوسٹ کا میدان تھا جس سے کچھ دور پہاڑوں کی نیلی قطار نظر آتی تھی جس کے سبب جنوب کی طرف افق اور سامنے کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر نہیں آتی تھیں جنرل رابرٹس صاحب بہادر تقریباً دوپہر ہوئی درہ کی چوٹی پر پہنچے لیکن چونکہ سڑک خراب تھی اسلئے کمسریٹ کے سامان کے اونٹ جن پر قریب ۱۵ روز کی خوراک لدا ہوا تھا اندھیرا ہوتے تک نہ پہنچ سکے اسواسطے جنرل صاحب نے حکم دیا کہ ان کو موضع دہانی میں جو کہ کوتل سے جچی میدان کی طرف تقریباً ایک میل دور ہے ٹھیرایا جاوے اور اس خیال سے کہ مبادا قوم منگل انپر حملہ کرے ۵ پنجاب رسالہ کا ایک دستہ ۱ پہاڑی توپخانہ اور ۲۱ پنجاب پیدل ان کے ساتھ چھوڑی۔

باقی فوج نے نار میں کیمپ لگایا جو کہ کھوسٹ کے علاقہ کے شمالی سرے پر ایک گاؤں ہے اس جگہ موضع جچی میدان سے طے کردہ کُل فاصلہ ۱۱ میل ہوا جس میں سے ۴ میل کوتل سے ایک نالہ تک نہایت ہی خراب راستہ تھا اس گاؤں کے نمبرداروں نے نہ تو دوستانہ برتاؤ کیا اور نہ جنرل صاحب کے پاس آئے اسواسطے جنرل صاحب نے ان کو بلوایا اور ان کو متنبہ کیا کہ نمبردار انگریزوں کے خلاف کوئی دشمنی ظاہر نہ کرتا اور اقرار کیا اگر تم اچھی طرح سے رہو گے تو ہم تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرینگے اور ساتھ ہی رسد وغیرہ کی جو قیمت دینی تھی اسکا بھی اُن کے ساتھ فیصلہ کر لیا۔

چوتھی جنوری کو فوجوں نے نار میں آرام کیا جسکی طرف دوسرے دن صبح کو کمسریٹ کے اونٹ اور ان کی محافظ فوج روانہ ہوئی۔ اس آرام کے موقعہ وقت کو غنیمت جانکر اُس بے تکان اور نہایت عمدہ سرویر کپتان وڈ تھارپ نے اُس ملک کی پیمایش شروع کی جو کہ اس سلسلہ کی سب سے اونچی پہاڑی سے شروع ہوئی اور جب تک کہ فوجیں کھوسٹ میں ٹھہریں جاری رہی یہاں تک کہ تمام ملک کا نقشہ بنگیا۔ اسواسطے اگرچہ علم تمدن کے خیالات سے جو کہ اسبات

کی مقتضی تھی کہ اسکو آخر میں چھوڑ دیا جاوے۔ اس ابتک نامعلوم گھاٹی کے حملہ کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا لیکن تاہم علم جغرافیہ کو اس سے بڑا فائدہ حاصل ہوا کیونکہ پہلے جو جگہ ہمارے نقشوں میں خالی ہوتی تھی اب وہاں ٹھیک ٹھیک خاکہ کھینچا ہوا ہوتا ہے ٭

جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی توجہ اس بے پروا طریقہ کی طرف پھر مائل ہوئی جس سے کہ اونٹوں کو لادا جاتا تھا اسواسطے اُنھوں نے باربرداری کے اس ضروری سوال کے بارہ میں سخت حکمنامہ جاری کئے جنمیں افسروں کو تاکید کی کہ وہ بذات خود دیکھیں کہ آیا ان حیوانوں کو مناسب طور سے لادا جاتا ہے کیونکہ غفلت کے ساتھ لادنا اول تو بشریت کے خلاف ہے اور دوم اس سے یہ قیمتی حیوان مرجاتے ہیں جس سے روپیہ کا نقصان ہوتا ہے اور فوج کے آگے بڑھنے میں دیر لگتی ہے اور جبکہ دروں میں سے ایک ایک کی قطار میں چلنا ہوتا ہے۔ تو تمام فوج کو ضرورتاً ٹھیرنا پڑتا ہے جبکہ ایک مردہ اونٹ کا بوجھ دوسروں پہ لادا جاتا ہے ٭

۵ جنوری کو روانگی کے معمولی وقت پر فوجیں ۹ بجے صبح کے روانہ ہوئیں اور چونکہ ملک ہموار اور کشادہ تھا اس لئے اسباب وسامان ایک سوار دستے کے ماتحت دو وسیع دستوں میں روانہ ہوا جس کے ایک طرف تجربہ اور دوسری طرف اونٹ تھے اور ایک بجے سے پہلے ۷ میل سفر طے کر لیا۔ راستہ ایک میدان میں سے تھا اور ایک قبیلہ زمرا سے اور گاؤں کے پاس سے گذر کر اور دریائے کھوسٹ کو پار کرکے موضع خوبی میں جسکی آبادی تقریباً دس ہزار تھی پہنچا تھا یہاں پر کیمپ لگایا گیا۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر اپنے اہلکاروں کو ساتھ لے سلسلہ کوہ کی وادی کی سڑک دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ انکے واپس لوٹنے کے کوچ میں آسانی ہو جبکہ یہ جارہے تھے تو کھوسٹ کے علاقہ کا گورنر معہ سواروں کی ایک جماعت اور دو زنبوروں کے انکے ملنے کو آتا ہوا نظر آیا اور چونکہ اسکے ساتھ کئی ہفتہ سے خط وکتابت ہورہی تھی اسواسطے جنرل صاحب اپنے کیمپ کو واپس چلے آئے تاکہ راستہ کی ملاقات سے یہ خیال نہ ہو کہ انگریز سردار کو ملنے کے لئے آگے آئے تھے ٭

٭ کھوسٹ کی اس مہم کے واقعات اور کوچ وغیرہ کے مفصل حالات میجر کولکوہن کی کتاب "توپ و تفنگ" (قدم بقدم) میں ملیں گے

دن کے ۱۰ بجے قایمقام گورنر اکرم خاں بہت سے نوکروں اور بڑے بڑے ملکوں کو ساتھ لیکر آیا جنرل صاحب دربار کے خیمہ میں ملے سردار کی عمر تقریباً ۴۵ یا ۵۰ سال کی تھی اور اسکے چہرہ کے خط و خال ایسے تھے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اسپر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے اسکو کھوسٹ میں آئے کچھ مدت نہیں ہوی تھی اور اس سے پہلے ۷ سال تک وادی قورم میں سردار ولی محمد کا نائب گورنر رہا تھا اور اسی کا نائب گورنر اب کھوسٹ میں تھا۔ ملاقات کے وقت جوکہ تھوڑی دیر رہی اکرم خاں نے اقرار کیا کہ جسوقت جنرل رابرٹس صاحب بہادر مٹن میں پہنچینگے تو قلعہ اور علاقہ کھوسٹ کے تمام دفاتر انکے حوالہ کر دینگے؛

۶ جنوری کو پیر کے دن فوج نے اسطرح کوچ کیا کہ اسباب و سامان کے حیوانات اور کمپ کے نوکر بیچ میں اور آدھی فوج آگے اور آدھی پیچھے تھی۔ ۳ میل تک کھلے میدان میں گذرنے کے بعد راستہ ایک کوتل پر سے گذرتا تھا اور پھر تقریباً دو میل تک نیچے پہاڑیوں میں سے جاتا تھا جسکے بعد کہ وہ میدان آیا جس میں مٹن اور اور گاؤں واقع تھے جونہی کہ اسباب و سامان کا دستہ درہ میں سے گذرنے لگا تو پہلوؤں کی جماعتیں دونوطرف ٹیلوں پر چڑھ لیں جبکہ اس ڈھلوان کنارے پہنچیں جو کہ وادی مٹن کے اوپر واقع ہے تو دستہ فوج ہزارہ جوکہ آگے چلتا رہا تھا ٹھہر گیا اور گورنر اور اسکے ہمراہی اوپر آملے اور ذرا دیر بعد جنرل رابرٹس صاحب بہادر بھی اس سے آن ملے اور ہزارہ کو ہمراہ لے اکرم خاں کے ساتھ مٹن کی طرف روانہ ہوئے جوکہ یہاں سے تقریباً ۳ میل تھا۔ جبکہ قلعہ سے صرف پونہ میل رہ گئے جنرل صاحب نے ہزارہ کو میدان میں ٹھیرا دیا جہانکہ پیچھے کمپ لگا اور اپنے اہلکاروں اور رسالہ کی چند صفیں لیکر قلعہ کے عین بیچ کی عمارت کے دروازہ تک گیا جہاں کہ گورنر کا رہنے کا مکان تھا۔ مٹن کا قلعہ موقع جوبی سے تقریباً ۸ میل کے فاصلہ پر ہے اسکا احاطہ فصیلدار اور مربع کی شکل کا ہے جس کا ہر ضلع تقریباً ۱۰۰ گز لنبائی میں ہے اور جسکے گوشوں پر گول برج ہیں۔ اس کے اندر کی طرف باہر کی [illegible]

فوج کے ہمراہ اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے خطوکتابت سے اخذ کیے گئے ہیں مصنف کتاب جنرل صاحب کے تہ دل سے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے کلکتہ سے اپنی افغانستان کی اس مہم اور اور جو اسکے حالات ہیں ہمارے پاس بھیجے *

تھے ساتھ ساتھ بارکیں اور اصطبل تھے اور اس دروازہ پر جس سے کہ باہر کی خندق کو عبور کر کے قلعہ کو راستہ جاتا تھا دو کمرہ تھے جن میں کہ گورنر کا بھائی رہتا تھا قلعہ کے بیچ میں ایک چھوٹے مربع کی شکل کی عمارت تھی جس کے کہ دو کونوں پہ گول برج تھے ✤

جونہی کہ جنرل رابرٹس صاحب بہادر قلعہ کے نزدیک پہنچے تو دروازہ کے پاس قلعہ کی فوج کے ۲۰۰ جنرل بلچی دو قطاروں میں صف بستہ تھے جن کے سرے پر سرخ ریشم کے مثلثی جھنڈے استادہ تھے۔ انگریزی جنرل کے آنے کے وقت نقارہ بجائے گئے اور جونہی کہ وہ دروازہ میں سے گذرے ہر ایک آدمی نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر قلعہ کے بیچ کے مکان کے عین دروازہ پر گھوڑے سے اترے اور اہلکاروں سمیت ایک کمرہ میں لے جائے گئے جہاں کہ کوئی موڑھا کرسی وغیرہ نہ تھی یہ کمرہ مرکز کے باغ سے ۴ فٹ اونچا تھا جو کہ اسکے عین سامنے تھا اور اس میں ٹاٹ کا فرش بچھا ہوا تھا جسکے تین طرف عمدہ کپڑے کا حاشیہ لگا ہوا تھا تاکہ مہمان اور ملاقاتی اسپر آن کر بیٹھیں۔ لیکن جنرل صاحب نے کھڑا رہنا پسند کیا۔ ملاقات کے وقت جو کہ تقریباً ½ گھنٹہ رہی افغانوں کے طریقہ کے موافق چاء بغیر دودھ کے پلائی گئی اور جب ملاقات ہو چکی تو جنرل رابرٹس صاحب اپنے اہلکاروں سمیت گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنی گارد کے پاس آ گئے جنگی مقام کے لحاظ سے قلعہ کا بڑا بھاری نقص یہ تھا کہ اس میں پانی بالکل نہ تھا اور وہ ایک آبپاشی کی نہر سے جو پاس سے گذرتی تھی لایا جاتا تھا لیکن چونکہ یہ نہر ایسی تھی کہ جب چاہے جو وقت اس کو دریائے میٹس کے قریب جہاں سے کہ یہ نکلتی تھی موڑ سکتے تھے اس لئے ایک دفعہ کوشش کی تھی کہ پانی قلعہ کے اندر ہی سے نکالیں اور اسکی خاطر ایک کنواں ۲۰۰ فیٹ گہرا کھودا گیا لیکن کوئی پانی نہ نکلا ✤

جبکہ تمام فوج پہنچ گئی تو کیمپ لگایا گیا جسکا کہ رخ باہر کی طرف رکھا اور ہیڈکوارٹر کا خیمہ عین بیچ میں کھڑا کیا گیا تاکہ پچھلے گارڈ کی کوئی ضرورت نہ ہو اکرم خاں نے جنرل صاحب کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ قوم منگل کے لوگ اکٹھے ہو لڑنے تک گئے ہیں اور وادی کھوست کے بھی کچھ باشندے ان کے ساتھ آن ملے ہیں تاکہ انگریزی کیمپ پر حملہ کریں اس واسطے انہوں نے ایسا بندوبست کیا کہ حملہ کی صورتمیں کوئی ہل چل یا گھبراہٹ نہ پھیلے ✤

لوگوں کی وضع مخالفانہ تھی اور ملکوں کو جب جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے ہمراہ کیمپ تک جانے کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے کچھ پیچ و تاب کھایا اور واپس جانے کی اجازت مانگی۔ جنرل صاحب کا خیال تھا کہ وادی تورم کی توری اور ججی اقوام کی طرح یہاں کے لوگ بھی جلدی راضی ہو جاوینگے اور انگریزی افواج کی موجودگی کو اٹل سمجھنے لگیں گے لیکن اکرم خاں نے انکا یہ خیال دور کیا اور کہا کہ اس علاقہ میں ملّا نے بکثرت ہیں اور اپنے مذہبی جوش و تعصب کے لئے مشہور ہیں انہوں نے لوگوں کے دینی جوش کو بھڑکا رکھا ہے اور ان کو بلایا ہے کہ کیمپ پر حملہ کرکے حملہ آوروں کو نکالدیں۔

رات ہونے سے پیشتر قوم منگل کے لوگ گھاٹی کے آس پاس کے گاؤں میں اکٹھے ہونے لگے اسپر جنرل صاحب نے فوج کے پولیٹیکل افسر کرنیل واٹر فیلڈ صاحب کو ہدایت کی کہ ملکوں کے نام پروانہ بھیجو اور ان کو متنبہ کردو کہ اگر کیمپ پر حملہ ہوا تو ان دیہات سے پورا پورا اور سخت عوض لیا جاویگا جو کہ منگلوں یا اور آدمیوں کو جو انگریزوں کے دشمن ہیں اپنے گھروں میں چھپا دینگے یا پناہ دینگے۔ اسکا نتیجہ اول اول تو ایسا ہی ہوا جیسا کہ مطلوب تھا کیونکہ میشن کے تقریباً سب کے سب ملک آدھی رات سے پہلے کیمپ میں آئے اور جنرل صاحب کو اطلاع دی کہ منگل پیٹے اپنے گھر چلے گئے اور کہنے لگے کہ گاؤں والوں کے اچھے سلوک کے ہم ذمہ دار ہیں اور اگر یقین نہ ہو تو ہم کو بیشک یرغمال کے طور پر کیمپ میں رکھ لو۔

وہ رات امن سے گذری لیکن دوسرے روز صبح کو کئی ملکوں نے جن کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے یہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ آیا منگل درحقیقت اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں آنکر کہا کہ بیشک وہ اپنے گھروں کو جا رہے تھے لیکن راستہ میں ان کی قوم کے بہت سے آدمی ان کو میشن کی طرف آتے ملے اس لئے وہ سب کے سب واپس لوٹ آئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اور پہاڑی آدمی بھی وادی میں اکٹھے ہو رہے ہیں اور آج رات کو کئی ہزار آدمی کیمپ پر حملہ کرینگے۔ جبکہ جنرل صاحب کو یہ خبر ملی انہوں نے ۱۲ ۔ پنجاب رسالہ کا ایک تریپ میجر رسی سٹوارٹ کے ماتحت بھیجی اور کپتان کار ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کو ان کے ساتھ کیا تاکہ یہ معلوم کریں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ یہ ترپ دو میل بھی نہیں گیا تھا کہ انپر گولیاں چلیں اور جلدی ہی یہ بات معلوم ہوگئی کہ دشمن کیمپ کے تین اطراف میں جمع ہوئے ہوئے ہیں۔ جنرل صاحب اپنے مراسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے

معلوم ہوگیا تھا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ پھرتی اور طاقت کو کام میں لائے بغیر ہم
محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ہمارے جوانوں کی کُل تعداد دو ہزار تھی جو کہ اُس تعداد کے مقابلہ
میں جس سے ہمیں لڑنا تھا بہت تھوڑی تھی۔ ہم میں اور ہمارے سے نزدیک
جگہ میں جہاں سے کہ ہم کو مدد مل سکتی تھی بہت میلوں کا فاصلہ تھا اور راستہ بھی بڑا
خراب تھا۔ میں نے اسوقت سوچا کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ ان قوموں کو جنہوں نے
ہمارے کمپ پر حملہ کرنے کی دلیری کی ہے فوراً سخت سزا دیجاوے"۔ یہ ظاہر تھا کہ
انگریزی فوج کے واسطے ایک غضبناک دن درپیش تھا کیونکہ یہ خونخوار پہاڑی آدمی جن
کے ملک میں ہندوستان کا کوئی فاتح دشمنی کے ارادہ سے نہیں آنے پایا تھا۔ اب
اپنی وادی کے حملہ آوروں کے مقابلہ میں لڑنے کی فکر میں تھے۔ جنرل رابرٹس صاحب
بہادر نے اپنی طرف سے تمام انتظام بڑے غور و فکر کے ساتھ کئے اور وہ فوجیں جن کو
کہ شمالی مغربی حملہ روکنے کے لئے ۹½ بجے دن کے جمع ہونیکا حکم ملا تھا واپس بھیجدی
گئیں کیونکہ یہ ظاہر ہوگیا تھا کہ دشمن کی تجویز چاروں طرف سے دھاوا کرنے کی ہے۔
عنقریباً دوپہر کے وقت شمال مشرق کی طرف سے کمہیارے اور رسالہ والوں کے یکایک
خوف نے صاف بتا دیا تھا کہ جنگلیوں نے انگریزی کمپ کو بالکل گھیر لیا ہے۔

اول جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے اپنے تمام رسالہ سے جس قدر وہ بچا
سکتا تھا میجر سٹوارٹ کی توجیوں کے لئے کرنیل گف کے ماتحت کمک بھیجی اور اپنے
ساتھ صرف ۲۵ تیغہ زن سوار رکھے۔ اور ۲۱ پنجابی کی چھ کمپنیاں کرنیل ہڈسن کے
ماتحت اور ۲ پہاڑی توپخانہ کپتان سوٹلے کے ماتحت مدد کے لئے روانہ کئے
گئے۔ ان افواج نے کمپ کے شمال مغرب کی طرف جہاں کہ دشمن کی بڑی جمعیت
معلوم ہوتی تھی کرم دیا میدان کے گاؤں جو دشمن نے خالی کر دئے تھے اور اب
ان کی جمعیت پہاڑ کے دامن میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر جمع تھی۔ کپتان بر کلے
کے ماتحت ۱۰ ہزار کے ستر تیغہ زن جوانوں نے گھوڑوں سے اتر کر کچھ نیچی ٹیلوں کی
چوٹی پر سے دشمن پر گولہ باری شروع کی اور ۵ پنجابی رسالہ کے ۱۲۰ جوانوں نے
دائیں طرف کی پہاڑیوں سے دشمن کے دھوئیں اڑا دیئے۔ افغانوں کے ہٹتے ہی رسالہ
آگے بڑھا اور میجر ولیمز کے ماتحت ۵ پنجابی رجمنٹ کے ایک دستہ نے بڑی بہادری
سے ایک پہاڑی پر حملہ کیا جو کہ دشمن کی جمعیت کے عین بیچ میں تھی اور جبکہ افغان پیچھے
ہٹ رہے تھے ان کو ۱۰ ہی ستایا رسالہ نے ایسی کارگر اور دباؤ آگے بڑھایا کہ

دشمن سب جگہ چھوڑ کر پہاڑوں پر بھاگ گئے اور جبکہ نمبر ۲۳ پنجابی رجمنٹ پہنچی تو کوئی کام
باقی نہ رہا تھا اگرچہ پہاڑی توپ خانہ نے گولہ باری کر کے دشمن کو بالکل تتر بتر کر دیا۔ مگر
ایک تنک نے دیکھا کہ ایک فاصلہ کی پہاڑی پر جھنڈا کھڑا کیا تاکہ تتر بتر دستوں کو پھر
اکٹھا کرے لیکن ایک گولہ ایسا نشانہ باندھ کر لگایا گیا کہ اس جھنڈے کی دھجی دھجی
اڑا دی اور جیسا کہ ہومر شاعر لکھتا ہے ؎

خواب و ایام نے سلا دیا اسکو یار　　پلکیں پھر جھپکی نہ اسکی ایک بار

جبکہ یہ توپیں کیمپ کے شمال مغرب کی طرف مصروف تھیں جہاں کہ دشمن کی جمعیت سب
سے زیادہ معلوم ہوتی تھی تو دائیں یا مشرقی پہلو کو میجر کالس کے ماتحت ۲۱
پنجاب پیدل کے ایک جناح اور ۲ پہاڑی توپ خانہ کی دو توپوں نے محفوظ رکھا
اور کپتان کیرو تھرز کے ماتحت ۲۲ پنجاب پیدل کے دوسرے جناح اور ۲ پہاڑی
توپ خانہ کی باقی دو توپوں نے کیمپ کے پچھلے حصہ کی حفاظت کی اور اگلے اور بائیں
حصہ کو لفٹننٹ کرنیل کلارک کے ماتحت ۲۲ گڑھ کے ایک جناح نے بچایا ۔
کیمپ کے اندر اور اردگرد کی تمام افواج کرنیل ڈرو کے ماتحت تھیں جسکو کہ ہدایت
کی ہوئی تھی کہ جیسا تمہاری سمجھ میں آوے کرو جب تک کہ کرنیل گگاف سامنے
کے دشمنوں کو نہ بھگا دے اور یہ انہوں نے ایسے ہی عمدہ طور سے کیا جیسے کہ اُس کی
جنگی لیاقت اور تجربہ والے افسر سے امید کی جاتی تھی ۔

جنرل رابرٹس صاحب بہادر کیمپ کی حفاظت کا انتظام کر کے پہاڑیوں
پر اس حملہ کی ترقی کو دیکھنے کے لئے گئے جو کہ کرنیل گگاف کے ماتحت ہو رہا تھا۔
ان کے ساتھ صرف انکے اہلکار تھے کیونکہ کسی سہو کے سبب ۵ پنجابی رسالہ کے ۲۰ جوان
جنکو کہ کرنیل ڈرو کے حکم میں کیمپ میں رہنا چاہیے تھا اپنی رجمنٹ کے ساتھ چلے
گئے تھے اور اسواسطے وہ اپنے رجمنٹ کے آٹھ سوار کرنیل کے پاس چھوڑ آئے تھے۔ ایک
افسر جو ان کے ساتھ تھا کہتا ہے کہ جونہی انہوں نے کیمپ کو چھوڑا دشمن جو کہ شمال
مشرق کے گاؤں پر قابض تھے نظر آنے لگے ایسا ہوتے ہی کپتان مارگن کی
دو توپوں نے کارروائی شروع کی اور دشمن کے گروہوں کے درمیان ایسا مار کر
گولہ پھینکا کہ وہ اپنے پیچھے کے اور جنوب کے گاؤں کی طرف بھاگ گئے۔ اس میں
ان کو کوئی روک ٹوک نہ ہوئی کیونکہ چند سوار جو کہ ان کے مقابلہ کو بھیجے گئے ایک
نالہ سے رک گئے جسکو کہ اس طرف میں عبور کرنا محال معلوم ہوتا تھا۔ دشمن نے پیچھے

سے جنوب کی طرف سے چند پُرانی افغانی رسالہ کی بارگوں اور فصیلدار گاؤں سے
گولیوں کی باڑھ شروع کی اور ادھر سے ۱۲ پنجاب رجمنٹ کے بائیں جناح
اور ۸ پہاڑی توپ خانہ کی دو توپوں نے ان کے مقابلہ میں گولہ برسانا شروع کیا اور
کپتان سپینس کے گھاگرہ پلٹن کے دستہ نے ان کی مدد کی۔ گولوں کی آگ سے
دشمن اپنے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر توپوں کی زد سے پرے دور چلے گئے اور تب بندوقیں
جلدی جلدی دھڑا دھڑ چلنے لگیں اور اس سنسان وادی کی پہاڑیوں سے گونج
کا تار بندھ گیا جسکا کچھ اندازہ بائرن کے ان شعروں سے ہو سکتا ہے۔

دھڑا دھڑ کی آواز وہاں آتی تھی | سٹراسٹر کی آواز کان کھاتی تھی
گونجیں وہاں دل کو ہلاتی تھیں | موتوں کے گولوں سے جو آتی تھیں
کلیجہ دھماکے سے وہاں پھٹتا تھا | لڑائی کے گرجے سے دل ہرتا تھا
تھر تھر سے وادی بھی تھی کانپتی | گڈریوں کی بھی آنکھ تھی جھانپتی

اس اثنا میں کرنل گاف صاحب نے جو حملہ شمال مغرب کی طرف دشمن پر کیا تھا اسمیں
وہ ان کو پہاڑوں پر بھگا کر کامیاب ہو گئے اور تب اس نے آہستہ آہستہ اپنی فوج
کو واپس موڑا اور دشمن پر ایسا خوف چھایا ہوا تھا کہ انہوں نے اسکو مطلق تنگ نہ
کیا۔ اس سے پیشتر جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے جنہوں نے کہ لڑائی کو دیکھا
تھا حکم دیدیا تھا کہ ۵ پنجاب رسالہ کا ایک ٹروپ میجر سٹوارٹ کے ماتحت ہمارے
ساتھ چلے اور اسکے ساتھ وہ اڑھائی بجے کیمپ میں پہنچ گئے۔ یہاں آکر انہوں نے
حکم دیا کہ ۱۲ پنجاب پیدل کی ایک جناح جسکی دوسری طرف ۲۳ گھاگرہ کا ایک دستہ
ہو اور پہاڑی توپیں دشمن کا تعاقب کریں جو کہ مشرق اور جنوب مغرب کو بھاگ گئے
ہیں اور ان گاؤں کو جلا دیں جنہوں نے کہ ان کو رات کے وقت پناہ دی تھی۔
کرنل ڈرو ایک بڑا دستہ فوج کا لیکر گیا اور پانچ گاؤں کو جنہیں باشندے چھوڑ
گئے تھے جلا آیا اور کپتان کیر ودھرز نے ۲۳ کے بائیں جناح کے ساتھ جاکر جنوب
مشرق کی طرف کے ایک گاؤں پر قبضہ کیا اور اسکو جلا دیا اور ایک اور گاؤں کو
بھی جلایا جسکو کہ پہلے توپ سے اڑا دیا تھا کیونکہ دشمن وہاں پر مقابلہ کرنا چاہتا تھا اور دریا سے
میٹھ کو پار کر کے ایک تیسرے گاؤں میں آگ لگائی اور توپیں اسوقت دشمن کے
ہجوم پر گولہ برساتی رہیں جو کہ میدان کے بیچ سے ان پہاڑوں کی آڑ میں جا چھپے
تھے جو کہ گھاٹی کو جنوب کی طرف سے بند کرتے تھے ۵ پنجاب رسالہ کے اس ٹروپ

نے جو کہ میجر سٹوارٹ کے ماتحت جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے ہمراہ کمپ تک
گیا تھا دشمن کے اس بڑے گروہ پر بڑا کارگر حملہ کیا جو کہ ایک گاؤں کے پچھاڑی سے
نکل نکل کر جا رہے تھے جس کی طرف کہ ۲۳ کی ایک جناح کپتان کروتھرز کے ماتحت
جا رہی تھی - میجر سٹوارٹ ان کے اوپر جا پڑے اور ان میں سے ۴۰ سے زیادہ کو
مار ڈالا اور پنجابی سوار اور بہتوں کو تہ تیغ کر دیتے اگر وہ ایک چوڑے نالہ کی پتھریلی
گذرگاہ میں نہ چلے جاتے جس کے اونچے کنارے پر رہیلچی بیٹھے ہوئے تھے جنہوں نے
ایسی آگ برسائی کہ میجر سٹوارٹ کو مجبوراً اپنے آدمیوں کو ہٹانا پڑا مگر جلدی ہی
۷۲ رجمنٹ آگئی اور پھر ایک کنارے کے گاؤں کی طرف بڑھنی شروع ہوئی جہاں کہ
دشمن پناہ گزین تھے - جبکہ انہوں نے اپنے آپ کو خطرہ میں دیکھا وہ گاؤں چھوڑ کر
بھاگ گئے لیکن ان میں سے تقریباً ۸۰ آدمی گھر گئے اور کچھ قیل و قال کے بعد
انہوں نے اپنے آپ کو فوج کے حوالہ کر دیا - جب پولیٹیکل افسر کرنل واٹر فیلڈ
نے ان کے اظہار لئے تو معلوم ہوا کہ وہ کھوسٹ کے باشندے نہیں تھے - بلکہ
وزیری تھے اسواسطے وہ کمپ میں لائے گئے اور جنرل صاحب نے حکم دیا کہ ان
کو ۲۱ پنجاب پیدل کی زیر حفاظت رکھا جاوے کیونکہ ان کا منشا تھا کہ اس قوم کے
فرقہ گروہ سے جس سے یہ سب کے سب تھے ۵۸ روپیہ فی کس زر جرمانہ لیا جاوے

شام کے وقت جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے میٹن کے قیدیوں
کو بلایا اور ان سے کہا کہ یہ سزا تم اپنے اوپر آپ لائے ہو میری دلی خواہش تھی کہ
کہ خونریزی سے بچوں - لیکن اب تم معلوم کرو گے کہ قواعددان فوج کا مقابلہ کرنے
کی کوشش کرنا کیسا بیہودہ ہے خواہ اُن کی تعداد کتنی ہی کم ہو - اسکے بعد چند روز
علاقہ کھوسٹ کے نمبردار کمپ میں آئے اور جنرل صاحب نے ان سے وہ سب
باتیں کہیں جو کہ انہوں نے میٹن کے ملکوں سے کہی تھیں اور ان کو یقین دلایا
کہ جب تک تم دشمنی کے کاموں سے باز رہو گے تم کو مطلق کوئی ڈر نہیں - اس ملک
میں داخل ہونیکا میرا کلی مدعا یہ تھا کہ امیر کابل کی حکومت کو یہاں سے اٹھا دوں
جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے وائسرائے کو لکھا کہ اس بات کا کافی ثبوت موجود
ہے کہ ہمارے خلاف سازشیں دور دراز تک پھیلی ہوئی تھیں اور اگر ان لوگوں کو
جو ہمارے مقابلہ میں ۷ ماہ حال کو لڑے تھے سخت سزا کا نمونہ نہ بنایا جاتا تو ہمارے
برخلاف دشمنی زیادہ بڑھ جاتی - اسصورت میں میرے واسطے اپنی تھوڑی سی فوج

کا کوئی حصہ یہاں چھوڑنا ناممکن ہو جاتا ۔ لیکن اب معاملات کا ڈھنگ بالکل بدل گیا
ہے آس پاس کے تقریباً تمام گاؤں کے نمبردار آئے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں
ان کی بابت سنا جاتا ہے کہ وہ بھی مطیع ہونا چاہتے ہیں ۔ لیکن یہ تبدیلی صرف ظاہرا
تھی اصل میں نہ تھی اور کرنل واٹرفیلڈ نے جو اس رائے کے ساتھ اتفاق رائے
کیا تھا کہ فوج کی ایک اچھی تعداد اب یہاں پر بدون کسی خوف وخطر کے چھوڑ سکتے ہیں
بشرطیکہ تورم کی وادی کی افواج ہمارے سلسلۂ خط وکتابت کے جاری رکھنے کے
لئے کافی مضبوط ہوں جلدی ہی غلط ثابت ہو گئی ۔ ان تند قبیلوں نے دشمنی کو
چھوڑ کر صلح صفائی نہیں کی تھی اور یہ بات تعجب کی بھی نہیں تھی کیونکہ جو سزا
ان کو دی گئی تھی وہ نہایت سخت تھی اگرچہ یہ بالکل اُسکے مشابہ تھی جو کہ ہم سرحد
کے ونگے فسادوں میں گردن کش پہاڑیوں کو ہمیشہ دیتے رہے ہیں ۔ اہل کھوسٹ
کے گھروں کو عین جاڑے کے درمیان جلا دینا ہمارے انگریزی خیالات کے موافق
بڑا سخت معلوم ہوتا ہے لیکن یہ اس سے ذرا بھی زیادہ نہ تھا جس کے باشندے
مستحق تھے اور جس کی وہ امید کرتے تھے کیونکہ جب فوجیں وہاں گئیں تو باشندے
اس سے پہلے ہی گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ لیکن مغرب کے نہایت نزدیک
کے گاؤں کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا گیا کیونکہ ان کے باشندے عہد و پیمان کیا تھا
کام کرتے رہے اور انہوں نے کیمپ والوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ اپنی حفاظت کی حد سے
باہر نہ جاویں مگر جو گاؤں کہ ان سے پرے تھے اگرچہ انہوں نے دشمن کو پناہ بھی دی
تھی تاہم ان کو بچایا گیا کیونکہ جرم کے واسطے کافی سزا اوروں کو مل چکی تھی ٭

یہ اندازہ کیا گیا تھا کہ سب قومیں جو اس حملہ میں شامل تھیں ۶۰۰۰ ہزار تھیں
جن میں سے دو ہزار صرف منگل قوم کے تھے انہوں نے کیمپ پر شمال مغرب
کی طرف سے حملہ کیا تھا ۔ جدران اور وزیریوں نے اہل کھوسٹ کے ساتھ سازش
کر کے جنوب اور مشرق کی طرف سے حملہ کیا تھا ان سب قبیلوں کو شکست فاش ہوئی
جسکا پورا پورا اثر انگریزی افواج کو جبکہ وہ علاقہ کھوسٹ میں ٹھیری معلوم ہو گیا
اس فتح میں انگریزوں کا کچھ بھی نقصان نہ ہوا صرف دو آدمی مارے گئے اور چھ
زخمی ہوئے ٭

یہ ظاہر ہے کہ یہ حملہ اُس منصوبہ کا ایک حصہ تھا جو کہ منگل اور جاجی اقوام نے
کافروں کے خلاف باندھا تھا کیونکہ ساتھ ہی ساتھ ان قوموں نے پیواڑ کوتل پر حملہ

ہوئیں تو وہ سب کے سب زمین پر چت لیٹ گئے اور فوراً امن و امان ہو گیا جبکہ مُردوں اور مجروحوں کو باقیوں سے الگ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ۹ مر گئے جن میں سے تین ایسے تھے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو خلاص کر لیا تھا ایک بھاگ گیا اور ۴۱ زخمی ہوئے جن میں سے ۵ کو مہلک اور ایک کو سخت زخم لگا ہوا تھا اور ۳۴ ایسے تھے کہ جن کو ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچی تھی۔ مجروحوں کا بڑی احتیاط کے ساتھ علاج معالجہ کیا گیا اور باقیوں کو جنرل براؤنلو صاحب بہادر کے حکم سے تین حصوں میں منقسم کر کے ہر ایک کو ایک الگ گارد کی حفاظت میں رکھا۔ بندوقوں کے چلنے سے کمپ کے لوگ چونک اٹھے لیکن بدانتظامی ذرا نہ ہوئی فوجیں اپنی اپنی مقررہ جگہ پر آ صف بستہ ہوئیں اور پانچ منٹ کے اندر اندر ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر آن موجود ہوا ؛

اسی اثناء میں ایک ملک جو انگریزوں کا دوست تھا سواروں کی ایک جماعت ساتھ لئے بڑے کمپ کے جنوب مغرب کی جانب سے جا رہا تھا جبکہ سنتری نے اس کو پوچھا کہ کون ہے اور کچھ جواب نہ ملا تو اس نے بندوق چلائی اور گولی ملک کے مونڈھے پر جا کر لگی۔ اس رات کی اخیر کارروائی یہ تھی کہ ایک رسالہ کمپ کے گرد و نواح کو دیکھنے کے واسطے بھیجا گیا اور جب انہوں نے آن کر کہا کہ کوئی دشمن نظر نہیں آتا تو فوجوں کو رخصت کیا گیا اور پھر چاروں طرف امن امان ہو گیا ؛

۹ تاریخ کو فوج کے کئی دستے ادھر ادھر بھیجے گئے تاکہ وہ ان گاؤں سے جن کو لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں یا کچھ ایک جلا دیئے گئے ہیں غلہ لادیں اسی روز بہت سے آدمی شمال کی طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر نظر آئے جو کہ یا کوبی سے کمپ کے لوٹنے کیلئے آئے تھے کیونکہ ان کو کسی نے کہہ دیا تھا کہ ساتویں تاریخ کی رات کو منگلوں کو بڑی نمایاں فتح حاصل ہوئی اس لئے ان کو قدرتاً یہ خواہش ہوئی کہ ہم بھی لوٹ میں حصہ لیں لیکن جب وہ اس درہ کے سرے پر پہنچے جو کہ میدان کے اوپر تھا تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ انگریزی کمپ کے خیمہ بالکل صحیح سالم کھڑے ہوئے ہیں ان کو اس خبر کی صداقت کا جو ان کے پاس لائی گئی تھی اس قدر یقین ہو گیا تھا کہ انہوں نے آٹھ سواروں کی ایک کمپنی کو دغابازی سے پکڑ لیا اور ان کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی حالانکہ یہ سوار ان کی پناہ میں حاضر سپر کی ڈاک حفاظت کرنے کیلئے چھوڑے گئے تھے جبکہ ملکوں نے لڑائی کے اصلی حالات سنے تو انہوں نے

سواروں کو ان کے گھوڑے ہتھیار اور کپڑے جو اُن سے چھین لئے تھے واپس دیدیئے مگر وہ اسپر راضی نہ ہوئے اور اپنی بندوقیں بھر کر دو ملکوں کو جنہوں نے اُن کیساتھ بدسلوکی کی تھی مجبور کیا کہ ہمارے ساتھ کیمپ میں چلو وہاں آنکر مقدمہ کی تحقیقات ہوئی اور ایک جنرل کورٹ مارشل نے جسکے کہ میر مجلس کرنیل کناف صاحب تھے ان کو مجرم ثابت کیا اور سات سال مجبور دریائے شور کی ان کو سزا دی ۔

جنرل رابرٹس صاحب نے اب مصمم ارادہ کر لیا کہ فوج کے ساتھ جاکر وادی سکے مغربی سرے کا ملاحظہ کریں اسلئے وہ قلعہ سٹن میں جاکر ٹھیرے جسکے کچھ کمروں کو شفاخانہ کے طور پر استعمال کیا اور جو بیمار باقی رہ گئے ان کے واسطے احاطہ کے اندر خیمے لگوا دیئے کرنیل مچلس کو قلعہ کا کمانڈر بنایا اور اسکی رجمنٹ ۲۱ پنجاب پیدل اس کے ساتھ چھوڑی اور علاوہ ازیں ۵ پنجابی رسالہ کا ایک ٹروپ کپتان وڈسڈن کے ماتحت بھی قلعہ میں چھوڑا اور مسٹر اے کرسٹی کو بطور پولیٹیکل افسر اپنے ہمراہ لیا ۔

۱۳ جنوری کی صبح کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر بہمراہی اکرم خاں مفصلہ ذیل افواج ساتھ لے روانہ ہوئے ۔ ۲۱ ہزار کا ایک دستہ ۔ ۵ رسالہ پنجاب کے ۲ ترپ ۔ ۲ و ۳ پہاڑی توپ خانہ ۲۳ کا گورکھا کی پلٹن ۔ چنار ۲ اور ۵ کا پنجاب پیدل ۔ پہلے دن موضع دہشگان تک گئے جو کہ یہاں سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر تھا راستہ میں دریائے سینٹن کے بیچ سے اور ایک [illegible] سے بھی گذرنا پڑا جس کے کہ دوسرے کنارہ پر بہت لوگ جمع تھے جن سے کہ یہ خیال ہوا کہ شاید وہ پار اترنے کو روکتے ہوں لیکن دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سامان رسد وغیرہ ہماری فوج کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے اور تمام لوگ حیران تھے اور یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ یہ افواج ان سے بدل [illegible] کیوں قیمت ادا کرتی ہیں ۔ وہ صرف [illegible]

فوج نے ایک روز دہشگان میں قیام کیا اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر ۱۱ ہزار کا ایک ترپ اور ایک ۵ پنجاب رسالہ ہمراہ لے کر میدان کے پار جہاں کہ کیمپ لگا ہوا تھا موضع ورگائی تک گئے یہ گاؤں وادی کے جنوبی سرے پر واقع ہے اور اس میں ختنی قوم کے باشندے آباد ہیں گاؤں والوں نے جنرل صاحب کی بڑی عزت کی اور انہوں نے ایک کھلے میدان میں سرداروں کو جمع کر کے ان سے انگریزی میں تقریر کی (جس کا ترجمہ ایک ایک فقرہ کر کے محمد حیات خاں نائب پولیٹیکل افسر نے ان کو سنایا) اور ان سے کہا کہ خبردار کوئی دشمنی کا کام نہ کرنا اور ہر ایک سازش سے جو تمہارے بھائی کریں ہم کو اطلاع دیتے رہنا۔

اسی وسیلہ سے خبر بھیجی اور یہاں کرنیل پنل منی صاحب نے جوکہ ۳۵ سکھ رجمنٹ کے کمان افسر تھے اور چونکہ خوبی قسمت سے اس فن میں ماہر تھے اس پیغام کو پڑھا اور پنجاب سرحدی فوج کے کمان افسر کرنیل گوڈبی صاحب نے جو اتفاقیہ اسوقت بنوں میں موجود تھے جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو کپتان وین صاحب کی معرفت بذریعہ شیشہ خبر دی کہ محسود وزیریوں نے ٹانک کو حملہ کرکے جلا دیا۔ خط و کتابت کے اس وسیلہ سے جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے حضور وائسرائے لارڈ لٹن صاحب کو جو اسوقت کلکتہ میں موجود تھے خبر بھیجی اور یہ خبر وادی کھوسٹ سے جوکہ پہاڑوں کے وسیع سلسلہ میں واقع ہے حضور وائسرائے صاحب کے پاس دو گھنٹہ کے اندر پہنچی اور درحقیقت فوجی اشارہ کرنے کی یہ ایک نہایت ہی عجیب مثال قلمبند ہے ؛؛

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ارادہ کیا کہ یہاں کی ایک فوج بھرتی کریں اور اس میں خاصکر توری لوگ ہوں جو انگریزوں کے دوست تھے تاکہ جب انگریزی افواج یہاں سے چلی جاویں تو وہ وادی پر قابض رہیں اور جبکہ کپتان آرتھر کو تولی یہاں پہنچے تو اُن کو ہدایت کی کہ ۲۰۰ سوار اور ۲۰۰ پیادہ جمع کرکے انپر حکم کمان کریں اور اس میں وہ کامیاب ہوئے اگرچہ بعد ازاں وادی کے چھوڑنے پر اس نئی فوج کو توڑنا پڑا۔ یہ کپتان میواڑ کی بھیل فوج کے بھی افسر رہ چکے تھے اور جزیرہ نمائے ہند کی وحشی قوموں کو شایستہ اور قواعد دان فوج بنانے میں بڑا تجربہ رکھتے تھے ؛

۲۰ جنوری کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کرنیل گف کے رسالہ کا ملاحظہ فرمایا اور حکم دیا کہ قندھار کی حوالگی کی یادگار میں شاہی سلامی کی توپیں چلائی جاویں۔ شام کے وقت لوگوں نے گھوڑدوڑ اور اور کھیلیں کیں دوسرے روز ۲۱ پائینیرز مشرقی راہ سے جانب سپیر کی طرف واپس روانہ ہوئے اور اُن کو ہدایت ہوئی کہ وہ راستہ کو صاف کرتے جاویں کیونکہ جنرل صاحب اسی راہ سے کرم کو جانا چاہتے تھے ۲۲ جنوری کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر اپنے اہلکاروں سمیت عملہ ہزار کی ایک فوج ساتھ لیکر کھوسٹ کے مشرقی سرے کی طرف گئے اور وادی کے سب سے بڑے گاؤں کا ملاحظہ کیا اور ان کے سرداروں کو جمع کرکے والا اقتدار طاقت کی طرف جو جو اُنکے فرایض اور ذمہ داریاں تھیں اُن سے اُنکو آگاہ کیا اور ۲۰ میل سے کچھ زیادہ پھر کر شام کو واپس آگئے۔ دوسرے دن

تاریخ کو خبر ملی کہ منگل لشکر گاہ پر یکبار حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور تقریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر بہت ہی زیادہ جمع ہو رہے ہیں اور اسلئے دشمنوں کے مقابلہ کے واسطے تیار رہنے کے لئے جنرل رابرٹس صاحب نے حکم دیا کہ لشکر گاہ کے کھلے ہوئے پہلوؤں کو خیموں سے ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر ایک خندق کھود کر محفوظ کیا جاوے اور مختلف رجمنٹوں اور توپ خانوں نے کرنل پرکنس شاہی انجینیر کی عدم موجودگی میں کپتان کلکوہن افسر شاہی توپ خانہ کے ماتحت ہو کر اس کام کو ایسی خوش اسلوبی سے سر انجام دیا کہ اندھیرا ہونے سے پہلے لشکر گاہ بالکل محفوظ ہو گئی کیونکہ ایک ساڑھے تین فٹ اونچا اور اتنا ہی چوڑا مٹی کا پشتہ کھلے ہوئے حصوں کی جانب بنایا گیا چونکہ اونٹوں کی ۱۲۰۰ کاٹھیوں کے ساتھ ملکر آسانی سے [illegible] لشکر گاہ کے ہر ایک حصہ کو منگلوں کے حملے سے بچا سکتا تھا [illegible] دشمن کو دیکھنے کے لئے بھیجا گیا لیکن وہ واپس چلا آیا کوئی کثیر التعداد دشمن کی [illegible] وادی کے شمال کی جانب دیہاتیوں نے مقابلہ کیا اور بلا شک دشمن [illegible] گھروں میں چھپے ہوئے تھے اسی دن پیمائش کرنیوالی جماعت [illegible] کی تفتیش ختم کرکے واپس آئی اور اپنا کام ہندوستان کے تمام [illegible] پیمائش کی [illegible] کیساتھ ملا آئی ۔

دوپہر بعد جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے پاس قوم منگل کے ان لوگوں کی طرف سے [illegible] آئے جو کر وادی [illegible] کی جانب رہتے تھے انہوں نے درخواست کی ان لوگوں کو روپیہ اور پگڑی ملنی چاہئے جو کہ انگریزوں سے اچھی طرح سے پیش آئے ہیں اور جبکہ جنرل صاحب نے انکی درخواست منظور کر لی تو خوش ہو کر چلے گئے ۔ ۲۳ تاریخ کی رات کو [illegible] چھاپے گئے تاکہ منگل اور اور لوگوں کو جو دشمن ہونا چاہتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ انگریز انکے واسطے تیار ہیں اسکا نتیجہ بڑا اچھا ہوا اور گولوں کی روشنی [illegible] گز طول اور [illegible] گز عرض میں اچھی طرح سے نظر آئی اس کے بعد دو روز میں لفٹننٹ [illegible] شاہی انجینیر نے لشکر گاہ کی حفاظت پورے پورے طور پر کر دی [illegible] کی [illegible] رکھی تھیں [illegible] مٹی کی دیوار بنوا دی [illegible] خاردار جنگلا بنوایا اور درختوں کو [illegible]

کو دوپہر بعد جنرل رابرٹس صاحب بہادر [illegible] وادی کھوسٹ کے سرداروں [illegible] کو جمع کیا [illegible]

نزدیک تھیں گذرتی تھی ان میں سے بیچ والی کی چوٹی پر ایک فوجی مکان تھا جسکی بابت ذکر کرتے ہیں کہ امیر تیمور نے بنایا تھا جبکہ وہ ہندوستان پر حملہ کرنیکو جا رہا تھا۔ سلسلہ کوہ کے نزدیک نزدیک بہت سے ندی نالوں اور بد رووں میں سے ہو کر سڑک ایک درہ میں سے گذرتی تھی جو کہ لشکرگاہ سے ۷ میل تھا اور وہاں سے دریاے کرم کھوسٹ کے کنارے کی طرف جاتی تھی جنمیں سے گذر کر پھر ایک اور پہاڑ میں سے گذرتی تھی جہاں سے کہ وادی سیبری کو راستہ جاتا تھا یہاں پر ۲۸ جنوری کو مقام ہوا اس روز جنرل رابرٹس صاحب بہادر مقل کیطرف دیکھنے کو گئے اور پیمایش کرنیوالی جماعت نے ایک پہاڑی سے جو کہ لشکرگاہ سے تقریباً ۴ میل شمال مشرق کی طرف تھی مشاہدے لئے۔ اسی رات کو ۱۰ بجے جنرل صاحب کے پاس میٹن کے گورنر کی طرف سے پیغام پہنچا کہ منگل قلعہ پر حملہ کرنے کو اکٹھے ہو رہے ہیں اور مجھے اور اہل قلعہ کو مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے جنرل صاحب نے فوراً یہ تجویز کی کہ کھوسٹ کے اہل قلعہ کو وہاں سے نکال لیا جاوے اور پریشان وادی کو قوم منگل کے رحم پر چھوڑا جائے یا اسکے رحم پر جو اسکو لوٹنا پسند کرے اور ۲۹ جنوری کو صبح ہوتے ہی جتنی فوج کہ وہ بچا سکتے سیبری کے لشکرگاہ میں بریگیڈیر جنرل ڈرو کے ماتحت چھوڑ کر خود میٹن کی طرف روانہ ہوتے اور مفصلہ ذیل افواج اسکے ہمراہ تھیں ۲۳ گھنا گرہ کا ایک دستہ ۷۲ ہائرز کی ایک جماعت ۵ پنجاب رسالہ ۲ پہاڑی توپ خانہ اور ۲۸ پنجاب پیدل ٭

۶ بجے پر ۱۵ منٹ گذرے روانہ ہو کر جنرل صاحب میٹن کے ترک کردہ لشکرگاہ میں ۹½ بجے پہنچے اور ان پہاڑیوں کے اطراف میں منگلوں کو دیکھا جہاں کہ پہلے ان کو شکست ہوئی تھی لیکن چونکہ جنرل صاحب آسانی سے فوج جمع کردہ پر حملہ کر سکتے تھے اسلئے انہوں نے ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ طاقتور دشمن سے لڑنا نہیں چاہتے۔ جنرل صاحب نے کچھ اونٹوں کو جو وہ اپنے ہمراہ

٭ لشکرگاہ کا ایسا اچھا انتظام تھا کہ اگر اسپر حملہ ہوتا تو یہ اسکو ہٹا سکتا تھا اسوقت ہمیں گھناگرہ پلٹن کے ۲۰۰ جوان ۱ پہاڑی توپ خانہ اور ۲۱ پنجاب پیدل تھی ان سب کی تعداد مل ملا کر تقریباً ایک ہزار تھی ٭

لائے تھے قلعہ کے غلہ سے لاد کر آگے بھیجا اور افواج نوری کو ان کا محافظ بنایا اور جبکہ فوج ناشتہ کھا چکی تو خود بھی پیچھے ہٹنا شروع کیا کیونکہ جب یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ یہ مقام خالی کر دیا جاوے تو دشمن پر حملہ کرنے سے کوئی مدعا بر آ رہی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ پہاڑوں تک ان کا تعاقب نہیں کر سکتے تھے اور ساتھ ہی یہ بات بھی تھی کہ جنرل رابرٹس صاحب بہادر کی فوج جو ۱۲ میل پیچھے [illegible] اور [illegible] آج ہی اپنے لشکرگاہ میں پہنچا چاہتے تھے اس اثنا میں [illegible] بلاشک ۱۰ ہزار تھی دو میل کے فاصلہ پر دلیرانہ میدان میں آ گئے اور تقریباً [illegible] میل لمبی قطار میں صف آرا ہوئے جنرل صاحب کو اس سے ضرور اندیشہ ہوا ہوگا کہ خدمت عامہ اور ضرورت وقت اس بات کی مقتضی ہیں کہ جن آدمیوں کو انہوں نے اس سے پیشتر خوب سخت سزا دی تھی اب انپر حملہ نہ کیا جاوے چونکہ فوج قلیل تھی اس لئے ان وحشی پہاڑیوں کے سامنے سے پسپا ہونے کو پسند کیا پھر یہ بھی تھا کہ گمان افسر جنگی لیاقت میں ماہر اور سپاہی مستقل مزاج ہوں ورنہ یہ لوگ پسپا ہونیوالی افواج پر کامیابی کے ساتھ حملہ کرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ شاید حملہ ہو منگل صف آرا بنے ٹھیرے رہے اور اُن کا یہ خیال جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے اپنا رسالہ آگے بڑھانے سے اور بھی مضبوط ہو گیا یہ رسالہ دشمن سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر جا ڈٹا اسپر دشمن نے باقاعدہ طریقہ سے نوک جھوک شروع کی اور ان کے سردار گھوڑوں پر سوار انکو حکم دیتے جاتے تھے اُن میں سے ایک جو کہ ایک سفید گھوڑے پر سوار تھا غالباً ہرارت کے ایک سوار کی بندوق سے مارا گیا جو کہ نوک جھوک کیوقت ۵ رسالہ پنجاب سے ۰۰ گز آگے پھینک دی گئی تھی۔ دوپہر سے قدرے پیشتر جنرل صاحب نے پسپا ہونا شروع کیا اول ۲۹ پنجاب پیدل اور پہاڑی توپخانہ کو روانہ کیا اور جبکہ وہ منگلوں سے تقریباً ساڑھے تین میل چلے گئے تو رسالہ بھی روانہ ہوا اور دشمن اس تذبذب میں رہے کہ اس حرکت کا مدعا کیا ہے اسواسطے وہ ٹھیر گئے کہ مبادا جب ہم کھلے میدان میں آ جاویں تو انگریزی سوار ہم پر آن گریں لیکن یہ اُن کی غلطی تھی کیونکہ سوار ڈلکی چلے گئے اور اپنے ساتھیوں سے جا ملے تب منگل ترک شدہ چھاؤنی [illegible] میں غول کے غول جمع ہوئے اور چونکہ فوج کو راستہ میں [illegible] وہ سیبری کے پڑاؤ پر شام کے ۵ بجے پہنچ گئے [illegible]

گئیں تھیں اس خیال سے کہ شاید رات کو دشمن حملہ کر دیوے پیشبندیاں کی گئیں لیکن کوئی حملہ نہ ہوا ۔

دوسرے دن [illegible] کو کوچ بجبر شروع ہوا اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر [illegible] کے ایک ترتیب کے حاضر پیر کی طرف جو کہ پیبری کے [illegible] روانہ ہوگئے [illegible] جنہوں نے بریگیڈیر جنرل کے [illegible] وہ پہاڑیوں کے ایک تنگ راستے میں سے گذریں جو کہ [illegible] گرم کے مابین تھیں اور دوسرے دن حاضر پیر تک [illegible] مقیم ہوئیں ۔

[illegible] کو سردار ولی محمد وادی تو نگار کے لوگوں کو ساتھ لے بہمراہی کپتان [illegible] صاحب [illegible] سے حاضر پیر میں پہنچا ۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر کپتان کونولی جو کہ قائمقام ملکی افسر تھا اور جنرل صاحب کا اڈیکانگ (صاحب) لفٹنٹ نیول چیمبرلین جو کہ افغانستان کی تاریخ میں مشہور ہے سردار کے آنے سے بڑے خوش ہوئے اور دوپہر کو جب سردار صاحب کا جلو لشکرگاہ میں پہنچا تو جنرل صاحب اپنے اہلکاروں کو ہمراہ لے مرکز کے خیموں کے سرے پر جاکر ان سے ملے اور اپنے خاص خیمہ میں لے آئے بنگ ۲۱ پنجاب پیدل کے معزز سپاہیوں کی ایک گارد اور باجے والے اس معزز مہمان کی سلامی کے لئے متعین [illegible] ۔ جنرل صاحب نے سردار کو کھانے کے واسطے کہا لیکن وہ ہر ایک چیز میں شامل نہ ہوا کیونکہ مسلمانی رواج کی رائے سے وہ کافروں کے ساتھ سوائے روٹی اور پانی کے کوئی چیز نہیں کھا سکتا تھا ۔ گورنمنٹ ہند نے ولی محمد کے انگریزی لشکرگاہ میں آنے کو بڑی بھاری ملکی فایدے کی بات خیال کی لیکن آیندہ واقعات سے معلوم ہوا کہ یہ امید اس سے بہت کم نہیں تھی کیونکہ ولی محمد کوئی بڑی لیاقت کا آدمی نہیں تھا اور علاوہ اس کے ایک کمذات نوکری عورت کے بطن سے پیدا ہونے کے سبب وہ افغانوں کی امارت کا مطلق دعویدار نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ یہ لوگ اعلے خاندانی ہی کے تخت نشین ہوتے ہیں ۔ حضور وایسرائے کے حکم بموجب ۲ فروری کو ولی محمد نقل [illegible] کوہاٹ اور پشاور کی راہ سے جلال آباد کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہاں پر اعلے ملکی ایجنٹ میجر کاوگنری اور فوج خیبر کے کمان افسر سر سیمول براؤن سے صلاح مشورہ کر سکے ۔

ولی محمد کے روانہ ہونے سے ایکدن پیشتر جنرل رابرٹس صاحب بہادر
سڑکوں کے دیکھنے کے ارادہ سے احمد شامد کی جانب گئے اور ایک اور پہاڑی راستہ
سے واپس آئے تیسرے ہی دن نمبر ۲۹ پنجاب پیدل جوکہ ایک ماہ سے حاضر پیر میں
مقیم تھی تھل بیطرف روانہ ہوئی اور نمبر ۸ ہائی لینڈرز کا ایک دستہ مرسپول بہان کے
ہمراہ اپنی رجمنٹ سے جا ملنے کو وارڈز میں پہنچنے کے واسطے روانہ ہوا جس سے پہلی مہم
کے ان کے ساتھیوں کو بڑا رنج ہوا ؛

۴ فروری کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے اپنے حاضر پیر کے لشکرگاہ
کو اکھاڑا اور نمبر ۲ پہاڑی توپخانہ اور نمبر ۲۸ پنجاب پیدل کے ہمراہ قلعہ قورم اور
پیوار کوتل کی طرف روانہ ہوئے اور لشکرگاہ میں ف بارٹری کی ۳ توپیں شاہی
اسپی توپخانہ کا ا بریگیڈ - نمبر ۷۲ کمانگرہ کی جناح چپ - نمبر ۱۲ بنگال رسالہ -
نمبر ۵ پنجاب رسالہ اور نمبر ۲۱ پنجاب پیدل کی ایک جناح چھوڑی - جنرل صاحب دریائے
قورم میں ایک پایاب جگہ پر داخل ہوئے جوکہ ۵۰ گز چوڑی اور ۳ فیٹ گہری
تھی راستہ میں موضع صدر آیا جہاں پر ممبرداروں نے درخواست کی وہ جرمانہ
جو ہم پر ان سواروں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی وجہ سے کیا ہے جوکہ ہماری حفاظت
میں تھے معاف کردو لیکن انہوں نے اس درخواست کو نامنظور کیا - اور پھر
ابراہیم زئی پہنچے اور یہاں لشکرگاہ کے خیمے لگائے گئے - دوسرے دن قورم پہنچے
اور ۷ تاریخ کو اوپر کی طرف اور نیچے کی طرف کے قلعہ دیکھکر جنرل صاحب اسی فوج
کے ہمراہ پیوار کوتل اور جیب قلعہ کی جانب روانہ ہوئے اسی روز بریگیڈیر جنرل
کاب صاحب جن کو اب ۲ دسمبر کے زخم سے کافی صحت ہوگئی تھی تھل کی طرف
روانہ ہوئے اور آیندہ ۲ مارچ تک اول بریگیڈ کی کمان افسری کے واسطے واپس
نہ آئے جنرل رابرٹس صاحب بہادر انگریزی لشکرگاہ اور موقعوں کا ملاحظہ
کرکے تھل کی طرف چلے جہاں پر اسوقت شاہی اسپی توپخانہ کے ا بریگیڈ
کی ف نصف بارٹری - نمبر ۱۳ بنگال لینسرز کی ایک جناح اور نمبر ۱۹ پنجاب پیدل
قلعہ نشین تھیں یہاں سے جنرل صاحب کوہاٹ کو گئے جوکہ ان کی کارروائی
کا مخزن تھا ؛

اسوقت گورنمنٹ نے وہ کنٹنجنٹ فوج جو راجگان پنجاب نے مدد کے لئے
پیش کی تھی جنرل صاحب کے حوالہ کی تاکہ اس سے وہ قورم تیلہ فورس کی خطاد کتابت

کو جاری رکھیں ان افواج کی تعدات سے جنرل صاحب نے بڑا فایدہ اُٹھایا کیونکہ
اس سے انگریزی افواج کے لئے صرف میدان جنگ میں لڑنے کا کام باقی رہ گیا
کنٹنجنٹ فوج کا کمان افسر بریگیڈیر جنرل واٹسن سی۔ بی۔ وی۔ سی تھا یہ
افسر اپنی لیاقت اور بہادری کے لئے مشہور آفاق تھا اور دہلی اور لکھنؤ میں
اس نے بڑے بڑے کارنمایاں کئے تھے علاوہ ازیں یہ قورم فیلڈ فورس کے کمانڈر
کا قدیمی ساتھی اور ذاتی دوست تھا کنٹنجنٹ فوج کا نصف حصہ جو کہ ۹ فروری کو کوہاٹ
میں پہنچی تھی بنوں کی طرف ۱۳ تاریخ کو روانہ کیا گیا اور باقی نصف حصہ دوسرے
دن تھل کو بھیجا گیا جو کہ وہاں ٹھیک وقت پر پہنچا اور جنرل رابرٹس صاحب
بہادر نے ۱۹ تاریخ کو اسکا معاینہ کیا۔ ٭
معاینہ کے بعد جنرل صاحب کوہاٹ کی طرف روانہ ہوئے جو کہ ۳۲ میل کے
فاصلہ پر تھا اور دوسرے روز وہاں پہنچ گئے جبکہ یہ کوہاٹ میں مقیم تھے تو انہوں
نے عنانِ توجہ اس امر کی طرف پھیری کہ موسم بہار میں افواج کو آگے بڑھایا جاوے
اور قورم کو دو ماہ کا سامان رسد بھیجدیا جاوے اسکے واسطے علاوہ اونٹ اور
مقامی باربرداری کے ۲۰۰۰ گاڑیاں جن میں سے ہر ایک میں ۴ بیل جُتتے تھے
اور ۲۰ من غلہ لادا جاتا تھا کرایہ کیں کیونکہ قورم تک جانے اور واپس آنے میں

٭ جب جنرل رابرٹس صاحب بہادر تھل میں رونق افروز تھے تو انہوں نے قورم فیلڈ فورس کی
از سر نو تقسیم کی بریگیڈ دوم میں وہ تمام فوجیں شامل کی گئیں جو کہ قورم سے آگے جبیب قلعہ سے لیکر علی خیل
تک تھیں اور بریگیڈ اول میں باقی وہ تمام فوجیں شامل ہوئیں جو کہ سرحد کے پار قورم اور حاضر پیر
میں تھیں یا اُس سڑک پر تھیں جو کہ قورم سے تھل کو جاتی تھی جو افواج کہ انگریزی علاقہ تھل اور
کوہاٹ میں تھیں ان سب کو بریگیڈیر جنرل واٹسن کے ماتحت کیا گیا ٭
× اسوقت کوہاٹ میں مفصلہ ذیل فوجیں تھیں۔ نمبر ۹ لینسرز کا ایک دستہ۔ شاہی توپخانہ کے
سوم بریگیڈ کی نصف جی بیٹری۔ نمبر ۸ رجمنٹ کے دوم بٹالین کی بائیں جناح۔ ہیڈ کوارٹر
والی جناح۔ نمبر ۱۴ بنگال لینسرز۔ اور نمبر ۵ پنجاب پیدل۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے
کوہاٹ میں ٹھیرنے کے ایام میں نمبر ۹۲ گارڈن ہائی لینڈرز۔ اور نمبر ۲ پنجاب پیدل
قورم فیلڈ فورس سے آن ملے۔ کوہاٹ میں کمان افسر نمبر ۳ بنگال رسالہ کا کرنل آبرن
ولکنسن تھا ٭

دو ہفتہ لگتے تھے جبکہ اسکا انتظام بخوبی ہو گیا تو جنرل صاحب نے ۲۹ گارڈن گھاگرہ کا ملاحظہ کیا یہ وہی عظیم الشان فوج ہے جس نے کہ نہایت ہی نادر اور نمایاں کامیابی افغانستان میں حاصل کی ہے اور جبکہ یہ ان کے ماتحت فیلڈ فورس سے آملے تو وہ کوہاٹ سے روانہ ہوئے اور ۴ مارچ کو لشکر گاہ قورم کے ہیڈ کوارٹرز سے حکمنامے جاری کئے کہ میری تمام افواج روانہ ہو کر ۱۵ ماہ حال کو قورم میں پھر آن جمع ہوں ؁

۱۱ مارچ کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر اپنے اہلکاروں سمیت شناک میں پہنچے جو تھل سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں بریگیڈیر جنرل واٹسن صاحب جوکہ وادی قورم اور پیواڑ کوتل کو سرسری طور سے دیکھنے کو آئے تھے ان سے آن ملے اور یہ دو تو ساتھ تھل کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں پر کمانڈر انچیف سر فریڈرک ہینز صاحب بہادر کا استقبال کریں جوکہ قورم فیلڈ فورس کا ملاحظہ کرنے کے لئے آنیوالے تھے جبکہ آنجناب فوج کے ہیڈ کوارٹرز کے اہلکاروں سمیت پہنچے تو جنرل رابرٹس صاحب بہادر ان کے ہمراہ قورم کو گئے اور جبکہ ۲۲ تاریخ کو وہ یہاں پہنچے تو بریگیڈیر جنرل ڈرو صاحب نے ان کا استقبال کیا اور دوپہر بعد یہاں کی تمام افواج کا ملاحظہ ہوا جن کی چستی و چالاکی کی سر فریڈرک ہینز صاحب بہادر نے بڑی تعریف کی اور ملاحظہ کے اختتام پر افسروں کو سامنے بلاکر جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو ان کے آدمیوں کی بہادری اور عمدہ طریقہ پر ان کو مبارکباد دی۔ اس کے علاوہ کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے قلعہ اور رجمنٹ کے شفاخانہ دیکھے اور پھر جنرل رابرٹس صاحب بہادر کے ساتھ حبیب قلعہ کو گئے جہانکہ ۲۷ گھاگرہ۔ ۲ پہاڑی توپخانہ اور دوسری پنجاب پیدل کا معاینہ کیا اور یہاں سے پیواڑ کوتل کو گئے جہاں پر مفصلہ ذیل افواج تھیں شاہی توپخانہ کے سوم بریگیڈ کی نصف ۹ باڑی اور ۸ رجمنٹ کے دوسرے بٹالین کی ایک جناح۔ ان کا ملاحظہ کرکے ۶ رائنج گہری برف میں سے گذر کر وادی کے ایک فوجی مکان میں گئے ۲۶ مارچ کو کمانڈر انچیف صاحب قورم سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے شناک تک جنرل رابرٹس صاحب بہادر ان کے ہمراہ آئے اور پھر یہاں سے ایک روز میں ۲۶ میل واپس گئے جبکہ بارش ہو رہی تھی جس سے راستہ جو کھیتوں میں سے گذرتا تھا بالکل دلدل کے

موافق ہو رہا تھا ۔

اسکے بعد چند ہی روز کے اندر ۲ گھاگرہ اور ۲۳ اور ۲۸ دیسی رجمنٹ
علی خیل کو جو وادی ہریاب میں واقعہ ہے بھیجی گئیں کیونکہ اس مقام پر قبضہ کر لینا
قرین مصلحت تھا پیشتر اسکے کہ درہ شترگردان سے برف پگھلنے کے بعد دشمن اسپر
قابض ہو جاوے ۔ اور ۵ رجمنٹ ۔ شاہی توپ خانہ کی چوتھی بریگیڈ کی سی بارٹی
اور ۱۴ بنگال لینسرز کی ہیڈ کوارٹر وادی جناح آگے وادی قورم میں روانہ کی گئیں
اور ۵ گورکھا اور ۲۱ پنجاب پیدل کو آگے کی طرف بڑھایا گیا تاکہ وہ اس فوج کے
ساتھ جا ملیں جو کہ کابل پر ناگہانی حملہ کے مقابلہ کے واسطے ہر وقت تیار رہتی تھیں
سامان رسد و ذخیرہ وغیرہ لے جانا اسوقت نہایت ہی مشکل تھا کیونکہ اونٹ مر گئے
تھے اور اچھے خچر بہت کم تھے ۔ لیکن یہ تمام مشکلات اُس مستعدی سے حل ہو گئیں
جو کہ جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے افسران محکمہ باربرداری کے دلوں میں
پھونکدی کیونکہ یہ ہر ایک مقام میں گئے اور بذات خود ہر ایک بات کی بابت دریافت
کیا اور ہر ایک کا زیادہ کوشش کرنے کے لئے حوصلہ بڑھایا ۔ چونکہ سامان توپ خانہ
کی باربرداری کے حیوانوں کی قلت تھی اس لئے جنرل صاحب نے حکم دیا کہ توپخانہ
کے گھوڑے اور خچروں کو استعمال میں لایا جاوے اور خود پیواڑ کوتل پر تقریباً ۰۰ ٹن
گولہ بارود لے جانے کے لئے دیسی لوگوں کو نوکر رکھا ۔

یکم اپریل کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے اپنا ہیڈ کوارٹر وادی
ہریاب کے مقام بائٹ خیل میں قایم کیا یہ مقام پیواڑ کوتل کے دوسری طرف واقعہ
ہے یہاں پر جنرل صاحب سڑک کی تیاری کو دیکھنے کے واسطے گئے اور ۶ تاریخ
کو علی خیل سے ہو کر قورم کو لوٹے اس کے تین روز بعد ۹۲ گھاگرہ اور شاہی توپخانہ
کے تیسرے بریگیڈ کی نصف ۹ بارٹی ان سے آن ملی اُسی روز جنرل صاحب
کرنیل گاف اور کرنیل لنڈزی کو جو کہ فوج کے رسالہ اور توپ خانہ کے کمان افسر تھے
ہمراہ لے توری قوم کے ایک بڑے رئیس نور محمد سے ملنے کو گئے جو کہ قورم سے
تقریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک مورچہ بند گاؤں میں رہتا تھا ۔ اتفاق سے رئیس گاؤں
میں موجود نہ تھا مگر اُسکے اہلکاروں نے جنرل صاحب کی بڑی خاطر تواضع کی اور
ایک عمدہ قالین اُنکے نذر کیا مگر اُنھوں نے اُسکو منظور نہ کیا دوسرے روز نور محمد
کچھ سوار اور پیدل ہمراہ لیکر واپسی ملاقات کے لئے گیا ۔ جنرل صاحب چاہتے

سمجھتے کہ تمام فرقہ ہم پر بھروسہ کریں اس لئے وہ دو روز بعد بہت سے غلزیوں کے
پڑاؤ میں گئے جوکہ اپنے گلہ لیکر وادی لوگار میں جارہے تھے اُنہوں نے لاٹ
صاحب کے تشریف لانیکو اپنی عزت و فخر کا باعث خیال کیا اور ان کی بڑی
مہمان نوازی اور خاطر تواضع کی ؂

جتنی مدت جنرل رابرٹس صاحب بہادر وادیہا سے قورم وکھوسٹ میں
مقیم رہے اُنہوں نے ایسے وسایل اختیار کئے جوکہ کمزور طبیعت والوں کو خطرناک
معلوم ہوتے تھے یعنے وہ تند خو پہاڑیوں پر بھروسہ کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ وہاں کے
رئیسوں کے دربار اور جرگوں میں جاتے رہے جن میں بعض اوقات دو دو سو تین
تین سو سلحہ بند افغان حاضر ہوتے تھے اور ان کے ساتھ ۵ پنجاب رسالہ کے
چار گورکھا اور دو سکھ اردلی ہوتے تھے اور ان کو بھی دربار کے وقت باہر رہنا پڑتا
تھا بات یہ ہے کہ اگرچہ جنرل صاحب ان پٹھانوں کے ساتھ اس طرح مل جُل جاتے
تھے کہ اگر ان میں کوئی ان کو چھُرے یا بندوق سے مارنا چاہتا تاکہ ایک کافر کے
مارنے سے عاقبت کا ثواب حاصل کرے یا اپنے کسی رشتہ دار کا جو لڑائی میں
مارا گیا ہو قصاص لے تو وہ مار سکتا تھا لیکن جنرل صاحب اپنے دشمنوں کی سچی
بہادری پر بھروسہ کرتے تھے اور یہ ان کا خیال صحیح تھا کیونکہ یہ لوگ گھر آئے ہوئے
آدمی کو کبھی نہیں مارتے ہیں۔ غرضیکہ یہ ہمیشہ تند خو ملانوں کے ساتھ آزادانہ طور پر
گفتگو کیا کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کی زندگی کسی طلسم کے سبب
محفوظ ہے کیونکہ وہ لوگ اس انگریزی جنرل کو مارنے کا قصد نہیں کرتے تھے
جس نے کہ اُن کی قوم کو لڑائی میں شکست دی تھی اور ان کے ملک کی آزادی
چھین لی تھی ؂

چونکہ یہ امید تھی کہ جلدی ہی کابل پر چڑھائی کرنی ہوگی اس لئے جنرل صاحب
نے اپنی فوج کی رجمنٹوں اور توپ خانہ کے کمان افسروں سے ملنے کے بعد ایک فرمان
اپنے بریگیڈ کے نام جاری کیا جس میں مقرر کیا کہ کتنے سپاہی یا افسروں کے اسباب
لے جانے کے واسطے ایک حیوان ملیگا قورم فیلڈ فورس اب اور زیادہ مضبوط ہوگئی
کیونکہ شاہی توپ خانہ کے چہارم بریگیڈ کی نصف س بائٹری جس کے ساتھ پہاڑ و پیر
چڑھا ہونیوالی توپیں لے جانے کے ۳۷ ہاتھی تھے اور ۶۷ رجمنٹ احاطہ مدراس اب
آن پہنچی تھیں۔ جنرل صاحب ان نو آمدہ افواج کو ملتے اور انکی آؤ بھگت

کرتے ہوئے مارے گئے اس کے بعد چند ہی روز کے عرصہ میں اور کمک آن پہنچی یعنی ملتانی
پٹھان دیسی پیدل اور راجگان پنجاب کی کنٹنجنٹ فوج جس میں پیدل رسالہ اور توپخانہ
شامل تھے اور جن کی تعداد ۹ انگریزی افسر اور ۲۵۹۰ جوان تھی اور جن کے
ہمراہ ۶ عدد توپیں تھیں آن شامل ہوئی - یہ تمام بریگیڈیر جنرل واٹسن
کے ماتحت تھی علاوہ ازیں جب جنرل تھیلول صاحب بیماری کی رخصت لیکر
ہندوستان کو چلے گئے تو ان کی جگہ دوم بریگیڈ کا نیا کمان افسر بریگیڈیر
جنرل فوربز مقرر ہوکر آیا - ڈپٹی سرجن جنرل ٹاؤن سنڈ اب اس دستہ کا
سینئر پرنسپل میڈیکل افسر بن گیا اور تار کے محکمہ کا نیا افسر کپتان سٹریٹن بنکر
آیا جو ۲۲ رجمنٹ میں رہ چکا تھا اور بڑا بہادر افسر تھا جس نے جنرل
رابرٹس صاحب بہادر کی افغانستان کی باغیانہ مہم میں بڑی مدد کی اور جو
آخر کار یکم ستمبر کو اس جنگ کی اخیر لڑائی میں قندھار میں کام آیا ؛

اس اثناء میں رجمنٹیں اور توپخانہ پیواڑ کوتل پر سے وادی ہریاب کو
پہنچے جا رہے تھے ۲۰۔۲۱ اپریل کو صبح کے ۵ بجے جنرل رابرٹس صاحب
بہادر کرنل کولی (جو بعد میں سر جارج کولی کہلایا) کے ہمراہ جو کہ حضور وائسرائے
صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری تھے اور جو کہ پہلے دن قورم میں پہنچے تھے روکیان
کی طرف روانہ ہوئے جو علی خیل سے پرے ایک تنگ گھاٹی میں واقعہ ہے اور
پیواڑ کوتل میں واپس آگئے جہاں کہ وہ شب باش رہے۔ اس روز انہوں نے درہ
کو شتاحل کر کے ۲۰ میل سے کم فاصلہ طے نہیں کیا اور یہ ایک ایسا کام تھا جس سے
ان دونوں افسروں کے برداشت کرنے کی طاقت نہایت ہی اعلیٰ معلوم ہوتی
ہے کیونکہ سردی سخت اور موسم ناقابل برداشت تھا۔ دوسرے روز وہ سپین گاوی
کی راہ قورم کو گئے اور یہ پہلی دفعہ تھی کہ فیلڈ فورس کے کمان افسر نے دوسری دسمبر
کی اپنی قابل یادگار فتح کے میدان کو دیکھا ؛

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے برف گرنے کی کثرت اور موسم کی شدت
کی ذرا پرواہ نہ کی دیکھنے والے ان کی بخوبی مستعدی پر حیران تھے دوسرے
دن بریگیڈیر جنرل کو ساتھ لے کر حدیش خیل کی طرف گئے جو کہ ۷ میل کے فاصلہ
پر تھا اور اسی روز شتران پار یہ وادی کا ملاحظہ کرنے کے لئے واپس آگئے ان
کی تعداد ۲۰۰ تھی مگر ایک کمیٹی نے جس کے پریزیڈنٹ ۵ پنجاب پیدل کے

میجر میک کوین صاحب تھے فیصلہ کیا کہ صرف ۱۹۰۰ کام کے لائق ہیں جو فوج جنرل صاحب اپنے ہمراہ لے جانا چاہتے تھے اس کی قابلیت اور ترقی کی ہر ایک بات پر بخوبی غور فرمایا اور چونکہ کُرم کے قلعہ کی فوج میں یورپین سپاہیوں کی تعداد کم تھی اس لئے قلعوں کو مستحکم کرنے کی ہر ایک تجویز عمل میں لائی گئی ؛

۲۹ اپریل سے پہلے پہلے علی خیل سے آگے بڑھنے کے تمام انتظام کئے گئے رسد اور بارود گولہ کا ذخیرہ توپ خانہ رسد و حیوانات وغیرہ کے لئے احاطہ تیار ہو گئے۔ ۳۰ تاریخ کو جنرل صاحب نے اپنا ہیڈ کوارٹر وہاں بنایا جہاں کہ کُرم فیلڈ فورس اب زیادہ جمع تھی ٭۔ اول بریگیڈ کے ساتھ ہیڈ کوارٹر اور دوم کے ساتھ توپ خانہ تھا اور ان دونوں کے لشکرگاہ دو ٹیلوں پر بنائے گئے اور ان کی مورچہ بندی کی گئی یعنی پتھروں کو بغیر مصالح کے دیوار کی شکل میں بنا دیا اور جہاں جہاں ضرورت سمجھی نوکدار برج بنا دیئے۔ ان دو ٹیلوں اور موضع علی خیل کے درمیان ناشنگی کے نزدیک جو پہاڑی تھی اس پر فوجی مکانوں کی ایک قطار بنوا دی جن میں سب سے زیادہ بلند نوکدار برج تھے جو کہ خندقوں اور ان کی ڈھلوانوں سے محفوظ تھے۔ نیز ایک مورچہ تھا جس میں توپیں رکھنے کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی اور پیدل سپاہیوں کے واسطے سینہ تک اونچی دیواریں تھیں ان سب کے علاوہ پہاڑی کی ڈھلوان پہلو نیز اور مقامات بھی ان کے متعلق تھے

٭ کُرم فیلڈ فورس میں مفصلہ ذیل افواج تھیں کرنل جی ایچ لنڈزی کے ماتحت شاہی توپ خانہ۔ شاہی اسپی توپ خانہ کے ا بریگیڈ کی ق باٹری۔ شاہی توپ خانہ کے سوم بریگیڈ کی ج باٹری۔ ۲ پہاڑی توپ خانہ کرنل ایچ ایچ گاف دی۔ سی۔ بی کے ماتحت رسالہ کا بریگیڈ۔ ۹ لینسرز کا ایک دستہ۔ ۱۲ بنگال رسالہ اور ۱۰ بنگال لینسرز کا رسالہ۔ پیدلوں کا اول بریگیڈ بریگیڈیر جنرل کاب صاحب کے ماتحت تھا جس میں ۷۲ ہائی لینڈرز ۵ گورکھا۔ ۲۳ پائینیرز ۲۸ پنجاب دیسی پیدل اور سفر مینا کی ساتویں کمپنی شامل تھیں۔ دوم بریگیڈ بریگیڈیر جنرل ایچ فاربز صاحب کے ماتحت تھا جس میں ۹۲ ہائی لینڈرز ۵ گورکھا۔ ۵ پنجاب دیسی پیدل اور ۲۱ پنجاب دیسی پیدل شامل تھی۔ وادی کُرم کی ریزرو (خاص) فوج بریگیڈیر جنرل واٹسن وی۔ سی۔ سی۔ بی کے ماتحت تھی اور اس میں شاہی توپ خانہ کے ا بریگیڈ کی نصف س باٹری ۱ پہاڑی باٹری اور ۵ پنجاب رسالہ پیدلوں کے اول بریگیڈ میں ۸ شاہی رجمنٹ کا دوم بٹالین اور ۱۱ بنگال دیسی پیدل اور پیدلوں کے دوم بریگیڈ میں رجمنٹ ۶۷ اور ۲۹ پنجاب دیسی پیدل شامل تھیں ؛

جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ان عرائض کا خود ملاحظہ کیا اور یکم مئی کو بریگیڈیر جنرل واٹسن صاحب کو ہمراہ لے کر خوامزورخت کی گھاٹی میں موضع وریجلا تک گئے ۔

تیسری مئی کو علی خیل اور بائین خیل میں تمام *جاجیوں کی نمائش ہوئی جس کو گرد و نواح کے لوگوں نے بہ ہجوم دیکھنے کے لئے آئے لیکن آندھی اور ژالہ باری کے ایک سخت طوفان نے اس تماشہ کی نمایانی میں خلل ڈال دیا۔ دوپہر بعد جنرل صاحب نے ایک دربار منعقد کیا جس میں تمام بریگیڈیر اور ملکی افسر کرنیل ٹی کارڈن سی۔ ایس۔ آئی و کپتان ریلیک اور خود ان کے اہلکار حاضر تھے علاوہ ازیں وادی ہریاب کے معتبر اور رئیس بھی اس میں شامل ہوئے ان لوگوں کو جنہوں نے دوستانہ سلوک کیا تھا پگڑیاں اور خلعت بطور انعام کے دیئے گئے بعد ازاں جنرل صاحب نے ایک تقریر کی جسکا ترجمہ محمد حیات خان سی ایس۔ آئی نائب ملکی افسر نے پشتو میں کر کے سنایا جس میں انہوں نے حاضرین کو یقین دلایا کہ انگریزی گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ وادیہائے کورم اور ہریاب کو انگریزی علاقہ میں شامل کرے لیکن کچھ عرصہ بعد یہ ارادہ بدل گیا نیز جنرل صاحب نے جاجیوں کو ہدایت کی کہ انگریزوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک رکھنا ورنہ میں تمہاری نہایت پوشیدہ گھاٹیوں میں بھی تم کو تلاش کر کے سزا دونگا ۔

اس قیام کے موقعہ کو غنیمت جان کر محکمہ پیمایش نے شتر گردن کو پیمانا شروع کیا ایک جماعت درہ تھیبی کی راہ سے گئی جہاں سے جاجی تھانہ کے قریب ہزار درخت کی تنگ و تاریک گھاٹی میں رستہ جاتا ہے لیکن یہ راستہ اونٹوں

* یکم مئی کو کورم فیلڈ فورس کی تعداد معہ راجگان پنجاب کی کنٹنجنٹ فوج کے مفصلہ ذیل تھی ۲۱۲ انگریز افسر اور ۳۵۱۱ یوروپین سپاہی علاوہ ۵ افسر اور ۹۵ آدمیوں کے جو بیمار اور زخمی تھے ۹۱۸۰ دیسی افسر نان کمیشن یافتہ افسر اور کارگر مضبوط آدمی تھے اور ۲۵۹ ہسپتال میں تھے کل مجموعہ ۱۳۲۶۹ تھا۔ ۱۵ توپ پونڈ والی اور ۱۲ پہاڑی توپیں تھیں ۴۶۷۳ سرکاری اور ۲۲۳۰ پنج کے نوکر و خدمتگار تھے اتواپ اور رسالہ کے حیوانات ۲۶۱۳ گھوڑے ۲۷۷ خچریں ۲۶ بیل اور ۵۸ ہاتھی تھے علاوہ اس کے ۸۰۰ گھیاروں کے ٹٹو تھے ۔

کے لئے ناقابل گذر تھا۔ کپتان وڈ تھارپ اور مارٹن کے ماتحت پیمائش کرنے والوں کی جماعتوں نے ایک مضبوط بدرقہ کے ہمراہ گرد و نواح کے ملک کی بھی چھان بین کر ڈالی منجملہ اس کے اس سلسلہ کو جو درہ ہنجبار اور پیوار کوتل کے درمیان واقعہ ہے اور درہ جاہ تزاکو جو بابن خیل کے مقابل واقعہ ہے اور ان سلسلوں کو بھی جو موضعات احمد خیل کے اوپر کی طرف ہیں دیکھ ڈالا اس سے بڑی مفید واقفیت حاصل ہوگئی اور ملک کے ایک کثیر حصہ کا معہ دریاے قورم کے اوپر کے حصہ کی گذرگاہ کے نقشہ بنگیا ؛

۹ مئی کو جنرل صاحب اپنے اہلکاروں سمیت شالوتران کی طرف گئے تاکہ اُن مقامات میں سے کسی کو پسند کریں جو کہ محکمہ کوارٹر ماسٹر کے اعلٰے افسر میجر کالٹ نے دیکھے تھے اس کے چند روز بعد وادی قورم کی طرف روانہ ہوئے اور اس طرح پر ۱۴ تاریخ کو علی خیل واپس آئے۔ دوسرے روز ایک طویل حکمنامہ جاری کیا جس میں باربرداری کے اُس مفصل انتظام کا حال دیا جو یکم جون سے عمل میں آنا تھا ؛

لیکن یکایک ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا ان سب تیاریوں کا نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوگا کیونکہ ۱۳ مئی کو لشکرگاہ میں خبر پہنچی کہ یعقوب خاں نے وہ شرائط منظور کرلیں جنپر کہ عہد نامہ گنڈامک مبنی تھا اور اس طرحپر آیندہ حسد و بغض کے تمام گمان کا خاتمہ کر دیا لیکن یہ خیال اُسوقت غلط تھا دوسرے روز ججی قوم کے احمد خیل فرقہ کے سرداروں نے جو کہ مسلسل انگریزوں کے دشمن رہے تھے لشکرگاہ میں آن کر اطاعت قبول کی اور کہا کہ ہم کو اطلاع ملی ہے کہ ہم امیر کابل کی فرمانبرداری سے آزاد ہوگئے ہیں ؛

اب جبکہ کابل پر چڑھائی کرنے کی امید منقطع ہوگئی تھی جنرل رابرٹس صاحب بہادر ملک کو دیکھنے میں مصروف ہوئے جس سے کہ وہ بذات خود اس پاس کے پہاڑوں اور ان کی چوٹیوں اور دروں سے جہاں تک علی خیل کی انگریزی لشکرگاہ سے دو روز کا راستہ تھا بخوبی واقف ہوگئے جو مقامات ۱۰ و ۱۷ ماہ حال کو دیکھے تھے ان کے درمیان کی ایک پہاڑی چوٹی کا جو لشکرگاہ سے جنوب مغرب کی طرف واقعہ تھی ۲۲ مئی کو اپنے اہلکاروں سمیت جاکر فوج کیساتھ ملاحظہ کیا۔ اُسوقت ان کے ہمراہ ذیل کی افواج تھیں ۴۲؎ گھانڈرہ کی چار پیتی

نمبر ۳ گورکھا کی دو کمپنی نمبر ۹۲ گھاگرا کی دو ریزرو کمپنی نمبر ۲۱ پنجاب پیدل کی دو کمپنی اور نمبر ۱ پہاڑی باڑی کی دو توپیں - علاوہ ان کے احمد خیل فرقہ کے کچھ لوگ جو پہلے دشمن رہ چکے تھے - اور افسران پیمایش بھی ان کے ہمراہ تھے یہ چوٹی جس پر جنرل صاحب چڑھے سطح سمندر سے ۱۰۳۰۰ فٹ اونچی تھی اس پر سے نہایت ہی عظیم الشان نظارہ دکھائی دیتا تھا یہاں سے انہوں نے درمیان کی ایک جماعت کے ذریعہ سے جو ملی خیل سے اوپر کی طرف وادی سپیری سے پرے تھی لشکرگاہ اور ذخیرہ افواج کے ساتھ خط وکتابت کی - ان ملاحظوں کے نتایج ایسے عمدہ اور مفید تھے کہ جنرل صاحب نے اپنے بریگیڈ کے نام حکم بھیجا جس میں فوجوں اور اُن افسروں کا شکریہ کرنے کے بعد جنہوں نے خاکے کھینچے اور خبریں دی تھیں اُنہوں نے لکھا کہ جو نتایج حاصل ہوئے ہیں وہ بطور تذکرۂ مقامات کے مفید ہونے کے علاوہ امور سلطنت کے رو سے بیش بہا ہیں اور اس ملک کے لوگ اب جان گئے ہیں کہ انگریزی افواج اُن کی سیدھی پہاڑیوں پر سے ایسی ہی آسانی سے گذر سکتی ہیں جیسے کہ وہ خود گذر سکتے ہیں

ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کی سالگرہ یعنی ۲۴ مئی کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کُورم فیلڈ فورس کی تمام فوجوں کی نمایش کی جس میں پیوار کوتل کی رجمنٹیں اور توپخانہ آکر شامل ہوئے - اس روز میدان میں ۵۵۰۰ پیادے ۱۲۰۰ سوار تین قطاروں میں صف بستہ تھے اور ۲۷ توپیں اور ۳ پنجہ کی قسم کی توپیں تھیں جبکہ معمولی تین واہ وا اور خوشی کے نعرے ہو چکے تو جنرل صاحب نمبر ۵ گورکھا کی طرف گئے اور کپتان کک کو وی - سی کے خطاب سے ملقب کیا کیونکہ اس افسر نے بڑی بہادری سے اسسٹنٹ ایجوٹنٹ جنرل میجر گیلبریتھ کی جان بچائی تھی اور دو دیسی افسروں اور رجمنٹ کے ۲ نا کمیشن یافتہ افسروں اور آدمیوں کو او - ایم کا خطاب دیا کیونکہ انہوں نے پیوار کوتل میں بڑی بہادری دکھائی تھی اس کے بعد جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے میجر [illegible] کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے بڑی خوشی ہے کہ تمہاری مشہور فوج میرے ماتحت ہے اور کپتان کک کی تعریف کی کہ موجودہ مہم سے پیشتر پنجاب سرحدی افواج میں اس سے زیادہ مشہور افسر کوئی نہ تھا اس ڈویژن میں اس رسم کی اخیر کارروائی تھی اسی روز وادی کُورم کو واپس چلے جانے کے احکام فوجوں کے نام جاری ہوئے ؁

دوسرے روز ڈویژن نے ڈیرہ اُکھاڑ لئے اور ۲۶ تاریخ کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر اپنے ہیڈ کوارٹر سمیت شالوزان کی طرف روانہ ہوئے جہاں بریگیڈیر جنرل واٹسن صاحب نے راجگان پنجاب کی طرف سے جنرل صاحب اور ان کے اہلکاروں اور تقریباً ۱۰۰ اور افسروں کی ایک کھلے میدان میں ضیافت کی جن کو ایسی ایسی نعمتیں کھلائی گئیں جو کہ مہم کے آغاز سے انہوں نے نہیں چکھی تھیں جبکہ یہ کھانا کھا چکے تو جنرل صاحب نے ایک تقریر کی جس میں راجگان پنجاب کا گورنمنٹ کی مدد کرنے کے واسطے شکریہ کیا گیا جنرل واٹسن صاحب نے اس شکریہ کا جواب دیا اور پھر کرم فیلڈ فورس کے بہادر کمانڈر کی صحت کے جام پینے کی تجویز کی گئی جو کہ گرمجوشی سے نوش کیا گیا اُسی دن تار کی خبر سے معلوم ہوا کہ گنڈامک کے عہدنامہ پر دستخط ہو گئے ؛

جنرل رابرٹس صاحب بہادر کرم کو واپس پھرے اور وہاں سے پیواڑ کوتل کو گئے راستہ میں شالوزان اور پیواڑ یا شیب قلعہ کی چھاؤنی کے درمیان ایک توپ خانہ کے لشکرگاہ کے مقام کو دیکھا۔ جبکہ راجگان پنجاب کی کنٹنجنٹ فوج ۱۸ مئی کو ہندوستان کو واپس مڑی تو جنرل صاحب افواج کی از سر نو تقسیم کرنے کا حکم دیکر ہیڈ کوارٹر سمیت علی خیل کو چلے گئے اور یکم جون کو درہ لکرائی کو گئے جو کہ ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے تاکہ شاہی انجنیر کپتان سٹریٹن اور رہنما فوج کے میجر سٹوارٹ سے جو گنڈامک سے سڑک دیکھنے کیواسطے بھیجے گئے تھے جا کر ملے لیکن کچھ عرصہ وہاں انتظار کر کے جنرل صاحب لشکرگاہ کو

---

۲ جون کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ایک الوداعی حکمنامہ جاری کیا جس میں اُنہوں نے اُن بے بہا خدمات کی قدردانی کا اظہار کیا جو بریگیڈیر جنرل واٹسن اُسکے افسران کمیشن یافتہ و ناکمیشن یافتہ اور سپاہیوں نے کی تھیں تین ماہ تک یہ لوگ جنرل صاحب کے ماتحت یا تو سپاہ محافظ باربرداری کا کام دیتے رہے یا خط و کتابت کے راستہ کو محفوظ رکھنے میں مصروف رہے۔ لشکرگاہ میں اور کوچ کیوقت سپاہیوں کا رویہ اور چال چلن ایسا عمدہ تھا کہ جنرل صاحب نے خاصکر لکھا کہ ان کے چال چلن کی بابت اس ملک کے کسی باشندے سے ہم نے شکایت نہیں سُنی ان افواج کی ثابت قدمی اور نظم و نسق ان راجگان کی عزت و توقیر کا باعث ہیں جن کے ماتحت یہ خدمت کرتے ہیں ؛

واپس چلے آئے بعد میں ایک تار آیا یہ وہ تو افسر درہ سے نہ گذر سکے کیونکہ ان کے یار ... داری کے حیوانوں کو چوڑ پکڑ لے گئے لیکن مسٹر سکاٹ صاحب جو فوج قیصر کے ... پیمایش میں تھے کوہ سکرم کی چوٹی پر پہنچے جہاں سے اس نے وادی ہائے قورم و ہریاب کو مثل نقشہ کے اپنے نیچے کی طرف بچھا ہوا دیکھا لیکن اگرچہ علی خیل میں آدمی سشیشہ کے ذریعہ سے خبر لینے کی امید میں تاک لگا رہے بیٹھے تھے تاہم چند وجوہات کے باعث ان آدمیوں کو خبر نہ دے سکا ؛

دوسری جون کو جنرل رابرٹس صاحب بہادر نمبر ۹۲ گھاگرہ کی دو کمپنی گورکھا فوج کی چار کمپنی اور دو پہاڑی توپیں ہمراہ لے کر جیجیوں کے فرقہ احمد خیل کے ملک کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ یہ ملک اب تک نہیں دیکھا گیا تھا اگرچہ یہ علی خیل کی جنوبی پہاڑیوں پر سے نظر آتا تھا لوگ موافق نہیں معلوم ہوتے اور ان کا سردار سلام کرنے نہیں آیا اسپر جنرل صاحب نے ایک دیسی نائب ملکی افسر بھیجا تاکہ اسکو بلا دے تب وہ لشکر گاہ میں آیا جو سردار کہ اسکے ایک ٹیلے پر جسکو دوابہ زیئی کہتے تھے واقع تھا اپنے اہلکاروں اور کچھ مسلح دیہاتیوں کو جس کو وہاں کی زبان میں بدرگہ کہتے ہیں ساتھ لیکر جنرل صاحب ایک پہاڑی کی چوٹی پر جو سراتیگا (کوہ سفید) سے جنوب کی طرف ہے چڑھے یہ چوٹی اُن چوٹیوں کے درمیان میں واقع ہے جو شتر گردان کے گرد و نواح سے مثل پنکھے کے پھیلتی ہیں اس چوٹی پر سے پہاڑی سلسلوں اور چوٹیوں کی ایک کثیر تعداد نظر آتی تھی کیونکہ افغانستان کی وادی زراعت دکھائی دیتی تھی لیکن جنرل صاحب غزنی کو نہ دیکھ سکے کیونکہ وہ پہاڑیوں کے ایک نیچے سلسلہ کی آڑ میں تھی جو جنوب مغرب کی طرف افق کو محدود کرتی تھیں جونہی کہ منگلوں نے جو نیچے وادی میں رہتے تھے اس جماعت کو اس چوٹی پر دیکھا جو انکے ملک کے اوپر کی طرف تھی تو انہوں نے ایک شور مچا دیا اور اکٹھے ہونے لگے تاکہ ان کے واپس جانے کو بند کر دیں یہ دیکھ کر جنرل صاحب جن کے ہمراہ علاوہ بدرگہ کے صرف چند اردلی تھے لشکر گاہ کو واپس لوٹ گئے اور وہاں سے اسی رات علی خیل کو روانہ ہو گئے ؛

اس خیال سے کہ اُن تمام پہاڑوں سے جو وادی ہریاب کے جنوب کی طرف واقع ہیں واقف ہو جاویں جنرل رابرٹس صاحب بہادر اپنے اہلکار اور چند افسران پیمایش کے ساتھ نمبر ۲۱ پنجاب پیدل کی دو کمپنی معہ پہاڑی توپ خانہ

اورجی قوم کا ایک بدرگہ ہمراہ لے کر درہ اشتیار کی راہ سے دور استہ تلاش کرتے کو روانہ ہوئے جو باین خیل سے چلکر ایک سلسلہ کوہ کے اوپر سے وادی قورم کے اوپر کے حصہ میں جا نکلتا ہے۔ اسواسطے کہ منگلوں کے حملہ کا ملکار مقابلہ کریں ۱۲ بنگال رسالہ اور ۵ پنجاب پیدل کے ۲۰۰ جوانوں کو یکم جون کو حکم ملا کہ لشکر گاہ پیواڑ سے روانہ ہوکر کرائیا میں پہنچیں جو وادی قورم کے اوپر کے حصہ میں واقعہ ہے چونکہ ملک دیکھنے کے ارادہ کو ظاہر نہیں کیا تھا اسواسطے کسی نے مخالفت نہ کی۔ یہ درہ جیار کی گھاٹی کی نسبت بہت کم ڈھالو اور ناہموار تھا اور لشکر گاہ ایک وسیع کشادہ وادی میں نصب کی گئی جو اس سلسلہ کے مغربی سرے پر ہے جہاں پیواڑ کوتل سے اترتا چلا آیا ہے دوسرے روز کرائیا تک کوچ کیا جو درہ جیار کے منہ کے اوپر آٹھ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے افسران پیمایش نے اپنی وادی قورم کی پیمایش کو کھوسٹ کی پیمایش سے ملا دیا جو پہاڑوں کے سلسلہ کے دوسری طرف جنوب کی جانب واقعہ ہے اور اس جانب میں دریاے قورم کے پار بہت سے ملاحظہ کیے گئے داجون کو ان میں سے اخیر کیا جاتا تھا جس سے افسران پیمایش دریاے قورم کی اس گذرگاہ کا نقشہ بنانے کے قابل ہوئے جو کرائیا اور ملک قوم احمد خیل کے درمیان واقعہ ہے جن کے سردار تراتب اور قاسم جو فرقہ حسن خیل کے ممبر وار تھے لشکر گاہ میں تھی اور جنہوں نے اس جماعت کی حفاظت کی ذمہ واری لی تھی جس کے ساتھ جنرل رابرٹس صاحب بہادر جانا چاہتے تھے۔ مگر راستہ کا ایک حصہ بھی منگلوں کے علاقہ میں سے گذرتا تھا جنہوں نے لشکر گاہ میں اپنے اچھے سلوک کی خاطر ۱۰ آدمی بطور یرغمال بھیجے ہوئے تھے ؀

جنرل رابرٹس صاحب بہادر افسران پیمایش اور ایک بدرقہ کے ہمراہ جس میں ۱ پہاڑی باڑی ۱۲ بنگال رسالہ کا ایک دستہ اور ۵ پنجابیا پیدل شامل تھی روانہ ہوئے اور ایک دشوار گذار گھاٹی میں داخل ہوتے ہی سکو تھے جس کی راہ سے دریاے قورم اس وادی میں آتا ہے اور جو لشکر گاہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی جبکہ بدرگہ کے ایک آدمی نے جو قوم کا چکنی تھا اور جس کی ملکیت میں گذرگاہ دریا کا یہ حصہ تھا کہا کہ منگل اس جماعت کے آگے بڑھنے کی مخالفت کرینگے جو جنرل اپنے ہمراہ لینا چاہتا ہے اور جس میں صرف افسران پیمایش ۵ دیسی پیدل کے ۸ جوان اور ان کے بدرقہ کے چار اردلی

ہیں یہ سنکر جنرل صاحب نے نائب ملکی افسر محمد حیات خاں کو یہ معلوم کرنے کے
لئے بھیجا کہ آیا یہی بات ہے اور جبکہ اس افسر نے آن کر خبر دی کہ راستہ صاف ہے تو
یہ جماعت پھر روانہ ہوئی اور دو میل چلکر قوم منگل کا اول گاؤں آیا جہاں کہ نمبردارون
نے جنرل صاحب کی تعظیم وتکریم کی ؀

تقریباً ۔۔۴۰۰ گز کے فاصلہ پر منگلوں کا ایک گروہ پہاڑیوں کی تلہٹی
میں آتا ہوا دیکھا گیا ۔ پہر جنرل صاحب نے حکم دیا کہ سب ٹھہر جاویں کیونکہ دیہات
احمد خیل جہانتکہ انہیں جانا تھا تین میل آگے تھے اور جبکہ دشمن ادھر ادھر تھے تو
وہاں جانا اگر ناممکن نہیں تو بیوقوفی ضرور تھی کیونکہ وہ ان کا واپسی کا راستہ
بند کر دیتے اسواسطے ایک بڑے درخت کے پیچھے مقام کیا جو ایک درہ کے منہ پر
واقع تھا جس سے گذرگاہ دریا کو رستہ جاتا تھا اسوقت یہ کوشش کی گئی کہ منگلوں
سے کسی طرح صلح صفائی ہوجاوے لیکن انہوں نے اس جماعت کو آگے بڑھنے
کی اجازت دینے سے انکار کیا اور جبکہ جنرل صاحب اس درخت کے پیچھے اس معاملہ
کی بابت نمبردار سے بات چیت کر رہے تھے تو یکایک پہاڑ کی ایک چوٹی پر سے
جو درہ کے اوپر کی طرف تھی منگلوں کے ایک گروہ نے بندوقوں کی ایک باڑ چھوڑی
اگر اسوقت پہاڑ کی ایک دیوار نہ ہوتی جو تیس فٹ اونچی تھی اور جس کی آڑ میں جنرل
صاحب کے تقریباً سوار کے جان سے آدمی تھے تو شاید ہی کوئی بچتا ۔ کوارٹر ماسٹر
جنرل کے محکمہ کے دو افسر کرنیل مارک بنتھم ورث اور میجر کالٹ تو بال بال
بچے اور سفر مینا کا ایک آدمی اور فرقہ حسن خیل کے سردار کا ایک بھتیجا زخمی ہوگئے ؀

اس سے پہلے ہی جنرل صاحب نے ابتدا ًیہ حکم دیدیا تھا کہ پیالیس
والی جماعت واپس چلی جاوے اور افواج امداد کے نام حکم بھیجدیا تھا کہ اگر ضرورت
پڑے تو آگے بڑھنے کے واسطے آمادہ رہیں مگر اب قطعی حکم دیدیا کہ پیچھے ہٹ جاویں
اور یہ حکم غور وفکر کے ساتھ پورا کیا ۔ اس اثناء میں بدرگہ غایب ہوگیا اور دشمن کے
غول کے غول چوٹی پر سے نیچے آگئے اور خفیف اور بدرقہ پر زور شور کی گولہ
باری جاری رکھی مگر میجر میک گوین کے ماتحت اس بدرقہ نے ان کو نزدیک نہ
آنے دیا جب تک کہ افواج امداد نہ آپہنچیں ؀

جب جنرل رابرٹس صاحب بہادر لشکرگاہ کرایا میں پہنچے تو
قوم منگل کے جو لوگ یرغمال میں تھے ان کو قورم بھیجدیا تاکہ ان کو پکڑ سے رکھیں

جب تک ان کی قوم اپنے عہد و پیمان توڑنے کی سزا میں ۱۰۰۰ روپیہ ادا نہ کردے کرائیا کے ملکوں کو بھی قید کرکے قورم بھیجدیا کیونکہ انہوں نے اپنے ہمسایوں کی دغابازی کی جنرل صاحب کو اطلاع نہیں دی تھی ؛

۱۷ جون کو کرائیا سے لشکرگاہ کو اکھاڑا گیا اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر شالوزان پھر آگئے اور یہاں سے بھی ہیڈکوارٹر پیواڑ کوتل میں جا بنایا کیونکہ وہ زیادہ صحت بخش مقام تھا۔ جولائی کے دوسرے ہفتہ میں بریگیڈیر جنرل ڈرہم میسی جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو سبکدوش کرنے کے لئے آن پہنچے اور قورم فیلڈ فورس کے آگے بڑھے ہوئے بریگیڈ کا ان سے کمان لیلیا اسوقت فیلڈ فورس تعداد میں کم تھی کیونکہ دوم بریگیڈ جسکا کمانیر بریگیڈیر جنرل فاربز صاحب تھا توڑ دیا گیا تھا اور بریگیڈیر جنرل کاب صاحب جو اول بریگیڈ کے کمانیر تھے آگرہ کے کمان افسر مقرر ہوکر چلے گئے تھے۔ ۱۵ جولائی کو میجر کاوگناری سی۔ بی۔ امیر یعقوب خاں کے دربار کے سفیر مقرر ہوکر آئے اور دوسرے دن باقی افسران سفارت مسٹر جینکن سی۔ آئی۔ ای سکرٹری۔ سرجن میجر کیلی اور افواج رہبر کا لفٹنٹ ہملٹن وی۔ سی جو ۵۰ جوان پیدل اور خاص اپنی رجمنٹ کے ۲۵ سواروں کے بدرقہ کا افسر تھا آن پہنچے ؛

جنرل رابرٹس صاحب بہادر اور میجر کاوگناری اکٹھے علی خیل کی طرف روانہ ہوئے اور ۵ پنجاب پیدل باقی مردمان سفارت کے ہمراہ رہے جنہوں نے زبردست قلعہ کے نزدیک ڈیرہ کیا۔ اس غرض سے کہ یہاں کے باشندے بخوبی جان لیں کہ حضور ملکہ معظمہ کے سفیر کی کیا کچھ قدر ہوتی ہے اور نیز اس غرض سے بھی کہ جہاں تک ممکن ہو بہت سے افسران کو درہ شتر گردن کے دیکھنے کا موقعہ دیا جاوے ۔ جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ایک منتخب مضبوط فوج کو جو بریگیڈیر جنرل میسی کے ماتحت تھی اور جس میں ۳ انگریزی رجمنٹوں میں سے ہر ایک دو کمپنی۔ ۱۲ بنگال رسالہ کا ایک دستہ۔ ۲ پہاڑی باڑی کی ۴ توپیں* ۔ اور

٭ ۵ جولائی کو منگلوں نے آکر اطاعت قبول کرلی اور ۵۰۰ روپیہ ادا کرکے کہا کہ ہم باقی ادا نہیں کرسکتے اسواسطے وہ معاف کیا گیا ؛

* اس مہم میں ان دو پہاڑی باڑیوں نے صرف ۴ توپوں کا استعمال کیا تھا لیکن جبکہ کابل پر

۵ گورکھا شامل تھی مقرر کیا کہ درہ ہزار درخت سے ۱۰ میل اوپر کی طرف شطرنج وریجلا کو جاوے اور یہاں ۸ جولائی کو جنرل صاحب اور سفیر انگلستان علی خیل سے روانہ ہوکر اُن سے آملے ؛

اسروز سہ پہر کو لشکرگاہ سفید سنگ ستارانیگا میں بنائی گئی اور شام کے وقت میجر کاوگناری نے جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو الوداعی کھانا دیا جس میں میزبان اور مہمان نے ایک دوسرے کی طرف بڑا اشتیاق ظاہر کیا لیکن یہ بیان کرنے سے افسوس آتا ہے کہ آیندہ واقعات نے یہ اشتیاق پورا نہ ہونے دیا - ۱۷ جولائی کی صبح کو سردار خوشدل خاں جو پہلے افغانی ترکستان کا گورنر رہ چکا تھا اور جسکو اب یعقوب خاں نے انگریزی سفیر کی آؤ بھگت کے لئے بھیجا تھا لشکرگاہ میں آیا - جنرل رابرٹس صاحب بہادر اور میجر کاوگناری نے اس کا استقبال کیا اور جب کہ سب تیاری ہوچکی تو یہ سواروں کا جلو افغانی لشکرگاہ کی طرف جو اسوقت شترگردن کے میدان میں مقام قاسم خیل میں تھا روانہ ہوا اور جنرل صاحب اپنے اہلکاروں اور تمام افسروں کو جو رخصت پر تھے ساتھ لیکر درہ کی طرف روانہ ہوئے اس درہ کی چوٹی پر سے اُنہوں نے وادی لوگار اور کابل کی سڑک کو دیکھ کر آہ بھری کہ افسوس ہمیں اُسکے پار چلنا نصیب نہ ہوا ؛

واپس آتے وقت جنرل رابرٹس صاحب بہادر خوشدل خاں سے ملے جس نے بڑے تکلف کے ساتھ ان کا استقبال کیا لیکن اس سے کوئی خاطرخواہ اثر ان کے دل پر نہ ہوا کیونکہ سردار کے چہرہ سے بے ایمانی کے آثار ٹپکتے تھے اور اس میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی تھی - اُن امرا کے درمیان جو اسوقت سردار کے ساتھ تھے بادشاہ خاں بھی تھا جو مشرقی غلزیئوں کا سردار تھا اور جس کو مرحوم امیر شیر علی نے اپنا وزیراعظم مقرر کیا تھا اور چونکہ یہ انگریزوں کا دوست تھا اسواسطے انگریزوں سے تحفہ تحایف بھی اسکو کئی بار ملے تھے - ملاقات کے بعد افغانی طریقہ کے موافق بڑے بڑے طباقوں میں جو زمین سے ۶ اینچ اونچے تھے

چڑھائی کرنیکی تیاریاں ہورہی تھیں تو اُن کی تعداد ۶ توپ کردی گئی تھی ؛

٭٭ ستارانیگا کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسکے نزدیک ایک دھیمے سفید رنگ کی پہاڑی ہے جو علاقہ جاجی کی سرحد پر واقعہ ہے ؛

کھانا لایا گیا کھانا عمدہ تھا اور کئی قسم کا تھا مگر ہر ایک طباق میں صرف ایک ایک چمچہ تھا اور کوئی طشتری یا چھری کانٹا نہیں تھا طشتریوں کا کام چپاتیوں سے لیا ہوا تھا اور بجائے چھری کانٹے کے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کھانا پڑا۔ سردار جنرل تھا سفیر اور اسکے سکرٹری کیواسطے تو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور باقی افسروں کو کھانا کھانے کے لئے فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھنا پڑا۔ جب کھانا کھا چکے تو ہر ایک کے سامنے چلپچی لائی گئی جس میں انہوں نے ہاتھ دھوئے اسکے بعد چاء اور میٹھا مصالحہ دار گرم دودھ جدا جدا لا کر دیئے گئے اور پھر ضیافت ختم ہوئی ؀

اسی روز لندن گزٹ میں شایع ہوا کہ جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو کے۔ سی۔ بی کا خطاب ملا ہے۔ بلا شک جنرل صاحب اس عزت کے مستحق تھے ان کے اہلکار وں اور ان کی ماتحت فوج کے افسروں میں سے بھی بہت سوں کو خطاب اور ترقیاں ملیں۔ میجر کاوگناری بھی کے۔ سی۔ ایس۔ آئی بن گئے ؀

اس رات سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر قاسم خیل میں مقیم رہے اور دوسرے روز صبح کو اپنے میزبان اور رنگون بخت انگریزی سفیر سے خدا حافظ کہہ کر وداع ہو گئے۔ سفیر معہ اپنے ماتحت افسروں اور بدرقہ کے پھر اپنے وطنوں کو نہ دیکھ سکا جو نہی کہ اس حال کے ممیز شدہ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی نے بہادر فوج کو سر فریڈرک کے ہمراہ غائب ہوتے دیکھا ہوگا تو گمان ہوتا ہے کہ آیا اس کے دل میں وہی خیالات نہیں آئے ہونگے جو شیکسپیر بیان کرتا ہے کہ ہنری چہارم بادشاہ انگلستان کے دل میں تھے جو غم سے ان الفاظ میں پکار پکار کر کہتا تھا جبکہ اس تہادتے جسکا اس نے بد قسمت رچرڈ دوم کو تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا تھا خود اسکو تخت سے برطرف کرنے کیواسطے سر اٹھایا ؎

کاش کہ ہوتا ہمیں اسقدر علم — جس سے پڑھ لیتے مقدر کی کتاب
دیکھ لیتے گردش کی چال جان لیتے ماضی اور آیندہ حال دیتے نہ اوروں کو ہم پیچ و تاب

اگرچہ اس دانائی کا خیال کرکے جو ہماری تقدیر کو پردۂ غیب میں چھپاتی ہے ؀
بادشاہ ساتھ ہی یہ کہتا تھا ؎

اگر انسان قسمت کو کبھی معلوم کر لیتا
جوان خوش طبع بھی پھر تو سب کچھ ترک کر دیتا

ترقی اور تنزل جو ہیں نظروں سے گذر جاتے
حوادث ماضی مستقبل نہیں کچھ اس سے کر جاتے
جوان بوڑھے اور بچوں کا یہی انجام ہوا کرتا
ہر اک گوشہ نشین ہو کر کے آخر کار مر جاتا

سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے علی خیل میں واپس آکر ایک الوداعی دربار کیا جس میں گرد و نواح کے قبایل و اقوام کے سرداروں کو بلا کر گورنمنٹ کی طرف سے ان کو تحفہ تحایف دیئے۔ کورم فیلڈ فورس کی حکومت جو اس وقت تعداد میں کم ہو گئی تھی بریگیڈیر جنرل ہیبی صاحب کو دیکر اپنے فتوحات کے میدانوں کو چھوڑ کر شملہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں کہ وہ اُس فوجی کمیشن کے ممبر کے طور پہ بُلائے گئے تھے جو حضور لارڈ لٹن صاحب بہادر نے اس غرض سے منعقد کی تھی کہ افواج ہندوستان کو از سرِ نو ترتیب دینے کے سوال کو سوچا جاوے ۔

جب سر فریڈرک رابرٹس صاحب شملہ میں پہنچے تو حضور والیسرائے لارڈ لٹن صاحب نے ان کی بڑی عزت کی اور ان کی تشریف آوری کی یادگار میں ایک بڑی بھاری ضیافت دی جس میں کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ سے اعلیٰ حکام کے روبرو حضور والیسرائے صاحب نے اپنے مہمان سر فریڈرک کو "جنگ افغانستان کا سورما" کہا کیونکہ پیواڑ کوتل کا فاتح ہونے کی وجہ سے یہ اس نام کا مستحق تھا اور اسکا سبب یہ تھا کہ پیواڑ کوتل کی فتح اس مہم کی نہایت ہی عظیم و نمایاں کارروائی سمجھی جاتی ہے اور بولان و خیبر کی افواج کی کارروائی اس کے سامنے ہیچ ہے ۔ لیکن جنرل صاحب کے دوستوں اور خیرخواہوں کی مبارکبادوں کا سلسلہ ابھی ختم بھی نہیں ہوا تھا اور حضور والیسرائے صاحب کے اشتہارات کی سیاہی ابھی بمشکل خشک ہوئی تھی جنمیں لکھا ہوا تھا کہ گنڈامک کی صلح مکمل طور سے ہو گئی ہے کہ یکایک ایسی دغابازی سے اقرارنامہ کے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے جو مشرقی لوگوں میں بہت کم پائی جاتی ہے اور جو کیفیت حضور والیسرائے صاحب کی خوشنودی میں نظر آ رہی تھی وہ ہیبت اور ماتم میں پلٹ گیا کیونکہ ان کے دوست سر لوئیس کاوگناری اور بہادر افسر اور اور آدمی جو کابل کی سفارت میں شریک تھے سب کے سب قتل کئے گئے تھے ۔

لیکن اس روایت کے بیان کرنے سے پیشتر ہم اُن حالات کا کچھ مختصر سا بیان دیتے ہیں جو کہ اس غمناک واقعہ کے ارتکاب کے وقت موجود تھے کیونکہ اس واقعہ سے ان کا بہت کچھ تعلق ہے جو یعقوب خاں اور سر فریڈرک

رابرٹس صاحب کے ماتحت تھا ؀

جبکہ گنڈمک کا عہدنامہ ہو چکا تو امیر یعقوب خاں کابل کو واپس چلا گیا۔ حبیب اللہ خاں مستوفی یا افسر مال۔ داؤد شاہ جو اس کا کمانڈر انچیف تھا اور ایک بہی گماشتہ مسمی بختیار خاں جو سر لوئیس کا ملازم تھا اور جس کے سپرد انگریزی سفارت کی آؤ بھگت کی تیاری کا کام تھا یہ سب اس کے ہمراہ چلے گئے۔ ۱۹ جولائی کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب پشاور کو روانہ ہوئے۔ سر لوئیس کاوگناری صاحب درہ شترگردن کی راہ سے کابل کو روانہ ہوئے جہانتک وہ ۲۴ جولائی کو پہنچے راستہ میں امیر کے وزیروں اور افواج نے ان کی نہایت ہی خاطرداری اور عزت کی اور ملاقات کے وقت تو یعقوب خاں نے ہر طرح سے ان کی تعظیم و تکریم کی۔ سفیر کے کابل میں پہنچنے سے چند روز پیشتر بدقسمتی سے بختیار خاں اس دنیائے فانی سے رحلت کر گیا اور سر لوئیس کو ایک ایسے آزمودہ کار گماشتہ کی موت سے بڑا نقصان ہوا لیکن بازاریں سوائے خفیف سے قضیہ کے جو امیر کی افواج اور سفیر کے ہمراہیوں کے درمیان ہوا ہر ایک بات کی خیر گذری اور حضور وایسرائے صاحب اپنے مراسلہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۹ء میں جو سکرٹری آف اسٹیٹ کو لکھا تھا اور جس میں قتل سے پہلے کے واقعات کا مفصل حال دیا تھا تحریر فرماتے ہیں کہ سفیر کے آخر خط مورخہ ۳۰۔ اگست کے اختتام کے یہ الفاظ ہیں "بذات خود میرا یہ یقین ہے کہ یعقوب خاں ایک عمدہ رفیق نکلیگا اور ہم اسکو اسکے عہد و پیمان پر قایم رکھ سکیں گے"۔ حضور وایسرائے صاحب سے امیر کے ملاقات کرانے کی جو تجویز تھی اس کے بارے میں امیر نے بخوشی تقریر کی اور سفیر کے ہمراہ ملاقات کو آنا پسند کیا۔ دوسری ستمبر کو سر لوئیس کاوگناری نے حضور لارڈ لٹن کے نام ایک تار بھیجا یہ اسکا آخری تار تھا اور اس کے خاتمہ کے الفاظ یہ تھے سب طرح سے خیریت ہے ؀

دوسرے روز تین رجمنٹوں نے بالا حصار کی انگریزی رزیڈنسی پر حملہ کیا اسکا مختصر حال یہ ہے کہ یہ رجمنٹیں بخشی خانہ سے جو بالا حصار میں تھا اپنی باقیماندہ تنخواہ لینے کو آئی تھیں اور جبکہ انہوں نے سنا کہ ہم کو پوری تنخواہ نہیں ملیگی تو ان میں سے دو نے رزیڈنسی پر حملہ کیا اور چونکہ عوام الناس نے ان کی مدد کی اس واسطے وہ مکانات کو جلانے اور رزیڈنسی کے حامیوں کو باوجود غضبناک مقابلہ

کے تباہ کرنے میں کامیاب ہوئے ٭

اس غیر معمولی بلوہ کی خبر علی خیل میں بذریعہ ایک خط کے پہنچی جو یعقوب خاں نے سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کو لکھا تھا۔ اول خط میں جو ۳ ستمبر کو ۴ بجے شام کے لکھا تھا امیر نے تحریر کیا تھا کہ ۸ بجے صبح کے افواج اور شہر و گرد و نواح کے باشندوں نے رزیڈنسی پر حملہ کیا اور نیز یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اپنے لڑکے اور داؤد شاہ کو مدد کے واسطے بھیجا تھا لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا اور یہ دونوں بھی قریب المرگ ہیں۔ دوسرے خط مورخہ ۴ ستمبر میں لکھا کہ رزیڈنسی پر حملہ صبح سے شام تک جاری رہا جبکہ مکان میں آگ لگا دی گئی مگر ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ مجھے کوئی تحقیق خبر نہیں ملی ہے کہ سفیر کا کیا حال ہوا اور خود میں اپنے پانچ نوکروں سمیت گھر گیا تھا۔ قاصد کے بیانات سے جو یہ خطوط لایا اور جو غلزیئوں کے بڑے سردار بادشاہ خاں کا چچا تھا بخوبی معلوم ہو گیا کہ مردمان سفارت و بدرقہ ضرور مارے گئے ٭

سر لوئیس کاوگناری کی وفات سے سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کا ایک پکا ذاتی دوست جاتا رہا اس مرحوم سفیر کا ذکر کرتے وقت حضور لارڈ لٹن صاحب نے ذرا بھی مبالغہ نہیں کیا جبکہ انہوں نے کہا کہ اس کی زندگی اور موت اس ملازمت کے واسطے جس پر وہ ممتاز ہے ایک عمدہ عظیم الشان مثال ہے۔ اور اس سلطنت کے واسطے جس کے فواید کے لئے وہ زندہ رہے اور آخر کار جان بحق ہوئے ایک نمک حلال محافظت کا نمونہ ہے جو انکی معزز یادگار اور بے داغ نام کو قایم رکھیگا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی موت کا انتقام لیا گیا کیونکہ ان کے دوست انگریزی جنرل نے جلدی ہی ان کی روح کو اس طرح تسکین دی جیسے اکیلیز نے پیٹروکلس کی روح کو خوش کیا تھا ٭

لوئیس صاحب کے عوض میں پٹھانوں کو کیا قربان
ہزاروں کے اڑائے سر نکالے دل کے سب ارمان

اس غدار اور دغابازی کے قتل کے عوض میں جو ۳ ستمبر کو وقوع میں آیا ہزار ہا ہی افغانوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا گیا اور کابل وجود بادشاہ یعنے امیر کو نیک نیتی سے کام نہ کرنیکے صلہ میں تخت سے اتار دیا گیا یہ بادشاہ اپنے محل کی کھڑکیوں سے اس ہولناک حادثہ کو دیکھتا رہا اور قاصد بھیجتا رہا اور آخر کار اپنے کمانڈر انچیف داؤد شاہ کو جو کہ ان پٹھانوں میں صرف ایک ایماندار آدمی تھا اپنے غدار سپاہیوں

کے روکنے کے لئے بھیجا ۔

بدرقہ کے کمان افسر لفٹنٹ ہملٹن وی ۔ سی صاحب کا انجام جو کہ ایک نامور اور ہونہار نوجوان افسر تھا خصوصاً غمناک ہوا اور اس کے حالات ایسے ہیں کہ جن سے شجاعت ٹپکتی ہے یہ نوجوان بہادر تلوار اور چکر دار تمنچہ ہاتھ میں لئے مقابلہ کے لئے ڈٹا رہا اور ذرا نہ جھجکا یا گھبرایا اور اس گروہ کثیر کا مقابلہ کرتا رہا جو کہ اس کے خون کا پیاسا تھا ۔

لفٹنٹ ہملٹن صاحب نے اپنی وفات کے چند روز پہلے کچھ شعر لکھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاعری میں اچھی لیاقت رکھتا تھا یہ اشعار ملال آگین ہیں اور ان کو لفٹنٹ صاحب نے اپنے قتل ہونے سے آٹھ روز پیشتر ۲۵ - اگست کو کابل سے روانہ کیا تھا ۔

یہ اشعار موقع بمرو میں لکھے گئے تھے جہاں کہ ۱۸۴۲ء میں کابل کا حادثہ شروع ہوا تھا اور جس جگہ کہ اب ۱۸۷۹ء کے اگست میں پھر انگریزی فوج موجود تھی ۔

قصہ بھیارو

[کابل کی یہ ہلہ اور ۱۸۴۲ء کی تباہی جو اگست ۱۸۷۹ء کے مشابہ ہے]

سلطنت کا تخت نہ بدلا ۔ عظمت کو تباہی میں بدلا
خونخوار معرکہ تھا ہیہات ۔ قسمت نے تباہ کی پٹھان ذات
مردوں کے گروہ پڑے تھے سرجا ۔ چاروں طرف معرکہ آرا
لوتھوں کے سایہ گھاس پر تھے ۔ گویا زخمی قبروں میں بند تھے
انگلنڈ کی بہادر فوج جبار ۔ اُسوقت جو تھی سخت خونخوار
یہ معرکہ کارزار ایسا ۔ انگلنڈ کے ہاتھ میں تھا جھنڈا
فتح نصیب میں تھی ان کے ۔ جو انگلنڈ کا نام رکھنے والے
وہ افغان قوی ماہر فن ۔ کچھ کر نہ سکتے تھے وہ بدظن
برف کا گرتا سخت ابتر ۔ بھاگے ہر سو وہ تتر بتر
عرصہ چالیس برس کا گذرا ۔ انگلش نے دشمن کو کچلا
بہادر وہ فوج ہماری ایسی ۔ پلوک میں ناٹ والی
دشمن کی فوج کو ایسا جکڑا ۔ قدم قدم پہ ہر اک کو پکڑا
شانہ بشانہ تھے سب ناں بکفرے ۔ ہماری فوجوں کے دلاور بڑے

خدا کی یہ حکمت عجب شان کی | فتح اس نے ہم کو یہ عنایت کی
انگلینڈ کا سچا فتح کر چکا | کہ دشمن کو مغلوب وہ کر چکا

سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر شملہ میں فوجی کمیشن کے نوکر تھے جس پر وہ لڑائی شروع ہونے سے پیشتر مقرر کئے گئے تھے ان ایام میں ۵ ستمبر کی صبح کے ۸ بجے ان کو یکایک جگایا گیا کیونکہ علی خیل کے ملکی افسر کپتان آرتھر کونولی کا ایک تار اسوقت پہنچا جس میں لکھا تھا کہ کابل کا انگریزی سفیر و دیگر ارکین سفارت اور ماسواے تو کے بدرقہ کے تمام آدمی قتل کئے گئے۔ سر فریڈرک نے فوراً یہ تار لارڈ لٹن کے بھیجدیا اور خود بھی تھوڑی دیر بعد گورنمنٹ ہوس کو گئے حضور والیسرائے صاحب نے ان سے تصفیہ کیا کہ کن کن فوجوں کو بلا کر شہر کابل کے مقابلہ میں بھیجا جاوے۔ بعد ازاں کونسل کا ایک اجلاس منعقد کیا جس میں کمانڈر انچیف صاحب بھی تشریف لائے۔

جنگ افغانستان کے اول حصہ میں جو کارگذاری جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے کی تھی وہ ایسی نمایاں تھی کہ اسوقت کی نازک حالت کے لئے وہی مناسب آدمی معلوم ہوتا تھا اور لارڈ لٹن صاحب نے جنہوں نے کہ اس کو جنگ افغانستان کا سورما کہا تھا اب جبکہ مخالفت یکایک شروع ہو گئی اس نوجوان جنرل کو اس فوج کی حکومت کے واسطے چنا جس نے انگلستان کے مظلوم نام کا سزا دیکر انتقام لینا تھا اور یہ چننا ایسا تھا کہ اس سے حضور والیسرائے صاحب کے فیصلہ کی نہایت ہی نیکنامی ہوئی۔ بیشک یہ بڑی عزت تھی لیکن سر رابرٹس کا تمام دور دورہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ حال کی ضرورتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے یہی نہایت لایق آدمی ہے جیسے کہ وارک صاحب لکھتے ہیں ؎

سوانح گذشتہ سے انسان کے | نتایج بہت سے ہیں ہوتے عیاں
کہ جن کے ملانے سے اک ذی شعور | کیا کرتا ہے آشکار انتہاں
واقعات مستقبل انسان کے | کم و بیش ہوتے ہیں جیسے بیاں

جنہوں نے جنرل سر رابرٹس صاحب بہادر کی کارگذاری ان کے دہلی کی شہرت کے ایام سے دیکھی تھی وہ ان کو وقت کا شیر سمجھتے تھے اور جبکہ حضور گورنر جنرل صاحب نے ان کو فوج انتقام گیرندہ کا کمان افسر مقرر فرمایا حالانکہ جنرل صاحب سے پہلے کے فوجی افسر موجود تھے تاہم عوام الناس نے حضور گورنر جنرل صاحب

کے ساتھ اتفاق رائے ظاہر کیا اور ہر ایک شخص مانتا تھا کہ وادی قورم کی مہم نے اس سپاہی کی واقفیت تمام دنیا سے کرائی ہے جو طاقت میں لاثانی اور فوجی لیاقت میں شہرۂ آفاق ہے جوکہ اطالیہ کے مشہور و معروف تیسٹر ڈیوہیکل کو فن محاربہ کی پیچ در پیچ تدبیروں اور یونان کے قوی ہیکل ایکلیز کو لایزال طاقت کے سبق سکھاتا ہے ٭

۶ ستمبر کی سہ پہر کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر علی خیل کی طرف روانہ ہوئے اور ان کو یہ حکم ملا کہ ۶۵۰۰ جوانوں کی فوج ہمراہ لیکر فوراً کابل پر چڑھائی کریں انھوں نے دن رات دبادب سفر کیا جہلم تک توریل میں گئے اور وہاں سے ڈاک گاڑی اور گھوڑوں کے ذریعہ سے روانہ ہوکر ۱۰ ستمبر کو تھل میں پہنچے اور ۱۲ کو علی خیل میں جا وارد ہوئے۔ اس اثنا میں بریگیڈیر جنرل میسی صاحب کو بذریعہ تار مطلع کیا گیا تھا کہ درہ شتر گردن پر قبضہ کرلیں اور جنرل سٹوارٹ صاحب کو جنھوں نے قندھار کو خالی کر دیا تھا حضور وایسرائے صاحب نے ہدایت کی کہ پھر اس شہر کو واپس جاوے اور جلال آباد پر پھر قبضہ کرلیا اور راولپنڈی اور پشاور کے درمیان ۵۰۰۰ رزرو فوج جمع ہوگئی ٭

۱۱ ستمبر سے پہلے ۵ گورکھا ۲۳ پائینرز اور ۲ پہاڑی توپ خانہ درہ شتر گردن کی چوٹی پر بہ تمام حفاظت مقیم ہوگئے یہ سب افواج پائینرز کے کمان افسر کرنیل کمرنی کے ماتحت کی گئیں جو سر فریڈرک رابرٹس صاحب کے حکم پر چلتا تھا چونکہ یہ نہایت ضروری تھا کہ توپ خانہ کو شتر گردن کے پار جانے میں کوئی دقت پیش نہ آوے اس لئے سر فریڈرک صاحب نے ۹ ستمبر کو بذریعہ تار حکم بھیجا کہ سفرمینا کی ۷ کمپنی جو اسوقت شالوزان میں تھی فوراً اس درہ کی طرف چلی جاوے۔ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور ۱۳ ماہ حال کو وہ سرکاری کوتل پر کام کرنے لگ گئے جوکہ ایک اونچا بے ڈھنگا ٹیلہ تھا اور درہ کی چوٹی سے تقریباً تین میل آگے تھا ٭

اسوقت سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کے ہمراہ ذیل کے وہ تمام افسر تھے جنکو انھوں نے اعلےٰ عہدہ کے لئے چُنا تھا۔ دو پیدل بریگیڈوں کے کمان افسر بریگیڈیر جنرل ایچ۔ ٹی میکفرسن سی۔ بی۔ وی۔ سی اور بریگیڈیر جنرل ٹی۔ ڈی بیکر سی۔ بی کئے گئے۔ بریگیڈیر جنرل جے گارڈن کے ماتحت ۴۰۰۰ جوانوں کا دستہ تھا جو کہ شتر گردن سے تھل تک کے ملک پر قابض

تھے اور بریگیڈیر جنرل ایچ گاف سی۔ بی۔ وی۔ سی کو ہڑکوں کا کمان افسر بنایا گیا تھا۔ بریگیڈیر جنرل ڈی بیسی صاحب کے لئے جو اسوقت علی خیل میں کمان افسر تھے رسالہ کی بریگیڈ کا کمان افسر ہوتا تجویز کیا گیا۔ انہوں نے کرنیل سی۔ ایم میک گرگر سی۔ بی متعلقہ محکمہ کوارٹر ماسٹر جنرل کو اسٹاف کا سرگروہ بنایا یہ افسر اگرچہ نوعمر تھا لیکن اس کی لیاقت اور فوجی تجربہ بڑا اعلےٰ تھا*

۲۳ ستمبر کو جنرل بیکر صاحب شترگردن کی افواج کی حکومت کے واسطے روانہ ہوئے اس مقام کی مورچہ بندی خوب ہوئی ہوئی تھی اور دشمن کے یکایک آن پڑنے کے واسطے ہر ایک بیشبندی کی گئی تھی اسی مستعدی سے جس کے سبب یہ بہادر افسر اثنائے میں سر گارنٹ ولزلی کے ماتحت خدمت گذاری دکھا کے مشہور ہوا تھا ۱۸ تاریخ کو شنکی کوتل ملک کو دیکھا اور کوئی مقابلہ پیش نہ آیا اس سے دو روز پہلے نواب سر غلام حسین خانصاحب شترگردن میں سے گذرے تھے اور علی خیل پہنچکر سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر سے جا ملے یہ مشہور و معروف دیسی افسر سر لوئیس کاوگناری کی مدد کے لئے قندھار سے کابل آرہا تھا مگر خوش قسمتی سے اس نے راستہ میں ہی انگریزی سفارت کے قتل کا حال سن لیا تھا*

سر فریڈرک رابرٹس صاحب کی اول تجویز تھی سات ہزار جوانوں کی فوج کے لئے جسکو وہ اپنے ہمراہ کابل لے جانا چاہتے تھے باربرداری کی تھی جیسا کہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ فوجی ہیڈکوارٹر والے لاپرواہ ہو جاتے ہیں جبکہ دشمن کی طرف سے حملہ کی کوئی امید نہیں رہتی اسیطرح پر قورم فیلڈ فورس کے محکمہ باربرداری کے حیوانات کی تعداد اسوقت اتنی گھٹ گئی تھی کہ وہ کارگذاری کے لئے مطلق کافی نہ تھی۔ سر فریڈرک صاحب لکھتے ہیں کہ باربرداری ہی ایک اہم مشکل تھی جس پر غالب آنا تھا متواتر اور سخت کام کی وجہ سے جو کہ حیوانوں کو کرنا پڑتا تھا ان کی تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ ماہ ستمبر کے شروع میں صرف ۱۵۰۰ خچریں ۵۰۰ مردار سے اونٹ اور ۸۰۰ بیل باقی رہ گئے تھے جو کہ کمسریٹ کے واسطے اس فوج کو خوراک بہم پہنچانے کے لئے مشکل سے کافی تھی جس کی بابت خیال تھا کہ وادی قورم میں جاڑے بھر ٹھیریگی یہ سچ ہے کہ بہت سے اونٹ وادی میں کمسریٹ کے کام پر بھیجے گئے تھے لیکن ان میں سے بہت سے تو پنجاب کے سفر سے تھکے ہوئے

گئے پاس قدر بھکر سے مسٹر [illegible] نے تخمینہ کر دو در اصل کام کے ناقابل تھے خود صاحب
بہادر کا قول ہے کہ جب میں علی خیل میں پہنچا تو وہاں صرف نصف فوج کے لیے
حیوانات باربرداری ملے - ذخیرہ رسد بھی بہت کم تھا اور خیبر کی فوج کے ساتھ
[illegible] باربرداری [illegible] تھا تقریباً ۶ ہفتہ کے اندر شتر
گردان کی راہ میں [illegible] تھی جس سے ان کا سلسلہ خط و کتابت درہ خیبر کی
راہ کو بدل جاتا تھا - چنانچہ مسٹر [illegible] صاحب بہادر [illegible] باربرداری کی تجویزیں کر
رہے تھے تو حضور [illegible] صاحب نے ان کی مدد کی کیونکہ ہندوستان میں
ایک [illegible] ہے کہ ان [illegible] میں جہاں انگریزوں کی انگریزوں
کی [illegible] حکومت ہے [illegible] کے مانا جاتا ہے اس واسطے
حضور لارڈ لٹن کے احکام سے جس قدر حیوانات باربرداری ضلع پشاور میں
دستیاب ہو سکے زبردستی لے لئے گئے لیکن تو بھی ناکافی تھے کیونکہ اونٹ بہت
ضائع ہو گئے تھے اور چونکہ دیسی افسروں کو [illegible] از سر نو تازہ ہونے کا ذرا خیال
بھی نہ تھا اس لئے انہوں نے حیوانات باربرداری کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور نتیجہ یہ
ہوا کہ وہ سب [illegible] ہو گئے جیسے کہ پہلے تھے سر فریڈرک رابرٹس صاحب
بہادر [illegible] علی خیل میں پہنچنے سے پیشتر لایق فایق منشی افسر کیپٹن [illegible]
کو [illegible] باربرداری کے ذریعہ بہم پہنچاتے ہیں ازحد کوشش کی اور سر فریڈرک
کے پرانے دوست وادی کورم کے توری اور بنگش جس قدر حیوانات وہ بچا سکے مدد
مانگنے والوں کے لائے اور [illegible] کے سردار بادشاہ خاں نے بھی جس سے
مسٹر رابرٹس صاحب بہادر گذشتہ جولائی میں ملے تھے مدد کی اسطرح کمسریٹ
والوں نے شتر گردان میں بہت کچھ ذخیرہ جمع کر دیا جو کہ صاحب بہادر کے قول کے
موافق [illegible] کی افواج کی ضروریات کے لئے بالکل کافی تھا اور کابل پر چڑھائی
کرنے والی فوج کے لئے اور بھی زیادہ ذخیرہ یہ لوگ یعنے کمسریٹ والے آگے
بھیج سکتے تھے ؎

اگر دغابازی سے نہیں تو تذبذب اور بزدلی کی وجہ سے یعقوب خاں کی
حالت اسوقت بعید از قیاس تھی کیونکہ اس طرف تو اس کے ملک کے باشندے بیشرمی
کے عہدنامہ پر دستخط کرنے اور انگریزی سفیر کے تسلیم کرنے کی وجہ سے اس سے
نفرت کرتے تھے اور اسطرف سے اسے انگریزی گورنمنٹ کا ڈر تھا کہ وہ اپنے وکیل

کے قتل کا پورا پورا حساب مانگینگے - سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو خوش کرنے کے
لئے یعقوب خان نے مستوفی حبیب اللہ خان اور وزیر شاہ محمد کو علی خیل
کی طرف روانہ کیا اور ان کے ہاتھ ایک مراسلہ بھیجا جسمیں لکھا تھا کہ میں انگریزوں
کے ساتھ وفادار رہا ہوں اور اسوقت انگریزی کمانڈر کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں
لیکن سر فریڈرک صاحب کی رائے میں امیر کے ان وزیروں کی ملاقات کا اصلی
مدعا یہ تھا کہ اول تو صاحب بہادر کے سامان رسد کے مہیا کرنے میں خلل پہنچاتے دوم
اُنکو اصلی حالات سے واقف نہ ہونے دیں اور سوم جہانتک ہو سکے اُنکو اس کے
کابل پر چڑھائی کرنے سے روکیں - امیر کے وزرا ۲۴ ستمبر کو علی خیل پہنچے
اور ۲۰ روز وہاں ٹھیرے یہاں پر ان کی مناسب خاطر تواضع اور تعظیم و تکریم کی
گئی - ان ایام میں انہوں نے سر رابرٹس صاحب بہادر اور اس کے ملکی افسروں
سے اثناء گفتگو میں ایسا ظاہر کیا کہ ہمارے آقا کو تھوڑے سے دنوں میں انگریزی فوج
کی مدد اور پناہ کی ضرورت ہوگی اور ساتھ ہی حضور لارڈ لٹن صاحب کو لکھا کہ
کابل پر فوراً چڑھائی کرنی مناسب نہیں ہے اور پوشیدہ پوشیدہ وہ غلزئیوں
اور شلزئیوں کو اپنے رعب داب سے منع کرتے رہے کہ وہ کسی قسم کا سامان
بہم نہ پہنچائیں ؎

کابل فیلڈ فورس کے کمانڈر کے سامنے ان مکاروں کی ذرا دال نہ گلی کیونکہ
وہ مشرقی لوگوں کی مکاریوں سے بخوبی واقف تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس راستباز
اور سچے بہادر نے ان کی اس دو رنگی اور دروغگوئی سے ذرا دھوکا نہ کھایا جسکا
فسطنطنیہ سے لیکر پیکن تک ایشیائی فرمانروا بغیر کسی شرم و حیا کے استعمال
کرتے ہیں چونکہ پٹھانوں کی خصلت اور چال چلن سے عموماً اور یعقوب خان کے
ان وزیروں کے سے خصوصاً واقف تھا اس نے سر فریڈرک رابرٹس صاحب
بہادر اگرچہ ان کے ساتھ بڑے اخلاق سے پیش آئے لیکن ان سے صاف
کہہ دیا کہ میں نے تمہاری باتوں سے دھوکا نہیں کھایا ہے اور جونہی کہ میرے
پاس کافی سامان جمع ہو جاویگا میں فوراً کابل پر چڑھائی کرونگا ؎

جو مشکلات اسوقت سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کو درپیش
تھیں ان کا بیان کرنا امکان سے باہر ہے اسوقت ان کے ہمراہ ۶۵۰۰ جوانوں
کی فوج تھی مگر سامان رسد و باربرداری وغیرہ اس قدر کم تھا کہ بمشکل نصف

کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ سر فریڈرک نے فرمایا کہ [illegible] کابل کی چڑھائی
ہتھیاروں کی زیادہ مشق اور زیادہ منظم تھی اور یہ بھی کہا کہ ہر ایک [illegible]
میری اس رائے کی تائید کریگا ۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ ان کے [illegible]
تیزی کے ساتھ افغانستان کے بیچوں بیچ چڑھائی کر سکتے [illegible]
نپولین بوناپارٹ کا وہ کہنا [illegible] اس کے [illegible]
تھی [illegible] اس سے [illegible]
اور اس [illegible] کو دیکھا اور اس سے دوسرے دن کی [illegible]
تھی کہ جس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ گئے ۔ دیکھا اور فتح کر لیا اس کامیابی سے
ہر ایک آدمی خوش ہوا اور سب نے شاباش دی ۔

جو انتظام سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے سامان رسد کی فراہمی کے
واسطے کیا تھا وہ ایسا عمدہ تھا کہ پیشتر اسکے کہ علی خیل سے آمد و رفت بند ہوتی
ان کی فوج اور لشکرگاہ کے ملازموں کے واسطے تین چار ماہ کی رسد جمع ہوگئی تھی
اور حیوانات کے لئے بھی چھ ہفتہ کا چارہ اکٹھا ہوگیا تھا اور ۱۸ ستمبر سے پہلے انہوں نے
محلہ گل گرہ سے گورکھا [illegible] پائنیرز کے پہاڑی توپ خانہ اور سفر مینا کی ساتویں
کمپنی کو اس درہ کی چوٹی پر اچھی طرح سے مقیم کر دیا علاوہ اس کے ۲۱ پنجاب پیدل
کے ۲۰۰ جوانوں کو کارا تیگا کی فصیل ار سر سے ہیں جو کہ سر کائی کوتل سے ڈیڑھ
میل تھی مقرر کیا ۔

۲۴ ستمبر کو جبکہ سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر علی خیل میں
موجود تھے تو انہوں نے مفصلہ ذیل عام حکم اپنی افواج کے نام جاری کیا کہ چونکہ
گورنمنٹ ہند کا یہ منشا ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اتنا ہی جلدی تورم فیلڈ فوجیں کابل
پر چڑھائی کرے اور وہاں جاکر امیر کی مدد کرے اور ساتھ ہی انگریزی سفیر اور
اس کے بدرقہ کے نامردانہ قتل کا انتقام لے اس لئے مجھے یقین کلی ہے کہ میری
تمام افواج بڑے استقلال کے ساتھ گورنمنٹ کی خواہش کو پورا کرینگی اور ثابت کر
دکھائینگی کہ وہ اس اہم فرض کے لایق ہیں جو ان کے سپرد کیا گیا ہے اور اس بڑی
شہرت کے مستحق ہیں جو حال کی مہم میں ان کی ہوتی رہی ہے ۔ کوئی ضرورت معلوم
نہیں ہوتی کہ میجر جنرل صاحب ان سپاہیوں کو پند و نصایح کریں جنکی دلیری اور
ثابت قدمی ایسی اچھی طرح سے ثابت ہو چکی ہیں ۔ بیشک اقوام افغان بیشمار ہیں لیکن

وہ ملی جلی ہوئی نہیں ہیں اور ان کی باقاعدہ فوج قواعددان نہیں ہے اور اگرچہ تعداد میں کتنا ہی تفاوت ہو ایسے دشمن انگریزی افواج کے نزدیک کبھی بھی ہیبتناک نہیں ہو سکتے ۔ انسانی قانون اس بات کا مقتضی ہے کہ افغانستان کے صلح پسند باشندوں اور ان دغاباز قاتلوں میں تمیز کی جاوے جن سے کہ مناسب انتقام لینا ہے اور سب افواج پر واضح ہو کہ یہ ہماری دلی خواہش ہے کہ بیگناہ باشندوں پر انصاف تحمل اور رحم کیا جاوے ہماری فوج کا آیندہ امن و آرام زیادہ کر کے اس بات پر منحصر ہے کہ اُن اضلاع کے ساتھ جن سے ہم کو سامان رسد وغیرہ بہم پہنچا ہے دوستانہ برتاؤ رکھیں اور ہر ایک چیز کی جو سرریٹ والے یا اور اشخاص خرید کریں فوراً قیمت ادا کی دیں اور تمام قضیہ اور جھگڑے ملکی افسر کے ساتھ تصفیہ کے لئے فوراً آ کئے جاویں۔ میجر جنرل صاحب کو امید واثق ہے کہ اس مہم کا مدعا کامیابی کے ساتھ پورا ہوگا اور افغانستان میں انتظام اور تسلط از سر نو قایم ہو جاویگا ؂

اس مہم میں پہلے پہل ۲۲ ستمبر کو بندوق چلی جبکہ منگل اور غلزیوں نے ملک ٹیلیگراف والوں کی ایک جماعت پر حملہ کیا جو کہ سرکائی کوتل اور کارا ٹیکا کے درمیان جا رہے تھے جو وقت انہوں نے حملہ کیا ان کی تعداد ۲۰۰ اور ۳۰۰ کے درمیان تھی اور اس جماعت کے ساتھ ۵ پنجاب پیدل کے صرف ۱۷ سپاہی تھے جن میں سے ۲ وہیں کام آئے اور علاوہ ان کے ایک ٹیلیگراف کے تار والا ۔ ۱۲ خچر والے اور ۵ قلی بھی مارے گئے اور ۴۸ خچریں جو کہ تار کی بلیاں کارا ٹیکا سے شتر گردن کو لے جا رہی تھیں پکڑی گئیں ۔ ان فتنہ پردازوں نے ۲۳ گھاگرہ کے ۵۰ آدمیوں کی ایک جماعت پر بھی حملہ کیا جو کہ سرکائی کوتل پر ایک مورچہ میں مقیم تھے مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی اور ایک نقصان کثیر اٹھا کر ان کو پسپا ہونا پڑا اس رجمنٹ کا ایک حصہ قاسم خیل سے ان قزاقوں کے تعاقب کے واسطے بھیجا گیا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی ؂

۲۴ تاریخ کو بریگیڈیر جنرل بیکر صاحب شتر گردن سے ایک فوج[*] کے

---

[*] جنرل بیکر کے ہمراہ مفصلہ ذیل افواج تھیں شاہی اسپی توپ خانہ کے ۱ بریگیڈ کی ف باٹری ۔ ۱۲ بنگال رسالہ ۔ ۲ پہاڑی توپ خانہ کی ۲ توپیں ۔ ۲۳ گھاگرہ کی ایک کمپنی سفرمینا کی ساتویں کمپنی ۔ ۵ گورکھا اور ۲۳ پائینیر ؂

ہمراہ روانہ ہوئے اور دوبندی میں سے گذر کر جس کو اس کے باشندے خالی کر کے بھاگ گئے تھے اُسی شام شنکائی کوتل کے پار کوشی میں پہنچ گئے اور اس طرح پر وادی لوگار کے دروازہ کو بند کر لیا ؎

اس کے ۳ روز بعد سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر علی خیل سے شتر گردن کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ رسالہ کے بریگیڈ کا ہیڈکوارٹر ۹ لینسرز کا ایک دستہ نمبر ۵ پنجاب رسالہ۔ نمبر ۲۸ پنجاب پیدل اور نمبر ۵ پنجاب پیدل کا ایک دستہ تھا۔ پیدل افواج کو ہدایت ہوئی کہ فوج کے پچھلے حصہ کے ہمراہ آویں اور خود جنرل صاحب اپنے اہلکاروں اور رسالہ کو ساتھ لے آگے چلے تا کہ قاسم خیل یا درہ میں اندھیرا ہونے سے پہلے پہنچ جاویں راستہ میں ایک بڑے نازک موقعہ پر ان کی جان بچی جس نے ثابت کر دیا کہ راستہ بر کی تمام اقوام خطرناک جوش میں آئی ہوئی تھیں۔ یہ خوش قسمتی تھی کہ تقریباً ساڑھے دس بجے نمبر ۹۲ گھاگرہ کے ۲۵ جوان جنرل صاحب کے ساتھ آن ملے تھے جن کو کرنیل پرکنز نے احتیاطاً بطور نگہبان ہراول کے کار اٹیکا سے بھیج دیا تھا کیونکہ اُس نے افواہ سُنی تھی کہ منگل اور غلزئی درہ ہزار درخت میں جمع ہو رہے ہیں۔ ۱۱ بجے جبکہ اسباب کے آنے کا انتظار کر رہے تھے تو جنرل رابرٹس صاحب بہادر کو خبر ملی کہ ۲۰۰۰ منگلوں نے آگے راستہ روک رکھا اور وہ جی تھانہ اور کار اٹیکا کے درمیان کے درہ پر قابض ہیں۔ اسی وقت کپتان ووڈن متعلقہ ۵ پنجاب رسالہ نے جو دشمن کے دیکھنے کے واسطے بھیجا گیا تھا خبر دی کہ دشمن جی تھانہ سے آدھ میل پرے نالہ کے دونوں جانب پر فوج لئے پڑا ہے۔ یکایک منگلوں کی ایک کثیر جماعت نے جو گھات لگائے بیٹھی تھی جنرل صاحب اور ہیڈکوارٹر کے اہلکاروں پر ایک بندوقوں کی باڑھ چھوڑی اور میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کا افسر ڈپٹی سرجن جنرل ٹاؤن سنڈ ایک گولی سے جو اُس کے دائیں رخسار پر لگی سخت زخمی ہو گیا۔ گھاگرہ اور لینسرز کے ایک ترپ نے جو گھوڑوں سے اُتر کر چل رہے تھے گھاٹی کی شمالی جانب کو صاف کر دیا لیکن دشمن جنوب کی اونچی پہاڑیوں پر چھپے رہے اور کچھ دیر لگی بیشتر اس کے کہ اُن کو انہیں بھی چھوڑنا پڑا۔ نمبر ۲۸ پنجاب پیدل نے پہنچ کر راستہ کے اوپر کی طرف کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا اور اس پر قابض رہے جب تک کہ فوج کا پچھلا حصہ وہاں سے نہ گذر لیا ؎

جنرل ہلز سی۔ بی۔ وی۔ سی جو رابرٹس صاحب بہادر کا اڈیسکوپ کا پرانا دوست تھا وہ کمانڈر انچیف صاحب کی اجازت لے کر جنرل صاحب کے ساتھ کابل کو رہنج کے طور پر جانے کے لئے ان سے علی خیل میں آنکر ملا وہ ان کے اس نازک موقعہ سے جانبر ہونے کو اس طرح پر بیان کرتا ہے "ہم درہ کی طرف جارہے تھے جبکہ یکایک افغانوں کا ایک گروہ ہمارے سامنے آیا جو درہ ہزار درخت کی گذرگاہ سے اوپر کی طرف سڑک سے اونچی جگہ پر مقیم تھے ؛

ٹان سنڈ کے برابر جا رہا تھا جبکہ گولی اس کے رخسار پر لگی اور جنرل رابرٹس صاحب بہادر ہمارے سے ذرا آگے تھے اُنہوں نے لیسرز کو گھوڑوں سے اُتار دیا جنہوں نے ۹۲ گھاگرہ کی ایک کمپنی کے ساتھ ملکر جو خوش قسمتی سے شترگردن سے بھیجی گئی تھی دشمن کو بھگا دیا ؛

اس اثنا میں کارا ٹیگا کی طرف اچھی خاصی جھوڑ ہو رہی تھی اس طرف سے ایک چھوٹا سا دستہ بھیجا گیا تھا جس میں ۹۲ گھاگرہ کے ۱۸ جوان اور ۳ سکھ فوج کے ۴۵ جوان شامل تھے ان کے افسر کرنل سارجنٹ ہیکٹر میکڈونلڈ اور جمعدار شیر محمد تھے یہ بہادر دستہ لڑتا بھڑتا ایک اونچی چوٹی پر پہنچا جو درہ ہزار درخت کے اوپر کی طرف تھی اور وہاں سے ایک بڑا بھاری نقصان پہنچا کر دشمن کو نکالدیا اور اس طور پر جنرل صاحب اور ان کے اہلکاروں کے لئے راستہ صاف کر دیا ؛

ان واقعات سے معلوم ہو گیا تھا کہ ہر ایک حالت میں احتیاط ضروری ہے۔ اسواسطے بریگیڈیر جنرل میکفرسن صاحب نے جو اُن افواج کے افسر تھے جو ۲۹ ستمبر کو علی خیل سے جنرل صاحب کے ساتھ ملنے کو بھیجی گئی تھیں اسطور پر پیشبندی کی تاکہ ۵۰۰ اجوان جو لدے ہوئے ان کے ہمراہ تھے محفوظ رہیں درہ ہزار درخت میں راہزنوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے فوج کے پچھلے حصہ پر ایک خفیف سا حملہ کیا مگر ۶۷ رجمنٹ نے ان کو مار کر بھگا دیا ؛

جبکہ دبا دب آگے جارہے تھے تو سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے صرف ایک رات درہ شترگردن میں آرام کیا ایک جنرل افسر جو اُن کے ہمراہ تھا ان کی حرکت کی شتابی کو اس طرح پر بیان کرتا ہے کہ سر فریڈرک نے

باربرداری کی تمام خرچ کم کرنے کے لئے حکم دیا کہ رسالہ کے گھوڑے سامان رسد اور ہتھیار اٹھاویں اور سوار دوروبہ اپنے اپنے گھوڑوں کے برابر پیدل چلیں۔ ۲۰ ستمبر کو جنرل صاحب کوشی میں پہنچے یہاں پر امیر یعقوب خاں اپنے سب سے بڑے بیٹے۔ سردار یحییٰ خاں۔ سردار داؤد شاہ مصطفیٰ۔ وزیر غلام محمد خاں۔ ۴۵ معتبر لوگوں اور ۲۰۰ سواروں کے بدرقہ کے ساتھ پہلے دن پہنچ گیا تھا اور بریگیڈیر جنرل بیکر نے جو ہراول کا کمان افسر تھا اس کی آؤ بھگت کی تھی۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے اپنے اہلکاروں۔ بریگیڈ کے کمانڈروں اور میجر جنرل جیمز ہلز کو ساتھ لے کر امیر کے ساتھ ایک حسب ضابطہ ملاقات کی دوسرے دن شاہ سابق کمانڈر انچیف ان کی پیشوائی کو آیا اور ان کو امیر کے پاس لے گیا اور یہاں پر معمولی طور پر مزاج پرسی کر کے انگریزی جنرل رخصت ہوا دوپہر بعد امیر نے اپنے بیٹے اور جلو کے امرا کے ساتھ جاکر بازدید کی ٭

جبکہ امیر نے کہا کہ آپ ذرا تامل کریں تو سر فریڈرک نے جواب دیا کہ میں کابل کی چڑھائی میں ایک روز بھی توقف نہیں کرونگا اس پر امیر اپنے خیمہ کو واپس چلا گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا کہ انگریزی جنرل کسی طور سے بھی اپنے ارادہ سے باز نہیں آئیگا اور جو کچھ وہ کہتا ہے بلاشک و شبہ وہی کریگا خواہ تخت زمین بھی پلٹ جاوے۔ یعقوب خاں کی دغابازی چالبازی انگریزی لشکرگاہ میں ہو بہو ویسی ہی تھی جیسی شیکسپیئر کے ڈراما میں کیسیس اس بیان کرتا ہے کہ ایتھونی نے کھیلی تھی ؎

نہیں معلوم ہوتا ہے تمہارا منشا کیا ہے
تمہارے زخم و کشت و خون و صدمہ کا امکان کیا ہے
تمہارے لفظ ہیں قاتل تمہاری بات ہے ظالم
برابر ہے اثر انکا سخنور بے زبان کیا ہے

سر رابرٹس صاحب بہادر نے اپنے آگے بڑھنے کو توقف میں ڈالنے اور یعقوب خاں کا کوئی عذر سننے سے قطعی انکار کیا ان کا جواب تقریباً ایسا ہی تھا جیسا کہ شیکسپیئر کے ڈراما جیولیس سیزر میں آکٹیوس نے دیا ہے ؎

فتنہ پردازوں کی خاطر ہاتھ میرے میں ہے تیغ
سر اڑادوں ماروں گردن اعضا کاٹوں بیدریغ

نیام میں اُس وقت ڈالوں جبکہ دیگا قصاص
اُس سے پہلے میں بہادوں خون کے نالے ہراس

یعقوب خاں نے جو اسوقت دغابازی اور فریب کی مشق کر رہا تھا ایک دردناک تجربہ بذات خود سیکھا تھا کہ حاکم افغانستان کے الفاظ پر کہاں تک بھروسہ ہوسکتا ہے کیونکہ اگرچہ اس کے والد امیر شیر علی نے قرآن مجید پر حلف اُٹھایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہی نہایت ہی اچھا سلوک رکھونگا تاہم جونہی اسکا قابو چلا اُس نے اُسی وقت یعقوب خاں کو قیدخانہ میں ڈال دیا جہاں کہ سالوں ہی اسکو اندھیرے اور تنہائی میں سوکھا کیا ۔

معاملہ باربرداری کی حالت اسوقت درحقیقت کمزور تھی کیونکہ صرف چودہ دن کا سامان رسد وہ اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے مگر ۷۲ کی گردہ اور ۵ گورکھا جیسی آزمودہ اور ۹۲ گنڈ گرہ اور ۲۳ جیسی عالیشان رجمنٹوں اور بریگیڈیر بیکر و بریگیڈیر میکفرسن جیسے کمان افسروں کے ساتھ ہونے سے جنرل رابرٹس صاحب بہادر نے ذرا اندیشہ نہ کیا کہ اس دلیرانہ حرکت کا نتیجہ کیا ہوگا اور شاباش ہے ان جانثار سپاہیوں کو کہ انہوں نے بھی جنرل صاحب پر پورا بھروسہ رکھا اور ان کے موافق خیالات ظاہر کئے ۔

۲۴ ستمبر کو رسالہ کا بریگیڈ معہ اسپی توپ خانہ کی دو توپوں اور ۷۲ گنڈ گرہ کی دو کمپنی اور ۵ پنجاب پیدل کے جنرل میسی کے ماتحت خوشی سے زرغان شاہ کی طرف سامان رسد اکٹھا کرنے کے واسطے روانہ ہوا۔ یکم اکتوبر کو اُس فوج کا باقی ماندہ حصہ جنکو کابل کی چڑھائی پر بھیجا تھا علی خیل سے کوشی میں پہنچا۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کے ماتحت جو فوج اسوقت تھی اسکی کیفیت یہ ہے ۱۹۲ افسر ۲۵۵۸ یورپین سپاہی ۳۸۶۷ دیسی سپاہی اور ۱۸ ضرب توپ

---

* سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کے ساتھ مفصلہ ذیل افواج کابل کو گئیں۔ ڈویژن اور بریگیڈ کے سٹاف افسروں کی تعداد ۶۰ تھی ۔
شاہی اسپی توپ خانہ کے ا بریگیڈ کی ف باٹری کے ۷ افسر ۱۱۸ جوان ۔ شاہی توپ خانہ کے سوم بریگیڈ کی ج باٹری کے ۷ افسر ۱۳۷ جوان ۔
۲ پہاڑی توپ خانہ ۳ افسر ۲۲۳ سپاہیان ۵ تیگان رسالہ ۷ افسر ۳۲۵ سپاہی

اس سے ایک روز پہلے سر فریڈرک زرغان شاہ کی طرف گئے جہاںکہ وہ
ولی محمد خاں اور اور بہت سے سرداروں سے ملے جو عموماً بارک زئی تھے اور
کابل سے آئے تھے ان سب نے گورنمنٹ ہند کے ساتھ بڑی دوستی کا اظہار کیا
ایسی اور پیدل توپ خانہ کی وہ باڑھی درہ شترگردن میں سے جو اتنک پہاڑ
توپوں کے لئے ناقابل گذر خیال کیا جاتا تھا ایسی تیزی سے آئیں تھیں کہ جس سے
یہ سردار اور تمام افغان حیران وششدر رہ گئے۔

سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر اسی روز کوشی کو چلے گئے
اور یکم اکتوبر کو اپنی افواج کے تمام ذیل کا اشتہار جاری کیا جس میں کہ انہیں فوج
کی پابندی اور نفس کشی کی ضرورت ظاہر کی۔ "ہماری دلی آرزو ہے کہ جنرل
افسر وکمان افسر اپنے اپنے ماتحت افسروں کے دلوں پر نقش کردیں کہ وہ اس
بات کی خبرداری رکھیں کہ کوئی ایسی بے قاعدگی نہ ہونے پاوے جس سے احتمال
ہے کہ کابل کے لوگ ذاتی طور پر بھڑک اٹھیں کیونکہ دنیا کی تمام قوموں میں سے
یہ لوگ مستورات کے معاملہ میں نہایت ہی برانگیختہ ہونے والے ہیں افغان جو
انگریزوں سے سخت دشمنی رکھتے ہیں اسکا زیادہ تر یہی سبب ہے کہ جب
۱۸۴۱ء میں کابل پر قبضہ کیا گیا تھا تو اسوقت افواج سے بڑی بے شرمی
اور حماقت وقوع میں آئی تھی اسواسطے مجھے امید ہے کہ میری تمام افواج قاعدہ
کی پابند رہینگی اور گذشتہ داغ کو دھو ڈالینگی تاکہ انگریزی نام کی افغانستان
میں بھی ویسی ہی عزت ہو جیسی تمام مہذب دنیا میں ہوتی ہے۔"

نام ترپ	تعداد افسران	تعداد سپاہیان	نام ترپ	تعداد افسران	تعداد سپاہیان
نمبر ۱۲ بنگال رسالہ	۷	۳۰۷	نمبر ۹ لینسرز	۴	۱۱۸
نمبر ۷۲ گھاگرہ	۲۳	۷۴۶	نمبر ۱۴ بنگال رسالہ	۶	۳۲۸
نمبر ۵ پنجاب پیدل	۸	۶۱۰	نمبر ۶۷ رجمنٹ	۱۸	۶۸۶
نمبر ۲۸ پنجاب دیسی پیدل	۸	۶۳۶	نمبر ۹۲ گھاگرہ	۱۷	۷۱۷
سفرمینا کی ساتویں کمپنی	۳	۹۵	نمبر ۲۳ پائینیرز	۶	۶۷۱
نمبر ۵ گورکھا	۷	۵۷۴	۲ گیٹلنگ توپ	۱	۳۴

ان کے علاوہ تقریباً ۶۰۰۰ کیمپ کے نوکر اور ۳۵۰۰ باربرداری کے حیوانات تھے۔

اس اشتہار میں کابل کے لوگوں کے ذاتی طور پر بھڑک اُٹھنے اور افواج کی بے شرمی اور حماقت کا ذکر آیا ہے وہ اس نازک مضمون سے متعلق ہے جسکو سر جان کائی نے اپنی کتاب "تاریخ جنگ اول افغانستان" میں مفصل بیان کیا ہے اور جس کی وجہ سے افغان اپنے فتاحوں کے خلاف نہایت ہی طیش میں آ گئے تھے کیونکہ یہ لوگ تمام اقوام مسلمان کی طرح اپنی مستورات کے معاملہ کو نہایت ہی نازک خیال کرتے ہیں ٭

۴ ستمبر کے عام حکمنامہ میں جو علی خیل میں جاری کیا تھا سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے اُس نرم دلی اور ترحم کے خیال سے جس کے واسطے وہ شہرۂ آفاق ہیں اپنی فوجوں کو تاکید کی کہ بیگناہ لوگوں کے ساتھ انصاف حلم۔ بردباری اور ترحم کا استعمال کریں۔ علاوہ اس کے ۳ اکتوبر کو باشندگان کابل کے نام ایک اشتہار جاری کیا جسکی نقلیں فوج سے آگے اُن کے پاس بھیجی گیئیں اسکا مضمون یہ تھا کہ وہ لوگ جنہوں نے سفیر کا و گناہی اور اُس کے آدمیوں کے قتل کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اور وہ جنہوں نے اچھا برتاؤ کیا تھا اور خاصکر عورت اور بچہ اپنی حفاظت کا انتظام کریں وہ یا تو انگریزی لشکرگاہ میں آکر پناہ گزین ہو سکتے ہیں یا شہر کو چھوڑ کر کسی اور جگہ صحیح سلامتی سے رہ سکتے ہیں اور خاتمہ کے قریب تحریر فرمایا کہ اس اشتہار کے قریب تحریر فرمایا کہ اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد وہ تمام آدمی جو کابل اور اس کے آس پاس مسلح ملیں گے وہ سرکار انگلیشیہ کے دشمن تصور کئے جاوینگے ٭

دوم اکتوبر کو دوپہر ہونے سے ذرا دیر پہلے سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر امیر اور اُس کے سرداروں کے ہمراہ پیدلوں کے دو بریگیڈ ساتھ لے کر کوشی سے زرغان شاہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں جنرل بیکر اور جنرل میسی مقیم تھے دوسرے روز ہیڈکوارٹر میسی اور میکفرسن کے بریگیڈ

(نوٹ) سوم اکتوبر کو جو اشتہار زرغان شاہ سے جاری کیا تھا اسکی عبارت حسب ذیل تھی:۔
خاص و عام پر واضح ہو کہ انگریزی فوج شہر کابل پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھی چلی آرہی ہے اگر امن و امان سے قبضہ ہوگیا تو خیر ورنہ جبراً اسپر قبضہ کریگی اسواسطے اطلاع دیجاتی ہے کہ تمام نیک نیت آدمی جنہوں نے انگریزی سفیر کے نامردانہ طور سے قتل یا انگریزی مدد لیتی

زاہد آباد کی طرف پھر چلے جو ۱۵ میل کے فاصلہ پر تھا ۔ راستہ وادی لوگار میں
سے گذرتا تھا بہت سے گاؤں اسکے پاس پاس سے جوکہ شترگردن کے آس پاس
کے نامہمان نواز دیہات سے بالکل مختلف تھے اور سہ ہی دریائے لوگار کو بھی
عبور کرنا پڑا ۔ چونکہ کابل شہر اور فوج کے لشکرگاہ میں اسوقت بہت سے شاہزادے
و سردار اپنے اپنے جلو کے ساتھ موجود تھے اسواسطے یہ جلدی جلدی کوچ نہیں
کرسکتے تھے ۔ یعقوب خاں اور اسکا خسر یحییٰ خاں مصاحبوں وغیرہ کی کثیر فوج
کے موجود تھے علاوہ ان کے ولی محمد خان اور بارکزئی سردار تھے جوکہ
ایک دوسرے کے دشمن تھے اور صرف اسیاسات میں ان کے خیالات ملتے تھے کہ
وہ غیر حملہ آوروں پر مطلق اعتماد نہیں کرتے تھے بلکہ ساتھ ہی ان سے نفرت
بھی کرتے تھے ۔

دوسری اکتوبر کو پہنچے اس روز جنرل سر فریڈرک رابرٹس صاحب
بہادر نے زرغان شاہ سے چلے متصل اور قلعہ پیروں سے شترگردن کی موجودہ بعد
لشکرگاہ پہ حملات کرکے حملہ کیا اس مقام پر جنرل صاحب نے پہاڑی توپخانہ
کی ۴ توپیں مع سکھ فوج اور ۵ گورکھے پنجاب پیدل کو کنٹرل کیا ۔ این مئی

کو لوٹنے میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اپنی حفاظت کا فوراً انتظام کرلیں یہ ٹھیک وہ انگریزی
فوج کے داخل ہونے اور امیر کی حکومت و شہر کا مقابلہ کرنیوالوں کو روکنے کے ناقابل ہوں
وہ یا تو انگریزی لشکرگاہ میں آکر پناہ گزین ہو سکتے ہیں یا اور کسی طریقہ سے جسکو وہ مناسب
سمجھیں اپنی حفاظت کرسکتے ہیں اور چونکہ گورنمنٹ انگلشیہ بچوں اور عورتوں سے لڑائی
نہیں کرتی ہے اسواسطے اطلاع دیجاتی ہے کہ تمام عورت اور بچے شہر سے باہر اتنی دور
چلے جاویں جہانتک وہ ایذا سے قطعی محفوظ رہیں گورنمنٹ انگلشیہ سب فرقوں اور قوموں کیساتھ انصاف
کرتا اور ان کے مذہبی خیالات اور رسومات کو قائم رکھنا چاہتی ہے اگرچہ مجرموں سے پورا پورا انتقام لیگی
اسواسطے ہر ایک طور سے کوشش کرنی چاہیئے کہ بیگناہوں کو گنہگاروں کیساتھ تکلیف نہ پہنچے مگر یہ
ضروری ہے کہ نہایت ہی احتیاط کی جاوے کہ بے فایدہ مقابلہ نہ ہو کیونکہ اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد تمام آدمی
جو کابل کے آس پاس مسلح ملینگے وہ سرکار انگریزی کے دشمن تصور کئے جاوینگے اور یہ بات بھی صاف طور پر
سمجھ لینی واجب ہے کہ اگر انگریزی فوج کو کابل میں داخل ہونے سے روکا جاویگا تو ہم ذمہ دار نہیں ہونگے جو ان
لوگوں کی جان و مال کا کتنا ہی نقصان ہو جاوے جوکہ نیک نیت بھی رہے ہیں مگر جنہوں نے اس اشتہار کیموافق عمل
کرنے میں غفلت کی ہے ۔

آر۔ جی کینڈی جو ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل تھا اور جو دریا پیر سے گذرتے
کی نگہبانی کر رہا تھا زخمی ہوا ۔ جنرل صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دشمن ایسے
نزدیک آ گئے کہ ۲۳ گھاگرہ کی پوشیدہ کمپنیوں کو ضرورتاً ان کو بذریعہ شمشیر
پیچھے ہٹانا پڑا جو استقلال اس عمدہ رجمنٹ نے اس مہم میں دکھایا وہ درحقیقت
لاثانی ہے اور مصر میں جو بعد ازاں بہادری دکھائی وہ انہی سبقوں کا نتیجہ تھی
جو بران لا اور سٹاک ویل کے ماتحت افغانستان میں سیکھے تھے جیسا کہ
کیمبل قومی شاعر کہتا ہے ؎

ہے انگلینڈ کے اندر ہیں اسکی مانند	زمین جسکی میں ہیں پہاڑ اور چٹان
ہیں باشندے اسکے وہ آزاد و در	کہ حملہ بھی گرچہ ہوئے تو بتو
مگر وہ پہاڑ اور وہ سرزمین	روا اسے بھی یار و سر نہ ہوئی
اسی ملک کے پیلٹن گھاگرہ	جدھر جاتے ہیں ہوتی ہے واہ وا
اڑاتے ہیں دشمن کو اک آن میں	صدا سے تیغ لاتے ہیں کان میں

۸ اکتوبر کو دیہات والوں نے پھر انگریزی فوج پر حملہ کیا اسواسطے دوسرے روز صبح
کو زاہد آباد سے روانہ ہونے سے پیشتر سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے
ایک دستہ فوج اُن کو سزا دینے کے لئے روانہ کیا ۔

[نوٹ ۔ اس کتاب کے چھپنے سے پیشتر سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے اپنی سوانح
عمری کے اس باب کو پڑھکر ہمارے پاس لکھا "میں نے بڑی خوشی کے ساتھ سوانح عمری کے بارھویں
باب کو پڑھا ہے ۔ سوانح کا یہی حصہ ہے جس کو میں چاہتا تھا کہ بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے
لکھا جاوے اور میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے یہ کام حسب منشا کیا ہے ۔"]

باب سیزدہم

پانچویں اکتوبر کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر جنرل بیکر کے بریگیڈ جن کی طاقت ۷۲ گناگرہ کے آنے سے بڑھ گئی تھی ہمراہ لے کر چہار آسیہ کی طرف روانہ ہوئے یہ مقام کابل سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے یہاں پر انہوں نے بیکر اور میسی کے بریگیڈوں کے ذریعہ ان نمایاں فتوحات میں سے ایک حاصل کی جن کے سبب انگریزی افواج دنیا میں مشہور ہیں اور جو تواریخ میں قائم رہیں گی ۔ چونکہ باربرداری کے حیوانوں کی قلت کے سبب دونو بریگیڈ اکٹھے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے اس لئے بریگیڈیر جنرل میکفرسن صاحب کو زاہدآباد میں باقیماندہ گولہ بارود اور ذخیرہ کمسریٹ کی حفاظت کے لئے چھوڑا گیا اور ان کی مدد کے لئے ۶۷ رجمنٹ کی ایک جناح ۲۸ پنجاب دیسی پیدل ۲ پہاڑی توپ خانہ کی دو توپیں اور ۵ پنجاب رسالہ کا ایک دستہ ان کے پاس رہے ؂

جنرل رابرٹس صاحب بہادر کا معسکر ان باغوں سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر بنایا گیا جو موضع چہار آسیہ سے جنوب کی طرف ہیں یہ مقام ان ڈھلوان اونچی پہاڑیوں کے سلسلہ کے دامن میں واقعہ ہے جو مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں وادی چاردہ بائیں طرف سامنے کو ایک بتدریج ڈھلوان پہ واقعہ ہے اور سامنے بہت سے پہاڑ ہیں جن کے سبب کابل وہاں سے نظر نہیں آتا ؂

چہار آسیہ ایک نہایت ہی مزروعہ وادی ہے جو کہ تقریباً دو میل چوڑی ہے پہاڑیوں کے وہ سلسلہ جو اسی نام کے گاؤں سے اوپر کی طرف ہیں ایک دوسرے کے آگے پیچھے واقعہ ہیں وہ جو اس کے عین پیچھے ہے بہت ہی ڈھلوان ہے اور اس

بہادر نے مصمم ارادہ کر لیا کہ دشمن پر جس کی تعداد اب بھی بیشمار تھی فوراً حملہ کرے پیشتر اسکے کہ اسکو اور بھی مدد آن پہنچے انہوں نے اپنا یہ مستقل ارادہ کر لیا اگرچہ اسوقت ان کے ساتھ ان کی پیدل فوج آدھے سے کسی قدر زیادہ تھی کیونکہ ان کی تیری مہم و کیا مست نے گویا ان سے پیشینگوئی کر دی تھی کہ فوراً لڑائی کرنے کے خیال سے اور کوئی بھی خیال بیش قیمت نہیں ہے اگرچہ دشمن اسوقت تعداد میں بہت تھے درانی پہاڑی کے اونچے سلسلہ پر مقیم تھے جو ایک طرف درہ سنگ نوشتہ تک وصلت چلا گیا ہے اور دوسری طرف اس سڑک تک جو وادی چاردہ کی راہ سے کابل تک جاتی ہے اور یہ جگہ ایسی تھی کہ سوائے نہایت عمدہ کثیر فوج کے ناممکن التسخیر معلوم ہوتی تھی۔ جو سپاہی رابرٹس صاحب بہادر کے اسوقت ہمراہ تھے وہ نہایت ہی کارداں اور قواعد داں تھے اور زیادہ کر کے وہ پرانے آزمودہ کار سپاہی تھے جو دشمن کو ہیچ سمجھتے تھے جبکہ ان کا جنرل ایسا شخص ہوتا تھا جس پر وہ اعتماد کلی رکھتے تھے اسوقت ان کا جوش اس خیال سے اور بھی بڑھا ہوا تھا کہ ہم ان بیوفاؤں سے انتقام لینگے جنہوں نے انگریزی سفیر کو معہ بدرقہ کے بزدلی سے قتل کر ڈالا تھا۔

۶ اکتوبر کو آفتاب طلوع ہوتے ہی سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے کچھ پیدل فوج درہ سنگ نوشتہ کے درمیان سے جو سڑک جاتی تھی اسپر ایک دشوارگذار جگہ پر کام کے واسطے بھیجی اور بذات خود بھی درہ اور آس پاس کی زمین کا ملاحظہ کرنے کے لئے جانے والے تھے جبکہ ان تمام تجاویز کے عمل میں آنے سے پیشتر رسالہ کے پاسبانوں پر بندوقیں چلیں اور ان کو مجبوراً واپس لوٹنا پڑا۔ اب دشمن کے ارادہ کی بابت ذرا بھی شک نہ رہا۔ وہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر باقاعدہ طور پر مرتب شدہ سپاہ کی تعداد بہت زیادہ نظر آتی تھی یہ پہاڑیاں بائیں طرف تنگ درہ سنگ نوشتہ سے لیکر دائیں طرف وادی چاردہ کی بلندی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کی کارروائی میں نہ تو کسی قسم کی کچھ جلدی معلوم ہوتی تھی نہ کچھ گھبراہٹ۔ فوجیں ترتیب میں آراستہ تھیں اور بندوقیں ایسی سنجیدگی اور تسلی کے ساتھ رکھی گئیں جن سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا تھا کہ باقاعدہ فوج کی ایک تعداد کثیر ہماری طرف ٹوٹ پڑی۔ اس کی تھوڑی ہی دیر بعد سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کو خبر ملی کہ رسالہ کے پاسبانوں پر گولی

چلی اور وہ اب آہستہ آہستہ واپس آرہے ہیں ۔

اسی اثناء میں جبکہ جنرل میکفرسن کا بریگیڈ زاہد آباد سے کوچ کر رہا تھا
ان کو خبر ملی کہ رستہ بالکل مسدود ہے اور یہ کہ اس دستہ پر جسکی باربرداری کے حیوانات
کی قطار بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی حملہ کیا جاویگا ۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے
میکفرسن کی کمک کے واسطے پیدل فوج کا ایک دستہ روانہ کیا اور اس کو ہدایت
کی کہ جہاں تک ہو سکے جلد مجھ سے ملنے کی کوشش کرے ۔ اسوقت کی حالت بہت
ہی نازک تھی ۔ دشمن نے سامنے سے ایسی مورچہ بندی کی تھی جہاں کہ ایک جنرل افسر
کے بیان کے موافق جو اسوقت وہاں موجود تھا سامنے سے حملہ کیا جانا بالکل غیر ممکن
تھا ۔ لیکن یہ جگہ ایسی تھی جہاں سے دشمن کو اندھیرا ہونے سے پہلے پہلے ہٹا دینے
کی ازحد ضرورت تھی ۔ انگریزی فوج کے راستہ اور کابل کے درمیان کی بلندی پر
دشمنوں کا قبضہ دیکھا نہیں جا سکتا تھا اور یہ ظاہر تھا کہ کمپو کے دونوں طرف پہاڑیوں
پر دشمن کی فوجیں جوق درجوق جمع ہو رہی تھیں جو کہ حملہ کے واسطے رات یا اور کسی
مناسب موقعہ کا انتظار کر رہی تھیں جنرل رابرٹس کے پاس اسوقت اس کی چھوٹی
فوج کا صرف دو تہائی حصہ ہی تھا ۔ اس حالت میں بھی اس کی یہی رائے ہوئی
کہ دشمن کی طرف فوراً بڑھا جاوے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہر لحظہ ان کی فوج زیادہ ہوتی
جائیگی کیونکہ اُن پہاڑوں کی اور اُن فوجوں کی جو اُنپر مقابلہ کیواسطے تیار کھڑی
تھیں پیچھے کی طرف شہر کابل واقع تھا جس کی دیہی سرحد میں چاردہ اور وہ افغان
کی تک پھیلی ہوئی تھیں کابل پلٹن کی ان دیہاتوں کی تعداد بکثرت تھی اور جہاں
کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر ایک جوان بچپنے ہی سے ہتھیاروں کے استعمال کا عادی کیا جاتا تھا
اور جہاں سے جیساکہ دسمبر کے واقعات سے معلوم ہوگا لکھوکہا جنگجو آسکتے تھے بیشک
ان حالتوں میں واپس لوٹنے میں سراسر نیست و نابودی ہے اور اگر کامیابی ہو سکتی
ہے تو صرف کسی بڑی مضبوط کارروائی سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ ایسی کارروائی
کو صرف جنرل رابرٹس صاحب ہی سوچ سکتے ہیں اور ان کی بہادر فوجیں
کام میں لا سکتی ہیں ۔

جبکہ چپسیہ کے اوپر کی طرف بلندیوں پر قبضہ کرنے کی تمام تیاریاں ہوچکیں
تو جنرل رابرٹس پہلو کی طرف سے بڑھنے کے ان فنون کو ایک دفعہ پھر کام میں
لایا جن کے سبب سے اس کو دوسری دسمبر کو پیوار کی کامیابی حاصل ہوئی تھی ۔ جنرل

صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی جگہ بڑی مستحکم تھی اور صرف بڑے نقصان اٹھانے سے ہی حاصل ہو سکتی تھی*

اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ زیر تعیناتی بریگیڈیر جنرل بیکر مقرر کیا اور انکے سپرد ایک بڑا مشکل کام کیا وہ کام یہ تھا کہ وہ گھاٹی چاردہ کے اوپر کی طرف کی بلندیوں پر سے جو انکے دائیں پہلو پر تھیں دشمن کو ہٹا دے۔ اس افسر کے ماتحت دو ہزار سے زیادہ آدمی تھے - اور دوسرا حصہ دستہ ۹۲ گھاگرہ پلٹن کا بسر کردگی میجر وائٹ مقرر کر کے حکم دیا کہ وہ درہ سنگ نوشتہ کی طرف روانہ ہو وے جہانتک دشمن نے اس خیال سے کہ انگریزوں کا حملہ اسی طرف ہوگا اپنی بندوقیں جمع کیں تھیں *

بوجہ کم ہونے تعداد کے سر رابرٹس نے دونوں حملہ آور دستوں میں سے اپنے پاس کیمپ میں کوئی بڑی تعداد ترب ہاے کی نہیں رکھی اور جبکہ جنرل میکفرسن کا بریگیڈ پیچھے کی طرف سے آگے بڑھا جارہا تھا تو اس کی رائے ہوئی کہ اس خطرہ کو برداشت کیا جاوے جوکہ اس کے کیمپ پر ایک مصمم حملہ سے واقعہ ہونا اور جوکہ جنگی کارروائی کے خیال سے اٹل تھا۔ زیر نگرانی کپتان سٹریٹن ہیلیوگراف کے ذریعہ اس کی اور اسکی حملہ آور فوجوں کے مابین ہمیشہ خط و کتابت رہتی تھی اور

---

* جنرل بیکر کے ماتحت مفصلہ ذیل فوجیں تھیں :-

نام فوج	نام افسر	نام فوج	نام افسر
۷۲ گھاگرہ پلٹن	کرنل کلارک	۷ سفر مینا کی کمپنی	لفٹنٹ نیوجنٹ آر-ای
۴۵۰ ۲۳ پائنیرز	لفٹنٹ کرنل کری	۴ توپیں ۶ پہاڑی باٹری	کپتان سوئلے آر-اے
۲ کمپنی ۵ گورکھا	میجر فٹ ترغ	۲ گیٹلنگ توپیں	کپتان پرودفٹ آر-اے
دو سو سنگین ۵ پنجاب پیدل	کپتان ہال		

میجر وائٹ کے ماتحت مفصلہ ذیل فوجیں تھیں :-

نام فوج	نام افسر
تین توپیں جی باٹری تیرا بریگیڈ رائل توپ خانہ	میجر پیری
دو دستہ ۹ لینسرز کے ۵ پنجاب پیدل اور ۱۲ بنگال رسالہ	میجر ہیمنڈ
۹۲ گھاگرہ پلٹن	میجر ہیے
۵ پنجاب سوار اور سو جوان ۲۳ پائنیرز کے	کپتان پیٹرسن

بیشک میدان جنگ کے موقعہ پر فوج کے مکمل ہونے کے واسطے اس تجہیز اور تعمیتی چیز کے بغیر وہ ان امور کو ایسی دانائی کے ساتھ کامیابی کے درجہ کو نہیں پہنچا سکتا تھا ۔

جنرل بیکر نے اپنی فوج کو چہارسیہ کے جنگلات میں جمع کیا جہانکہ جیسا کہ گانوں کا معمول ہے چند چھوٹے چھوٹے گانوں تھے ان میں سے ایک گانوں میں چونکہ اسکو اچھا معلوم ہوا اس نے فالتو ذخیرہ اور فیلڈ ہسپتال کو رکھا اور بذریعہ ہیلیوگراف مسٹر فریڈرک رابرٹس صاحب کو اطلاع دی کہ وہ ان کے انتظام و نگرانی کے واسطے گارد کی ایک تعداد کثیر مقرر کرے ۔ چنانچہ جنرل صاحب نے فوراً ۵ پنجاب پیدل فوج کے ۱۰۰ جوان بھیجے اور اس کے بعد بھی ذخیرہ لیجانے کے واسطے کافی سامان باربرداری کے مہیا ہوتے ہی اس نے باقی رجمنٹ کو بھی بھیجدیا ۔ کیمپ کی حفاظت کے واسطے اب صرف چھ سات سو پیدل اور چار سو پچاس سوار رہ گئے ۔

دامن کوہ کو محفوظ کر کے جنرل بیکر چند نیچی پہاڑیوں پر روانہ ہوا یہ جگہ بآسانی محفوظ ہو سکتی تھیں ان کے پہلو پر سیدھی اور پہاڑی چٹانیں تھیں جن کی بلندیاں اس ڈھلوان میدان پر جہاں سے کہ ہماری فوج کو گذرنا تھا ہزار فٹ سے لیکر اٹھارہ سو فٹ تک تھیں ۔ دشمن کا قیامگاہ جہاں سے کہ ان کا سامنا نظر آتا تھا اور جہاں کہ صرف چند ہی جگہوں سے گذر ہو سکتی تھی چار سو فٹ سے زیادہ اونچا تھا ۔ اس قیامگاہ کی قدرتی مضبوطی کو دیکھ کر جنرل بیکر نے میجر وائٹ کو جو اس کے ماتحت تھا مفصلہ ذیل امور کی ہدایت کی ۔ کہ وہ درہ سنگ نوشتہ پر دبدبہ جمائے رہے تاکہ دشمن دہ چہارسیہ پر قابض نہ ہو سکے ۔ اور جونہی کہ پہلو کی طرف کی حرکت پوری طور سے ہو جاوے اور دشمن بالکل بھاگ جاوے تب وہ اپنے سواروں کے ساتھ درہ میں ان کا تعاقب کریں ۔ ان تمام ہدایتوں کو میجر وائٹ نے سپاہیانہ لیاقت کے ساتھ عمل میں لایا ۔ اس کی اس جنگی لیاقت کو مسٹر فریڈرک رابرٹس صاحب نے پہلے ہی جانچ لیا تھا جبکہ اس نے اسکو

* دیکھو چٹھی مسٹر فریڈرک رابرٹس صاحب مورخہ ۲۰ - اکتوبر ۱۸۷۹ء از بالاحصار کابل جس کے ہم بڑے ممنون و مشکور ہیں کیونکہ ہم کو [illegible] کا حال تحقیقی معلوم ہوا ۔

کمکی دستہ کا کمانیر مقرر کیا۔ بریگیڈیر جنرل بیکر کی فوج کا وہ حصہ جسکو کہ پہلے ہی
حملہ کرنا تھا کپتان ہیوپ ہفنٹ کے ماتحت تھا اور رسالہ نمبر ۲۳ سکھ اور ۵ گورکھا پلٹن کی
ایک جماعت تھی۔ یہ جماعت بائیں طرف بلندیوں پر پھیل گئی۔ بقیہ زائدہ رجمنٹ
جس کے پاس دو پہاڑی توپ خانہ تھے سامنے سے حملہ کرنے کے واسطے
مقرر ہوئی۔ بائیں پہلو پر دشمن کے قابل قدر ہونے کی وجہ سے ۵ گورکھا پلٹن کو
جلدی ہی اٹھنا پڑا جا لگا وقت سے (سنگھی) جیتی قدر آدم دو مچھ دستوں کی آنکھیں
چھپ کر پڑی گئیں گولے آتار نے شروع کئے۔ اسپر کپتان ہیوپ
ہفنٹ کی کمک کے واسطے جنرل بیکر نے ۵ گورکھوں کی دو جماعتیں ماتحت
کپتان لگ ڈوی سی بھیجیں۔ اور ۳ رجمنٹ کی دو جماعتیں بسرکردگی میجر
فنشرع اور ۲۰۰ جوان ۲۸ پنجاب پیدل کے کپتان ہال کے ماتحت سامنے
کی طرف حملہ کرنے والوں کی کمک کے واسطے روانہ کئے۔ افغان کمانیر دیکھ
کر کہ اصلی حملہ اس کے دائیں پہلو ہی پر کیا گیا ہے اپنے جوانوں کو درہ سنگ نوشتہ
کی طرف سے ہٹا لے آیا اور انگریزی فوج نے پیشتر اس کے کہ اس کے پاس کمک
پہنچے فتح کر لینے کے لئے دل توڑ کے کوشش کی ؛

اس طرح کچھ دیر پرجوش لڑائی کے بعد جس میں کہ گورکھوں کی فوج کے
لفٹنٹ مارٹن کی خاصکر شہرت ہوئی۔ دو بجے کے قریب انگریزی فوج بائیں
طرف پہاڑ کے پہلو پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گئی۔ اس قبضہ سے دشمن گولہ
باری کی عین زد میں آگیا جس سے کہ اسکا بڑا نقصان ہوا۔ عام کوچ کے واسطے
بگل ہوا اور جلدی ہی انگریزی فوجیں پہلے مقام پر قابض ہو گئیں۔ اب افغانوں
نے ۶۰۰ گز کے فاصلہ پر قدم ہٹائے جہاں سے کہ وہ ایک سخت لڑائی کے بعد
ہٹا دیئے گئے۔ اور ہماری فوجیں پہاڑی توپ خانہ کی مدد سے مانند رَو کے
آگے بڑھیں۔ جنرل صاحب کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں لفٹنٹ جیمی نے
جس کی مدد پر ۵ گورکھا پلٹن اور دو جماعتیں ۹۲ کی گورکھا پلٹن کی تھیں۔ ۲۳
پائنیرز کی جماعت کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ اسکو کوئی نہ روک سکا ؛

پونے چار بجنے سے پہلے پہلے تمام پہاڑی پر قبضہ ہو گیا۔ اس سے دشمن
کو خطرہ ہوا کہ اس کی حفاظت کی جگہ پر بھی قبضہ ہو جائیگا۔ اس خیال سے وہ اپنی جگہ
سے سنگ نوشتہ کی طرف بھاگے جہاں کہ میجر وائٹ کے اس خوبی اور دانائی

پیش تھا کام کیا جسکا مستحق اسکو سمجھ کر سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے اسکے
سپرد کیا تھا۔ جنگ شروع ہونے کے بعد دیکھا کہ اصلی حملہ اس کی دائیں طرف ہی کیا گیا ہے
اس نے اپنی دائیں طرف کی فوج کو جو کہ دوسرے مقام تھی کم کیا۔ اسپر میجر وائٹ نے
خود اپنے جوانوں کے ہمراہ ایک خاص بہادری کے ساتھ پُرجوش حملہ کیا۔ افغان
بھاگ گئے اور ان کی چند توپیں اس کے ہاتھ آئیں۔ اس نے دور تک ان کا تعاقب کیا
اس طرح پر آگے کی طرف سے اس نے اور پیچھے کی طرف سے جنرل بیکر نے دشمن
کو گھیر لیا۔ اس میں دشمن کا بڑا نقصان ہوا۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب کے
اندازہ میں زخمیوں کی ایک تعداد کثیر کے علاوہ تین سو سے زیادہ افغان کام آئے۔
ان کی تمام توپیں جن کی تعداد بیس تھی اور جو انکی حفاظت کے واسطے کابل سے
بھیجی گئیں انگریزوں کے قبضہ میں آگئیں۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب کا خیال
ہے کہ پیدل فوج نمبر ا رجمنٹ میرے تئیں بلکہ پہنچیں اور آس پاس کے شہروں اور
دیہاتوں کی کنٹنجنٹ فوجوں سے ان کی مدد ہوتی تھی۔ علاوہ اس کے ہمارے
کیمپ کے مشرق اور مغرب دو نو طرف پہاڑیوں پر بہت سی قومیں جمع ہو گئی تھیں
جنکا بڑا حصہ قوم غلزئی کا تھا ان کے سبب سے ہم کو کچھ دقت پیش آئی لیکن
وہ ۹۲ گھاگرہ پلٹن کے ایک دستہ سے ہٹا دیگئیں اور سواروں کے نگہبانوں
سے آگے میدان کی طرف بڑھنے سے روکی گئیں۔ زاہد آباد سے جنرل میکفرسن
کا کوچ جس کے ساتھ سامان باربرداری اور فالتو ذخیرہ تھے روکا گیا۔ لیکن اس
نے آسانی سے اپنے مخالفوں کو ہٹا دیا۔ اس طرح پر جبکہ وہ کیمپ میں پہنچ گیا۔ تو
باربرداری اور ذخیرہ کی بابت تمام تفکرات رفع ہو گئے۔ چراسیہ کی لڑائی میں
انگریزی فوج کے ۱۶ سپاہی اور چار کیمپ کے چار نگہبان مارے گئے اور تین افسر
۵۹ آدمی اور کیمپ کے ۵ نگہبان زخمی ہوئے۔ اس تعداد میں ۹۲ گھاگرہ پلٹن
کے ۲۳ جوان تھے جن میں سے چند مر گئے۔

آفتاب کے غروب ہونے پر سر رابرٹس صاحب کے خیمہ استادہ ہوئے
کیونکہ انہوں نے حسب معمول تیزی کے ساتھ ارادہ کیا کہ دشمن کا تعاقب کیا جاوے
اور کابل کی طرف درہ سنگ نوشتہ میں سے کوچ کیا جاوے پیشتر اس کے دشمن
سنبھلیں اور پھر مقابلہ کے واسطے تیار ہوں۔ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر
وہ ۷ اکتوبر کو دشمن پر حملہ کرتے ہیں اتنا بھی توقف کرتے کہ ذرا جنرل میکفرسن

کے بریگیڈ کے آنے کا انتظار کریں تو وہ مقابلہ جس پر کہ ان کو غالب آنا تھا بہت سخت
ہو جاتا کیونکہ افغان فوج کی باقاعدہ رجمنٹوں نے ایک انبوہ کثیر جمع کیا ہوا تھا جو اس [illegible]
باشندے سے تمام اطراف سے [illegible] جمع ہو گئے تھے اور ہر گھڑی [illegible] تعداد بڑھتی
جاتی تھی - اس بارہ میں وائسرائے نے شملہ سے ۱۲ اکتوبر کو سیکرٹری آف سٹیٹ
کو جو کچھ لکھا وہ مفصلہ ذیل ہے - اب معلوم ہوا ہے کہ کابل پر ہماری فوجوں کی
چڑھائی کو روکنے کے واسطے جو جو ترکیبیں کی گئیں وہ بڑی احتیاط کے ساتھ کی گئیں
اور قوم غلزئی کو ہدایت ہوئی تھی کہ وہ ہماری فوج کے دائیں بائیں اور پیچھے کی
طرف حملہ کرے اور افغانوں کی باقاعدہ فوج اور باشندگان کابل نے سامنے کی
طرف سے پہاڑیوں پر ہماری فوج کے راستہ کو بند کرنے کا مصمم ارادہ کیا تھا

اس ارادہ کی خبر پاتے ہی جنرل صاحب کی تجویز یہ ہوئی کہ پہاڑیوں پر
دشمن کی فوج پر فوراً حملہ کیا جاوے - کیونکہ اگر ذرا بھی ڈھیل ہو جاتی تو دشمن کو
شہر سے کمک منگا لینے کا کافی موقعہ مل جاتا اور وہ جگہ جو کہ قدرتی ہی زیادہ مضبوط
تھی اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ::

۷ - اکتوبر کو بجے دن سر فریڈرک رابرٹس صاحب اپنے کیمپ سے باہر سڑک
کابل پر بینی حصار یا جس کو بعض اشخاص بینی شہر بھی کہتے ہیں کی طرف روانہ ہوئے اس وقت
ان کے ہمراہ مفصلہ ذیل فوجیں تھیں - سواروں کا بریگیڈ ایف - ا سے گھوڑا توپخانہ
کی دو توپیں - جی - ۳ رو ٹل توپ خانہ کی دو توپیں - ایک دستہ ۵ گھا گرہ پلٹن کا -
۳ جماعت سفر مینا کی - ۲۳ پائنیرز - اور گیٹلنگ توپیں - ان کا ارادہ تھا کہ اپنی تمام
فوج کو بینی حصار پر جمع کر لیا جاوے پیشتر اس کے کہ کابل پر آخری دھاوا کیا جاوے -

* ٹائمز کا ایک نامہ نگار کابل سے ۱۹ جون کو ملک کابل کو جو کہ اگلے تین مہینوں کے لئے ان پرجوش
واقعات کی جگہ تھا مفصلہ ذیل بیان کرتا ہے - جبکہ سر فریڈرک رابرٹس صاحب کی فوج درہ شترگردن
توشتہ سے گھاٹی کابل میں داخل ہوئی تو اس کے بائیں طرف پہاڑیوں کا ایک سلسلہ تھا - جو
شمالاً جنوباً پھیلا ہوا تھا یہ سلسلہ چار آسیا کے قریب شروع ہوتا ہے اور اول ہی اول درہ موز نگ
پر ٹوٹتا ہے - اس سلسلہ کی سب سے اونچی چوٹی کا نام تخت شاہ یا بادشاہ کا تخت ہے - جو کہ
کابل کے جنوب کی طرف ہے - تخت شاہ کے شمال میں اس سلسلہ کی اونچائی کم ہو جاتی ہے مگر
تھوڑی دور پھر ویسی ہی اونچائی شروع ہو جاتی ہے اور اس اونچائی کا نام شہر دروازہ پہاڑی

درہ سنگ نوشتہ کی راہ سے کوچ کرتے ہوئے جہاں کہ چند پہاڑی قوموں نے ان کی فوج پر گولہ باری کی لیکن یہ توپیں فوراً ہی ہٹا دی گئیں، وہ بینی حصار پہنچے جہاں کہ اسی تاریخ کے سہ پہر کے وقت بریگیڈیر جنرل بیکر فوج کے بڑے حصہ کے ساتھ اُن کے ساتھ آملا۔

ہے یعنی اس جگہ سے شہر کے دروازہ کو رستہ جاتا ہے۔ اس کے دامن میں شہر کابل واقع ہے۔ سطح سمندر سے تخت شاہ قریباً سات ہزار چھ سو فٹ اونچا ہے اور شہر دروازہ سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ فیٹ۔ ایک لمبی چوٹی جس کا ڈھلوان بہت ہی آسان ہے بینی حصار کے دیہات سے مشرق کی طرف تخت شاہ سے نکلی ہوئی ہے اور اسی طرح ایک چوٹی شہر دروازہ سے۔ ان دونوں کے نہایت ہی نیچے کے سرے پر بڑا اور چھوٹا بالا حصار ٹھیرا ہوا ہے۔ یہ آخری چوٹی شہر کابل کو جنوب کی طرف سے گھیرتی ہے۔ زمانہ قدیم میں مغرب کی طرف کے حملہ سے اس شہر کی حفاظت اینٹوں کی بنی ہوئی دیوار سے ہوتی تھی یہ دیوار (فصیل) بالا حصار کے اختتام سے شروع ہو کر پہلے تو چوٹی تک پہنچتی ہے اور وہاں سے سلسلہ شہر دروازہ کے برابر برابر اور پھر اس کی شمالی سطح کے نیچے نیچے دریائے کابل تک پہنچتی ہے۔ پہاڑیوں کا سلسلہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے دریائے کابل کے شمال تک چلا جاتا ہے اور اس جگہ اپنے رستہ کو شمال مغرب کی طرف بدلتا ہے۔ وہ پہاڑی جو کہ دریائے کابل کے عین اوپر ہے اور جو کہ شہر دروازہ کی شمالی ڈھلوان کے مقابل ہے کوہ آسمائی کہلاتی ہے۔ کوہ آسمائی کی سب سے بلند چوٹی سطح سمندر سے ۷۰۹۰ فٹ اونچی ہے اور درہ دہ مونگ کے ٹھیک اوپر ہے۔ وہ دیوار جو کہ بالا حصار سے شروع ہوتی ہے کوہ آسمائی تک چلی گئی ہے اور اپنے آخری سرے پر ایک دوسری دیوار سے ملتی ہے۔ اور کابل کے پاس کے ایک کوتل جس کو وہ افغان کہتے ہیں اس سے شروع ہو کر پہاڑی کے پہلو تک پہنچتی ہے۔ کوہ آسمائی کی لمبائی قریباً ایک میل ہے اس کے بعد اس کی اونچائی کم ہو جاتی ہے اس کے اوپر سے ایک سڑک ادکنڈ اور غزنی کو جاتی ہے اور اس سڑک کے دائیں طرف یہ پہاڑی ایک مخروطی شکل میں پھر اونچی ہو جاتی ہے۔ کوہ آسمائی کی تمام سطح ناہموار ہے اور اس میں بیشمار چوٹیاں اور چٹانیں ہیں جن میں حفاظت کے سامان آسانی سے مل جاتے ہیں۔ پہاڑیوں کے سلسلہ کا راستہ شمال مغربا ہے راستہ چند شگاف ہیں آخر کار یہ سلسلہ چار سے بائیس میل کے فاصلہ پر پگمن تک جا پہنچا ہے۔ یہ خوبصورت گھاٹی چاردہ کی شمالی حد ہے۔ جہاں سے کہ وہ اپنا راستہ شمال مغرب کی طرف بدلتا ہے۔ اسی طرح اپنے شمالی راستہ میں یہ سلسلہ اس گھاٹی کی مشرقی حد ہے

سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے قلعہ بالا حصار کے برجوں اور فصیل پر کچھ کم شوق کے ساتھ نظر نہیں ڈالی یہ وہ مشہور قلعہ ہے جسکا نام اُن آدمیوں کے دلوں میں تکلیف دہ خیالات کو پیدا کرتا ہے جو کہ چالیس برس پیشتر کی تواریخ ہند سے بخوبی واقف ہیں - اس نظارہ سے سر فریڈرک رابرٹس صاحب کی آنکھوں میں اپنے والد کی تصویر پھر گئی جنہوں نے جنگ افغان میں اپنی بیش بہا خدمتوں سے اپنے تئیں مشہور کیا تھا اور جن کی احتیاطوں پر اس گورنمنٹ نے ذرا بھی خیال نہ کیا تھا جو کہ ہمیشہ صلح صلح پکارتی تھی حالانکہ اسوقت صلح کی کوئی بھی صورت نہ تھی - ایک عجیب اتفاق سے لڑکے کی قسمت میں بھی یہی لکھا تھا کہ اپنی کارگذاریوں سے جو کہ تاریخی ہیں اپنا نام اس قلعہ کے حالات میں شامل کرے جو کہ خونی واقعات کے سبب سے برج لندن سے بالکل مشابہ ہے یہ برج ایک ایسی عمارت ہے جس میں کہ قید خانہ اور قلعہ دونوں شامل ہیں - چالیس برس کے بعد ایک دفعہ پھر مخالف انگریزی فوج قلعہ بالا حصار پر پہنچی ؛

یہ معلوم ہوا کہ بالا حصار بالکل خالی ہوگیا - اور امیر نے جنرل صاحب کو یقین دلایا کہ میں کوئی مخالفت نہیں کروں گا - لیکن ایسے آدمی کے بیان پر کچھ بھی اعتقاد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس نے اس سے پیشتر بھی جنرل صاحب کو یقین دلایا تھا کہ میں چہارسیہ میں مقابلہ کرنے سے دست بردار ہونگا حالانکہ بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس کو اُن افغان جاسوسوں سے تمام کارروائیوں کی بابت خبر ملتی رہی تھی - یہ جاسوس

یہ ایک آبشار ہے جو کہ دریائے کابل کے نکاس کو ندی جو پہاڑ کے نکاس سے جدا کرتا ہے جو بالک کوہستان میں سے گذرتی ہے - گھاٹی کابل ایک میدان ہے جو کہ چھوٹی چھوٹی اور چوڑی چوڑی چوٹیوں والی سیاہ تنگ پہاڑیوں کے سبب سے کچھ ایک ناہموار ہے - دریائے کابل درہ دہ موزنگ میں ہوکر شہر تک پہنچتا ہے اور ایک طرف شہر دروازہ ہے اور دوسری طرف کوہ آسمائی واقع ہے - شہر میں سے ہوکر یہ دریا شمال مغرب کی طرف مڑ جاتا ہے اور اس سڑک کے جو کہ بالا حصار اور شہرپور کے بیچ میں ہے آر پار گذر کر یہ دریا شیرپور اور سیاہ سنگ پہاڑیوں کے شمالی حصہ کے بیچوں بیچ بہتا ہے - مصنف اس بات کو بیان کرنے کے واسطے خواستگار معافی ہے کہ یہ کتاب تقریباً ۱۸ میں کابل میں انگریزی کیمپ میں پہنچی اور سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے مجھ کو اطلاع دی کہ ٹائمز کے ایک نامہ نگار نے پڑھنے کے واسطے مجھ کو دی ؛

کوشش سے کوچ کے وقت انگریزی کیمپ میں آن کر جنرل صاحب سے ملے تھے۔ اور
اس بات کا بھی بھروسہ دلایا گیا تھا کہ چہار سیہ میں افغان کمانیر مسمی تیک محمد نے
جو جنرل صاحب سے ملنے آیا تھا ان کو اس بات کی ترغیب دینے میں کوشش
کی تھی کہ مجھے اپنی فوج کی کمان لینے دیں ۔

۱۰ اکتوبر کی صبح کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو خبر ملی کہ دشمن کے
وہ آدمی جو ابھی تک اپنی اپنی طرف نہیں بھاگ گئے تھے غالباً کوہستان کی طرف
رُخ کر گئے۔ اسپر انہوں نے جنرل میسی کو ہدایت کی کہ وہ سواروں کے بریگیڈ کے
ساتھ روانہ ہووے اس بریگیڈ میں دو دستے سواروں کے اور ۲۰۰ تلواریں تھیں
اور ان کے رستہ میں کسی جگہ مقام کرے۔ جنرل میسی کی رپورٹ سے معلوم
ہوتا ہے کہ دشمن کی فوج تے سیہ میں کہ ان رجمنٹوں کے جو کہ چہار سیہ میں لڑی تھیں باقیماندہ
آدمی اور چند تازہ دم رجمنٹیں جو کہ پہلے دن کوہستان سے آگئیں تھیں اور آس پاس
کے بدمعاش شامل تھے ایک مضبوط جگہ بنالی ہے۔ اور اس فوج کے پاس بارہ توپیں
بھی ہیں۔ یہ جگہ باغ حصار کے پرے ایک اونچی پہاڑی پر جس کو کہ چوٹی آسمائی کہتے
ہیں واقعہ ہے اس چوٹی سے شمال مغرب کی طرف شہر کابل نظر آتا ہے۔ دشمن کی
فوج محمد جان کے زیر کمان تھی یہ وہ سپاہی ہے جو کہ آئندہ لڑائیوں میں بہت مشہور
ہوگا۔ علاوہ اور سرداروں کے ایک خوشدل خاں بھی ہے جن کو کہ یعقوب
خاں نے کیوناری کے جاسوسوں کا استقبال کرنے اور ان کو کابل تک پہنچانے
کے واسطے بھیجا تھا ۔

دشمن کو اس جگہ سے ہٹانے اور اسکو سواروں کی طرف بھگانے کے واسطے
رابرٹس صاحب نے بریگیڈیر جنرل بیکر* کو ہدایت کی کہ وہ ایک دستہ کے
ساتھ جس میں ۱۴۰۰ پیدل ایک گیٹلنگ اور دو توپیں تھیں آگے بڑھے۔ لیکن چونکہ
راستہ بڑا کٹھن اور دشوار گذار تھا اسوجہ سے بڑی ڈھیل واقعہ ہوئی اور دن بہت

* جنرل بیکر کا حکم مفصلہ ذیل تھا۔ ۶ پہاڑی بارٹری دو توپیں ماتحت لفٹننٹ ای۔ اے سمتھ
آر۔ اے ہون و ایک گیٹلنگ ماتحت کپتان اے بروڈفٹ آر۔ اے و ۵ گھاگرہ کی دو کمپنیاں زیر
کمان کپتان سی کا کینس۔ ۹۲ گھاگرہ کا دستہ ہیڈ کوارٹر زیر نگرانی لفٹننٹ کرنل پارکر ۲۳
پائنیرز ماتحت لفٹننٹ کرنل کرمی ۔

پیشتر اس کے کہ بیکر ایسی جگہ پہنچا جہاں سے کہ وہ دشمن پر گولہ اتار سکتا تھا۔ دشمن دو دیواروں
کے زاویہ میں مقیم تھا۔ یہ دیواریں بالا حصار اور وہ افغان کے گرد و نواح سے کوہ آسمائی
تک چلی گئی ہیں اور پہاڑی کی ڈھلوان پر مغرب کی طرف چلی جاتی ہیں۔ ۷۲ رجمنٹ کا
پرہ ۵ گورکھوں کی دو جماعتیں اور ۲ پہاڑی باڑی کی باقیماندہ دو توپیں کیمپ سے
اس کی مدد کے واسطے بھیجی گئیں لیکن یہ اس کے پاس ۵ بجے تک بھی نہ پہنچیں اس
وقت کافی روشنی نہ تھی اسواسطے اسوقت حملہ نہ کیا گیا۔ اسوقت سر فریڈرک رابرٹس
صاحب کو خبر ملی کہ باقاعدہ پیدلوں کی تین رجمنٹیں اور بارہ توپیں غزنی سے اس مطلب
کے واسطے کچھ دن پیشتر روانہ ہوئی ہیں تاکہ وہ آسمائی پر محمد جان کی فوجوں سے
مل جاویں۔ رابرٹس صاحب نے بذریعہ ہیلیوگراف جنرل بیکر سے اپنا منشا ظاہر کیا کہ
میں راتوں رات ہاتھیوں پر ایف۔اے۔ رائل گھوڑا توپخانہ کی چار توپوں ۷۲
رجمنٹ کے باقیماندہ حصہ اور ۵ پنجاب کے دیسی پیدلوں کے ساتھ تمہاری مدد کرونگا
اور چونکہ جنرل میکفرسن صاحب ایک اعلیٰ افسر ہیں اسواسطے یہ صاحب ان فوجوں
کا کمان لینگے۔ جنرل بیکر کو خبر ملی کہ بریگیڈیر جنرل گاف گھوڑا توپخانہ
کی دو توپوں اور پیدلوں کے دو دستوں کے ساتھ سڑک کوہستان کی نگرانی کے
واسطے بھیجا گیا ہے ؛؛

اسی اثناء میں جنرل میسی جو سہ پہر سے ایک گھنٹہ پیشتر کیمپ سے روانہ ہو گیا
پہاڑیوں کے چھوٹے سلسلہ سیاہ سنگ کو عبور کرکے شمالی سمت کو روانہ ہوا۔ اور
شیر پور میں دشمن کے مستحکم کیمپ پر جسکو چھوڑ کر دشمن بھاگ گیا تھا قابض ہو گیا۔
دشمن کے اس کیمپ میں مختلف ناموں کی ۷۳ توپیں اور تین ہوٹزر جو ایک قسم کی
توپ ہوتی ہے ان کے ہاتھ لگی۔ وہاں سے جنرل میسی مغرب کو روانہ ہوا اور بعد ازاں
شمال کی طرف بدیں خیال کہ چوٹی آسمائی پر دشمن کے قیامگاہ کے پیچھے کی طرف
پہنچ جاؤنگا دورہ کرکے میدان چاردہ میں چپکے چپکے گھس گیا اور اس طرح سے دشمن
کے بھاگ جانے کے موقعہ کو روک دیا۔ دہ موزنگ کی مغرب کی طرف ایک ایسی جگہ پر
قیام کیا جہاں سے کہ وہ چاروں طرف دیکھ سکتا تھا۔ اور جب رات ہوئی تو اس نے
اپنی بریگیڈ کو جمع کیا اور سڑک علی آباد کے نزدیک احاطہ دیوار کے اندر شب پہرہ
قائم کیا ؛

بدقسمتی سے سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کی نہایت احتیاط کے

ساتھ سوچی ہوئیں تجاویز میں سڑک کے ناہموار ہونے کی وجہ سے ناکامیاب
ہوئیں۔ اسی سبب سے وہ کمک جو جنرل بیکر کے پاس بھیجی گئی تھی رات ہونے
سے پہلے ٹھیک وقت پر اس کے پاس نہ پہنچی۔ یہ ایک غلط قیاس تھا جن کے سبب
سے لڑائی کو طول دینے اور آئندہ دسمبر کے معاملات کو ممکن سمجھنے میں ایک خوفناک نتیجہ
پیدا ہوتا اور ان معاملات پر غالب آنے کے واسطے بڑے سخت انتظاموں کی
ضرورت ہوتی۔ رات کے وقت جنرل بیکر نے اس ڈر سے مبادا دشمن اندھیرے
میں اپنی جگہ کو چھوڑ کر بھاگ جائے نگہبانوں کی ایک تعداد کثیر یعنی طلایہ کے سوار
اس غرض سے بھیجے کہ وہ معلوم کریں کہ کوئی تبدیلی تو واقع نہیں ہوئی ہے۔
اس کے تین گھنٹہ کے بعد اسکو خبر ملی کہ دشمن کا کمپو جس میں بارہ توپیں چند ہاتھی اور
بہت سا سامان کمپو ہے خالی پڑا ہوا ہے۔ جنرل بیکر نے فوراً جنرل میسی کو خبر دی
اور آگاہ کیا کہ سر فریڈرک رابرٹس صاحب کی ہدایتوں کے موافق سواران
تعاقب کنندگان کی جنرل میکفرسن جو آج صبح میرے ساتھ آ کر مل گیا ہے اور
میں اپنی اپنی فوج کے ساتھ مدد کر دینگے۔ چنانچہ جنرل میسی نے رابرٹس صاحب
کی ہدایتوں پر عمل کر کے دو دستہ ملک کے پار سڑک کوہستان تک بھیجے اور خود اپنے
رسالہ کے ساتھ تعاقب میں روانہ ہوا۔ لیکن افغانوں کو اپنی قوم کے مسلح جو حصہ کو
ادھر ادھر بھیجنے اور پھر جمع کرنے میں اس قدر مہارت حاصل ہے کہ اگرچہ دن کے
وقت تمام ملک خالی کر دیا گیا تھا لیکن پھر بھی کوہ آسمائی پر جمع شدہ ہزار ہا مسلح افراد
میں صرف چند ہی سڑک غزنی پر سے پنجاب سواروں کو ملے جنہوں نے ان کے بیس بائیس
آدمی قتل کئے۔ جنرل میسی نے ۱۴ بنگال سواروں کے دو دستہ تعاقب کے
واسطے بھیجے اور خود اپنی باقیماندہ بریگیڈ کے ساتھ جو سبب کمی خوراک کے بہت تھک گیا
تھا شام کے وقت اپنے کمپو میں آیا۔ جنرل میکفرسن اور جنرل بیکر کی فوجیں
اور بریگیڈ یہ جنرل گگاف کی فوج اور توپیں بھی رات ہونے سے پہلے کمپو میں پہنچ گئیں۔

۹ تاریخ کو جنرل رابرٹس صاحب نے بیٹی حصار سے تمام فوج سلسلہ
سیاہ سنگ کی طرف روانہ کی یہ ایک چھوٹی مگر چپٹی چوٹی والی پہاڑی ہے اور یہ وہ جگہ
ہے جہاں کہ جنگ افغانستان کی پہلی لڑائیوں کے ایام میں بڑی سخت لڑائیاں ہوئیں
تھیں اور جہاں سے کہ شہر کابل نظر آتا ہے۔ اس وقت کمپو میں سوائے ۵ گورکھوں
اور ۱۲ پہاڑی توپ خانہ کی چار توپوں کے جو کہ قلعہ بالا حصار پہ مقیم تھیں۔ اور سید

موجود تھیں۔ یہ بات بالکل ظاہر ہوگیا کہ کابل کے تمام آدمی اور تقریباً تمام باشندے
انگریزوں کے سخت مخالف ہیں اور وہ رات کے وقت شتربانوں پہ گولی چلاتے
ہیں اور علاوہ اس کے اس بات کی بھی کوشش کی جاتی ہے کہ تمام اقوام کو ورغلائیں
تاکہ وہ چھاؤنی انگریزی کیمپ پر حملہ کریں ۔

اگلے روز ۱۰ اکتوبر کو رابرٹس صاحب نے تمام قلعہ شیرپور کا ملاحظہ کیا۔
اور توپوں اور ذخیرہ کی حفاظت کے واسطے پنجاب سواروں کو وہاں بھیجا ۔
اس بات کا سبب دریافت ہوا کہ شیر علی نے یہ شہر پناہ بدلتا اور
توپخانہ اور حصار [illegible] کر دیا تھا اسکے
بیچ میں اس کے ساتھ [illegible] چلے گئے [illegible] اس کی چھوٹی [illegible] تمام
[illegible] اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مزار شریف میں جاکے اسکی
موت ہوگئی ۔

۱۱ اکتوبر کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب اپنے اہلکاروں اور ایک تھوڑی سی
فوج کے ساتھ بہادری وزیران امیر اور بادشاہ مغلیہ کے برخلاف قلعہ بالاحصار
گئے جہاں کہ ان کو ٹوٹی پھوٹی دیواروں اور بے پرواہی سے پڑی عمارتوں سے ان کو
معلوم ہوا کہ یہ قلعہ جلد مسمار ہو جاویگا جیسا کہ اس شوریدہ زمین میں ہر ایک چیز کا حال ہے۔
جنرل صاحب اس قلعہ کو دیکھ کر پرانی ریزیڈنسی کے مسمار شدہ کھنڈرات کو
دیکھنے کے واسطے گئے۔ جہاں کہ کیوناری اور اسکا بہادر دستہ جان کو خطرہ میں
ڈالکر مقیم تھا۔ بڑی تکلیف و شوق کے ساتھ جنرل صاحب ٹوٹی پھوٹی دیواروں
تک اس جگہ تک چڑھے جہاں سے کہ چاروں طرف نظارہ نظر آتا تھا۔ سامنے کی طرف
زمین بالکل غارت ہوئی پڑی تھی اور اس کے پاؤں کے نیچے خوبصورت وادی
کابل واقعہ تھی ۔ جنرل صاحب نے ریزیڈنسی کے آس پاس رہبروں کے
کوارٹر اور اس دروازہ کو بھی دیکھا جہاں کہ لفٹنٹ ہملٹن صاحب نے اپنے تئیں
اس طرح بچایا جو کام کہ ہمیشہ یادگار رہیگا اسوقت اس نے تلوار اور تمنچہ ہاتھ میں
لیکر دشمن کے بیچوں بیچ تین بار حملہ کیا ۔

ہر ایک انگریز کے واسطے غمی اور فخر کے اس نظارہ کے بعد جنرل صاحب
امیر کے محل میں آئی اور وہاں ملاحظہ کرکے جس کو کہ وہ کبھی نہیں بھولینگے اپنے
کیمپ میں آ گئے ۔

اس ملاحظہ کے اگلے روز سہ پہر کو انگریزی فوج کے ایک حصہ نے بالاحصار پر
باضابطہ قبضہ کر لیا - جو سڑک کہ کیمپ سے قلعہ تک جاتی ہے اور جو کہ ایک میل سے
زیادہ لمبی ہے اس سڑک کے دونوں طرف تمام فوج پڑی ہوئی تھی - سر فریڈرک
رابرٹس صاحب مع جنرل ہلز اور چاروں بریگیڈیر جنرل میکفرسن میسی، بیکر
گف کے کابل کے چند رعب داب والے سرداروں کو لیکر انگریزی اور ہندوستانی
فوجوں کو دیکھتے دیکھتے آہستہ آہستہ قلعہ بالاحصار کی طرف چلے - پیدل پلٹنوں اور
سوار رجمنٹوں سے سلامی کرتے تھے اور باجہ بجتا تھا - جبکہ اس شاہانہ جلوس کا افسر
قلعہ میں داخل ہوا تو انگریزی جھنڈا دروازہ پر چڑھایا گیا اور سلامی کی بیٹری پشتہ پر
سے توپیں چھوڑی گئیں - دروازہ سے سڑسٹھ رجمنٹ کی ایک جماعت جس کے پیچھے
باجہ بجتا جاتا تھا دیوان عام کی طرف چلی اور اس کے پیچھے جنرل صاحب اور اس کے
چاروں جنرل معہ اپنے اہلکاروں کے چلے اور جلوس میں ان کے پیچھے پیچھے سڑسٹھ
رجمنٹ کا باقی حصہ جاتا تھا ؛

دیوان عام کا نظارہ بڑا دلچسپ اور ہلا دینے والا تھا - انگریزی کمانیر کے ارد گرد
سرداران افغان جمع تھے جو اپنے فاتحوں کے لئے ہر ایک اقرار کرنے کو مستعد کھڑے تھے
اور جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوگا اپنے اقراروں کو توڑنے کے واسطے بھی ویسے ہی
مستعد تھے - جنرل صاحب کے ایک طرف موسیٰ خاں کھڑا ہوا تھا جس کی عمر اسوقت
چھ برس کی تھی اور جو کہ امیر کا ولیعہد تھا - اس نے جنرل صاحب سے معافی مانگی - کہ
بسبب علالت طبع حاضر ہونے سے قاصر رہا - اسکی غیر حاضری کا یہ تو صرف ایک ظاہرا
سبب تھا لیکن اصلی سبب جو کہ ملکی خیالات کی وجہ سے مخفی رکھا گیا - سر فریڈرک
رابرٹس صاحب مفصل طور پر اس طرح بیان کرتے ہیں "آج صبح امیر صاحب
صرف دو ساتھیوں کے ساتھ میرے کیمپ میں آگئے اور مصمم ارادہ ظاہر کیا کہ میں اس
عہدہ سے مستعفی ہوتا ہوں انہوں نے بیان کیا کہ میں کوشی جانے سے پہلے ہی اس
بات کا ارادہ کر چکا تھا لیکن یہ نہ کرنے کے واسطے مجھے چند آدمیوں نے ورغلایا -
اور میں ان کے ورغلانے میں آگیا - اُن کا جوش بالکل کم ہو گیا تھا اُنہوں نے کہا
کہ اب میری زندگی بالکل ابتر ہو گئی اور یہ کہ اب میں افغانستان کا امیر ہونے کی نسبت
انگریزی کیمپ میں گھاس کٹ ہونا بہت زیادہ پسند کرتا ہوں - اور مجھ سے التجا کی کہ
میں انگریزی کیمپ میں مقیم رہوں جب تک کہ ہندوستان یا لندن یا جہاں کہیں وائسرائے

صاحب بھیجیں بھیجا جاؤں - میں نے ان کو ایک خیمہ دیا اور اُن کے واسطے حاضری
تیار کرنے کا حکم دیا اور اس معاملہ پر دو تین گھنٹہ خوب غور کرنے کے لئے کہا اور کہا کہ
میں تم سے دس بجے ملنے آؤنگا کیونکہ اسی وقت پہلی شب کو امیر صاحب کے واسطے
میرے کیمپ میں آنے اور میرے ساتھ بالاحصار کو چلنے کے واسطے مقرر کیا گیا تھا -
امیر صاحب کو اس تجویز شدہ نوٹس کی بابت کچھ بھی واقفیت نہ تھی اور جو میرے
ارادہ مستوفی و وزیر و یحیٰی خان اور اس کے بھائی کی طرف تھے ان کو وہ بالکل نہ
جانتے تھے - دس بجے میں پھر امیر صاحب کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ میں نے قطعی
فیصلہ کر لیا ہے کہ میں افغانستان کے تخت سے دست بردار ہونگا اور یہ کہا کہ میں اس
وقت آپ کے ساتھ قلعہ بالاحصار نہیں جا سکتا مگر میں اپنے بڑے بیٹے اور تمام ارکین
سلطنت کو آپ کے ہمراہ بھیج دونگا - میں نے پھر ان سے کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں لیکن
جب مجھی معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا ہے تب میں نے کہا کہ میں بذریعہ
تار حضور وائسرائے کی رائے معلوم کرتا ہوں اور یہ بھی کہا کہ خیر اگر آپ امیر کابل ہونا
نہیں چاہتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتا مگر جب تک کہ میرے پاس تار کا جواب
نہ آجاوے آپ کا عہدہ اور خطاب یہی رہیگا *

سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے مجمع عام میں سرداران افغانستان
سے مخاطب ہو کر ایک اشتہار پڑھا - اس اشتہار میں کابل کی بابت سرکار انگریزی

---

* اشتہار کا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے - "مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۹ء از بالاحصار - زیر تحریر"
اشتہار مورخہ ۳ اکتوبر ۱۸۷۹ء میں میں نے باشندگان کابل کو اطلاع کر دی تھی کہ انگریزی فوج شہر
کابل پر قبضہ کرنے کے واسطے آرہی ہے اور اس بات سے بھی ان کو متنبہ کر دیا تھا کہ انگریزی فوج
کو نہ روکیں اور امیر صاحب کے حکم کے تابع رہیں - لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس اشتہار پر بالکل خیال
نہیں کیا گیا - انگریزی فوج جو میرے زیر کمان ہی کابل پہنچی ہے اور قلعہ بالاحصار پر قبضہ کر لیا
ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ راستہ میں اس فوج کا بڑا سخت مقابلہ کیا گیا اور تمام باشندگان شہر
اس مخالفت میں ہمہ تن شریک تھے اس طرح یہ تمام آدمی امیر صاحب کی طرف باغی خیال کئے
گئے ہیں اور اس طور پر سوائے اس جرم کے جو اُن سے انگریزی قاصد اور اس کے ساتھیوں کے
قتل میں سرزد ہوا ایک دوسرے جرم میں مجرم ہوگئے - سفیر مذکور بڑی دغابازی اور بزدلی
کے ساتھ قتل کئے گئے اور یہ دھبہ ایسا ہے جو کہ ہمیشہ کے واسطے قوم افغان پر رہیگا - اس

کے جو ارادے تھے وہ مفصل طور پر بیان کئے گئے تھے اور اس میں اُس سزا کا بھی ذکر
تھا جو کہ صاحب موصوف باشندگان کابل کو دینا چاہتے تھے کیونکہ اُنہوں نے صاحب
مذکور کی فوج کے آگے بڑھنے میں مزاحمت کی تھی اور ۳ر اکتوبر کے اشتہار کے
مضمون کے برخلاف امیر صاحب کی حکم عدولی کی تھی ؛

کی پاداش میں اگر شہر کابل بالکل مسمار کر دیا جاوے اور اسکا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاوے
تو میری رائے میں یہ سزا بعید از انصاف نہ ہو گی - لیکن چونکہ سرکار انگریزی کا ہمیشہ سے یہ
منشا رہا ہے کہ انصاف ہمیشہ رحمدلی کے ساتھ کیا جاوے اسواسطے میں باشندگان کابل
پر اس امر کو ظاہر کرتا ہوں کہ شہر کابل کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جاویگا - لیکن یہ بھی ضروری
ہے کہ ان کو کوئی نہ کوئی سزا بھی ضرور دینی چاہیئے اور سزا بھی ایسی ہونی چاہیئے جو کہ ہمیشہ کے
لئے یادگار رہے - اسواسطے وہ عمارتیں جو کہ انگریزی فوج کے قلعہ بالا حصار پر قابض ہونے
میں مخل ہوئی ہیں اور جو اس کی رہایش میں مانع امن و آرام ہیں فوراً مسمار کر دی جاوینگی
علاوہ ازیں ایک بڑا بھاری جرمانہ جس کی تعداد آیندہ مشتہر کی جاویگی باشندگان شہر سے
بلحاظ ان کی حیثیت کے وصول کیا جاویگا - جب تمام شہر کو سزا مل چکیگی تو اس کے بعد
یہ خیال ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ وہ آدمی جن کا قصور بعد ازاں ثابت ہو جاوینگے - نہیں ہرگز
نہیں وہ سزائے دیگر کے مستحق ہونگے - ایک کامل تحقیقات اس امر کی کی جاویگی کہ جہانتک
ہو سکے اس فتنہ پردازی اور فساد کے حالات پورے طور سے معلوم ہو جاویں اس تحقیقات
میں جب ثابت ہو جاویگا کہ فلاں فلاں آدمی اس معاملہ میں شامل تھے تب ان کو بلحاظ
ان کے اعمال کے سزائیں سخت دیجاوینگی - میں تم کو اس بات سے بھی متنبہ کرتا ہوں کہ امن
و آرام قایم کرنے کے واسطے کابل اور دس میل تک اس کے گرد و نواح میں قانون
جنگی پر عملدرآمد ہوگا - امیر صاحب کی رضامندی میں کابل میں ایک فوجی افسر مقرر کیا جاوے
گا جو پورا پورا انصاف کریگا اور بدمعاشوں کو ان کی بدی کی سزا دیگا - اسواسطے باشندگان
کابل اور اس کے گرد و نواح کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یہ سب افسر مذکور کے تابع رہیں - آیندہ کے
واسطے شہر کابل کی گلیوں اور شہر دروازہ سے پانچ میل کے اندر خوفناک ہتھیار مثلاً تلوار
چاقو اور بندوق وغیرہ لے کر پھرنے کی سخت ممانعت ہے - اس اشتہار کے ایک ہفتہ بعد جو آدمی
ان حدود کے اندر مسلح ملیگا وہ مستحق قتل ہو گا - انگریزی سفیر کے ہمراہیوں کی جو چیزیں
جن اشخاص کے پاس ہوویں ان کو چاہیئے کہ وہ فوراً ان چیزوں کو انگریزی کیمپ میں پہنچا دیں -

جنرل صاحب نے کہا کہ گو میں شہر کو کچھ نقصان نہیں پہنچاؤنگا لیکن اگر میں سفیر انگریزی کی دغابازی کے ساتھ قتل اور امیر صاحب کے برخلاف بغاوت کے عمل میں شہر کو بالکل مسمار کر بھی دوں تو بھی یہ میرا کام بعید از انصاف نہ ہوگا۔ لیکن میں اسباب کو نہیں دیکھ سکتا کہ تمام بڑی سزا سے بچ جائیں میرا ارادہ ہے کہ اُن تمام عمارات کو غارت کروں جن کے باعث انگریزی فوج کو قلعہ بالاحصار پر قبضہ کرنے میں مشکلات پیش آئیں۔ تمام شہر کو سزا دینے کے واسطے ایک کامل تحقیقات اس امر کی شروع کی گئی ہے کہ قتل کے متعلق تمام حالات پورے طور پر معلوم ہو جاویں اور وہ آدمی جن پر کہ یہ جرم ثابت ہوگا سخت سزا دیجاویں گی۔ جنرل صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ کابل چاروں طرف دس دس میل کے فاصلہ تک جنگی یا فوجی قانون کے ماتحت کیا جاویگا اور ایک فوجی گورنر رکھا جاویگا جو کہ انصاف کیا کریگا اور بدمعاشوں کو بدمعاشی کی سزا دیگا۔ کابل اور اس کے گرد و نواح میں پانچ میل تک ہتھیاروں کے رکھنے کی سخت ممانعت ہے اس اشتہار کے ایک ہفتہ بعد جو شخص ان حدود میں مسلح ملیگا اس کو پھانسی کی سزا دیجاویگی۔ مختلف شرح کے انعام مقرر کئے جاتے ہیں جس کے مستحق وہ شخص ہونگے جو ہتھیاروں کو سرکار انگریزی کے حوالہ کرینگے۔ اس کے بعد ایک اشتہار دیا گیا جسکا مضمون یہ تھا کہ جو شخص اُن آدمیوں کو جو انگریزی

اس اطلاع کے بعد وہ آدمی جن کے پاس کوئی چیز متعلقہ سفیر انگریزی پائی گئی سزائے اہم کے مستوجب ہونگے۔ علاوہ اس کے اُن آدمیوں کو جن کے پاس ہماری بندوقیں یا اور اور ہتھیار ہوویں چاہیئے کہ ان سب کو ہمارے پاس پہنچا دیں۔ ہندوستانی ساخت کی ہر ایک بندوق بہم پہنچانے کیواسطے خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو تین روپیہ انعام دیا جاویگا اور انگریزی ساخت کی بندوق کیواسطے پانچ روپیہ۔ اسکے بعد جس کے پاس کوئی ہتھیار دیکھا جاویگا اسکو سخت سزا ملیگی۔ آخر میں اشتہار دیتا ہوں کہ اُس آدمی کو پچاس روپیہ انعام ہوگا جو انگریزی سفیر کے ہمراہیوں میں سے کسی کو خواہ وہ سپاہی ہو خواہ سویلین حوالہ کرے یا اس کی گرفتاری کی بابت ہم کو اطلاع دے۔ اتنی ہی رقم اس شخص کو بھی دیجاویگی جو کہ تیسری ستمبر کے بعد انگریزوں کے برخلاف لڑا ہو اور اس طرح پر امیر صاحب سے باغی ہوگیا ہو۔ اگر وہ شخص جسکو حوالہ کیا جاوے یا جسکی گرفتاری کی خبر دیجاوے کپتان یا فوج افغان کا کوئی مطیع افسر ہووے تو انعام کی تعداد پچاس روپیہ سے پچھتر روپیہ تک کردی جاویگی اور اگر کوئی فیلڈ افسر ہووے تو انعام ایک سو بیس روپیہ کردیا جاویگا ؛

انسان کہلائے جانے کا خطاب حاصل کیا ہو اور پھر ایسے صیغہ میں جسکا کہ کام ہی قتل کرنا ہے - ورڈسورتھ نے خیالی سپاہی بہادر کے جو جو اوصاف لکھے ہیں وہ سب رابرٹس صاحب میں پائے جاتے ہیں ؛

قاہرہ اور دہلی میں سیاہ گنج کے حادثہ کی بابت ایبرا ہیم اولیور جو نز جو کچھ لکھتا ہے اور جسکا کہ پہلے باب میں ذکر آیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ رابرٹس صاحب نے فوج میں داخل ہو کر شروع ہی سے اپنے چال چلن کو اس ڈھب پر ڈالا تھا کہ انہوں نے اُن ایام میں بھی جبکہ کوئی انگریزی سپاہی اس صفت سے بالکل بے بہرہ تھے اس صفت یعنی انسانیت کو نہیں چھوڑا ؛

جبکہ دربار ختم ہوا اور تمام سردار چلے گئے تو سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے حکم دیا کہ مستوفی وحبیب اللہ خاں وزیر و شاہ محمد اور یحییٰ خاں گرفتار کر لئے جاویں اور اُنپر اپنا منشا و ظاہر کیا کہ میں تم کو قید رکھونگا جب تک کہ رزیڈنسی پر حملہ کے متعلق کُل حالات کی پورے طور پر تحقیقات نہ ہو جاوے - ۷۲ رجمنٹ کو حکم ہوا کہ وہ دیوان عام کے سامنے باغات میں خیمہ زن ہو جاوے اور ۵ گورکھا پلٹن کی ۲ جماعتیں قلعہ بالا حصار پر بھیجی گئیں ؛

اشتہار مورخہ ۱۳ اکتوبر کے جاری ہونے کے بعد دوسرے دن باشندگان کابل کو اس درجہ مجبور ہونا پڑا کہ اُنہوں نے غیر فوج کو کابل کی گلیوں میں پھرتے ہوئے بڑی عاجزی کے ساتھ دیکھا - آگے آگے سواروں کا رجمنٹ بیچ میں جنرل صاحب خود اور ان کے اہلکار و گارد اور پیچھے پیدلوں کی پانچ پلٹنیں کابل کی بڑی گلیوں اور بازاروں اور مشہور چار چوک میں گذریں یہ چار چوک وسط ایشیا میں نہایت ہی خوبصورت ہے اور اسی کو سینٹ جارج پالک صاحب نے ۱۸۴۲ء میں کابل والوں کی دغابازی کی سزا میں اُڑا دیا تھا - اشتہار کی شرائط کے بموجب میجر جنرل جیمس ہلز سی - بی - وی - سی جو کہ کمانیر صاحب کے مہمان ہو کر فوج کے ساتھ تھے کابل کے فوجی گورنر مقرر ہو گئے - اور اس کے عہد سلطنت میں قانون جنگی کی سختیوں کے ساتھ رحم بھی ہوتا رہا ؛

اس حال کے حملہ کے اسباب اور واقعات کی تحقیقات اور کابل میں انگریزی سفیر کی تشریف آوری کے بعد جہاں تک ہو سکے ہر ایک آدمی کے چال چلن کی بابت شہادت جمع کرنے کے واسطے سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے

ایک کمیشن مقرر کی۔ اس کمیشن میں اشخاص مندرجہ ذیل تھے۔ جنرل صاحب کے اہلکاروں کا افسر مسمی کرنل سی۔ ایم میکگریگر سی۔ بی۔ سی۔ ایس۔ آئی سرجن میجر بیلیو سی۔ ایس۔ آئی اور محمد حیات خاں سی۔ ایس۔ آئی ان اشخاص کے فرائض منصبی بڑے وسیع تھے اور ان کو یہ بھی حکم تھا کہ اگر کسی شخص کی بابت کوئی سفارش آوے تو اس پر بھی غور کریں یہ سزا ان آدمیوں کیواسطے مقرر ہوئی تھی جو کہ مجرم سمجھے جاویں اور جن کی بابت یہ ثابت کیا جاوے کہ انہوں نے ریزیڈنسی پر حملہ میں شرکت کی تھی ۔

قیدیوں کی تحقیقات کا کام ایک دوسری جنگی کمیشن کے سپرد ہوا جس میں بریگیڈیر جنرل اور دو اور افسر شامل تھے ۔

اس اثناء میں سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے فالتو ذخیرہ جمع کرنے میں از حد کوشش کی کیونکہ موسم سرما آنے والا تھا اور یہ بات ان کی فکر میں تھا کہ جہاں تک ہوسکے ہر ایک حادثہ سے محفوظ رہے۔ چونکہ رابرٹس صاحب اس افسر کے بیٹے تھے جس نے افغانستان کی پہلی جنگ میں خبردار رہنے کے واسطے اپنی آواز بلند کی تھی مگر جس کی آواز کی کسی نے پرواہ نہ کی تھی۔ اس بات کو خوب جانتے تھے کہ گو افغان اب ظاہرا بالکل پست اور کمزور ہوگئے ہیں تو بھی یہ خیال کرنا کہ اب ان میں مقابلہ کرنے کی طاقت بالکل جاتی رہی بڑا خطرناک ہوگا۔ اسی سبب سے انہوں نے کسی ناگہانی موقعہ کے واسطے اپنی فوجوں کو تیار رکھا اور ہر ذخیرہ جمع کرنے اور بار برداری کو مکمل کرنے میں مشغول ہوگئے ۔

باشندگان کابل گو کیسے ہی بے رحم اور دغاباز ہیں اور بائرن کے کورسیر
کی طرح ہزاروں عیبوں سے بھرے ہیں مگر اسی کی طرح ان میں یہ بڑا بھاری وصف
ہے کہ وہ خود مختاری کے بڑے پکے عاشق ہیں۔ افغانستان کی جنگ اول میں
جبکہ ان کا بہت برا حال تھا اسوقت بھی انہوں نے اس وصف کو ظاہر کیا اور
آخر کار انگریزی فوج کو مجبور کر دیا کہ وہ نہایت عاجزانہ عہد و پیمان کر کے ملک کو
خالی کر دے۔ لیکن اس موجودہ واقعہ میں ان کو ایسے جنرل کے ساتھ مقابلہ پڑا
جو کہ جنرل الفنسٹن سے بالکل مختلف تھا لیکن انہوں نے اس کی تابعداری کو
بھی ہٹا دینے میں بہادرانہ کوشش کی۔ آئندہ دسمبر کے آنے والے حادثوں
سے باہر دنیا کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ سنہ ۱۸۴۱ و ۴۲ء کی مصیبتوں اور آفتوں کی جگہ ہی
پھر ایک بڑی سخت آفت نازل ہونے والی ہے۔ سر فریڈرک رابرٹس
صاحب کے ہموطن انگلینڈ میں اس بات کو دیکھ رہے تھے کہ دیکھیں کابل میں
کون فتحیاب ہوتا ہے لیکن انگلینڈ کے اس بہادر حامی نے ایک منٹ کے واسطے
بھی اپنی تجاویز کو کامیاب ہو کر تحمل اور اعتقاد کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اس
بہادر حامی سے نازک حالت وہ بہادری ظہور میں آئی جس کے باعث لارڈ ڈنگلن
کو مارشل سینٹ آرنوڈ کا خطاب ملا تھا:

ماہ اکتوبر کے پچھلے حصہ کے قریب گو افغان میدان جنگ میں بالکل ہار
گئے تھے اور گو ان کے دارالخلافہ پر دشمن قابض تھا تاہم انہوں نے ہمت کو ہاتھ
سے نہیں دیا۔ لیکن کابل میں سر فریڈرک رابرٹس صاحب کے داخل ہونے

نے چند دن بعد خبریں آڑیں کہ ایک بڑی بھاری فوج افغان ترکستان سے کابل کی طرف آرہی ہے۔ اس خبر کے پہنچتے ہی ۱۴ اکتوبر کو سر فریڈرک رابرٹس نے چند سوار گرداوری کے واسطے بھیجے لیکن فوج کے کوچ کی بابت کچھ بھی تحقیق بات نہیں معلوم ہوئی ؀

۱۳ اکتوبر یعنے اُس دن جب سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے فتحمندی کے ساتھ کابل سے کوچ کیا کرنیل منی نے جو کہ شترگردن میں تھا خبر دی کہ شاید غلزئی حملہ کرنے بیٹھیں کیونکہ گردو نواح میں ان کی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہ خبر بالکل صحیح نکلی اور اگلے روز صبح کے ۸ بجے اس قوم کے دو ہزار جوانوں نے اس جماعت پر گولہ باری شروع کی جو کہ سرکائی کوتل میں ٹھیرے ہوئے دستہ کی کمک کے واسطے بھیجی گئی تھی۔ کرنیل منی نے میجر گرفیتس کو حکم دیا کہ وہ نمبر ۳ سکھوں کی دو جماعتوں ۲۱ پنجاب دیسی پیدلوں کی دو جماعتوں اور ایک توپ کے ساتھ آگے بڑھے اور کیمپ کے پاس کی سیدھی چٹان پر قابض ہو جاوے۔ اُس کو وہاں سے نکال دینے کے واسطے باوجود دشمن کی تمام کوششوں کے اس نے اس جگہ کو دن کے وقت صرف بچایا ہی نہیں بلکہ بزور شمشیر اس جگہ پر بھی قابض ہو گیا جو کہ انہوں نے ایک اونچی چٹان پر بنائی تھی اور دو میل تک ان کا تعاقب کیا ؀

۱۷ تاریخ کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے برگیڈیر جنرل گاف کو شترگردن بھیجا۔ اسوقت اس کے ہمراہ مفصلہ ذیل فوجیں تھیں ۲ پہاڑی توپخانہ کی دو توپیں ۵ پنجاب رسالہ ۵ پنجاب پیدل اور حیوانات باربرداری کی ایک تعداد کثیر۔ اس تعداد کثیر سے تین مطلب براری مدنظر تھیں ایک یہ کہ خط و کتابت کو جاری رکھیں دوسرے ذخیرہ پہنچاویں تیسرے کرنیل منی کی مدد کریں۔ برگیڈیر جنرل گاف بہت ٹھیک موقعہ پر پہنچا کیونکہ وہ فوجیں جنہوں نے شترگردن پر حملہ کیا تھا اگرچہ شکست پا چکی تھیں تب بھی وہ بالکل ناامید نہیں ہو گئی تھیں اور ۱۵ تاریخ تک لست وہزارہ اور اور جگہوں سے ان کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ رات ہونے سے پہلے پہلے اُن کے پاس تقریباً دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ انہوں نے کربیگا کی قیامگاہ کو جس پر کوئی قابض نہیں تھا توڑ ڈالا۔ اور قلعہ نشین انگریزی فوج کو پراگندہ کرنے کا ان کو ایسا بھروسہ تھا کہ وہ اپنی مستورات کو بھی لے آئے تا کہ وہ ان کی فتح بچشم خود دیکھیں۔ درحقیقت اگر قلعہ والوں کی جانیں بچانی چاہئیں بشرطیکہ

وہ اپنے اپنے ہتھیار اُن کے سامنے رکھ دیں۔ کرنیل منی نے اس عہد و پیمان یا شرط کو بڑی حقارت کے ساتھ نامنظور کیا اور دانائی کی نظر سے سرکاری کوتل سے تمام قلعہ والی فوج کو بلا کر اپنی فوج ایک جگہ جمع کی لیکن کسی قسم کی زیادتی نہ کی۔ جب دشمنوں نے دیکھا کہ کرنیل منی صاحب بالکل قلعہ نشین ہو گئے اور کچھ حرکت وغیرہ کرتے ہوئے نہیں معلوم ہوتے ہیں تو ان کی ہمت اور بھی بڑھ گئی اور علاوہ ازیں باقاعدہ فوج کی چند باغی رجمنٹیں بھی اُن کے ساتھ آملیں۔ تو اُنہوں نے قلعہ پر جلدی جلدی گولے برسانے شروع کئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں پاسا اُلٹ گیا ؏

۱۹ ار کی صبح جب کرنیل منی کو بذریعہ ہیلیو گراف یہ خبر ملی کہ بریگیڈیر جنرل ٹگاف کوشی میں آپہنچے تو اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ اور کوہاٹ پہاڑی باڑی کی چار توپوں کے ساتھ اس قدر گولہ باری کی کہ دشمن نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ نہیں رہا اور شام سے پہلے پہلے وہاں ایک آدمی بھی باقی نہ رہا۔ جب کہ سردار قوم غلزئی مسمی بادشاہ خاں کا بھائی مسمی علاؤالدین اپنی ہموطنوں کی جتھی کو توڑنے کی کوشش کر کے اگلے بکٹ پہرہ کی طرف آرہا تھا ایک گولی سے سخت زخمی ہوا اور جان بحق ہوا اس طرح پہ اس نے اپنی کرتوت کا جو دغابازی پہ مبنی تھی صلہ پایا ؏

۱۶ تاریخ کو بوقت ۱ بجے دوپہر قلعہ بالاحصار کی طرف سے ایک بڑے دھڑاکے کی آواز سنکر انگریزی فوج اور باشندگان کابل دونوں چونک اُٹھے اور دھوئیں اور ڈھیری کی بوچھاڑ سے ثابت ہوا کہ ضرور سلح خانہ اُڑا دیا گیا ہے جیسیں رایل انجنیئروں کے افسر مسمی کرنیل پرکنسن کے اندازہ کے موافق ۱۲ ہزار من سے زیادہ بارود جمع تھی۔ ۶۷ رجمنٹ جو کہ امیر صاحب کے باغ میں خیمہ زن تھی اور ۵ گورکھا جو کہ قلعہ بالاحصار میں مقیم تھی ان دونوں فوجوں کو اس حادثہ سے کسی قدر نقصان بھی پہنچا۔ ایک سپاہی ۶۷ رجمنٹ کا اور بارہ نمبر ۵ کے ہلاک ہوگئے۔ علاوہ ان کے تین سوار نمبر ۵ پنجاب رسالہ کے اور نمبر ۵ توپ خانہ کے لشکری اس حادثہ سے جان بحق ہوئے اور کپتان شفٹو آر۔ اے داروغہ توپ خانہ بھی کام آیا جبکہ وہ سلح خانہ کے گودام کو دیکھ رہا تھا اور اشیار کی فہرست بنا رہا تھا۔ علاوہ ان کے چار آدمی سخت زخمی ہوئے۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے

حکم دیا کہ ۸ گورکھے اپنے کیمپ کو چھوڑ دیں اور ۵۲ رجمنٹ کو حکم دیا کہ فوراً دیوان عام
کے باغ میں سے چلی جاوے۔ کیونکہ یہ جگہ بھی اس حادثہ کے باعث پر خطر تھی۔
انہوں نے اسباب کی بھی اجازت نہ دی کہ وہ فوجیں اپنے خیمے اور اور اشیا
کو اپنے ساتھ لے جاویں اور سوائے ان کے ضروری ہتھیاروں کے ہر ایک چیز
وہیں پڑی رہی۔ اس کارروائی سے ایک بڑی دانائی ظہور میں آئی کیونکہ پہلے
دھماکے کے ٹھیک ۱/۴ گھنٹہ کے بعد ہی ایک اور اس سے بڑا واقعہ ہوا جس سے
میگزین سے چار سو گز کے فاصلہ پر چند دیسی ہتھیاروں اور ڈھیریوں سے ہلاک ہو گئے
۹۶ رجمنٹ کو رات کے واسطے ۱۲ اور ۹۲ گھا گرہ پلٹن کے خیموں میں جگہ دی
یہاں پر ان دونوں فوجوں کے مابین جو کہ پیوار کوٹل میں پیش پائی تھی اور بہت
سے حادثوں میں ساتھ رہے تھے ایک نہایت عمدہ مثال محبت کی ظہور میں آئی
اس وقت گھا گرہ پلٹن کے جوانوں نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور اصرار
کیا کہ وہ ہمارے کوٹ پہنیں کیونکہ رات بڑی سخت سردی تھی اس سے بڑھ کر نفس کشی
یا خود انکاری کی اور کوئی مثال نہیں ہو سکتی ۔

سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو چند دن بڑا فکر رہا کیونکہ انہیں
خیال تھا کہ اگر اسی طرح بڑی میگزین میں بھی آگ لگا دی جائیگی تو شہر کو بڑا
بھاری نقصان پہنچیگا کیونکہ اس میگزین میں چار سو پچاس ٹن سے زیادہ بارود تھی
اس میگزین اور شعلوں کے درمیان نوے گز سے بھی کم فاصلہ تھا اور ۱۲ تاریخ
کی رات کو اس بات کی بڑی بھاری امید تھی کہ اس میں بھی آگ لگ جاویگی۔ کیونکہ
اسکی دیواریں جو پختہ نہیں تھیں کسی قدر جل گئیں تھیں۔ خدا کی برکت سے صبح
کے وقت ہوا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی شعلے بھی کم ہوتے گئے۔ اور دھماکے
جو ابتک بالکل بند نہیں ہوئے تھے اب کم ہوتے شروع ہوئے۔ بتاریخ ۱۷ اکتوبر
بوقت دوپہر خطرہ یہاں تک کم ہو گیا کہ سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے اجازت
دیدی کہ اب شعلوں کے بجھانے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ وہ صاحب کہتے ہیں
کہ اب بھی اس کام میں خطرہ کا بڑا بھاری خیال تھا کیونکہ سب سے بڑا کام یہ تھا کہ
میگزین تک آگ نہ پہنچنے پائے اس میگزین کی چھت کمزور لکڑیوں کی بنی ہوئی
تھی اور دیوار سے بھی لکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ افسروں نے اور آدمیوں نے بڑی
ہمت اور تندہی سے کام کیا اسپر بھی آگ چند روز تک بھڑکی رہی مگر اس

اس شخص نے دروازہ کو بھی جلانا شروع کیا تھا [illegible]
کہ اگر آدھ گھنٹہ کی اور دیر ہوتی تو [illegible] تمام [illegible] ہو جاتی ۔

کابل پر جو فوج بھیجی گئی تھی اُس کے [illegible] انجینیئر [illegible] ان سب کو
یقین واثق تھا کہ اگر یہ ساری بارود جل جاتی تو اس [illegible] پہنچتا جس سے
تمام شہر کابل گذشتہ رات کا ایک شہر بن جاتا [illegible] شخص [illegible] دیا [illegible] میں
یکتا اور جو دھڑاکہ کی طاقت جانتے ہیں [illegible] جہاں [illegible]
اصلیت جانکر یہ بتا سکتا ہے کہ اس شے [illegible] کا [illegible] اور کس قدر نقصان پہنچتا ۔
انجینیئر تک افسروں کو حکم ہوا کہ جہاں تک ہو [illegible] بارود کو پھینکدیں ۔ اس
پر [illegible] ایک بڑی مقدار بارود کی [illegible] اندر [illegible] بھر کر چٹان پر سے دریا میں
ڈالی گئی جو کہ قلعہ بالا حصار کے ہر چہار اطراف میں [illegible] شروع [illegible] ایام
لڑائی میں چونکہ یہ جگہ بالکل خالی ہو گئی تھی اسواسطے ایک بڑی مقدار بارود
کی افغانوں کے ہاتھ آئی ۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب پر جو یہ الزام لگایا
گیا کہ اُنہوں نے بارود کو فوراً ضائع نہیں کروا دیا اصلیت تو یہ ہے کہ ان کی بابت
غلط فہمی ظہور میں آئی ۔ بارود کو آگ لگانا اور اصل [illegible] اور خوفناک کام ہے
اسی واسطے بارود کا کام بہت سہولیت اور ہوشیاری کے ساتھ کیا جانا چاہیئے
جب کوئی شخص پہلے اسباب کو خیال کرے کہ یہ بارود چمڑے کے کپوں میں
بھری ہوئی جو بغیر ٹوٹ پھوٹ جانے کے آسانی سے ہلائی نہیں جا سکتی تھی اور
نیز اس بات کو خیال میں رکھے کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ بارود فوراً اڑا دیجاوے اور
اُس سے کوئی خطرہ واقعہ نہ ہووے تب اس کو معلوم ہو جاویگا کہ سر فریڈرک
رابرٹس صاحب نے جو تدبیریں سوچیں وہ بارود کو ضایع کرنے کے بالکل لایق تھیں
اور اگر ماہ دسمبر کے فساد کے شروع ہونے سے پیشتر یہ کام [illegible] ختم نہ بھی
ہوئی تو بھی اسپر کچھ الزام عاید نہیں ہو سکتا ۔

کابل پر جو انگریزی فوج بھیجی گئی تھی اسپر اہل وقائع نگاری کا کامل گمان
تھا اور یقیناً معلوم ہوا کہ افغانوں نے جبکہ ہماری فوجیں قلعہ بالا حصار میں داخل ہو گئی
تھیں میگزین کو اُڑا دینے کے لئے کوئی کل ضرور میگزین کے گنبدوں میں چھپا
دی تھی لیکن سر فریڈرک رابرٹس صاحب کی رائے ہے کہ یہ امر محال ہے
اور بعد ازاں تحقیقات سے بھی اس بات کا ثبوت نہ ہو سکا ۔ دھڑاکہ سے ایک روز

[illegible] جنرل صاحب [illegible] کے میگزین میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ ہر ایک
قسم کی چیزیں [illegible] بجائے ترتیب کے جیسی کہ میگزین میں از حد ضروری ہے
تمام چیزیں [illegible] مثلاً بارود کی ڈبیاں کارتوس اور رنگڑ کی تالیاں بلا تمیز ادھر ادھر بکھری
پڑی تھیں [illegible] ان کے متعلق نے اس پر اعتراض اٹھایا اور اپنا ارادہ بیان کیا کہ میں
ہر ایک چیز کو حفاظت تمام جہاں تک جلد ہو سکتا ٹھیک ٹھیک جگہ پر انتظام کے
ساتھ رکھوا دوں گا۔ غالب یہی معلوم ہوتا ہے کہ انگلش [illegible] جبکہ وہ اور اس کے ساتھی
کام کر رہے تھے اتفاقیہ کسی کا پاؤں رنگڑ کی تالی یا ٹوپی پر پڑا یا بارود اڑی جس
سے تمام میگزین میں آگ لگی؀

تحقیقاتی کمیشن کے جس کے پریزیڈنٹ بریگیڈیر جنرل میسی تھے پانچ آدمیوں
کو جرم میں پکڑا [illegible] انہوں نے ریذیڈنسی پر حملہ کیا تھا ان کو ۱۷ اکتوبر کو
شہر بالا حصار میں پھانسی دی گئی۔ ان اشخاص میں سے ایک کابل کا پولیس مجسٹریٹ
تھا کہ کیونیاری صاحب کے قتل میں ماخوذ ہوا تھا اور جس نے باشندگان کابل کو
صلاح دی تھی کہ وہ سر فریڈرک رابرٹس صاحب کی فوج کو روکیں۔ دوسرے
ایک ملا صاحب تھے جو کہ نہایت ہی دیندار سمجھے جاتے تھے جنہوں نے باشندگان
کابل کو دینی نصیحتیں دیکر کافروں کے برخلاف لڑنے کے واسطے ابھارا تھا اور
جنہوں نے ریذیڈنسی کے حملہ میں ایک بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ تیسرا آدمی قوم بارکزئی
کا سردار تھا اور چوتھا امیر صاحب کی فوج کا ایک افسر تھا جو چار آسیاب پر انگریزوں
کے مقابلہ میں لڑا تھا۔ پانچویں مجرم کا جرم سب سے بڑھ کر تھا یہ وہ شخص تھا جس نے
تیسری ستمبر کے خوفناک دغابازی اور ظالمانہ حادثہ میں مقتولوں کے خون سے اپنے
ہاتھوں کو رنگا تھا؀

قسمت کا لکھا ٹل نہیں سکتا | زندگی کو ہار سے بدل نہیں سکتا
بھاگ نہیں سکتا موت سے انسان | ہو امیر غریب یا حیوان
مقسوم ہر کسی کے ساتھ رہتے ہیں | حل سے جبکہ بچے نکلتے ہیں
خواہ بہادر یا کوئی کم جان ہو | قوی ہیکل یا جفاکش ہو

آخرکار ۱۲ اکتوبر کو یعقوب خاں نے اپنے آپ کو سر فریڈرک رابرٹس
صاحب کے حوالہ کر دیا اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہا کہ میں آئندہ سے ایسے وحشی
ملک اور جنگلی لوگوں پر حکمرانی کو معیوب سمجھتا ہوں اور گورنمنٹ عالیہ کا کمینہ یارہ

منتظر رہتا ہوں پس ایسی حالت میں مراہرٹس صاحب بہادر نے ایسی حالت میں جبکہ
گورنمنٹ عالیہ سے اس امر میں جواب موصول ہوتا شمالی مشرقی افغانستان پر بندوبست
حکومت کی ۔ غرضیکہ ۱۲ اکتوبر کو وائسرائے صاحب سے احکام موصول ہوئے جس
کو انہوں نے کابل کے لوگوں پر ظاہر کیا ۔ میں جنرل رابرٹس برٹش گورنمنٹ کے حکم
سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ امیر افغانستان نے بمرضی خود سلطنت سے کنارہ کشی
اختیار کی ہے پس جہاں تک قبضہ امیر سابق کا ملک افغانستان پر تھا تمام برٹش گورنمنٹ
کے قبضہ و تصرف میں لایا جاویگا اس لئے اس ملک کے خان ۔ نواب اور سرداران
وغیرہ وغیرہ کو جن جن باتوں کا اظہار کرنا ہو مجھ سے دریافت فرمادیں کیونکہ گورنمنٹ
عالیہ کی یہ مرضی ہے کہ رعایا ملک اپنی اپنی رسومات با امن کریں اور انصاف کا
دروازہ ہر کس و ناکس کے لئے کشادہ کیا گیا ہے ۔ اب تمام رعایا ہماری ہوچکی اور اس
وقت اگر کوئی سرکشی اختیار کریگا تو وہ شخص سزا کا مستوجب ہوگا ۔ میں خیال
سرداران کو چاہیئے کہ اطاعت قبول کریں اور امن امان سے زندگی بسر کریں جیسی کہ
پہلے حالت تھی جس سے ہر دو گورنمنٹ عالیہ کا اور رعایا کا فایدہ ہوگا ۔

ان ایام میں معزول امیر کا یہ حال تھا کہ ایک لمحہ کے لئے جنرل رابرٹس
صاحب بہادر سے جدا نہ ہوتا تھا اور اس نے شکر خدا ادا کیا کہ اسے ایسی جنگلی
قوم سے نجات ملی ۔ وہ انگریزی باجہ کی میٹھی میٹھی اور دھیمی آواز سے نہایت خوش ہوتا
تھا جو اس کے لئے ایک عجوبہ تھی ۔

سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر کی تحریر سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ
امیر یعقوب خان کا برتاؤ ہم سے نہایت اعلیٰ درجہ کا اخلاقی تھا اور اس سے صرف مجھے
ہی تسلی نہیں ہوئی بلکہ نہایت خوشی ہوئی جبکہ محکمہ خفیہ نے مجھے اس امر سے ماہر کیا جس
کا افسر کرنیل میکگر بہادر تھا جسے یہ امر کلی طور پر معلوم تھا کہ یعقوب خان ہماری فوج
کی نگرانی کریگا اور آخر وہ اسی فوج کی نگہبانی میں داخل ہوگیا ۔ ان ہی ایام میں یعقوب
خان کو محلات وغیرہ دکھائے گئے مگر مجھے اس امر سے نہایت خوف ہوا جبکہ میں نے سنا
کہ یعقوب خان کا ارادہ بھاگ جانے کا ہے اسپر میں نے حکم دیا کہ اگر بالفرض یہ اپنے
ارادہ میں کامیاب ہو جائے تو فوراً فوج کو طیار ہونا چاہیئے ۔ تب جنرل رابرٹس

۱۲؎ موجودہ امیر کے وقت سے کچھ پہلے سر فریڈرک رابرٹس نے پولٹیکل چال سے اکثر حالات دریافت کئے تھے

صاحب بہادر نے حضور وائسرے کو اس امر سے اطلاع دی کہ امیر کا دل گذشتہ سے برگشتہ
معلوم ہوتا ہے آپ ... سے معلوم ہوتا ہے کہ دوستی نگہداشت کے لایق نہیں رہا کیونکہ ایک خود مختار
حکمران اب اپنے آپ کو ایک قیدی کی طرح اپنے دارالسلطنت میں گھرا ہوا تصور کرتا ہے ؛

جن کا تعلق امیر کے خیالات سے تھی اور امیر کے متعلق صاحبوں کے چند نوٹ ذیل میں درج ہیں :- میرا باپ
ہمیشہ وعدوں سے بہ نسبت برٹش گورنمنٹ کے حفاظت میں رہنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے ۱۸۶۹ء میں
گورنر جنرل بہادر ہند کو فرمائش کی تھی کہ وہ مجھے گولہ بارود مہیا کریں مگر اسوقت ایسی فوج جدید
نہ تھی جو کابل میں بطور مدد کے آئی تھی - غرضیکہ یہ حالت ۱۸۷۳ء تک اسی طرح رہی جبکہ وہ نور محمد شاہ
کو ہندوستان روانہ کرنے کے واسطے آیا - اور یہی ملاقات ایک خاص وجہ تھی - پس میرے والد کو اس امر کا
کلی طور پر ظاہر ہوگیا کہ گورنمنٹ مدد کی طرف سے بالکل بے پروا ہے اور نیز اس واسطے روس سے مدد مانگنے کی
ضرورت محسوس ہوئی جسکا نتیجہ آپ پر بخوبی ہویدا ہے - ان ایام میں ایک خط گورنمنٹ عالیہ سے
موصول ہوا جس کو میرے والد نے دربار عام میں پڑھا - اور اسوقت روسی کانسل وہاں
موجود تھے - تب یہ تحریر پڑھی جا چکی کرنل سٹولیتوف اٹھ کھڑا ہوا - اور امیر کو آداب بجا لایا اور کابل
سے رخصت چاہی - اس نے کہا کہ حکم ہوا ہے میں فوراً تاشقند کو روانہ ہو جاؤں تا کہ جنرل
کاف مین کو اس امر سے اطلاع دوں جسکو وہ زار کے حضور میں پہنچا دیگا - اور اس طرح سے انگلشد
کو ناکوں چنے چبوائے جائینگے - اس نے یہ کہکر اجازت چاہی اور کہا کہ میں چھ ہفتے یا حد دو ماہ تک
واپس آجاؤں گا حتی کہ برٹش سفارت کابل میں پہنچ گئی ؛
کرنل سٹولیتوف کابل میں اس کے بعد بالکل واپس نہیں آیا کیونکہ چند دنوں کے بعد وہ تاشقند
سے سیدھا روس کو چلا گیا - ان ہی ایام میں ایک امیر مرزا محمود حسین خان جسکو لوگ دبیر الملک کے
نام سے پکارتے تھے - کرنل سٹولیتوف کے ساتھ اس سے پہلے تک سفر کیا تھا اسے بہت عرصہ
یہاں ٹھیرنا پڑا - اور وہ زار کے احکام کا منتظر تھا کہ میرے باپ کے بھاگ جانے کی خبر کابل سے جنرل کافمین
کو پہنچ چکی - اس نے تب دو آدمیوں کے ہمراہ کابل کا رستہ لیا جن میں سے ایک یورپین تھا اور
دوسرا انجار کا باشندہ تھا اور اس نے میرے والد سے کہا کہ کابل کو مت چھوڑو - اس وقت یہ
ان کی خاص تعظیم وتکریم کی گئی اور پھر وہ وہاں سے واپس چلے گئے جن کی سلامی اتوپ نے
ان کی آمد اور ان کی رخصت کے وقت حسب دستور اتاری ؛
سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر نے حالات جنگ کے ساتھ ہی وائسرائے بہادر کو بتا دیا کہ اسوقت خزانہ
میں جو کہ ان کے ہاتھ فتح کابل میں آیا ۱۳۰۰۰ سونے کے سکے روسی ساخت کے دستیاب ہوئے تھے ؛

شاید وہ اپنی بزدلی کو قابو میں نہ رکھ سکتا تھا اور ممکن ہے کہ وہ ان رجمنٹوں سے گھبراتا ہوگا جنہوں نے ۳ دسمبر کو دھاوا بولا تھا اور غالباً وہ اپنے کمزور اور پراگندہ دل کو قابو میں نہ رکھ سکتا ہو جبکہ وہ چلدیا -

ہائے قسمت نے کہاں مارا مجھے | زندگی نے ناحق ابھارا مجھے
میری سلطنت ہائے تاج اور تخت | ہیں چھوٹے کیونکر خدا میرے بخت
جس قسمت نے جلال مجھے تھا دیا | اسی نے مجھے موت میں پھانس دیا
جو منظور ہو اب خدا کو میرے | وہی ہوگا بر حق میرے لئے

ماہ اکتوبر کے اخیر میں جب کہ یہ معرکہ ختم ہوا - برٹش ٹروپ چھاؤنی شیرپور کو بڑھے اور ان بارکوں میں جا بسیرا کیا جو انکے واسطے اول سے ہی آراستہ پیراستہ کی گئیں تھیں - جہاں قلیوں وغیرہ سے کُل سامان آراستہ تھا - اسوقت پر جبکہ وہ اس چھاؤنی میں مقیم تھے سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو اتفاقیہ خوف کا خیال سوجھا کیونکہ اس اثنا میں سپہ شیر علی نے ایسے سخت موسم سرما میں ایک فوج جرار تیار کیا اور جسکی پناہ میں خود تھا - مگر خوش قسمتی سے اسوقت ہمارا کمسریٹ پُر تھا اور ہمارا قبضہ بالاحصار اور شہر پر مضبوط تھا - یہ ایک ہی واقعہ تھا جو (پہلی لڑائی افغانستان کی) کہلائی ؛

سر فریڈرک رابرٹس صاحب بہادر تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے کیوں شیرپور پر قبضہ رکھنا ضروری سمجھا اسکی وجہ صرف خاصکر یہ تھی کہ بالاحصار اس کے ایک طرف میں تھا جس سے آپس کا ملاپ ہمارے واسطے نہایت ضروری تھا کیونکہ شیرپور پورا ایک ایسا مقام تھا جسکو گذشتہ امیر نے موسم سرما میں اپنی افواج کا قیامگاہ بنوایا تھا یہ چھاؤنی شیرپور شہر سے بشکل ایک میل کے قریب شمالشرقی گوشہ پر تھی - اور اس کی مضبوطی قابل تعریف تھی جس کی دیواریں مضبوط اور گنجان اینٹوں سے بنائی گئیں تھیں - رابرٹس صاحب بہادر نے اس جگہ بجائے فوج کو رکھنے کے محکمہ گودام یعنے کمسریٹ کو رکھا - دیسی افواج جھونپڑیوں میں مقیم ہوئیں جن کو انہوں نے بذات خود بنایا تھا - اور جس سامان کو ہماری فوج نے بالاحصار سے خریدا تھا اور بالاحصار میں ہمارے قبضہ سے دور دراز مقامات میں امن نے صورت پکڑ لی تھی - اس چھاؤنی کی دیواریں نہایت مضبوط تھیں اور اسکی تین اطراف میں بھاری بھاری برج تھے اور جن کی اوٹ میں جدائی دیواریں بیمار و پہاڑ کے سلسلہ کی کھڑی تھیں اور اس کی سر بفلک چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی تھیں گویا یہ ایک چھوٹا سا قلعہ

ہمارے گودام کے واسطے نہایت خاطر خواہ تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ استقامت سے ہماری
پرانی چھاؤنی اوٹ میں تھی جس سے ہمیں ۱۸۴۱ء کا سا خوف تھا جس کا حال لیڈی
لایل اور رونسنٹ آیر کے صفحوں پر عیاں ہے۔ غرضیکہ اکتوبر کے اخیر پر سر فریڈرک
رابرٹس صاحب بہادر اچھی طرح سے مضبوط ہوگئے تھے تاکہ موسم سرما میں امن امان رہے ❊
بالاحصار کو جنرل صاحب بہادر نے مسمار کرنا ضروری سمجھا تاکہ ہم نہ دھاک
دشمن پر بیٹھ جائے اور اس کی اجازت کے واسطے وایسرائے بہادر کو لکھا۔ کیونکہ
اس کے معنے ہی افغان طاقت کے تھے جسکا توڑنا موزوں تھا۔ پس اسکو منہدم کیا گیا
اور اس کی فصیلو نیز عمارتوں طرف آگ جلائی گئی۔ اور یہ بات قرار پائی کہ اس مقام
کی کوئی جگہ بھی بغیر آگ کے لگنے کے نہ رہنی چاہیئے۔ ہمارا جنرل شیر علی سے لڑائیوں
کے متعلق یوں رقمطراز ہے۔ کہ جسوقت ہماری فوج اور امیر شیر علی کا مقابلہ ہوا۔ اس
وقت ہماری ۴۸ رجمنٹیں انفنٹری اور ۱۶ کیولری تھیں اور افغان سوار صرف تین سو بندوقوں
سے مسلح تھے۔ اسوقت توپ خانہ کے گولنداز اپنے اپنے کام پر تعینات کئے گئے جو تمام
اقسام کے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ اسوقت ایک ملین پونڈ بارود اور کئی ملین گولیوں
اور گولوں کا سامان ہمارے توپ خانوں میں موجود تھا۔ اور ان کے علاوہ تلوارین۔
وردیاں اور ٹوپیاں وغیرہ بافراط تھیں۔ اسوقت شیر علی نے ہماری افواج کو گھیر
چاہا جن کی قطاریں بھیڑ تک برابر دو میل چلی گئیں تھیں اور وہ اس امر میں کوشاں تھے
کہ ہمیں قابو میں کرلے ❊

اسموقعہ پر شیر پور کی چھاؤنی جو خالی کی گئی اسکا سبب سر فریڈرک رابرٹس صاحب
بہادر ہی جانتے تھے کیونکہ اسوقت تک تو جنرل افغانوں کی چڑھائی سے بالکل غافل
تھے ❊

اس سے زیادہ کچھ نہ ہو سکتا تھا اور یہ بات آپ نے اپنے والد سے سُنی ہوئی
تھی کہ افغان لوگ صرف پیار سے خوش ہوجایا کرتے ہیں مگر یہاں اس سختی کا نتیجہ
آئینہ میں نظر آنے لگا۔ غرضیکہ اپنی فوج کو شیر پور میں قیام دیکر سر فریڈرک
رابرٹس نے ماہ اکتوبر میں اس طرح پر لکھا۔ میں چاہتا ہوں کہ شیر پور کی چھاؤنی
کو تبدیل کیا جاوے کیونکہ جس دھوکہ کو میں ایکبار محسوس کرچکا ہوں دوبارہ اس سے
بچنا چاہیئے اور موسم سرما سر پر آرہا ہے جس سے ہمیں سخت دقت محسوس ہوگی۔ اور
پس میرا ارادہ ہے کہ ہماری فوج اکٹھی رہیں اور اگر اسوقت چوک جاینگے تو سرما میں

ایسا ہوتا تو ممکنات سے ہو جائیگا - بدیں خیال میں نے بالا حصار کی جہاں بین کی مگر مجھے
یہاں تسلی ہو دیتی اور میں نہایت خوش ہوا - مگر یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا کہ اس
مقام پر ہمیں فوج کا ایک تہائی حصہ بھی نہیں ٹھیر سکتا بلکہ علاوہ ازیں جانوران
کو دور دراز مقامات پر ٹھیرنا پڑیگا - درحقیقت شیرپور بہت عمدہ جگہ تھی مگر چونکہ یہ
بہت تنگ اور الٹی خطرناک تھی - آخرکار میں نے یورپین فوج اور بعض دیسی افواج کو
شیرپور میں متعین کیا اور بالا حصار کی اطراف کو مضبوط رکھا اور کابل اور بالا حصار
تک کا علاقہ اپنے قبضہ میں کیا - ایک دفعہ ہم سے آسمائی کی چوٹیوں پر مقابلہ ہوا اور
یہ واقعہ ماہ دسمبر ۱۸۷۹ء کا ہے - اسوقت ہمارے ہمراہ صرف ۶۰۰۰ آدمی تھے اور
دشمن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی - میں نے اسوقت ۶۰۰۰۰ کا اندازہ کیا تھا اور
مجھے اسوقت دیسی لوگوں نے بتایا کہ غنیم کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ
ہے - غرضیکہ میں اسوقت عجیب غلطان میں تھا جیسا کہ ہنسین کی کتاب سے عیاں
ہوتا ہے - پس میں نے اسوقت کمانڈنگ آر - ای سے مشورہ کیا اور سیاہ سنگ
کے کنارے پر ڈیرے جمانے شروع کئے مگر وہ موقعہ نہایت نازک تھا ۔

۲۳ اکتوبر کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے یوٹ کاک کا سلسلہ فرمایا -
جہاں کہ آپ نے ایک مقام پسند کیا - جہانکہ خیبر کالم کو تعیناتی کو حکم دیا اور وہ فوج
زیر کمان جنرل برائٹ صاحب بہادر تھی جو جلال آباد میں دو روز بیشتر جا چکی
یکم نومبر کو بریگیڈیر جنرل میکفرسن صاحب یوٹ کاک کی طرف بڑھے تاکہ
جنرل برائٹ کے کالم سے جا ملیں اور راستہ شتر [illegible] گردن کا سردی میں بند تھا ۔

اس اثنا میں شنواری وادی کے سردار برٹش کمانڈر کے پاس نذرانے اور
تحائف لیکر آئے ۔ اسیدن سر فریڈرک رابرٹس صاحب کرنیل میگریگر
چیف سٹاف اور داؤد شاہ جو افغان افواج کا کمانڈر انچیف تھا کو لیکر یوٹ کاک
کی طرف بڑھے اور راستہ میں جنرل میکفرسن سے آملے اور وہاں سے سیدھے
لٹربند درہ پر قبضہ جا کر گذرے - ایسے موقعہ پر وہاں ہلچل پڑ گئی اور خلزئی لوگ جو
کابل خورد کے باشندے تھے انگریزی افسروں سے اچھی طرح پیش آئے
مگر اس عرصہ میں فاصلہ دس میل بین تار مستحکم کی گئی جو درمیان کابل خورد اور شنواری
کے تھی - وہاں سے ہمارا جنرل واپس یوٹ کاک کو ہوا اور اس نے فوراً ہی تار کا
تانا بانا شیرپور تک پھیلا دیا اور اب اس ذریعہ سے ہمارے قبضہ میں ۴۰ میل

جگہ آ گئی جسکے درمیان ہم آسانی سے خط و کتابت کر سکتے تھے ۔

جیسا کچھ کہ اس کام کا نتیجہ نکلا نہایت خاطر خواہ تھا کیونکہ جنرل راینیٹی صاحب نے درہ سٹرینڈ آئیندہ خوف کے احتمال سے قابو کیا اور جنرل برائٹ کو جلال آباد (میں بٹھلایا) اور اسکا رستہ کابل خورد کو پہنچاتا تھا جس کے انتظام آراستگی پر جنرل میکفرسن کی نیکنامی کا حکم تھا۔ اور یہ مقام جگدلک کے نزدیک تھا جس پر بریگیڈیر جنرل گف کا رعب چھایا ہوا تھا۔ پس اگر جلال آباد سے جنرل برائٹ کے ڈویژن سے گندمک تو راستہ صاف ایک قطار میں ہو جاتا تھا ۔

۹ نومبر کو جنرل صاحب نے بھی حصار کا رخ کیا تاکہ بریگیڈیر جنرل ہیو گف سے ملاقات کرے۔ یہ صاحب شیر پور میں بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ آئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ وہ دستے بھی تھے جو پہلے بمقام سشتر گردن کرنیل منی کے ماتحت تھے۔ جنرل صاحب نے نہایت شوق سے کرنیل منی کو مبارکباد دی اور نیسری سکھ اور پہاڑی توپ خانہ کو بدیں وجہ شاباش دی کہ انہوں نے ملاؤں اور غازیوں کے ایک ایسے خونخوار فوج کے حملے کے مقابلے میں بڑی بھاری بہادری سے کام کیا۔ اور دشمنوں کا منہ پھیر دیا اور جب یہ لوگ کیمپ میں آئے تو ان کے ساتھیوں نے انہیں بہت شاباش دی۔ راستہ میں جنرل صاحب سے بادشاہ خان کی ملاقات ہوئی۔ یہ خان سازش کنندہ غلزئی سردار تھا۔ جنرل صاحب اس کے ساتھ بڑے روکھے پن سے پیش آئے۔ کابل میں انگریزی فوج بہت کمزور ہو گئی تھی کیونکہ جنرل میکفرسن و گف کے دستے چلے گئے تھے اور جب جنرل گف صاحب سشتر گردن کے محصورین کے ساتھ واپس کابل آئے۔ تو اس کمزور فوج کی طاقت بڑھ گئی کیونکہ آئندہ حادثوں میں کئی قبیلوں کی یکجہتی سے مقابلہ آن پڑا تھا اور وہاں معلوم ہوا کہ گف صاحب کی فوج کے آنے نے کیا کام دیا ۔

سر فریڈرک رابرٹس نے آئندہ چند روز میں چاردہ گھاٹی کا ملاحظہ کیا

یہ افسر اپنے بھائی ہیو گف کے ہمراہ تھا جبکہ یہ دونو دہلی میں ہڈسن کے ہارس میں تھے ہیو گف سر ہوپ گرانٹ کے ماتحت تھا حالانکہ اسوقت رعایا کی بغاوت مٹانے میں میسور پر لگا ہوا تھا - جنرل گف کیولری آفیسر تھا جو اپنے بھائی کی بہت سی لڑائیوں میں حصہ لیا کرتا تھا اور جسنے بغاوت میں وکٹوریہ کراس حاصل کیا اور بوقت جنگ وہ سر سیمول براؤن کے ڈویژن کا افسر تھا جسکا عہدنامہ بمقام گندمک میں ہوا ۔

اور ۶ و ۸ - اکتوبر کو میدان جنگ کا معاینہ کیا - اور اسی گھاٹی میں ایک دستہ
بماتحتی بریگیڈیر جنرل بیکر مختلف گانوں میں گیا - اور رجمنٹ کے ان بعض سپاہیوں
کو نکال کر لایا - جو رزیڈنسی پر حملہ کرنے میں شریک تھے اور ان کے نام اور پتے
رجمنٹ کے رجسٹر میں دیکھ لئے تھے - ان آدمیوں کا چالان بریگیڈیر جنرل
ہیلس کے زیر نظر ملٹری کمیشن کے پاس کیا گیا اور جن پر جرم ثابت ہو گیا ان کو
پھانسی ملی - اب ۱۲ نومبر کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے ایک اشتہار جاری
کیا کہ جو لوگ ۳ ستمبر سے انگریزی فوج کے مقابلہ میں لڑتے رہے ہیں - اگر انہوں نے
ہتھیار ڈالدیے اور اپنے گھروں کو واپس چلے گئے تو ان کو معاف کیا گیا - مگر جو آدمی
رزیڈنسی پر حملہ کرنے میں شریک تھے یا جن کے پاس ایلچیوں کا کچھ بھی سامان ملیگا
وہ مستثنیٰ ہیں - ۱۵ نومبر تک کابل میں پھانسی پانے والوں کی تعداد ۸۷ تھی - ان میں
زیادہ تر ان رجمنٹوں کے سپاہی تھے جنہوں نے رزیڈنسی پر حملہ کیا ؛

سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے کابل میں اپنی نیک نہادی سے
ایک سول ڈسپنسری کھولی جس سے مردوں کے علاوہ سردار کے گھرانے کی بیگمات
کو فوائد کثیر پہنچے - جنرل صاحب نے سردار ولی محمد برکزئی کو افغان ترکستان
کا گورنر مقرر کیا اور خرچ لشکر وغیرہ کے واسطے دو لاکھ روپیہ پیشگی اس کے حوالہ کیا
اور کوہستان جیسے شریر ضلع پر شہباز خاں کو مقرر کیا - ان سرداروں کے علاوہ
انگریزی کیمپ میں دوسرا گروہ غلزئی سرداروں تھے - انہوں نے اقرار کیا تھا کہ
ہم راستہ کو صاف رکھیں گے - علاوہ ازیں محمد سعید گورنر غزنی بھی
بہت سے فساد ہو چکے تھے - یہ مفسدے ایک پیر مرد ملا مشک عالم
[illegible] کا نتیجہ تھے - جو اسوقت افغانستان کے طوفانی سمندر پر موجود ہو گئے تھے -
اس مفسد بے پرواہ ملا کا اثر غضب کا تھا - اگرچہ یورپ کی پرانی تواریخ میں
اس کی نظیر موجود ہے - اور دونو ایشیا اور یورپ کے واقعات مذہبی اور صدی کے لحاظ سے
کمال طور پر ایک دوسرے کے مشابہ ہیں - یورپ میں ہزار سال پہلے پادریوں کا ایسا
ہی رعب و سکہ تھا جیسا کہ افغانستان اور سرحدی ملکوں میں ان ملاؤں کا ہے -
مشک عالم کو نوے سال تک غیر مذہب سے سخت نفرت رہی - وہ مذہبی معاملوں میں
سرگرم تھا اور چونکہ ملا تھا اسواسطے اہل وطن پر اسکا پورا اثر تھا - وہ ایسے
آدمی کے کلام میں کامل اعتقاد رکھتے تھے - جسکی سفید داڑھی سے امن کے آثار

نمایاں تھے اور جس کی سفید پوشاک سے پارسائی ٹپکتی تھی۔ لیکن اب اس کے لیکچروں کا نتیجہ امن وامان نہ ہوا بلکہ کشت وخون تھا۔ ہر مسجد ومنارے سے جہاد کی آواز آرہی تھی۔ امن کے فرشتہ کا پتہ بھی نہ تھا۔ غرض ہزار دل اہل وطن عالم بقا کو سدھارے ⁂

جنرل صاحب نے اس اثنا میں آیندہ موسم سرما کا انتظام کرنا شروع کیا اور میدان ولوگان وکوہستان سے رسد جمع کی اور سرداران کو اسکی قیمت بھیجدی۔ اور تمام بیکار جانور واپس ہندوستان کو بھیجدیے تاکہ چارہ کی کفایت ہو۔ لنڈی کوتل کی سڑک صاف کرائی گئی تاکہ ہندوستان سے رسد آنے میں دقت نہ ہو اور انگریزی کیمپ اور جلال آباد کے درمیان تار بھی لگا دیا گیا ⁂

جب سر فریڈرک رابرٹس صاحب لفٹنٹ جنرل بن گیا تو اسے خیال ہوا کہ ممکن ہے دو طرفہ توجہ ہونے سے نقصان پہنچے۔ مگر جبردہ تا انتہا واہ در خیبر تک کے کل دستے اب اس کے زیر حکم تھے اور اسی طرح جنرل برائٹ کی بارہ ہزار فوج بھی اس کے ماتحت تھی۔ اس سے اسکو از حد تقویت ہوگئی۔ ماہ نومبر کے اخیر میں جب جنرل میکفرسن کا رسالہ شیرپور میں واپس آگیا۔ تو سر فریڈرک رابرٹس نے بریگیڈیر جنرل بیکر کو ایک قوی فوج دیکر میدان کی طرف روانہ کیا تاکہ غلہ وچارہ وہاں سے جمع کرے۔ میدان کابل سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر غزنی کی طرف واقع ہے اور غلہ وچارہ وہاں کی مالگذاری کا ایک حصہ ہوتا ہے دوسرے دن چند سواروں کے ہمراہ سر فریڈرک جنرل بیکر سے جاملا۔ اس طرف کے ایک مشہور سردار نے غلہ دینے سے انکار کیا۔ اسپر کپتان ٹرنر اسسٹنٹ پولیٹیکل آفیسر کو دو رسالہ دیکر روانہ کیا کہ جاؤ پکڑ لاؤ۔ مگر سواروں کو مار کے بندوقوں سے ایسا بھگایا کہ پانی بھی نہ مانگا۔ یہ سنکر سر فریڈرک ۲۴ نومبر کو صبح ہی باغی سردار کی خبر لینے کو چڑھ گیا۔ مگر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سردار قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے قلعہ کو آگ لگا اور آس پاس کے گاؤں کو پھونک سر فریڈرک میدان میں واپس آگیا اور دوسرے دن شیرپور گیا۔ اور جنرل بیکر کو چھوڑ گیا تاکہ مدعا پورا کرے ⁂

جب وہ شیرپور میں آیا تو اس نے سنا کہ افغان ترکستان اور کوہستان سے عجب آفت مچا رکھی ہے۔ ہزاروں آدمی وہاں جمع ہو رہے تھے۔ اور جو گورنر کوہستان میں مقرر کیا گیا تھا اس کی حالت پریشان تھی۔ جنرل بیکر میدان

سے چارہ جمع کرتا ہوا شروع دسمبر میں شیرپور آیا۔ اس نے رپورٹ کی تھی کہ ضلع میں بالکل امن ہے۔ مگر یہ امن دھوکہ دینے والا تھا۔ کیونکہ وہ گفتار ہی سے نکلی ہی تھا کہ جس گورنر کو اس نے مقرر کیا تھا اس کا کام تمام پایا۔ یہ گورنر ایک برگزیدہ سردار اور امیر دوست محمد خاں کا بیٹا تھا۔ ضلع لوگانڈ کے گورنر کا بھی یہ حال تھا۔ لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ اور جب تک انگریزی بندوق ان کے سر پہ نہ ہو وہ کسی کی پرواہ کرتے تھے۔ ہر طرف نحوست کے آثار نمایاں تھے اور ۱۸۴۱ء کا نقشہ آرہا تھا کہ جب سر ولیم میکناٹن شاہ شجاع کو انگلیوں پہ نچا رہا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ انگریزوں کا ناک میں دم آگیا تھا۔ مگر سر فریڈرک رابرٹس نے ڈوبتے بیڑے کو بچایا۔ یہ ایسا افسر تھا کہ ملکی اور جنگی معاملات میں کافی دسترس رکھتا تھا اور ایسے موقعہ کے خطروں کو خوب جانتا تھا۔ بلکہ ان کے دور کرنے کو خوشی سے آمادہ تھا۔ علاوہ ازیں رسد کا سوال بڑا نازک تھا خصوصاً ہزاروں گھوڑوں اور دیگر جانوروں کے واسطے چارہ کا خیال جنرل صاحب کو بہت تھا۔ کیونکہ سرما کی رسد کے واسطے ایک لاکھ من سے زیادہ کی ضرورت تھی۔ ابھی تک ایندھن اور دیگر رسد کا سامان ۶ مہینے کے واسطے بھی جمع نہ ہوا تھا اگرچہ پیش بینی کی تھی کہ جس روز سے کابل میں آیا تھا اسی روز سے جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔

شروع دسمبر میں جاڑا اکڑا کے سے پڑنے لگا۔ تھرمامیٹر بیس درجہ پر تھا۔ سر فریڈرک رابرٹس نے جو غزنی کی مہم کا ارادہ کر رکھا تھا کیونکہ کابل کے آگے صرف غزنی فساد کی جڑ تھا۔ اس لئے وہ ارادہ ملتوی کیا کیونکہ سپاہیوں کو سخت مصیبت پیش آنے کا اندیشہ تھا۔

یکم دسمبر کی صبح ہی کہ ابھی کیمپ کے آدمی سوتے ہی پڑے تھے۔ امیر یعقوب خاں کو دار الخلافہ چھوڑنا پڑا اور چند سواروں کی حفاظت میں ہندوستان کو قیدی بنا کر روانہ ہوا۔ کابل میں جو برٹش کیمپ کو قتل کر ڈالا تھا اس کے واقعات کی تفتیش کے واسطے کرنیل میک گریگر۔ ڈاکٹر بیلو اور محمد حیات خاں مقرر ہوئے تھے ۱۸ نومبر کو انہوں نے اپنی رپورٹ جنرل صاحب کے سامنے پیش کی تھی۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے جب اس کے نتائج سوچے تو امیر کی جلاوطنی کا حکم دیدیا۔ سر فریڈرک رابرٹس صاحب اور اس کے سٹاف کے بعض آدمی امیر کو

رخصت کرنے کے وقت موجود تھے۔ پس اس طرح سے شیر علی کے فرزند کی چند روزہ اور پُر آفت سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس بیچارے نے عجیب و غریب انقلابات کا منہ دیکھا۔ یہاں تک کہ ان سے اس کے دادا دوست محمد خاں کے گھرانے کی تاریخ میں ایک ایک حیرت انگیز انداز و رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ کوئی ایک سال پہلے اس کے باپ شیر علی کو جو طاقت حاصل تھی وہ نہ تو دوست محمد کو حاصل تھی اور نہ احمد شاہ کے بعد کسی اور امیر کو نصیب ہوئی تھی۔ لیکن نالایق مصاحبوں نے اور اس کی بد کی امید نے اسکو خاک میں ملادیا۔ جب اس کی فوج علی مسجد اور پیواڑ کوٹل پر شکست کھاچکی اور اس کا جنوبی دار الخلافہ چھن گیا تو آپ افغان ترکستان کو بھاگ گئے پھر وہاں زار روس کے پاس جانے کی اجازت مانگی۔ تاکہ وایسرائے ہند کی شکایت کرے مگر ناکام رہا۔ اپنی بڑی بڑی امیدوں میں اس طرح دل ٹوٹ جانے سے چند روز بیمار رہکر مزار شریف میں دنیا سے رخصت ہوا۔ ایک مورخ نے اسکو ولزی سے مشابہت دی ہے کہ "کل یہ حال تھا کہ اس کے سامنے کوئی چوں نہیں کرتا تھا۔ ہزاروں جنگجو اسکے الفاظ سے کانپتے تھے مگر آج یہ حال ہے کہ منہ پر سفید کپڑا پڑا ہوا ہے"۔

اس کے بیٹے اور والی تخت یعقوب خاں کی تقدیر نے بھی کچھ یارا نہ دیا۔ یہ شخص ایک وقت میں وسط ایشیا میں بڑا تند اور زبردست بہادر سمجھا جاتا تھا کیونکہ یہ یعقوب خاں ہی کی تلوار تھی کہ اس کے باپ کا تخت قایم رہا جب شیر علی کا نصیبہ لوٹ رہا تھا اسوقت اس نوجوان نے دشمنوں سے تخت بچایا اور اپنے چچا اعظم اور بھائی عبد الرحمن کو جو افغان سیاست کے ہتھکنڈوں میں تھا اور متحد افغانستان پر حکمرانی کرتا تھا شکست فاش دی۔ یعقوب کی طرف سے لوگوں کو آیندہ بہت کچھ امید تھی۔ لیکن یا تو یہ بات ہے کہ تقدیر کا زبردست تھا اسواسطے کامیاب ہوتا تھا نہ کہ ہوشیاری اور بہادری سے یا پانچ سال تک قید خانہ میں رہنے سے اس کا جوش طبع بالکل زایل ہوچکا تھا۔ مگر یہ بات تحقیق ہے کہ یعقوب خاں نے کوئی شاہی اوصاف نہیں دکھلائے جن سے اسکے باپ دادا کو فخر و عزت حاصل تھی۔ ۳ ستمبر کو اس نے ایک دوست کی جان پر آبنی اگر یہ ذرا بھی ہمت کرتا تو اس بیچارے کی جان بچ جاتی مگر دم دبا کر بھاگا اور اسی وقت اسکی تھو تھو ہوگئی اور اس یعقوب خاں کے مقابلہ میں جو افغانستان کا شاہ گر کہلاتا ہے

اسکو از حد ذلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - اسوقت یہ بھری جوانی میں تھا - ۳۱ سال سے زیادہ عمر نہ تھی - خوبصورت اور شکیل تھا - اور اس کی بہادری زبان زد خلایق تھی - مگر اپنے فسادی اہل وطن کو قابو میں نہ رکھ سکا - اور جب تخت کی حفاظت کرنے میں تلوار کو کام نہ لا سکا تو اسی پر صبر کر لیا کہ اپنے بہادروں اور سپاہیوں کو ایک جھگڑے میں لگا دیا - یہ جھگڑا ایسا تھا کہ اگر کامیاب ہوتے تو بہت فایدہ تھا مگر ہار گئے تو کم از کم عزت تو بچ گئی ۔

شروع دسمبر میں جو ملک کی عام صورت ہو رہی تھی اور وہ اسباب جن سے یہ حالت ہو گئی تھی کہ ملک پر از مصائب معلوم ہوتا تھا - اس رپورٹ سے جمع کی جا سکتی ہیں جو سر فریڈرک رابرٹس نے ایجوٹنٹ جنرل کے پاس بھیجی تھی ۔

جب ستمبر کی جد و جہد ختم ہو چکی اور سفیر قتل ہو گیا تو انگریزی فوج علی خیل سے اس سرعت کے ساتھ آگے بڑھی کہ افغانوں کو مقابلہ کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا اور کریشیا کی شکست نے مقابلہ کرنے کی طاقت کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا - افغانوں کا یہ خیال تھا کہ جس طرح سنہ ۱۸۴۲ء میں ہوا تھا اب بھی جہاں شہر کابل سے خاطر خواہ بدلا لے لیا انگریزی فوج ہند کو واپس چلی جائیگی - اب ایسا اتفاق پڑا کہ کریشیا کے حملے کے بعد ایک انتظار و شش و پنج کا موقعہ آن پڑا - افغان حادثوں کا انتظار کر رہے تھے اور ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ کل فرقہ یکبارگی جوش میں آجائے - لیکن اس وقفہ میں بھی بعض بعض باتیں ایسی ظہور میں آئیں کہ اس فسادی فرقہ کی ایڑی سے چوٹی تک جھل نکل گئی - اول اس چھاونی کا قبضہ جس کا نام امیر کے نام پر رکھا ہوا تھا - دوم توپ خانہ و دیگر سامان جنگ کو قابو میں لے لیا جو اس نے نہایت احتیاط و خرچ کے ساتھ جمع کیا تھا - سوم بالا حصار کا فتح کرنا جو ملک کا تاریخی قلعہ تھا اور بادشاہوں اور امرا کا سکونت گاہ تھا چہارم یعقوب خاں اور اس کے وزرا کا قید کر کے جلا وطن کرنا - ان سب باتوں سے ملک کی دشمنی و نفرت جو غیر ملک کے حملہ آور کے ساتھ ہوتی ہے بھڑک اٹھی اور لوگ آگ بگولا ہو گئے ۔

جب لوگوں کا یہ حال تھا تو یہ صاف ظاہر تھا کہ اگر خود سرداران کے درمیان حسد و بے اعتباری کے بیج بو دیئے جائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ مل کر

انگریزوں سے مقابلہ نہ کر سکینگے اور اگر کوئی بات باہمی ایسی پڑگئی جو اس حسد وغیرہ سے کہیں بالاتر ہو اور اس سے کل ملک ایک ہوگیا تو پھر ان میں وہ طاقت پیدا ہوجائیگی کہ انگریزوں کو مار کر ایک دم میں ملک سے باہر نکال دینگے ۔

یہ شعلہ جو بیس سال تک علما کی آتش بیانی اور ہر گاؤں و شہر کی مسجدوں میں انگریزوں کی برائی کرنے سے پیدا ہوا تھا ۔ زیادہ یہ شعلہ اسوقت بھڑک اٹھا کہ جب یعقوب خاں کے گھرانے کی بیگمات نے عام لوگوں سے داد چاہی ۔ اور پوشیدہ خزانہ خوب لوگوں کو لٹایا اور سب سے بڑھ کر یہ بات تھی کہ انگریزی فوج کو لوٹ کر ہر قسم کے اڑا دینگے ۔ جب ملاؤں نے اس کی حسد کو دبا دیا اور ملک کے دشمنوں سے بدلا لینے کی تمنا ان کے دل میں روشن کردی تو یہ صورت تھی کہ انگریزی حملہ آوروں کے مقابلہ میں تمام ملک چڑھ رہا ہے ۔ سنہ ۱۸۴۱-۴۲ء کے حادثے یاد دلائے گئے اور ان سے کہا گیا کہ جو ایک دفعہ ہو سکتا ہے وہ پھر بھی ہو سکتا ہے ۔ لوگوں کو کامل یقین تھا کہ اگر ہم یک لخت فوراً چڑھائی کریں گے ۔ تو ان شیرپور کی قلیل لشکر انگلیشیہ کو آسانی سے نکال دینگے اور پہلے کی طرح افغانستان وہندوستان کے درمیانی دروں میں پھر ان کی شامت آئیگی ۔ اسوقت سرداروں اور ملاؤں کی یہ امیدیں تھیں جو چند روز کے واسطے انگریزی کافروں کے مقابلہ میں جمع ہوگئے ۔

جو خبر سر فریڈرک رابرٹس صاحب کو ملی اس کے مطابق ان کا ارادہ یہ تھا کہ پہلے شہر اور بالا حصار پر قبضہ کریں اور پھر شیرپور کے آس پاس کے بہت سے گاؤں اور قلعوں پر قبضہ کرکے چھاونیوں کو گھیر لیں ۔

اس مطلب کو حاصل کرنے کے واسطے انہوں نے یہ انتظام کیا کہ جنوب یعنی لوگار - زرمت - اضلاع بنگال وجاروں اور بیج کے ملک غلزئی کی افواج ان پہاڑیوں پر قبضہ جمائیں جو شہر سے کریشیا کی طرف پھیلی ہوئی ہیں اور جس میں بالا حصار اور تخت شاہ شامل ہیں اور کوہستان کی فوجیں اسمئی کی پہاڑیوں اور شہر کی شمالی پہاڑیوں پر مضبوط ہو بیٹھیں اور میدان - وارڈک اور غزنی کی فوجیں مغرب سے شہر کی طرف جھکیں ۔

چونکہ یہ ظاہر تھا اگر یہ مختلف فوجیں ایک دفعہ کابل پر آن پڑیں تو شہر اور آس پاس کے بہوتا لوگ ان سے مل جائینگے تو جنرل صاحب نے یہ چال کھیلی کہ

ان کو جُڑنے سے پہلے ہی توڑ دیا جاوے اور جو فوجیں میدان میں سلطان جان کے ماتحت جمع تھیں اور کوہستان کے جنوبی حصہ کوہ دامان میں میر بچہ کے تحت تھیں اُن سے علیحدہ علیحدہ سلجھے - کیونکہ میر بچہ کا ارادہ سلطان جان سے ملنے کا تھا ٭

---
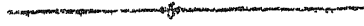
۸ دسمبر کو سر فریڈرک رابرٹس صاحب نے اپنی تجاویز کے مطابق
بریگیڈیر جنرل میکفرسن کو ایک دستہ دیکر براہ قلعہ روشنہ ارغندہ
جانب غرب روانہ کیا۔ تاکہ دشمن کو میدان کی طرف نکالدے۔ دوسرے دن
بریگیڈیر جنرل بیکر کچھ فوج لے کر براہ کریشیا میدان کی طرف گیا تھا کہ اس
موقعہ پر جم جائے جہاں سے دشمن میکفرسن سے شکست کھانے کے بعد واپس
جائے۔ اس مطلب کو پورا کرنے کے واسطے اور توقف کا اظہار کرکے دشمن کو باہر
نکالنے کی غرض سے جنرل صاحب نے یہ نازک موقعہ اختیار کیا۔ کیونکہ ایسی
فوج کے ساتھ جس میں صرف آٹھ ہزار آدمی ہوں ایسی چال چلنا ایک جنگی رکان
تھی۔ لیکن پھر بھی جہاں تک ہو سکا ۸ دسمبر کو جگدلک سے تمام محافظ۔ پیدل
اسوار کو بہ ماتحتی کرنل جین گنٹر حفاظت کے واسطے بلا لیا کہ موقعہ بہ موقعہ کام آئیں
یہ فوجیں ۱۱ دسمبر کو رات کے وقت ایک بڑے اچھے موقعہ پر آن پہنچے ؎
۹ دسمبر کو جنرل میکفرسن قلعہ روشنہ میں ٹھیرا ہوا تھا۔ یکایک سر
فریڈرک نے بذریعہ لفٹنٹ کرنل لاکہارٹ کے جو اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل تھا
معلوم کیا کہ دشمن کے بہت سے آدمی ارغندہ اور پغمان کے شمال کی طرف کوہستان
کا رخ کئے ہوئے ہیں اور بہت سے کوہستانی کیریز میر میں جو کابل سے دس میل
جانب شمال ہے جمع ہو رہے ہیں۔ اس مجموعہ کو منتشر کرنے کی غرض سے کہ کہیں
دشمن کے آدمی آپس میں مل نہ جائیں۔ سر فریڈرک نے میکفرسن کو حکم دیا۔ کہ
کوہستانیوں پر حملہ کرو اور چونکہ وہ قطعہ ملک اسپی توپ خانہ اور سواروں کے
مطلب کا نہ تھا اسواسطے حکم ہوا کہ یہ فوج قلعہ روشنہ میں چھوڑ دی جائے اور

چودھواں بنگال لینسرز کا دستہ ساتھ جائے ؛

جب یہ لوگ سرخ کوتل پر پہنچے جو کریز میر سے دو میل ورے ہے - تو میکفرسن کو معلوم ہوا کہ خوب وقت پر آ گئے کیونکہ دشمن لتبان گھاٹی میں ابھی دور تھا اور ان کے انہیں ملنے سے یہ کوہستانیوں سے سُلجھ سکتا تھا - پس اس نے نہایت جوش و دلاوری کے ساتھ حملہ کیا اور مار کر بھگا دیا - دشمن کا انہیں سخت نقصان ہوا - جب دشمن میدان سے بڑھا چلا آرہا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ لتبان گھاٹی سے سرخ کوتل پر چڑھ کر کوہستانیوں کی مدد کریگا - لیکن جب اس نے دیکھا کہ ہماری فوجوں کے پاس عمدہ عمدہ مورچے ہیں اور ہمایا آپنے دوستوں کی شکست کا حال سنا ہوگا تو اس نے ارغندہ کا رستہ لیا - سر فریڈرک رابرٹس اپنی ۲۳ جنوری ۱۸۸۰ء کی رپورٹ میں جہاں اس نے ماہ گذشتہ کی مفصل کیفیت بیان کی ہے - لکھتا ہے کہ جنرل میکفرسن نے ۱۰ دسمبر کی دوپہر کو مجھے اشارۂ مطلع کر دیا تھا کہ میں اس غرض سے کہ دشمن کے راستہ ہی میں جا پڑیں - سر فریڈرک نے حکم دیا کہ ایسی توپخانہ اور سر اسٹان کا رسالہ قلعہ قاضی سے آگے بڑھے - مزید براں شیرپور سے دو رسالوں کو اور حکم ہوا تاکہ کام مضبوط ہو جاوے یہ ساری فوج لفٹنٹ کرنیل گارڈن آر - ایچ - اے کی ماتحتی میں تھی مگر اس سے کچھ مطلب بر آری نہ ہوئی کیونکہ جونہی سوار نمودار ہوئے دشمن کچھ تو گاؤں میں جا گھسے اور کچھ لتبان کی اطراف کی اونچی اونچی پہاڑیوں میں جا چھپے ؛

۱۰ دسمبر کو جنرل میکفرسن کریز میر میں ٹھہرا اور جنرل بیکر جو ایک دشوار گذار راستہ سے کوچ کرتا چلا آرہا تھا میدان کے مغرب میں کچھ فاصلہ پر ٹھہر گیا ؛

سر فریڈرک رابرٹس نے جنرل میکفرسن کے پاس حکم بھیجا کہ ۱۱ دسمبر کو علی الصباح کوچ کرے اور دشمن کا جو راہ لتبان گھاٹی غرب و جنوب کو بھاگ رہا ہے تعاقب کرے اور کوشش کرے کہ دشمن کو جنرل بیکر کی طرف بھگا دے اور میکفرسن کے پاس یہ بھی اطلاع بھیجدی کہ ایسی توپخانہ دشوار یہ ماتحتی بریگیڈیر جنرل ڈنہم میسی جو شیرپور سے فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا گیا تھا قلعہ قاضی سے ۹ بجے صبح کے روانہ ہونگے اور تمام ارغندہ کی سڑک پر ان سے جا ملو - سر فریڈرک لکھتا ہے کہ جنرل میسی کا یہ حکم تھا کہ قلعہ قاضی سے اس سڑک پر

کوچ کریں جو شہر کابل سے سیدھی ارغندہ اور غزنی کو جاتی ہے - اور احتیاط اور خاموشی کے ساتھ کوچ کرتے رہیں - دشمن کا ہروقت خیال رکھیں - جنرل میکفرسن سے خط وکتابت کریں اور اسکی حرکات کے موافق کام کریں - لیکن جبتک جنرل میکفرسن سے گٹ پٹ نہ ہوجائے کسی صورت میں حملہ نہ کریں ؛

جنرل میسی معمولی راستہ سے غزنی کی طرف نہ گیا بلکہ دیہات کے اندر سے گیا تاکہ قلعہ قاضی سے نکل کر اس سڑک پر چڑھ جائے - توپ خانہ کا ایک حصہ اس نے کپتان چشولم کے ماتحت جنرل میکفرسن کی خبر لانے کو بھیجا جو چند میل پیچھے پہاڑیوں میں تھا - مگر وہ حصہ دن بھر واپس نہ آیا - سر فریڈرک رابرٹس لکھتا ہے کہ اگرچہ قلعہ قاضی کے پاس پہنچکر جنرل میسی کی اگلی فوج نے اطلاع دی کہ دشمن کے آدمی بہت ہیں اور غزنی کی سڑک کے دونوں طرف پہاڑیوں میں جمع ہوئے ہیں مگر اس نے کچھہ پرواہ نہ کی اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا - آگے چلکر خبر ملی کہ دشمن پہاڑ سے اُترکر میدان میں آرہا ہے اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کی نیت سے آرہا ہے ؛

اب جنرل میسی وہ ساری احتیاط بھول گیا - اور بدوں اسبات کے خیال کئے کہ مجھے میکفرسن کی حرکات کے موافق چلنا ہے وہ دشمن سے بھڑ گیا - اب اس غرض سے کہ جب تک جنرل میکفرسن کو اطلاع نہ کردے دشمن کو ٹھیرائے رکھے - ۲۹۰۰ گز کے فاصلہ پر سے ہی فیر کرنے شروع کئے - مگر جب کچھہ مطلب حاصل نہ ہوا تو اپنی توپ خانہ کو حکم دیا کہ چار سو گز اور قریب ہوجائیں - اور جب دیکھا کہ دشمن بڑھا چلا آرہا ہے تو توپ خانہ کو اور آگے بڑھنے کا حکم دیا - اور جب دو ہزار گز کا فاصلہ رہا تو آگ برسانی شروع کی اور اسی طرح سے تھے کہ دشمن ۸۰۰ گز کے فاصلہ پر آگیا - چونکہ افغان اب بھی بڑھے چلے آرہے تھے - تو جنرل میسی نے نویں لینسرز کے تیس آدمیوں کو پیدل کیا اور اُنھوں نے گولی برسانی شروع کی مگر جنرل میسی لکھتا ہے کہ غنیم اندازاً دس ہزار تھی اور ایسے جوش میں تھی کہ ان پیدلوں کی آگ کچھہ کارگر نہ ہوئی - اسوقت سر فریڈرک رابرٹس بھی جنرل ہلز و سٹاف اس موقعہ کو دیکھنے آیا کہ دیکھوں میری تجویز کا کیا اثر ہوا ہے اور جنرل میکفرسن اور میسی کی متحد فوجوں کو سنبھالوں مگر جب دیکھا کہ پاسہ پلٹا ہوا ہے اور فوج آفت میں ہے تو اس کی عقل دنگ ہوگئی - اس نے موقعہ کی نزاکت کو پہچانا اور دیکھا کہ اپنی توپ خانہ اور سواروں کے ساتھ ایسے دشمن جرار کے مقابلہ میں ایسی

خراب زمین پر رہنا بے سود ہے۔ پس اس نے جنرل میسی کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا اور کہا کہ سواروں سے حملہ کا کوئی موقعہ نکالو تاکہ توپ خانہ بچ جائے۔ پھر اس نے جنرل میسی اور کرنیل گارڈن کو حکم دیا کہ کوئی راستہ تلاش کرو جہاں سے توپوں کو امن سے لے جائیں۔ سر فریڈرک رابرٹس اس موقعہ کی کیفیت اس طرح بیان کرتا ہے کہ جب میں اس موقعہ پر آیا تو دیکھا کہ حالت خراب ہے۔ پھر فوراً میں نے اپنے ایک مصاحب لفٹنٹ شر سٹن کو جنرل میکفرسن کے پاس بھیجا اور اس کو لکھا کہ اپنے بائیں طرف گھوم کر آگے اور توپوں اور سواروں کی جلد آکر مدد کرے۔ اور اسی وقت جنرل ہلز کو شیرپور دوڑایا کہ جنرل ہیوگف کو موقعہ کی حالت سے اطلاع دے اور اس سے کہے کہ ہوشیار ہو اور ۷۲ ہائیلنڈرز کے ایک سو کو ڈیہہ مزنگ کے مقام پر بہت جلدی بھیجو۔ کہ وہاں دریا سے کابل کو تنگ مقام سے جا دبائیں۔ جب میں نے دیکھا کہ اس کٹھن زمین پر تنیل سواروں سے فائدہ کے رہنا حاصل ہے اور افغان فوج دبائے چلی آرہی ہے تو جنرل میسی کو حکم دیا کہ توپوں کو کابل کی طرف لے جائے اور سواروں کا حملہ کرکے کام نکالے ؂

لفٹنٹ کرنیل آر۔ ایس کلی لنڈ جس کے زخم شدید لگا تھا اور کپتان بلوم فیلڈ گف نے جو سواروں سے حملہ کیا وہ بہت معقول تھا اور شاباشی کے قابل تھا اگرچہ افغانی فوج کو چند منٹ سے زیادہ نہیں روک سکے۔ نویں لینسرز کا بہادر کرنیل بری طرح زخمی ہوا اور بہت سے افسر و سپاہی لشکر کو بچانے کی کوشش میں عالم بقا کو سدھارے۔ مگر توپوں کے بچانے کے واسطے حملہ کرنا ضروری تھا جب دست بدست مخالفت میں تھا۔ اگرچہ وہ اس لحاظ سے زیادہ تعریف کے قابل تھا کہ مصیبت کے وقت نیٹو فوج نے اپنے افسروں کو چھوڑ دیا۔ برٹش لینسرز اس شرمناک کام کو کب گوارا کر سکتے تھے ؂

باری باری سے ہٹتے ہوئے دوشاہی اسپی توپ خانہ نے پھر آگ برسانی شروع کی۔ لیکن افغان دبائے چلے آتے تھے۔ یہاں تک ایک نالہ پیچھے آگیا۔ اب سر فریڈرک نے یہ چال چلی کہ جب راستہ نہ ملے ایک سواروں کا حملہ اور ہو جائے۔ وہ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے۔ کہ جب دیکھا کہ توپیں نالہ میں آن پڑیں اور دشمن دبائے چلا آرہا ہے۔ تو میں نے جنرل میسی کو ایک اور حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ نویں لینسرز بہت شکستہ حال ہو گئی تھی اور قبل اس کے

کہ ان کو جمع کیا جائے توپوں کو چھوڑنا پڑتا تھا ۔
واپس ہٹتے ہوئے لفٹننٹ ہارڈی سے آرمی ایکٹنگ - ایسے جو آخر دم تک
لفٹننٹ فورلس کی مدد کر رہا تھا (جو چوتھی بنگال لینسرز کا لفٹننٹ تھا) اور
جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی مارا گیا مگر تب وہ اسے اور توپوں کے ہانکنے والے امن
سے سواروں کے ساتھ بحفاظت واپس ہٹ سکے ۔
سر فریڈرک رابرٹس لکھتے ہیں کہ جب ہماری فوج پیچھے ہٹنے لگی تب
سے پہلے میں نے سواروں کو منتشر ہوتے ہوئے دیکھا اور کچھ تو مرے پڑے تھے
اور کافی آدمی لینسرز اور چوتھی بنگال لینسرز کے تھے - غرضیکہ اس قدر فوج
قدم بقدم بمشکل تمام پیدل سپاہیوں کے ساتھ دشمن کی فوقانی رفتار کو کسی قدر روکا
آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹ رہی تھی فوج کے پیچھے پیچھے گویا ہر طرف جنگی تھی منشا یہ تھا کہ اتنا وقت مل جائے
کہ پیچھے شیرپور سے ۷۲ ہائی لینڈرز ہرنگ میں پہنچ جاویں کہ افغان اس
مقام پر پہنچنے نہ پاویں - واپس ہٹتے ہوئے چودھویں بنگال لینسرز کے کپتان نیول
کے ماتحت بڑا استقلال ظاہر کیا - اثنائے جدوجہد میں بہت سے لوگوں کے گھوڑے
ضائع ہو گئے چھوٹے دستے میں اکثر گھوڑے سے مرے اور بہت سے موقع اس جا بیا زخمی
کیے ظاہر ہے جو انگریزی فوج میں ہمیشہ ہوتی ہے - خواہ دشمن ان کو شکست ہی
دیا ہے - موقع کی حالت نہایت خطرناک تھی کہ اتنے میں ۷۲ ہائی لینڈرز سرداری
بہادر سے فوجی بل مارچ کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے - نویں
لینسرز کی فوج کے سپاہیوں نے بڑے زور سے ان کی آمد کا نعرہ بلند کیا - اب یہ
نظارہ واقعی قابل دید تھا کہ سرنگ میں پہلے کون پہنچے آیا ہائی لینڈرز یا افغان مگر
ہمارے بہادر پہلے اور مکان کی چوٹیوں پر چھا گئے - پھر تو بندوقوں نے دشمن کی
آمد کو روک دیا - افغان لیسرداری عاقبت ان بہتیرے گاؤں کے گرد منڈلاتے
رہے مگر ان کی ایک پیش نہ گئی اور ہمارے گولیوں کے ان کی فوج کو منتشر کر دیا
جب افغانوں کی کسی طرح کچھ پیش نہ گئی تو انھوں نے اس تنگ راستے سے کابل
میں داخل ہونے کا ارادہ چھوڑ دیا اور اس لیے دائیں طرف کی زمین پر قابض ہو
بیٹھے اور تخت شاہ اور چاردہ گھاٹی کے تمام قلعہ دار گاؤں میں قدم جما بیٹھے تاکہ
اپر بالا حصار کو کچھ خطرہ معلوم ہو - اب ہم بریگیڈیر جنرل میکفرسن کی کارروائی
بیان کرتے ہیں ۔

سمرج کوتل سے آٹھ بجے صبح کے کوچ کر کے میکفرسن صاحب جنوب مغربی سمت میں ارغندہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن یہ دیکھ کر کے دشمن کے انبوہ کے انبوہ سامنے سے کابل کی طرف چلے جا رہے ہیں اور بائیں طرف جنرل میسی کے فیروں کی آواز سنی تو اس نے اپنے دائیں دستہ کو آگے بڑھایا اور ساڑھے بارہ بجے کے قریب پہنچے جب سواروں وغیرہ نے ہلہ شروع کر دیا تھا اس کے ایک گھنٹہ بعد ٹھیک وہ اس مقام پر پہنچ گیا تھا۔ جہاں جنرل میسی کی لڑائی شروع ہوئی تھی۔ یہاں اس کو دشمن کی پچھلی فوج ملی جو آناً فاناً میں منتشر ہو گئی اور پھر ان میں سے قلعہ قاضی کی پہاڑیوں میں جا چھپے۔ باقی چہار دہ کی گھاٹیوں میں گھس گئے۔ چونکہ جنرل میکفرسن کو جنرل میسی کی حالت کی کچھ خبر نہ تھی تو اس نے رات کو قلعہ قاضی میں ٹھیرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن بعد میں سر فریڈرک رابرٹس کے پاس سے حکم آیا کہ دیہہ مزنگ کے پیچھے چلے جاو یہاں وہ ۷ بجے پہنچا اور شہر کا قبضہ اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا ؛

جنرل میکفرسن کی حرکات کو جو اس روز واقعہ ہوئیں اس کا سردار اس طرح بیان کرتا ہے کہ جب اس نے میسی کی توپوں کی آواز سنی تو اس کی لڑائی کی باریکیوں کے پہچاننے والی عقل نے اسکو بتا دیا تھا کہ اپنے بائیں کو گھوم جائے حالانکہ میرا ابھی کوئی حکم اس کے پاس نہیں پہنچا تھا۔ اور قدم بڑھا کر چلا ہی تھا کہ دشمن کے انبوہ کثیر سے ملاقات ہوئی جو اس مقام پر تھے جہاں توپیں لینسرز نے پہلے حملہ کیا تھا۔ چونکہ وہ ابھی فتح پا کے چلے تھے۔ انہوں نے لڑائی کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر برگیڈ استقلال سے بڑھتا رہا اور آخر کو افغان بھاگ نکلے۔ جب میکفرسن دیہہ مزنگ میں آ گیا تو سر فریڈرک رابرٹس نے ۷۲ ویں ہائیلینڈرز کی فوج کو اس کے حوالہ کیا اور خود شیرپور میں ۸ بجے شام کے واپس آ گیا۔ یہ ایک پُرحادثہ دن تھا اور ابھی بہت سے پُرحوادث دن باقی تھے ؛

ایک وقت ایسا تھا کہ شیرپور کی حالت بہت نازک تھی۔ چھاونی بڑی لمبی چوڑی تھی۔ جاڑے کا سامان کثرت سے تھا۔ مگر فوج کے نام خدا کا نام تھا۔ باوجود ان سب باتوں کے برگیڈیر جنرل ہیوگف نے حتی الوسع نہایت ہوشیاری سے بچاؤ کی صورت پیدا کی۔ وہ ارادہ میں پختہ اور معاملات جنگ میں تجربہ کار تھا پس وہ جا رہا یہاں تک کہ لٹربنڈ سے کرنیل جن کنز مع محافظان سوار و پیدل

آن پہنچا اور اس کے آنے سے خطرہ میں تلافی ہوئی۔ اگرچہ جابجا سنا جاتا تھا کہ کوہستانیوں نے چھاؤنی پر حملہ کرنیکا پختہ ارادہ کر رکھا ہے ؛

دن کے وقت اب کابل کی حالت بھی خراب ہو رہی تھی اور جنرل ہلٹن بہت تذبذب میں تھا۔ اس نے پہلے تو ہالنڈر دل کو مزنگ کی طرف روانہ کیا اور پیر محمد خان کے مقابلہ میں شہر کو بچانے کی غرض سے جا اڑا۔ جنرل ہلٹن کے پاس سامان بہت کم تھا مگر بہادر بڑے درجہ کا تھا اور ایسا دل رکھتا تھا کہ شہر کے شہر کا ٹپنے لگتے تھے۔ کوتوالی پر اسنے چالیس قزلباشی مقرر کئے اور بہت سے مسلح قزلباشی دروازوں کی حفاظت کے واسطے مقرر ہوئے۔ یہ لوگ نادر شاہ کی اولاد میں سے تھے اور انگریزوں کے ہمیشہ سے دوست رہے ہیں ؛

خود سو سکھوں کے ساتھ شہر کا گشت کرتا رہا اور ۲۷ ویں فوج ہالنڈر دل کو اپر بالا حصار میں متعین کیا۔ اگرچہ فوج بہت کم تھی مگر اسکا انتظام ایسا معقول تھا کہ کوئی فساد برپا نہ ہوا۔ مزنگ سے چھاؤنی کو آتے ہوئے سر فریڈرک رابرٹس نے ۲۷ ویں فوج کا ایک حصہ جدا کیا اور سر سٹوین قرادل کی مدد کو بھیجا۔ اس فوج میں ۲۱۳ آدمی تھے۔ کپتان جاروس ان کا کپتان تھا۔ رات کو انپر حملہ ہو چکا تھا۔ مگر اب دشمن کے دانت کھٹے کئے اور اسکو نقصان عظیم پہنچایا۔ اسی اثنا میں جو توپیں ان کے پاس سے چھین گئی تھیں۔ کرنل میک گریگر نے پھر وہ حاصل کرلیں۔ جب سر فریڈرک مزنگ میں واپس چلا گیا تو اس بہادر افسر نے یہ قیاس کرکے کہ شیرپور سے پیدلوں کی فوج چلکر کوتل کے راستہ سے شمال کو قلعہ اور شہر کے قریب قریب جائیگی۔ اسی طرف چلدیا اور یہ دیکھ کر کہ جہاں توپیں پڑی تھیں وہاں سے دشمن کی فوج کو جنرل میکفرسن کی فوجوں نے بہت کچھ نکال دیا تھا اس نے چند افسروں کی مدد سے نویں لنسیرز اور چودھویں بنگال لنسیرز کے آدمی جو اس کے ساتھ رہ گئے تھے جمع کئے اور پھر اپنے قدموں واپس آکر اور جنرل میکفرسن کے چند محافظوں کو جمع کرکے اس نے ان توپوں پر قبضہ جمایا اور رات ہونے سے پہلے چھاؤنی میں لے آیا۔ افغانوں نے ان کے تمام پہیے وغیرہ جدا کر دیئے تھے اور باروو کے صندوق سب خالی کر دیئے تھے مگر اور سب طرح درست تھیں اور دوسرے دن استعمال میں لانے کے قابل تھیں ؛

خوب جانتا تھا۔ اس کی یہ رائے تھی کہ اگر میر جان اور میر بچہ کی فوجیں اکٹھی ہو کر بھی آتیں تب بھی اکیلا میکفرسن یا اکیلا بیکر کافی تھا۔ بشرطیکہ وہ کوچ کی حالت میں ہوں اور مضبوط مورچوں پر نہ جمے ہوئے ہوں۔ مگر جہاں انہوں نے ایک بار انگریزوں کی توپیں چھین لیں پھر وہ دل میں شیر ہو گئے اور تعداد میں روز بروز بڑھتے چلے گئے۔ اگر سر فریڈرک بیکر کو واپس رکھ لیتا اور اس کو ارغندی کے راستہ سے بھیجدیتا تو بیکر اسوقت بہت اچھی طرح محمد جان پر حملہ کرتا جسوقت کہ محمد جان میکفرسن کے پاس سے گذر رہا تھا مگر افغان کمانڈر جو ہندوستان جنگ میں اپنے استادی کے ہاتھ دکھلا چکا تھا۔ یہ سمجھ کر بیکر پیچھے لگا ہوا ہے جھٹ کابل گھاٹی کی طرف پھر گیا اور اسوقت شیرپور چھاؤنی کا خدا ہی مالک تھا۔

سر فریڈرک رابرٹس نے ایسا انتظامی کمال کبھی اظہار نہیں کیا تھا جیسا اسوقت کہ جب ۷۲ ویں فوج سے اس تنگ راستہ پر قبضہ کر لیا جو کابل کو جاتا تھا۔ شاید یہی بات تھی کہ چھاؤنی بچ گئی ورنہ اگرچہ گف کی سالم عقل اور بہادرانہ ہمت نے بہت کچھ کامیابی کی صورت پیدا کر دی تھی مگر اکیلا چنا کیا بھاڑ کو پھوڑے۔ ایک ہزار آدمیوں کی قلیل فوج تمام شیرپور کے وسیع میدان پر پھیلی ہوئی ان ٹڈی دل افغانوں دہقانوں اور غازیوں کے مقابلہ میں کیا کر سکتی تھی جو کینہ وری اور غارتگری پر آمادہ تھے۔ سر فریڈرک رابرٹس چھاؤنی کے بچاؤ کی کیفیت اس طرح بیان کرتا ہے کہ میں مزتنگ میں ان سواروں کے ساتھ پہنچا جن پر حملہ ہو رہا تھا اور جو نہایت استقلال کے ساتھ ہٹتے جا رہے تھے مگر باری باری سے دستہ دستہ ہو کر اور دشمن کو اپنے پر قابو نہیں پانے دیتے تھے۔ حتی الامکان ہم بہت آہستہ آ رہے تھے کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر ۷۲ واں دستہ جو شیرپور سے طلب کیا گیا تھا ہم سے پہلے مزتنگ میں نہیں پہنچا تو پھر یہ ناممکن ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے گاؤں اور قریب کی پہاڑیوں کو بچا سکیں گے۔ ۷۲ واں دستہ ٹھیک وقت پر آیا اور جب تک جنرل میکفرسن کا دستہ نہ آیا میں وہیں ٹھیرا رہا۔ جنرل میسی کو سخت سست کہنا انسانیت کے خلاف ہوگا جس نے اپنی تعجیل کا خود مزہ پایا۔ کیونکہ اول تو سر فریڈرک نیپئر نے اسے بہت لعنت ملامت کی۔ اور پھر اسپر بھی التفات نہ

کرکے اسے ہندوستان میں واپس آنا پڑا۔ بیشک میسی سے غلطی ہو گئی تھی۔ مگر
بڑے بڑے افلاطونوں سے غلطی ہو جاتی ہے اور واقعہ میں یہ ایک بڑا بہادر
سردار تھا ۔

دوسرے دن ۱۲ دسمبر جمعہ کے روز سر فریڈرک رابرٹس نے دشمن
کے مقابلہ میں کام کرنا شروع کر دیا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ شہر میں داخل ہونا
تو مشکل ہے تو ایک اونچی چوٹی پر جو تخت شاہ کے نام سے مشہور ہے چڑھ بیٹھا۔
یہ چوٹی بالا حصار سے بھی بذریعہ ایک دشوار گذار راستہ کے ملتی ہوئی ہے۔ سر فریڈرک
نے خوب سوچ لیا کہ دشمن کو اتار دینے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس
غرض کے واسطے جنرل میکفرسن کو کہا۔ چنانچہ کرنل منی کو حکم ہوا کہ وہ
۲ توپ اور ۵۶۰ آدمی لیکر کوشش کرے۔ یہ وہی شخص تھا جس نے شترگاردن
کے کہاتے میں اظہار کمال کیا تھا۔ دشمن کے پاس جو موقعہ تھا وہ قدرتاً بہت مضبوط
تھا۔ تخت شاہ کا ڈھلوان بالکل عمودی تھا جس میں بڑی بڑی چٹانیں نکلی ہوئی
تھیں اور قدرت نے ایسی مشکلات اس میں پیدا کر رکھی تھیں کہ حملہ آوروں کو
سخت دقت پیش آتی تھی۔ مزید برآں چوٹی کے راستہ میں مختلف
موقعوں پر خود دشمن نے مصنوعی طور پر ایسی مشکلات کر رکھی تھیں کہ جن کا
عبور کارے دارد ۔

باوجود فوجوں کی بہادری اور کپتان مورگن کی توپوں کے ٹھیک
نشانے کے یہ جلدی ہی ظاہر ہو گیا کہ جس قدر فوج سر فریڈرک شیرپور میں
دے سکتا تھا اس سے کہیں زیادہ چوٹیوں کو فتح کرنے کے واسطے درکار ہو گی
جنرل لکھتا ہے کہ موقعہ نہایت خوفناک تھا۔ اور جب قریب قریب دن بھر
خوب کوشش کر چکے تو میں نے حملہ کو ملتوی کرنے کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ اگر بغیر
سخت نقصان اٹھائے کامیابی حاصل کرنی ہے اور دشمن کو چوٹی کی فوج کی مدد
کرنے سے روکنا ہے۔ کیونکہ وہ دن بھر مدد پہنچاتے رہتے تھے۔ یہ ضروری تھا کہ
نہ صرف سامنے سے حملہ کیا جائے۔ بلکہ ان کے آنے جانے کے راستہ پر بھی
کارروائی کی جائے ۔

چنانچہ جنرل میکفرسن کو ہدایت ہوئی کہ جو موقعہ اس کے ہاتھ میں آ گیا تھا
اس کو سنبھالے رکھے اور مطلع کیا کہ دوسرے دن جنرل بیکر جو بڑے سیدھے

کوچ سے تھکا ہوا شام ہی کو آیا ہے تمہارے ساتھ شامل ہو جائیگا ؛

۱۳ دسمبر کو سر فریڈرک رابرٹس نے کارجنگ شروع کیا - بریگیڈیر جنرل بیکر کو ایک دستہ دیکر حکم دیا کہ بالا حصار کی سڑک سے بینی حصار کی طرف روانہ ہو اور گانوں کی اوپر کی چوٹیوں پر قابض ہو جائے اور جنوب مشرق کی طرف سے تخت شاہ پر اپنا کام شروع کرے - جنرل میکفرسن کو حکم دیا کہ بالا حصار کی شمالی سمت سے جنرل بیکر کی موافقت میں کام کرے ؛

بالا حصار سے گذر کر بیکر نے دیکھا کہ بینی حصار کے نیچے دشمن کی فوج بکثرت تمام گانوں سے نکلتی چلی آرہی ہے - اور اس نے سوچا کہ اسے منتشر کرنا چاہیئے - دو توپ خانوں کو اگلے رخ رکھ کر پیدلوں کو گانوں پر چھوڑ دیا جس کا مرکز (ریخ کا حصہ) ایک سرعت کے ساتھ انگریزی فوج نے لے لیا تھا - ۹۲ ویں ہائیلنڈروں کی فوج آگے آگے تھی اور میجر وائٹ کے ماتحت تھی جس نے اس لڑائی میں کریشیا اور مختلف مقاموں پر بڑی عزت حاصل کی تھی اور دشمن کے پہلے موقعہ پر جو حملہ کیا گیا وہ لفٹننٹ فورنس کا تھا جو معہ جیمس ڈرمنڈ کے ایک دست بدست لڑائی میں کام آیا - یہ دیکھ کر ہائیلنڈروں میں ذرا تہلکہ پڑا کہ یکایک لفٹننٹ ڈک کننگھم آگے بڑھا اور للکار کر پکارا کہ وہ لوگ مبارک ہیں کہ پرانی سکوشیا کی فوجوں میں کفن باندھ کر لڑتے ہیں - دشمن کے لباس میں ہیں مگر جوش طبع ان سے کہیں زیادہ ہے - اسموقعہ پر افغانوں نے جان توڑ کر لڑائی کی - مگر ذراسی کشمکش کے بعد ہار گئے - اور اس طرح نیچے کے افغان تخت شاہ والوں سے نہ مل سکے - ۹۲ ویں ہائلنڈر اور محافظ جن کی پشت پر میجر مونڈلی کی توپیں تھیں اور جو اب نیچے کی چوٹی تک جا پہنچے تھے اور میجر کریسٹر میڈان سے ان کی مدد کر رہا تھا مخروطی پہاڑی پر بڑھتے گئے اگرچہ ہر قدم پر مقابلہ تھا - آخرکار دوپہر کے قریب یہ لوگ چوٹی پر پہنچ گئے - اور وہاں انہیں بالا حصار سے آتے ہوئے ۷۲ ویں ہائلنڈر تیسری سکھ اور پانچویں گورکھے زیر کمانڈ میجر سم ملے جو خود ہی پہلے آئے تھے - اسوقت دیکھا کہ بالا حصار اور شہر سے ہزاروں آدمی نکل رہے ہیں - کچھ تو ان میں سے سیاہ سنگ کی چوٹیوں کی طرف جا رہے ہیں اور باقیوں نے بینی حصار کی طرف بڑھ کر سڑک کے دو طرف کے دو گانوں کو جو نہایت مضبوط تھے دبا لیا - ان میں سے ایک گانوں تو بیکر

صاحب کی فوج نے تخت شاہ سے آتے وقت ان سے چھین لیا اور دوسرا پانچویں پنجاب انفنٹری کے سپاہیوں نے بہ ماتحتی میجر پربٹ جو فوج جنرل رابرٹس نے جنرل بیکر کے ساتھ آمد و رفت جاری رکھنے کی غرض سے بلائی تھی۔ سیاہ سنگ پر آدمیوں کی کثرت دیکھ کر اور یہ خیال کر کے کہ شاید جنرل بیکر کو ان سے مقابلہ کرنے میں مشکل پیش آئے سر فریڈرک نے جنرل میسی کو اس کی مدد کیواسطے بھیجا۔ لڑائی میں لفٹننٹ کرنل جی سٹوارٹ کی فوج نے خوب ہاتھ دکھلائے اور اسیطرح نویں لینسرز کے کپتان بٹسن سرجنٹ میجر سٹیل اور ۳ اور مارے گئے۔ کپتان چشولم اور لفٹننٹ ٹور اور آٹھ اور زخمی ہوئے۔ باوجود زخم کے کپتان چشولم گھوڑے سے پیدل ہوا اور اپنی رجمنٹ کو لڑائی سے باہر لے آیا۔ پانچویں پنجاب کیولری نے بھی بہ ماتحتی لفٹننٹ کرنل ولیمس خوب دل کے غبار نکالے۔ ۹۲ ہیلینڈرز اور سٹوارٹ دو توپ لے گئے۔ توپخانہ ۱۱ دسمبر کا خوب خاطر خواہ بدلہ لیا ۔

سر فریڈرک رابرٹس نے نتیجہ بہت تسلی بخش خیال کیا۔ جنوب کیطرف سے دشمن کو نکال دیا اور اس طرف ان کا بڑھنا روک دیا گیا تھا۔ جب دشمن پہاڑ پر تھا تو اسوقت انگریزی توپ خانہ نے ان کا ناک میں دم کیا تھا۔ اور جب میدان میں آیا تو سواروں نے ان کو تنگ کیا تھا۔ شام کے وقت سر فریڈرک نے جنرل بیکر کو چھاؤنی میں بلا لیا اور میکفرسن کو حکم دیا کہ مرنگ سے چل کر بالا حصار کو قابو میں لے لے اور پانچویں گورکھا کو سپرد تخت شاہ کر دے۔ لیکن کابل فیلڈ فورس کو سخت کام درپیش تھا۔ اور دوسرے روز رات ہونے سے پہلے رنگت بالکل پلٹ گئی اور فتاح کو اپنا بچاؤ کرنا پڑا ۔

شیرپور میں ہر ایک آدمی معہ سر فریڈرک کے اس رائے پر جما ہوا تھا کہ جو کامیابی ہمکو حاصل ہوئی ہے اور جو نقصان دشمن کو پہنچا ہے۔ اس لئے وہ منتشر ہو جائینگے۔ لیکن صبح ہوتے ہوتے سب کچھ پلٹ گیا۔ خوش قسمتی سے برٹش کمانڈر ہر طرح مستعد تھا اور مصیبت کی حالت میں بھی ایسا ہی مطمئن اور لڑائی کے واسطے تیار تھا جیسا کہ پیوار اور کریشیا جیسی کامیابیوں کے بعد ۔

۱۴ دسمبر کو جب صبح ہوئی تو دیکھا گیا ہے کہ آدمیوں کے گروہ کے گروہ جھنڈے ہاتھ میں لئے کوہ اسمعو کے شمال میں قریب ایک میل کے فاصلہ پر سڑک

کوہستان کی پہاڑیوں کی طرف جاتے ہیں اور جوں جوں دن چڑھتا گیا یہ لوگ
یہاں سے سرک کوہستان پر ہولئے اور پہاڑ کی چوٹیوں پر پہنچے جہاں چہاردہ
اور سشر کی طرف سے اور بہت سے آدمی ان سے آملے سر نیویل چیمبرلین کہتا
ہے کہ اب یہ بالکل صاف ظاہر تھا کہ جنوب اور مغرب کے سرکوں میں دشمن نے
دق ہوکر اب شمال مغرب کی طرف سر اُٹھایا ہے اور بڑے زور شور سے حملہ کرنیوالا ہے۔
جنرل ایسا آدمی نہیں تھا کہ ایسی حالت میں چپ بیٹھا رہتا۔ فوراً دشمن کو کوہ
اسمبے سے نکالنے کی تجویز کی اور شمال سے ان کا تعلق بند کیا۔ اب چونکہ دشمن کی
فوج سشیرپور پر بھی مغرب کی طرف سے چھائی ہوئی تھی اور بکثرت تمام آئی
ہوئی تھی یہاں تک کہ چھاؤنی کو سخت اندیشہ ہوگیا تھا۔ تو یہ بات ضرور بات سے
تھی کہ دشمن کو نکال دیا جاوے۔ چنانچہ ۱۴ دسمبر کو بوقت ۹ بجے سر فریڈرک
رابرٹس نے بریگیڈیر جنرل بیکر کو فوج دیکر کوہ اسمبی کے مشرق کی طرف
روانہ کیا تاکہ دشمن کو وہاں سے نکال دے۔ اپنی میدانی اور پہاڑی توپوں کی
مدد سے جو دیہہ بلاند خیل کے پاس سرہو رہی تھیں بیکر نے اس پہاڑی پر قبضہ کر
لیا جو الیاباد کوتل کے شمال میں ہے اور اس طرح سے دشمن کی راہ آمد و رفت بند
ہو گیا اور جو بھیڑ پہاڑ شمال میں تھی یا سڑک کوہستان پر اس کا تعلق منقطع ہوا جب
یہ قابو مل گیا تو بیکر صاحب نے کرنل جن کنسر کو تھوڑی فوج دیکر حکم دیا کہ
مخروطی پہاڑی پر حملہ کرے۔ دشمن نے کچھ مقابلہ کیا۔ مگر کچھ نہیں۔ اب کرنیل
جن کنسر نے لفٹننٹ کرنل کلارک کو جس نے اسموقعہ پر خاص بہادری دکھلائی
تھی کوئی ڈیڑھ سو آدمی دیکر مخروطی پہاڑی اس کے سپرد کی اور خود دشمن کو کوہ
اسمی سے نکالنے کے واسطے روانہ ہوا۔ پانچویں پنجاب پیدل توپوں کی حفاظت کے
واسطے رکھی گئی اور سوار حملہ آور فوج کے پیچھے پیچھے چہاردہ گھاٹی میں اتر گئے۔
اسمی کے حملہ میں لفٹننٹ کرنل برڈ تلوسب سے آگے تھا اور محافظ اور پیدل
دائیں طرف سے دشمن پر پڑے ہوئے تھے اور آج بھی ان رجمنٹوں نے وہی
بہادری دکھلائی جو پہلے دن دکھلائی تھی۔

جب دشمن نے مشرقی موقعہ پر قابو پا چکے تو جنرل بیکر نے پہاڑی
توپ خانہ ۲ کی چار توپیں معہ پانچویں پنجاب پیدل کے ۱۰۰ آدمیوں کے مخروطی پہاڑی
کی فوج کی مدد کو روانہ کیں۔ تاکہ چہاردہ اور کوہستان کی طرف دشمن کو الجھائے

رکھے۔ علاوہ ازیں جی توپ خانہ کی چار توپوں سے اور تیسری برگیڈ۔ تختی میجر
مسٹر لیسمٹر آر۔ اے کی مدد سے وہ آگے بڑھا اور سر فریڈرک رابرٹس نے
ایف توپ خانہ کی چار توپوں سے اور کپتان ایچ پیرن کے ماتحت ایک بیٹری
آر۔ ایچ۔ اے کی مدد سے جو چھاؤنی شیرپور کی جنوب مشرق میں تھا خوب
موقعہ پر مدد کی۔ مزید برآں پہاڑی توپ خانہ مع اور سرسٹوین رجمنٹ نے بھی مدد
کی جنھوں نے دریائے کابل کو عبور کر کے اور دشمن کے ہاتھ سے [illegible] کر کے ان کو
کوہ آسمائی سے ہٹا دیا ؁

زمین بہت خراب تھی اور دشمن خوب جان توڑ کر لڑا۔ مگر ہائیلنڈروں اور
محافظوں کے سامنے وہ کب ٹھیر سکتے تھے اور آخرکار محافظ وغیرہ سب سے اونچی
چوٹی پر پہنچ گئے جہاں دیکھا کہ غازی سفید لباس پہنے کھڑے ہیں۔ گویا مرنے کے
واسطے کفن سر سے باندھ رکھا ہے۔ یہاں سخت کشمکش ہوئی اور لوگوں نے خوب
بہادری دکھلائی۔ مگر ساڑھے بارہ بجے کوہ آسمائی انگریزوں کے ہاتھ آگیا۔ ظاہرا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ سر فریڈرک رابرٹس اور اس کی فوج کو بہادری کا اجر مل گیا
کیونکہ کامل فتح حاصل ہو گئی تھی۔ مگر یہاں اور ہی رنگ نظر آیا۔ آناً فاناً میں دشمن
کی اس کثرت سے فوج آگئی کہ شکست کے آثار دکھائی دینے لگے ؁

پہلے پہل جنرل میکفرسن نے پیغام بھیجا کہ اندکی سے دشمن کی فوج
بکثرت تمام آرہی ہے اور یہ ارادہ ہے کہ پہاڑی فوج سے ملکر اصلی موقعہ کو پھر لے
لیں۔ ایسی ہی خبر اسوقت کرنل روس نے بیکر صاحب کے پاس بھیجی اور سواروں
کو حکم دیا کہ دشمن کی تعداد اور حرکات معلوم کریں۔ یکایک بہت سے افغان
چہاردہ گھاٹی کے گھاٹوں سے نکل کر مخروطی پہاڑی کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور قبل اس
سے کہ پانچویں پنجاب پیدل کے سو آدمی ان کی مدد کو آئے ان کی تعداد بکثرت ہوگئی۔
اس معاملہ میں کپتان سپینز مارا گیا اور پہاڑی توپ خانہ کی دو توپیں ہاتھ سے
جاتی رہیں۔ جن افسروں اور آدمیوں نے مردانہ ہاتھ دکھائے تھے ان پر کوئی الزام
نہ تھا۔ سر فریڈرک رابرٹس کہتا ہے کہ پہاڑی توپیں پہلے ہی ڈگمگانے لگی تھیں اور
پہاڑ سے خاصی طرح اتر رہی تھیں کہ افغان چوٹی پر آگئے۔ دو خچروں کے گولی لگی۔
بہتیری کوشش کی۔ مگر دو توپیں دشمن کے ہاتھ رہ گئیں۔ اگرچہ پہلے پہل کپتان
ہال کی پانچویں جماعت رعب میں آگئی مگر پھر وہ دامن کوہ میں سنبھلی اور ایسی

آگے جیسا کہ امید تھی ۔ کے توپ خانہ کو بہت دور تک چھوڑ
مسٹر فریڈرک راس نے اتنے دشمنوں کو دیکھ کر نہایت پریشان تھا ۔ مگر
جتنا ہو سکے پہاڑی کو بچانے کی کوشش کی گئی کیونکہ جنرل بیکر کی بریگیڈ کے ۲۰۰ آدمی شیرپور
سے تیسری سکھ کے پیچھے تھے ۔ جو کہ ان پہاڑیوں کی چوٹیوں کے ساتھ تھے ۔ مگر اب
پھر دشمن کے گروہ جمع ہو گئے اور چھوٹی پہاڑیوں کے مشرقی پہلو میں کوہستان کی طرف
بڑھنے لگے ۔ چنانچہ مسٹر فریڈرک رابرٹس نے بریگیڈیر جنرل ماسی کو ایف توپ خانہ
کی دو توپیں اور ایک بریگیڈ آر ۔ ایچ ۔ اے دیکر حکم دیا کہ دشمن کو منتشر کر دو ۔ مگر
راستہ خراب تھا ۔ ہر جگہ چھوٹی چھوٹی نہریں تھیں اس لیے توپ آہستہ چل سکتی
تھیں اور جب پہنچ گئے تو بیکار ہو گئیں ۔ اسوقت دشمن کوہستان کی طرف اس
قدر بڑھ گیا تھا کہ توپ خانہ ناکارہ تھا ۔

کپتان وسٹماکاٹ (جس نے جنگی کورم میں اچھی خدمات کی تھیں)
کے تحت پانچویں پنجاب سواروں کی ایک توپ نے کچھ کامیابی حاصل کی ۔ یہ
رجمنٹ شیر باغ میں تھی جو کہ شیرپور اور شہر کے درمیان واقع ہے
اور صبح کے وقت مسٹر فریڈرک رابرٹس نے [illegible] کو حکم بھیجا تھا کہ
جو دشمن ادھر سے گذرے ان کا خیال رکھو ۔ ایک بجے کے قریب دریا کی بائیں
طرف تین ہزار آدمی جاتے ہوئے نظر آئے ۔ کپتان وسٹماکاٹ نہایت بہادری
سے ان میں گھس گیا ۔ اگرچہ اس کے ساتھ صرف ۴۰ آدمی تھے ۔ مگر اس نے
دشمن کو منتشر کر دیا سخت نقصان پہنچایا اور پانچ آدمی خود اپنے ہاتھ سے مارے ۔
مسٹر فریڈرک لکھتا ہے کہ میری غرض ان تمام معاملات میں یہ تھی
کہ دشمن کے جتھے کو توڑ کر علیحدہ علیحدہ ان سے سلجھیں ورنہ کم از کم اتنا ضرور ہو کہ
کابل کے شمال مغرب کی پہاڑیاں ان کے ہاتھ نہ پڑیں ۔ اب تک مجھے یہ خیال تھا کہ
افغان ہماری تعداد والی فوج کے سامنے نہیں ٹھیر سکتے ۔ مگر جب محمد علی پہاڑی
ہم سے چھین لی گئی اور میکفرسن نے بالا حصار سے خبر بھیجی کہ دشمن شمال جنوب مغرب
سے دبائے چلا آتا ہے تو یہ ظاہر ہو گیا کہ ہماری قلیل فوج کی ان کے سامنے
کچھ حقیقت نہیں ۔ خصوصاً ایسی زمین پر جو انکے مطلب کی تھی ۔ پس میں نے فوج
کو ہر جگہ سے اکٹھا کیا اور شیرپور پر تمام فوج کا زور ڈالا ۔ اس طرح چھاؤنی کی
بھی حفاظت ہو گئی اور بہت سے آدمی بے فایدہ مرنے سے بچے ۔ جنرل رابرٹس

نے یہ بات بڑی مشکل سے پسند کی کیونکہ اس کی چھاؤنی سے بالا حصار اور شہر کو چھوڑنا پڑتا تھا اور اس طرح سے کابل پر قبضہ اٹھ جانے کا اندیشہ تھا۔ مگر اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنا بچاؤ کرے اور مدد آنے تک انتظار کرے۔ بہرحال وقت اس کی مدد پر تھا کیونکہ دشمن کے پاس اس قدر سامان کہاں تھا کہ اس فوج کشی کا جاڑے میں گذارہ ہو۔

میکفرسن اور بیکر کو شیرپور میں ہٹ جانے کا حکم ہو گیا اور یہاں ہلٹ اور آسمئی سے بھی مدد آ گئی۔ جنرل بیکر میکفرسن کی فوج کو شہر اور دیہ افغانان کے ایک حصہ میں سے گذرنا تھا۔ یہ نہایت نازک موقع تھا۔ مگر اس نے خاص ہوشیاری اور سنجیدگی سے کام کیا۔ جب فوج بازاروں سے گذر رہی تھی اور باغ وغیرہ کے پاس سے جا رہی تھی تو فوج پر گولی چلنی شروع ہوئی مگر جنرل ہوشیار تھا اور اپنے اسباب و فوج کو صاف بچا کر لے آیا۔

جب بیکر کی فوج آسمئی کے مشرق کی طرف آ رہی تھی تو اس پر سخت آگ برسنی شروع ہوئی۔ مگر کرنل جنکنز نے خوب بہادری سے کام دیا اور کرنیل برونلو اور میجر سٹاک ویل اور کرنیل آرکٹ بیل کی فوجوں کی ہٹتے وقت محافظوں نے بڑی جاں نثاری ظاہر کی۔ آسمئی کے حامیوں میں کپتان ہیمنڈ بہت آگے بڑھتا رہا تھا اور اب جو دشمن مغربی ڈھلان پر آ رہے تھے تو چند آدمیوں کو لیکر کنارہ پر ٹھیر گیا یہاں تک افغان ۳۰ گز کے فاصلہ پر آ گئے۔ اور جب ایک محافظ کے گولی لگی تو ہیمنڈ ٹھیر گیا اور آرام سے اسکو وہاں سے علیحدہ کرا دیا اگرچہ دشمن سر پر آ گیا تھا اور زور شور سے آگ برسا رہا تھا۔

۱۴ دسمبر کی شام کو تمام فوج اور سامان چھاؤنی میں آ گیا اور اس رات شہر اور بالا حصار میں افغان رہے۔ سر فریڈرک رابرٹس نے ۱۲-۱۳-۱۴ کی کارروائیاں اپنے مقام کی چھت سے ملاحظہ کیں۔ جہاں سے ادھر ادھر کا ملک دیکھ سکتا تھا۔ اور ان دنوں میں چھاؤنی سے وہ اسوقت کے سوا باہر نہ گیا۔ جب فوج لڑنے سے واپس آ رہی تھی اور وہ زخمیوں کو تسلی دیتا تھا۔ جب برٹش جنرل اپنی فوج کو شیرپور کی فصیلوں کے اندر جمع کر رہا تھا تو اس کو ان بہادروں کے مرنے کا بڑا افسوس تھا جو گذشتہ ہفتہ میں مارے گئے تھے۔ ۸۳ آدمی مارے گئے جن میں ۸ افسر تھے۔ ۱۹۲ زخمی ہوئے جن میں ۱۲ افسر تھے بعض ان میں

سے مر گئے مثلاً کرنیل کلی لنڈ اور میجر کک وی سی۔ اگر دشمن کی کثرت اور موقعوں کا خیال کیا جاوے تو نقصان بہت معمولی ہوا۔ مگر افغانوں کے مقابلہ میں جو پہلے کبھی نقصان ہوا تھا اس سے کہیں زیادہ تھا۔

بعض مؤرخوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سر فریڈرک رابرٹس پر ماہ دسمبر میں شب خون ہوا مگر یہ غلط ہے۔ اگرچہ کمانڈنگ جنرل کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ شیرپور پر حملہ آور فوج اس کثرت سے ہو جائیگی کہ خود افغان سرداروں کے قول کے موافق ایک لاکھ اور ایک لاکھ بیس ہزار کے درمیان تھی (اور بعض سردار مثلاً داؤد شاہ نے جو اپنی دغابازی کی وجہ سے گرفتار تھا ٹھیک اندازہ نہیں بتلایا) با ایں ہمہ ان کو اس کی سخت اندیشہ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اس قدر سامان جمع کیا تھا۔ وہ خود کہتا ہے کہ اگرچہ لڑائی چھڑنے سے چند ہفتے پہلے مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ افغانوں کی نفرت بڑھتی چلی جاتی ہے اور گروہ کے گروہ جمع ہو رہے ہیں۔ مگر یہ اندازہ کرنا محال تھا کہ کابل میں ہمیں کتنی فوج سے مقابلہ تھا۔ وہ ایشیائی جنگ کے طریقے سے بھی واقف تھا اور افغانوں کی رگ رگ سے واقف تھا۔ صرف اپنا ہی بچاؤ کرنا کافی نہ تھا ورنہ لوگان اور کوہستان کا اجتماع کابل کے مقابلے میں تمام ملک میں شعلہ بھڑکا دیگا۔ بلکہ ان کو طاقت سے دبانا مناسب تھا مگر یہ بات کیونکر ممکن تھی۔ کیونکہ کل ان کے پاس ۷۰۰۰ آدمی تھے۔ اب ایک ہی وقت میں شیرپور میں کافی فوج چھوڑنا اور دشمن کے مقابلہ پر چڑھ جانا ان آدمیوں سے کیونکر ہو سکتا تھا۔ کہ جب بارہ گنی طاقت ان کے مقابلہ پر تھی۔

باب شانزدہم

کمپ میں جو لوگ لڑائیوں کے اونچ نیچ سے واقف تھے اور انگلستان میں جو اس کے ہم وطن تھے انہوں نے جنوری سنہ اور دسمبر کا واقعہ بذریعہ تار سنا تو ان کے ہوش پراگندہ ہو گئے۔ مگر جنرل کی آنکھوں میں یہ سب باتیں سہل تھیں کیونکہ وہ دنیا کا مصر دیکھ چکا تھا اور پیوار کوتل اور کرم پیشن کے موقعوں پر اس نے ثابت کر دیا تھا کہ ارادے کی پختگی اور جنگی ہوشیاری تھوڑی دل فوج سے کیا ایسے کیا کیا کارنمایاں کر سکتی ہے۔ اب وہ پہلے کی نسبت بہت طاقتور تھا۔ اور اگرچہ ایسا اتفاق آن پڑا تھا کہ اسے اپنے بچاؤ کرنے کی ضرورت تھی اور یہ بات اس کے جوش طبع کے بالکل ناموافق تھی۔ مگر پھر بھی موقعہ اچھا تھا اور خود پیش بینی سے اس نے سامان جمع کر لیا تھا۔ جتنے دن گذرتے تھے اس کیواسطے اتنا ہی اچھا تھا کیونکہ دشمن کی فوج میں اتفاق کافی طور پر نہ تھا اور جہاں موقعہ ملا اس کے پاس مدد آئی۔ پھر بھی دن بلا کے تھے۔ مگر سر فریڈرک رابرٹس کی سنجیدہ مزاجی اور خوش طبعی نے اس کے افسروں اور آدمیوں کے دل میں ولولہ پیدا کیا اور انہوں نے اپنی جان اور علم کی عزت اس کمانڈر کے بہرو کی جوہیت سے طوفان جنگ میں ثابت قدم آیا تھا ٭

ہندوستان میں بہت سے ایسے آدمی تھے کہ جنہوں نے بالا حصار کے چھوڑنے اور شیر پور پر تمام فوج کا زور ڈالنے پر خوب نکتہ چینیاں کیں اور اول جنگ افغان کی طرف اشارہ کر کے بتلا بھی دیا کہ کیا نقصان ہوا تھا۔ مگر اب رنگ بالکل پلٹ ہوا تھا اور اسوقت حالت بچاؤ کی معقول تھی اور اس سے بالکل مختلف تھی کہ جب چھاؤنی کے چاروں طرف دشمن تھا اور سامان فصیلوں کے باہر تھا

سر فریڈرک رابرٹس نے کمانڈر انچیف کو جو رپورٹ لکھی ہے ان میں ساری وجوہات
مفصل تحریر کی ہیں - سب سے پہلی وجہ تحقیق یہ کہ بالا حصار میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ
تمام فوج آرام سے اس میں آ جاتی یہاں فوج کے دو حصے کرنے پڑتے اور کچھ فوج یہاں
اور کچھ اور کسی جگہ رکھنی پڑتی ڈالنا سپاہ شاق ہے - یہاں پانی وغیرہ کی اس قدر
وقت تھی کہ بیان سے باہر ہے - اس کے برخلاف شیرپور میں پانی بکثرت تھا -
کنوئیں کھودے جا سکتے تھے اور نہر سے بھی پانی مل سکتا تھا - علاوہ اس کے
۱۶ اکتوبر کے میگزین کے پھٹنے سے سر فریڈرک رابرٹس کو خیال ہو گیا تھا کہ
فوج کو ایک بہت میگزین کے نزدیک رکھنا خطرناک ہے - کیونکہ اغلب ہے کہ سرنگ
لگی ہوئی ہو - شیرپور میں سامان رسد کے رکھنے کے واسطے اور یورپین اور ہندوستانی
فوج کو آرام رہنے کے واسطے بہت آرام ہے - افغانی جاڑا اوپر سے آ گیا تھا -
ان سب وجوہ سے سوچا شیرپور کا رہنا مفید پایا - ایک لحاظ سے شیرپور میں
نقصان بھی تھا یعنی چھاؤنی بہت لمبی چوڑی تھی اور اس واسطے حفاظت کے
واسطے فوج درکار تھی یا ناممکن تھے ؎

شیرپور کی شکل ایک متوازی الاضلاع کی تھی - اسکا شمالی کنارہ
کوہ بہادری تھی - یہ پہاڑ اگرچہ نیچی ہے مگر بالکل عموداً قریب ۴۰۰ فیٹ سطح زمین
سے بلند اور سیدھا قریب ۱۵۰۰ گز تک پھیلی ہوئی ہے - عموداً پہاڑیوں اور
ڈھلوان کے درمیان ایک جھیل ہے جو کہیں چوتھائی میل چوڑی ہے اور
کہیں آدھ میل - چونکہ یہ جھیل پہاڑ کے متوازی ۲ میل تک چلی گئی ہے اور
درمیانی فاصلہ ڈیڑھ میل ہے پس یہ ایک معقول بند ہے اور اگر دشمن کی فوج
ان کے درمیان ہو تو کسی کی کیا مجال ہے کہ ان کو ضرر پہنچائے ؎

چھاؤنی کا جنوبی حصہ جو ۲۶۵۰ گز لمبا تھا ایک مٹی کی دیوار سے جو ۱۶ گز
اونچی تھی گھرا ہوا تھا - اس دیوار میں سات سات سو گز کے فاصلہ پر ۳ دروازہ تھے
اور یہ گول مورچوں سے محفوظ تھے - ان دروازوں کے درمیان اور نیز گوشوں میں
چھوٹے چھوٹے مورچے اور رستے جہاں سے بندوق خوب چلا سکتے تھے - مغربی حصہ
بھی ایسا ہی تھا جیسا شمالی - یہ ۱۰۰۰ گز لمبا تھا اور فرق یہ تھا کہ جنرل میسی کے آنے
سے ایک دن پہلے جو سرنگ اڑائی گئی تھی اس کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ رہا تھا - مشرقی
رخ بہت کمزور تھا - ارادہ یہ تھا کہ دیوار اور اطراف کی دیواروں کے مشابہ ہو مگر یہ

چند سپاہیوں کی جانیں ہلاک ہوئیں تھیں اور دشمن کو پہاڑ سے حملہ کرنے کے واسطے
حملہ اسوقت ہو سکتا تھا کیا تعجب جو آجائے یا محمد جان چھاؤنی پر حملہ کرے۔
ہر شب یہی خبر سنی جاتی تھی کہ حملہ ہونے والا ہے۔ مگر ۲۱ دسمبر کو کچھ آثار ظاہر ہوئے۔
اس روز اور دوسرے دن ہزاروں افغان شہر سے نکلے اور شیرپور کے مشرق کی
طرف ہو کر اس طرف پہاڑ کے قلعوں میں مقیم ہوگئے۔ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ حملہ کا پیش خیمہ تھا
یہ بھی سنا گیا تھا کہ دشمن نے زینے تیار کرائے ہیں اور جنوب اور مغرب کی دیواروں
پر چڑھنے کا ارادہ ہے۔ رابرٹس نے پہلے ہی خوب انتظام کر رکھا تھا اور اس کا
ہر ایک سپاہی چاہتا تھا کہ وقت آئے اور دل کے غبار نکالیں اور افغانوں کو انگریزی
چھاؤنی کے محاصرہ کرنے کا مزہ چکھائیں ٭

۲۲ دسمبر کی شب امن سے گذر گئی۔ مگر اللہ اکبر کے نعرے ہر وقت بلند رہے
رابرٹس کو مخبروں سے خبر ملی کہ ۲۳ دسمبر محرم کا آخری دن ہے اور روز جنگ مقرر
ہوا ہے۔ مزید برآں غازی اور مذہبی آدمیوں میں یہ بھی خبر پھیلا رکھی تھی کہ مشک عالم
کوہ آسمائی پر خود اپنے ہاتھ سے آگ روشن کریگا اور وہ اشارہ جنگ ہوگا۔ پہلی صبح
آگ روشن نظر آئی اور خبر صحیح نکلی۔ اسوقت انگریزی جنرل مطمئن تھا اور کامیابی
کا اسے کامل یقین تھا اور ہر ایک سپاہی اپنی جگہ پر خوشیاں منا رہا تھا کہ کب لڑائی
شروع ہو اور دل کے ارمان نکالیں۔ جنرل رابرٹس مغربی دروازہ پر مقیم ہوا اور تمام
وقت مختلف موقعوں کے سرداروں سے ملتا رہا۔ جنوبی اور مغربی کناروں پر اب آگ
برسنی شروع ہوئی اور ۸ بجے کے قریب مشرق کی طرف ایک پرزور حملہ ہوا اور ایک
طرف بہت سے افغان زینے لے کر جنوبی دیواروں پر چڑھنے کو تیار ہوگئے جنرل
ہیوگف اور جنکنز کے پاس سے تار آیا تھا کہ دشمن بہت زور سے حملہ کر رہا ہے۔ مگر
چونکہ رابرٹس مدت سے انتظار کر رہا تھا اور ہر طرح سے مستعد تھا اس واسطے اسکو ذرا بھی
فکر نہ ہوا۔ بلکہ اس کے واسطے یہ خوشخبری تھی۔ تین گھنٹہ تک سخت کوشش ہوتی رہی کہ
مشرقی دیوار پر چڑھ جائیں اور بعض موقعوں پر وہ فصیل تک پہنچ گئے۔ مگر ہر جگہ سے
ان کو دھکے ملے اور بہت سے مارے گئے۔ یہ حصہ محافظوں کے ذمہ تھا جو بریگیڈیر جنرل
ہیوگف کے ماتحت تھے جس کے سینہ میں ایک گولی لگی جو اس کی پوستین میں
الجھ گئی ٭

۱ بجے کے قریب خبر لگی کہ غازیوں نے باہر ایک چھوٹے گاؤں پر قبضہ کر لیا

ہے جو کوہ بہار کے مشرقی کنارہ پر ہے اور میدانی توپیں ان کو نکالنے کے واسطے
کافی نہ ہوں گی۔ اس طرف جنرل بیکر نے اپنی فوج کو پورا زور دیا تھا اور تیسرے
سکھ کا ایک دستہ بھی اس طرف روانہ کیا تھا۔ جب جنرل نے دیکھا کہ جنوب اور
جنوب مغربی کنارہ پر جو حملہ ہو رہا ہے اس کے واسطے توپیں کافی ہیں اور کوئی خطرہ
نہیں ہے تو اس نے فوراً پہاڑ پر کا ارادہ کیا۔ مگر جب دیکھا کہ توپوں کا کام یہاں
ختم ہے تو اس نے پہلو کی طرف سے حملہ کیا اور اس مطلب کے واسطے جو توپ خانہ
تیسری بریگیڈ شاہی توپ خانہ کی چار توپ میجر کریسٹر کے ماتحت اور پانچویں پنجاب
کیولری کرنل ولیمز کے ماتحت تنگ راستہ سے پہاڑ پہاڑی کی طرف روانہ ہوئیں
یہ حملہ جوش کے ساتھ ہوا اور اس کا نتیجہ بھی جلدی ہی نکل آیا۔ افغان گھبرائے اور
جلد منتشر ہو گئے۔ اب سواروں کے رسالہ کا وقت آیا اور سیسی کو حکم ہوا کہ اپنے
ہاتھ دکھلائے ؛

سر ڈریک ریٹس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اپنی کامیابی کا
پھل اٹھانے کا انتظام کیا۔ پیدلوں اور سرنگ لگانے والوں کی ایک پارٹی کو حکم ہوا
کہ جنوب کی طرف کے چند گاؤں کو خاک میں ملا دیں کیوں انہوں نے بڑا نقصان پہنچایا
تھا اور یہ بھی ضروری تھا کہ دشمن کو وہاں سے نکال دیا جاوے تاکہ چارلس گف
کا بریگیڈ آرام سے چلا آئے۔ یہ کام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ہو گیا مگر سرنگ
میں قبل از وقت لگانے کی وجہ سے دو بہادر انگریزی افسر کپتان جے ڈنڈاس
وی سی اور لفٹنٹ سی نوجنٹ کام آئے ؛

اس اثناء میں رسالہ نے شیر پور کی مشرقی رخ پر ایک چکر لگایا اور
کوہستانی فراریوں کو روکا جن کو پانچویں پنجاب رسالہ نے تہ تیغ کیا۔ رسالہ کی اس حرکت
سے مشرق اور جنوب مشرق کے گاؤں کے تمام افغان ان کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگے
کہ کہیں ہمارا راستہ بند نہ ہو جاوے۔ اس طرح بڑھتا ہوا رسالہ سیاہ سنگ پر چڑھ گیا
اور وہاں نویں نیزہ داروں اور پانچویں پنجاب رسالہ نے اور فراریوں کا کام تمام کیا۔
بہت سے مارے گئے۔ باقی شہر کی طرف بھاگے۔ یہ ایسا ہی نظارہ تھا جیسا کہ ایلیڈ
میں ہے کہ جب یونانی فاتحوں کے سامنے ٹروجان والے بھاگ رہے تھے ؛

ایک جنرل افیسر کہتا ہے کہ جن لوگوں نے سیسی کے بڑھنے کو دیکھا ان کا
یہ خیال ہے کہ رسالہ نے اور پانچویں پنجاب رسالہ نے تعریف کے قابل کام کیا۔ سہ پہر کے

دشت پٹ مک کی طرف خاک اڑتی ہوئی نظر آئی جس سے معلوم ہوا کہ چارلس گف کا بریگیڈ آ رہا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ کابل سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر دریائے لوگر کے قریب اس کا کیمپ نصب ہوا ہے۔

شام تک سارے مقابلوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اور دوسرے دن صبح کو دیکھا کہ دشمن پراگندہ ہو کر منتشر ہو گیا ہے اور قریب کے گاؤں یا پہاڑوں پر ایک بھی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ شیر پور کشیدہ صاف ہو گیا اور وہ ایسے جلدی بھاگے کہ اپنے مردوں کو بھی دفن کئے بغیر ہی چھوڑ گئے۔ ۲۴ دسمبر کی صبح کو ۷۲ ویں ہائیلنڈروں نے محمد شریف کے قلعہ پر بے روک ٹوک قبضہ کر لیا۔ یہ وہی قلعہ ہے کہ ۱۸۴۱ء کے محاصرہ میں انگریزی فوج نے بمشکل تمام فتح کیا تھا۔ دن کے وقت چارلس گف کی فوج سر فریڈرک رابرٹس سے آن ملی۔

اب رسالہ کے دو حصے ہو گئے ایک میسی کے ماتحت دوسرا بریگیڈیر گف کے زیر حکم۔ وہ تو بتی حصار اور چار دہ گولی کی طرف تعاقب میں روانہ ہوئے مگر ایک برفانی طوفان آ گیا اور دشمن ایسا چھپا ہوا تھا کہ رسالہ لاچار پھر رات گئی شیر پور میں واپس آ گیا اور راستہ میں آتے کسی نے نہیں روکا۔

۵ اور ۲۳ کے درمیان ۵ افسر اور ۲۱ آدمی مارے گئے اور ۱۴ افسر بریگیڈیر گف موں نے رہ [illegible] اور [illegible] ۲۴۹ آدمی پیدل کے زخمی ہوئے۔

جب قاضی اور فتوی [illegible] سر فریڈرک نے شہر اور بالا حصار پر قبضہ کر لیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کابل کو دشمن نے غارت کر ڈالا ہے۔ مسلمانوں نے ہندوؤں اور قزلباشوں کے مکانات کو تباہ کر ڈالا تھا۔ بازار ویران تھے اور تمام کاروبار بند تھے۔ کپتان [illegible] نے پانچویں پنجاب پیدل کو لے کر رات کو کوتوالی میں قیام کیا جہاں پہلی شام تک غازیوں کا راج تھا۔ اور جنہوں نے نفرت کے مارے مکانوں اور دکانوں کو تباہ کر دیا تھا۔ اب جنرل ہلز نے اپنا کام سنبھالا اور شہر والوں نے [illegible] سے اس کا استقبال کیا۔

اس عرصہ میں اگرچہ افغان کوہستان سے [illegible] غزنی کے جھنڈے تلے آ گئے تھے اور بادشاہ خان اور عصمت اللہ خان نے اپنے تئیں محمد خان کے سپرد کر دیا تھا مگر ان کو شکست فاش ہوئی۔ سر فریڈرک رابرٹس نے جو تجاویز سوچی تھیں وہ معقول نکلیں اور اس سے جو دانشمندی سے خود دشمن کو حملہ کرنے کا موقع دیا تھا۔

اور اپنی اچھا دکا دکو چھوڑ کر لوگوں کی جانیں خطرے میں ڈالنے سے پرہیز کیا تھا۔ نتیجہ نے
ثابت کر دیا کہ کیسی ہوشیاری کی بات تھی۔ اگر جنرل ایلفنسٹن کو آزادی ہوتی تو
اس نے تمام موقعوں میں اپنی ہی راے پر کام کیا ہوتا۔ سیل بھی مصلحت کو نہ سمجھا مگر
خوش قسمتی سے افسر بھی اسے پکے اور کارآزمودہ ملے تھے۔ بیگنو ڈینی اور ہیولاک
اور مونٹیتھ اپنے سردار تھے کہ فوج اچھی جان نثار کرتی تھی۔ کرنل ڈینی اگرچہ
اگرچہ نوجوان تھا مگر تجربہ کے لحاظ سے دیرینہ سال تھا۔ ان چاروں سرداروں میں سے
ہر ایک کے سینوں پر وہ صلیب بہادری نظر آتا تھا جو کہ ہر ایک سپاہی کی
تمنا ہوتی ہے۔ فوج میں ابھی بہت سے بے نظیر افسر تھے مثلاً کرنل ہیولاک اور
گرونڈن اور ایسٹ۔ اُٹرم، بروڈفٹ، سنٹ پیٹرک، واڈ جن کمشر اور علاوہ ازیں
کرسپ و سیلون اور ہیوٹ کیپٹن ہیولاک جیسے بہادر تھے۔

ایسے معرکوں میں ذاتی لیاقت اور فنون جنگ کے دکھلانے کا خوب موقعہ
ملتا ہے جس طرح جلال آباد کے محاصرہ میں (جنگ اول افغان میں) ہیولاک
اوٹرم، سپیک، ہوپس، بروڈفٹ، اکسنڈر اور جیسے لوگوں نے شہرت حاصل
کی تھی۔ اسی طرح شیرپور کے موقعہ پر دسمبر کے تماشوں میں مذکورہ بالا سب سے
آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اگرچہ ان کو وہی موقعے حاصل نہ تھے کیونکہ کابل چھوٹا تھا
کمانڈر (رابرٹس) جلال آباد کے کمانڈر سے مزاج میں مختلف تھا۔ اس نے
جو کارروائی کہ افغانوں پر فتح حاصل کی وہ زیادہ تر اپنے سرداروں کی بدولت تھی۔
ایک جنرل آفیسر سر فریڈرک رابرٹس کی اولوالعزمی کو اس طرح بیان
کرتا ہے کہ شیرپور کے محاصرہ میں رابرٹس از حد بشاش رہتا تھا۔ اسکی کٹ وہ بیشانی
اور خندہ پیشانی چہرہ نے لوگوں کے دلوں میں یقین کر دیا تھا کہ جب تک یہ ہمارے
ساتھ ہے فتح پانے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ سر
فریڈرک رابرٹس کو نتیجہ کی بابت کبھی کچھ خیال نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اس کے ہموطن
انگلستان میں جو افغانوں کو بہت طاقتور سمجھتے تھے اس بات کو قبول نہیں کرتے تھے
کیونکہ صرف لوٹ مار ہی کی امید تھی جس سے یہ لوگ فوج میں شامل رہتے تھے اور
چونکہ کابل کو لوٹ کر اب ان کا پیٹ بھر گیا تھا تو اب ناممکن تھا کہ جن کمانڈروں کو جنگ
کی ارکان یاد نہ ہوں وہ ان کو قابو میں رکھ سکے اور احمد شاہ کے زمانہ سے اب تک
کوئی افغان فنون جنگ میں طاق نہیں نکلا ہے۔

اسکو بہت بڑا خیال کرتے ہیں - اور مختلف سرداروں کی یہ رائے ہے کہ اگر عبدالرحمن
تخت پر بیٹھ جاتا تو ملک تمام اس سے بالکل پاک ہو جاتا - دوسرے دن انڈیا
آفس سے جواب آیا کہ اگر عبدالرحمن ملک کو پسند ہے اور شمالی افغانستان پر خواہش
رکھتا ہے تو اسکے امیر کرنیکا ارادہ ہے - آئندہ نتیجوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تجویز
بہت اچھی ہوئی - اگرچہ اس بات سے بہت جھگڑا ہوا کہ عبدالرحمن دس برس تک
روسی ترکستان میں رہا تھا اور ۲۵۰۰۰ روپے سالانہ تنخواہ روس سے پنشن پاتا
رہا تھا - [illegible] تھا [illegible] تھی - یعقوب خاں بچہ تھا - ایوب خاں کی
بابت خیال تھا کہ [illegible] ہیں - اب اسوقت یہی مناسب تھا کہ
عبدالرحمن [illegible] شیر علی کی مسند نشین ہو ؛

عبدالرحمن جو اب پچاس سال کی عمر کا تھا - اسوقت اپنے باپ کے ساتھ
تھا - جب اس نے ۱۸۴۹ء میں سکھوں کو مدد دینے کے واسطے دریائے سندھ
عبور کیا اور جب دوست محمد مرگیا اور افضل جسکو شیر علی نے گورنر بلخ بنا دیا
گیا - چھا اپنے آقا کے خلاف ہرزی کرنے کی وجہ سے نکالکر کابل بھیجدیا گیا تھا اس
وقت عبدالرحمن بخارا بھاگ گیا تھا - جب شیر علی قندھار میں تھا اسوقت
عبدالرحمن نے دریائے جیحون کو عبور کیا اور بلخ میں اپنا سکہ جماکر اپنے چچا عظیم
کو ساتھ لیکر کابل پر چڑھ آیا اور ۲ مارچ ۱۸۶۶ء کو کابل لے لیا - اس کے بعد
شیخ آباد میں ایک فتح حاصل کی اور غزنی پر قبضہ جما لیا اسوقت افضل امیر ہو گیا
تھا اور اس کے بیٹے نے قلعت غلزئی پر شیر علی کو شکست دیکر اپنے باپ کی سلطنت
کو مستحکم کر دیا - لیکن یکایک سارا کارخانہ پلٹ گیا - افضل مرگیا - عظیم ناقابل
اور ظالم تھا اور عبدالرحمن نفرت کر کے افغان ترکستان کی طرف چلا گیا - اب
یعقوب خاں اپنے باپ کے حقوق جتانے کے واسطے نکلا اور ہرات سے نکل کر
ہلمند پر ایک فتح پائی - عظیم کا بیٹا قندھار کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور عبدالرحمن کو
بامیان پر فاش شکست ہوئی - اور پھر تینہ خاں پر ۱۸۶۸ء کے جاڑے میں شکست دیکر
اپنے باپ کو تخت نشین کر دیا - عبدالرحمن اور عظیم بلخ سے بھاگے اور وہاں سے
مشہد واقعہ ایران میں - جہاں عظیم اکتوبر ۱۸۶۹ء میں مرگیا اور عبدالرحمن خیوا
اور بخارا کی طرف چلا گیا اور ۱۸۷۰ء میں تاشقند میں پہنچا - جہاں جنرل کوفمان
نے روسی علاقہ میں اسے بطور پنشنر کے رہنے کی اجازت دیدی - اسوقت ظاہر

یہ نظر آتا تھا کہ عبد الرحمن کا موقعہ لگتا ممکن ہے۔ کیونکہ شیر علی خوب جم گیا تھا
مگر روس کے ساتھ بیہودہ غیر معقول سازش کرنے سے پلٹ پلٹ گیا تھا اور سلطنت کا شاہ
دو ایک مصیبت میں رہے۔ اور صرف اب کچھ امن نظر آتا تھا ؛

جب یعقوب خاں جلاوطن کر کے ہند کو بھیجدیا گیا تو افغان ترکستان کے
لوگوں نے اسکی سلطنت کی ترقی کو یاد کر کے عبد الرحمن سے حمایت کی اور
۱۵ مارچ ۱۸۸۰ء کو لارڈ لٹن نے سکریٹری آف سٹیٹ کو تار دیا کہ [illegible]
لگی ہے کہ سردار افغان ترکستان میں ہے اور بدخشان [illegible]
کو شکست دیکر آیا ہے۔ اب اس ملک کی حکومت کے واسطے [illegible] کر دیا
تھا کہ جس کی بابت اس پہلے حکمران کا یہ قول تھا کہ انگریزی حکومت [illegible] روس کا
بنا اچھا ہے بنسبت اس کے کہ اپنے ملک پر حکومت کرے ؛

سر فریڈرک رابرٹس کے پاس ۱۵ مارچ کے قریب [illegible] ہزار پیادہ فوج
تھے اور [illegible] توپیں تھیں۔ اب کابل فیلڈ فوجیں کے دو حصے کر دیئے گئے تھے۔
پہلے کا کمانڈر سر فریڈرک تھا۔ اور دوسرا میجر جنرل [illegible] کے
ماتحت تھا اور خط و کتابت کا کام سب جنرل برائٹ کے زیر نظر تھا۔ بریگیڈیر جنرل
میسی ہند کو بھیجدیا گیا تھا اور اس کی جگہ بریگیڈیر جنرل ہیو گف ہوا تھا۔ شیرپور
خوب مضبوط کر دیا گیا تھا اور راہ کابل اور سیاہ سنگ کے اطراف میں مضبوط
قلعے بنائے گئے تھے ؛

سر فریڈرک رابرٹس نے حبیب اللہ کی معرفت جو ایک با لیاقت
شخص معلوم ہوتا تھا میدان۔ لوگار وغیرہ کے سرداروں کو اطلاع بھیجی کہ ہم
ملک کی آیندہ حکومت کی بابت سوچتا ہے۔ پس بہت سے سردار شیرپور میں جمع ہوئے۔
سر فریڈرک رابرٹس معہ اسٹاف مسٹر گریفن اور دیگر افسران
کے دربار میں داخل ہوا اور لوگوں نے بڑی عزت کے ساتھ سلام کیے۔ سر فریڈرک
رابرٹس نے ایک مختصر سپیچ دی اور بعد مسٹر گریفن نے بزبان فارسی ایک طویل
اسپیچ دیا اور اس میں اس نے آیندہ حکومت کابل کی بابت جو [illegible] تھیں وہ
بڑی خوبی کے ساتھ بیان کیں۔ یعقوب خاں کا بحال ہونا ناممکن تھا اور مفسد
ذلیل لوگوں میں سے انتخاب کرنا منظور نہ تھا۔ ولی محمد برادر شیر علی۔ ہاشم خاں
جو امیر گذشتہ کا داماد تھا اور اسکا بہت سا روپیہ اس کے پاس تھا اور کوئی خاص

اسکا بیٹا اور ایوب خاں اسکا بھائی۔ اور جوش کے ساتھ بیان کیا گیا کہ انگریزی
فوج افغانستان کو چھوڑ کر اسوقت جائیگی جب مناسب وقت آجائیگا کیونکہ جب وہ ان
کی مرضی سے آئے نہ تھے تو ان کی درخواست پر کیوں جائیں ؛

اس موقعہ پر اس لڑائی کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جو ۲۵ اپریل
کو چارآسیا کے پاس میدان جنگ میں ہوئی تھی۔ اس میں سر فریڈرک کی فوج
سے جو کرنیل جنکنس کے تحت شیرپور سے چند روز پہلے روانہ ہوئی تھی مقابلہ ہوا
تھا۔ جب سر فریڈرک کو بذریعہ تار معلوم ہوا کہ کرنیل جنکنس کا برا حال ہے تو
اس نے فوراً جنرل میکفرسن کو اس کی مدد کے واسطے روانہ کیا۔ دشمن کو شکست
ہوئی اور بہت نقصان ہوا۔ سر فریڈرک نے فوج کو شیرپور واپس جانے کا
حکم دیا اور خود فتحمند فوج سے ملاقات کرنے کو روانہ ہوا تاکہ ان کو شاباشی دے۔
۲۶ اپریل کے واقعہ نے دسمبر کے دن یاد دلائے۔ تمام قلعے مضبوط کر دیئے گئے
اور کابل فیلڈ فورس خاص جوش میں آگیا کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں کوہستانی حملہ
نہ کر بیٹھیں ؛

چند روز کے بعد سر فریڈرک رابرٹس کی جگہ جو اسوقت شمال مشرق
افغانستان کا ملکی اور جنگی افسر اعظم تھا سر ڈونلڈ سٹوارٹ آگیا۔ یہ وہ
افسر تھا جو قندھار سے دشمن کی فوج تباہ کرنے کے واسطے غزنی کی طرف روانہ ہوا
تھا تاکہ کابل سے خط و کتابت کرے۔ یہاں اس نے بمبئی سے جو ایک فوج آئی
ہوئی تھی اسے شہر اور صوبہ کی حفاظت کے واسطے چھوڑا جس کا اس نے
معقول انتظام کیا تھا اور اب اسکا انتظام ولی شیر علی کے سپرد ہوگیا تھا ؛

سر ڈونلڈ سٹوارٹ سے متفق الرائے ہو کر کام کرنے کی غرض سے
۱۶ اپریل کو سر فریڈرک رابرٹس نے شیرپور سے میجر جنرل روس کے ماتحت
ایک رسالہ بھیجا۔ اگرچہ میدان کے لوگ بدمزاج اور خونخوار تھے مگر روس کی فوج
کو زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ جنرل روس کے ساتھ جنرل ہلز تھا جو قندھار میں
سر ڈونلڈ کی فوج کا اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ جنرل رہ چکا تھا اور جنگ افغان کے
شروع میں خدمت کر چکا تھا یہ افسر بیان کرتا ہے کہ جب جنرل روس وارڈک
اور میدان کے درمیان کے وائرشد کی چوٹی پر چڑھا ہوا تھا۔ تو جنرل سٹوارٹ
نے چالیس میل کے فاصلہ سے ان کو بذریعہ ہیلیوگریف سگنل خبر دی کہ غزنی

میں آگیا ہوں اور احمد خیل میں ۱۹ اپریل کو فتح پا چکا ہوں۔ جب جنرل ہاؤ سر
ڈونلڈ سٹوارٹ مقیم قندھار سے رخصت ہوا تو کہنے لگا کہ قوتی ہیں آپ
سے مل جاؤنگا اور پہلے روز اسکا پختہ ارادہ تھا کہ ایفائے وعدہ کرے۔ مگر جنرل
روس نے اُسے اجازت نہ دی کیونکہ سر فریڈرک رابرٹس کا حکم تھا کہ رسالہ
درہ کے پار نہ جائے۔ اب جنرل ہلز نے نصف رسالہ اپنے ساتھ لیا اور پچھلے پہنچے
اپنے پڑاؤ سے سردار سے درہ وہاں سے جا تب کوتل دوبیل کے ذائقہ سے چلا۔
سر ڈونلڈ سٹوارٹ کی فوج لوگار کی طرف چلی گئی اور جنرل ہلز کے ہمراہ
جنرل روس کی فوج ملگئی اور پھر شیرپور کی طرف روانہ ہوئے۔ اور یہاں
یکم مئی کو پہنچ گئے اور اپنی فوج بریگیڈیر جنرل ہیوز ۲۳ مئی تک کے سپرد کی وہ
جنرل ہلز کے آنے تک کمانڈر رہا۔ پھر ۵ مئی کو سٹوارٹ نے شمال مشرقی افغانستان
کی فوجوں کا کمانڈ لیا اور سر فریڈرک رابرٹس سے ملکی معاملات کا چارج لیا۔
اب ہمارا ہیرو اس ملک کو جلد چھوڑنا چاہتا تھا جہاں اس نے اپنے اسپیشل
کارنمایاں ظاہر کئے تھے۔ اور بقول شیکسپیئر اس کے مسلح بازو یادگار رو رہے
رہے۔ لیکن دو سال کے عرصہ میں پھر تیسری دفعہ ایک بڑا حادثہ لڑائی کی وجہ سے
وہ بلایا گیا کیونکہ ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا کہ وہ بقول شیکسپیئر یہ کہہ سکے کہ ہمارے
لڑائی کے باجے رقص و سرود میں تبدیل ہوگئے ہیں اور خوفناک دوڑ دھوپ کی بجائے
ناچ و رنگ ہو رہا ہے ۔

باب ہفدہم

ایک مورخ کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ جن معاملات ملکی کی وجہ سے
برٹش گورنمنٹ نے عبدالرحمن کو شمالی مشرقی افغانستان کا امیر بنانا منظور
کیا۔ ان بیانات جو بنام مسٹر فریڈرک رابرٹس نے کیا۔ اسکا بیان کیا جاوے
اور شملہ سے پیش از مسٹر گریفن کو امیر کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کا
حکم دیا۔ اور اس مطلب کے واسطے ... کو ایک کوہستانی سردار مسمی
سردار خان جو امیر کا دوست تھا شیر پور سے قندوز واقعہ افغان ترکستان
کی طرف روانہ کیا گیا۔ اور وہ اپریل کو وہاں پہنچا۔ جب عبدالرحمن سے ملاقات
ہوئی تو سردار مذکور نے انگریزی جنرل کی دوستی اور شفقت ظاہر کی اور اس
کو صلاح دی کہ آپ کابل تشریف لے چلیں جہاں آپ کا عزت کے ساتھ استقبال
ہوگا۔ سردار مذکور اسکے پاس سردار کے پاس سے ایک چٹھی آئی۔ جس میں محفوظ اور
تمام الفاظ میں اول انگریزی سلطنت کا احسان ظاہر کیا تھا۔ اور پھر یہ لکھا تھا کہ
میں انگلستان کے ساتھ ایسی ہی محبت کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جیسا کہ روس
کے ساتھ کیونکہ روس کے زیر سایہ بارہ برس تک رہا ہوں۔ پھر قندوز سے چل کر
۲۰ اپریل کو شیر پور میں آ داخل ہوا۔ وہ عبدالرحمن کے پاس سے ایک پیغام لایا
تھا جس میں پانسو آدمیوں کے ساتھ چیدہ کردہ کوہستان میں جانے کی ہدایت تھی۔
تاکہ انگریزی سرداروں سے بذات خود معاملہ فیصل کرے ؎

جب سر فریڈرک رابرٹس اور مسٹر گریفن نے چٹھی اور پیغام پر غور کیا
تو سردار کی درخواست پسند آئی۔ اور کابل کو ملاقات کی جگہ پیش کیا۔ اور کہا
کہ اگر قندھار کی بابت جو شرائط ہیں۔ وہ منظور کرے۔ تو امیر کابل اسکو بنایا جاوے۔

میں ایک نامعلوم بات کا کچھ علاج نہیں سوچا تھا۔ بلکہ ایشیائی معاملات میں ایک جزو اعظم ہے۔ افغانستان کے ملکی اور جنگی حالت کے انقلابات انگریزوں کو بہت موافق پڑے تھے۔ مگر دو نو بہادر جنرلوں کی شہرت پر جنوبی مغربی افغانستان میں ایسا دھبّہ لگا جیسا کہ یعقوب خاں ایوب خاں اور عبدالرحمن نے اپنے اپنے زمانہ میں چکھا تھا۔ برخلاف اس کے سر فریڈرک رابرٹس کا ستارہ چمکتا ہوا تھا اور جب وہ افغانستان پر کوچ کرتا ہوا قندھار میں پہنچا تو اس کی شہرت اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ رستم زماں سمجھا جاتا تھا۔

کابل میں سر ڈونلڈ سٹوارٹ اور سر فریڈرک رابرٹس کے ماتحت اٹھارہ ہزار بہادر جوان تھے۔ مگر باوجود ان جوانوں کے افغان عمارد بیکار رہے تھے اور غیر کے تابعدار بننا نہیں چاہتے تھے اور جون کے آخر میں جنرل ہلز قندھار ڈویژن کو لے کر ضلع لوگار کی طرف روانہ ہوا تاکہ دھمکی کرے اور زمینوں اور وارڈکیوں کے اجتماع کو دبائے۔ وہ لوگار گھاٹی کی بابت اس طرح بیان کرتا ہے کہ گو وہ اس خیال سے کہ میں زرمت میں جاؤں گا پہاڑوں کے دامن میں کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے مگر میں جلدی ہی ادھر سے کابل کی طرف پھر گیا۔ امیر قبیلہ دار سے حسن خاں کے ماتحت لوگار گھاٹی میں آئے اور لوگاریوں کو ورغلایا کہ آؤ ایک اور دسمبر کا فساد برپا کریں۔ جب جنرل ہلز لوگار گھاٹی میں آیا تو بہت سے قبیلہ والے واپس چلے گئے۔ مگر قریب ۱۵۰۰ زرمتیوں کے پڈکاؤشانا کے مکانوں میں جمع گئے اگر ہلز کی فوج نے جنرل پیلے سے زور کے ماتحت ان پر حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا۔

یہی لوگ تھے جن کی بابت سر جارج کیمپبل ایم۔ پی نے دریافت کیا تھا کہ آیا یہ سچ ہے کہ بیگناہ رعیت پر ظلم ہوا ہے۔ مگر ممبر صاحب کو ہند کا ذاتی تجربہ تھا اور جنرل ہلز کی شہرت اور انڈین آرمی کے افسروں کا مزاج اسے خوب معلوم تھا پھر کیا وجہ ہے کہ اس نے غلطی کھائی اور یہ نہ سوچا کہ جو آدمی ایسا اعلیٰ درجہ کا رحمدل ہو وہ بیگناہوں کو کیونکر ستا سکتا تھا۔ ان قبیلہ والوں نے جن کا سردار محمد حسن خاں جلال آباد سے خبر اڑا لے کر بھاگ گیا تھا کہ محمد جان وارڈک سے ہماری مدد کو آیا ہے اور جنرل ہلز کی غیر حاضری میں انہوں نے لوگاریوں کو بھی ابھارنا چاہا مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جنرل

کہا کہ کابل سے ایک قوی فوج بھیجنی ضروری ہے اور جنرل پھرے پر بھروسا نہیں
کرنا چاہیئے کہ جنوب مغربی افغانستان میں ہم کو سنبھالیگا کیونکہ اس کے پاس کافی
سامان نہ تھا اور اسوجہ سے قندھار میں وقت پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اب
سپاہیانہ ہوشیاری کو کام میں لاکر اس نے دس ہزار آدمی کی فوج جمع
کی اور قندھار پر چڑھائی کی۔ سر فریڈرک رابرٹس نے تجویز پیش کی کہ
سر ڈونلڈ سٹوارٹ کمانڈر ہو۔ اس نے یہ بات منظور کی اور تمام قوم
کو یکبارگی تسلی ہوگئی کہ اب ہم شرطیہ کامیاب ہونگے۔

میوانڈ کی مصیبت بہت بے موقعہ آئی اور سخت اندیشہ تھا کہ عبدالرحمٰن
اورگورنمنٹ ہند کے درمیان عہد و پیمان میں کچھ خلل پڑے اور جب
ملاقات ہوئی تو یہ مشکلات سب رفع ہوگئیں اور چونکہ امیر فوج کے کابل
سے چلے جانے میں بہت خوش تھا اس لیئے اس نے فوج کے ملک میں سے
گذرنے پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ جب سر ڈونلڈ سٹوارٹ نے
۵ اگست کو دربار کیا اور پانچ روز بعد ایک طویل چٹھی لکھی تو گورنمنٹ ہند نے
فوراً حکم دیا کہ بقایا انگریزی فوج افغانستان سے فوراً ہٹالی جاوے۔ کیونکہ
لنڈی کوتل اور درہ خیبر کے مقام عارضی طور پر ہمارے پاس ہیں۔ پس ۱۱ اگست
کو سر ڈونلڈ سٹوارٹ نے شیرپور چھوڑا [illegible] کو نئے امیر کے
ساتھ ملاقات کی جس میں مسٹر گریفن اور جنرل [illegible]

میوانڈ کی شکست کی ابھی خبر نہ آئی تھی کہ [illegible]
افسروں نے حکم دیدیا تھا کہ کابل [illegible] افغانستان
کو خالی کر دے۔ واپس جانے کے [illegible] ایک حصہ
کو بیراہ درہ خیبر سر ڈونلڈ [illegible] اور دوسرے
حصہ کو زیر حکم سر فریڈرک رابرٹس [illegible] ۔ پہلے موسم سرما
میں جب سر فریڈرک نے کابل پر حملہ کیا تھا کرم کی ویلی چھوڑ دی تھی اس
وقت سے اب تک ایک ڈویژن میجر جنرل واٹسن کے ماتحت یہاں رہا تھا۔
اسوقت ان فوجوں کو کورم کی گھاٹی میں رہنے کا حکم ہوا مگر یہ تجویز وایسرائے
اور اسکی کونسل نے پختہ طور پر فیصلہ کر دیا اور باشندوں کی بھی یہی مرضی
تھی کہ اپر کورم کے جاجیوں اور ضلع ہریاب کے قبیلوں کو نئے امیر کے ماتحت

کر دے۔ اگرچہ انگریز والے اس میں خواہشمند تھے کیونکہ سر فریڈرک رابرٹس
ان کو آزادی دینے سے انکار کیا تھا لیکن گورنر جنرل لارڈ لٹن اور سر
گورنمنٹ کی رائے اور ... کے اپنے سرداروں کے ماتحت رہتے تھے ان
سرداروں کے نام بادشاہ گل اور شیر محمد خان تھے۔ یہ بات یاد رکھنے کے
قابل ہے کہ چونکہ سر فریڈرک رابرٹس فنون جنگ میں مہارت تامہ
رکھتا تھا وہ اس بات سے متفق الرائے تھا کہ افغانستان کو فوراً خالی کر دیا
جاوے۔ اگرچہ ۲۹ مئی کی یادداشت میں اس کی رائے قندھار کے متعلق
پیچیدہ ہو گئی تھی۔ اس کی قوی دلیل یہ تھی کہ کورم میں رہنا چاہئے کیونکہ
کیونکہ اگر افغانستان میں آئندہ کوئی لڑائی ہو تو ہمیں شمال مغربی سرحد پر
بچاؤ پر رہنا چاہیے اور اگر دشمن اندرون ملک سے آئے تو ہمارا جنوب کی طرف
سے موقع ہوگا۔ ان جنگی تدابیروں کے علاوہ اسکی ملکی اور مالی باتوں کے
لحاظ سے ایسے دلایل تھیں کہ جو کورم میں رہنے کے بالکل خلاف تھیں۔ ایسا
سر فریڈرک رابرٹس کا تعلق کابل اور شمال مشرقی افغانستان سے
ختم ہوا اور اس نے مغرب کی طرف رخ کیا تاکہ نئی عزت حاصل کرے اور
اپنے ملک کی جنگی تاریخ کی رونق بڑھائے۔ جب گورنمنٹ ہند کو یہ خیال آیا
آیا کہ میوانڈ کا یہ حال ہے تو دو تو برٹش کمانڈروں نے ارادہ کیا کہ کابل سے
ایک ڈویژن اس فوج کے علاوہ جانا چاہیے جو سندھ سے جائیگی کیونکہ اس وقت
قندھار پہنچنے میں بڑی دقت پیش آئیگی۔ کابل کے ڈویژن میں اٹھارہ ہزار
بہادر جوان تھے اور نہایت ہی اعلے درجہ کے جنرلوں کے ماتحت تھے۔ وہ جو
چاہے جہاں جا سکتے تھے اور اشارہ کرنے پر ہر ایک کام کر سکتے تھے۔ میوانڈ
کے حادثہ کے وقت جب سر فریڈرک رابرٹس نے فوج کا کمانڈ لیا تو اس
وقت صورت حال یہ تھی۔ چونکہ یہ فیصلہ ہو چکا تھا براہ کورم کچھ فوج لے کر وہ ہند
کو واپس آجائیگے اس لئے وہ دلچسپ نظارہ کو دیکھنے کے واسطے جلال آباد گیا
وہ لکھتا ہے کہ جب میں وہاں تھا تو جب مجھے خیال آیا کہ اگر عبدالرحمن کے
قریب آنے کی وجہ سے کوئی جھگڑا کابل میں ہو گیا تو دیکھئے کیا ہو۔ پس میں لوٹا
ہی گنڈمک سے کابل ۲۸ جولائی کو واپس آیا۔ چند میل کے فاصلہ پر سر
ڈونالڈ سٹوارٹ ملا اور اس نے میوانڈ کا حال بیان کیا۔ اب یہ سوچا کہ

کابل سے قندھار فوج کا جانا ضروری ہے - اور یہ یقین کر سکے کہ جن فوجوں کو
ہندوستان واپس آنا ہے - کیونکہ شملہ کے حاکم بھیجنے سے رُک گئے ہیں میں نے
ایڈجوٹنٹ جنرل کو تار دیا - کہ فوراً فوج بھیج دیجئے - اور یہ خاطر جمع رکھئے - کہ
کابل کا کوئی سپاہی جانے سے انکار نہیں کریگا - بشرطیکہ میں ان کو یہ یقین دلادوں
کہ کام ختم ہونے کے بعد قندھار میں ان کو رہنا نہیں پڑیگا - ایڈجوٹنٹ جنرل سے
میں نے یہ بھی درخواست کی - کہ تار فوراً سکرٹری کو دکھلا دے - اُس نے وہ تار لارڈ
رپن کو دیدیا - اور لارڈ رپن نے فیصلہ کر کے فوج بھیجنے [illegible] - میرا تار انکے
پہنچنے سے پہلے وہ تار سر ڈونلڈ سٹوارٹ کو دکھلا لیا [illegible] ۔

وائسرائے نے جو تار جواب میں فوج کے کابل سے قندھار جانے کے
واسطے بنظر منظوری بھیجا تھا - وہ ۳ اگست کو آیا - اور فوج کی تیاری دونوں جنرلوں
کے سپرد ہوئی - اور اُن سے درخواست کی کہ جس روز کوچ شروع ہو - اور جس
روز قندھار میں پہنچے - اُس سے جلدی اطلاع دیں - صلاح مشورہ کے بعد
انہوں نے جواب دیا - کہ سر فریڈرک رابرٹس ۸ - اگست کو کابل سے روانہ
ہوگا - اور امید ہے - کہ جنوبی افغانستان کے دار الخلافہ میں دوسری ستمبر کو
پہنچ جاویگا ۔

سر ڈونلڈ سٹوارٹ کا خاصہ تھا کہ لوگوں کے ساتھ کمال محبت اور
شفقت سے پیش آتا تھا خصوصاً سپاہیوں پر تو جان دیتا تھا ایس اُس بہادر افسر
کے سپاہیوں وغیرہ کا انتظام سر فریڈرک رابرٹس کے سپرد کیا - کرنیل چیپ مین
آر - اے جو سر ڈونلڈ سٹوارٹ کا ہمراہی تھا اور جس کی اُس فوج میں جو
قندھار جانیوالی تھی اعلے درجہ کی عزت رکھتا تھا اپنے سابق افسر کی تعریف ایک
معقول طریقے سے اُس مشہور لکچر میں کرتا ہے جو اُس نے ۹ مارچ ۱۸۸۱ع کو رائیل
یونائیٹڈ سروس انسٹی ٹیوشن میں دیا وہ کہتا ہے کہ اس فوج سے جو کام اپنے
ذمہ لیا تھا اسکو تکمیل کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ لفٹنٹ جنرل سر ڈونلڈ
سٹوارٹ کی اعلے درجہ کی بہادری اور جانفشانی بیان کی جاوے - جو اس
وقت میں بمقام کابل سب سے بڑا کمانڈر تھا اس بہادر افسر نے خیبر کے رستہ سے
فوج کے آنیکے انتقال کو کچھ نہ گردانا اور بید حال سر فریڈرک رابرٹس کے
سپرد شمالی افغانستان کی فوج کا انتظام کیا - یہ بات بھی تعریف کرنی ضروری ہے کہ ان

دونوں کمانڈروں نے اس مشکل اور دقت طلب کام کے پورا کرنے کے واسطے کمال
جانفشانی ظاہر کی - جو جوش طبع انھوں نے ظاہر کیا اُسپر تمام فوج عمل کرتی تھی - آئندہ
چند روز تک مسٹر فریڈرک رابرٹس جو فوج کے انتخاب کرنے میں مشغول رہا جو اس
کے ساتھ ہونیوالی تھی اس فوج نے ایسا جوش ظاہر کیا جیسا کہ پرانے زمانہ میں یورپ
کے اندر صلیبی جنگ ظاہر کرتے تھے - یہ لوگ افغانستان کے وسط میں گھسے چلے
جاتے تھے اور تیسری لڑائی دشمن لشکر جرار سے لئے اور اپنے ہموطن شکستہ اور
محصور مثل انتظار کر رہے تھے - موجودہ جنگ افغانستان میں بھی ایسے ہی حادثے
اور جھگڑے ظہور میں آئے جیسا کہ چالیس برس پہلے - اس نظارہ میں لوگوں کی
جانفشانی اور بہادری تھیں اور سلطنت ملک دوسری طرف - صرف انگلنڈ اور ہندہی
نہیں بلکہ تمام شائستہ دنیا اس دلچسپ نظارہ کو دیکھ رہی تھی - اس نظارہ کے
پانچ حصے ہوسکتے ہیں - پہلے حصہ میں تین فوجیں جمع ہوتی ہیں - علی مسجد پر انگریزی
توپخانہ کو بڑا پھیلا کہا جاتا ہے - افغانستان میں تیزی کے ساتھ حملہ ہوتا ہے - اور
گنڈمک کا عہدنامہ لکھا جاتا ہے - فتحوں کی عزت ملتی ہے - اور لارڈ لٹن شملہ میں
پیوارکوتل کے ہیرو کو ضیافت دیتا ہے - دوسرے حصہ میں کے ویگ نیری
مشن آتا ہے - عزت کے ساتھ کابل میں استقبال کیا جاتا ہے - پھر کشت و
خون ہوتا ہے - جس میں انگریزی بہادری اور فرض پر جان نثاری آفتاب بن کر
چمکتی ہے ؛

لیکن اب ذرا رنگ پلٹ جاتا ہے - تیسرے حصہ میں انگریزی فوج ان لوگوں
کو سزا کامل دیتی ہے جنھوں نے انگریزی علم کی توہین کی تھی اور دارالخلافہ کے
بیچ میں سے انگلنڈ کے ہیرو کی بے سر لاش کھینچی گئی تھی - اب مسٹر فریڈرک رابرٹس
علی خیل سے چمکتا ہوا آیا ہے - کریشیا کو فتح کرتا ہے اور بالا حصار پر قبضہ جاتا ہے
رزیڈنسی کی تباہ حالت کو دیکھتا ہے اور لوگ شاباشی کے نعرے بلند کرتے ہیں کہ
تیسرا حصہ ختم ہوجاتا ہے - مگر پھر طوفان جنگ برپا ہوتا ہے اور برٹش جنرل اس
کا کافی انتظام کرتا ہے - فوج کثیر سے مقابلہ آن پڑتا ہے - انگریزی فوج بچی
چھاونی میں پناہ گزین ہوتی ہے - دشمن ان کو نکالنے کی خوب کوشش کرتا ہے
مگر بے فائدہ - آخر یہ لوگ نکلتے ہیں اور دشمن کے ہوش پریشان کرتے ہیں - اب
پھر طوفان کے بعد امن آتا ہے اور مسٹر ڈونلڈ سٹوارٹ اور سر فریڈرک رابرٹس

بیک آسمان کا کام نہ تھا - وہ خود ۱۵ مئی کی یادداشت میں لکھتا ہے کہ ہم جیسا آ
ہندوستانی فوج دو برس سے زیادہ اپنے گھروں سے باہر نہیں رہنی چاہیے
ملتان یہ ... گورکھی اور پنجابی رجمنٹیں دو سال سے زیادہ گھر سے باہر ... اور
ان بہادروں کو اس وقت بھی مایوس کرنا اور غرضیکہ اور ۳۰۰ میل کے دور
جو مت دیتا اور لڑائی میں بھیجنا انہیں سخت ظلم کرنا تھا - وہ خود جنگ و جدال و
بیماری سے بار بار بہت تھکے اور آرام کرنے کی خواہش رکھتے تھے - اس لئے
جب یہ خبر سنی گئی کہ ہندوستانی رجمنٹوں کو بھی جانے کا حکم ہوا ہے تو لوگ
سخت پریشان ہوئے - اور انتظار میں تھے کہ کس کی باری آئے - کرنل ... جین
جیمیت ... تھا کہتا ہے کہ لوگ خوشی سے قندھار جانا پسند نہیں کرتے
تھے اور فوجوں کے مختلف سردار بھی لوگوں کی طبیعت پہچان کر سفارش کرتے تھے
کہ ان کو رخصت دیجاوے - میں یہ بات زور دیکر کہتا ہوں کہ جن افسران
اور جنیلوں نے سفارش کی وہ واقعی مدت کے تجربہ سے لوگوں کی طبیعت پہچانتے
تھے - شاباش - اس وقت انتخاب کے موقعہ پر فوجوں کو اپنے کمانڈروں پر پورا
بھروسہ تھا اور وہ فرض ادا کرنے کی خوبی کو سمجھتے تھے - اس موقعہ پر یہ بات یاد
رکھنے کے قابل ہے کہ سر فریڈرک کی فوج میں جو جوش قندھار جاتے وقت ہوگیا
تھا - وہ اول تو خود مہم کی وجہ سے تھا پھر سردار کے جوش طبع کا بھی بہت
کچھ اثر ہوا تھا ؞

۳ - اگست کو فوجوں کی ترتیب مرتب ہوگئی - اس میں ۳ برگیڈ تھے
ہر ایک برگیڈ میں ایک انگریزی اور ۳ ہندوستانی پلٹنیں تھیں - اور ایک ایک
توپ خانہ تھا - سواروں کا برگیڈ علیحدہ تھا اس کا کمانڈر صدر مقام کو براہ راست
رپورٹ بھیجتا تھا - توپیں خچروں پر لادی گئیں - کیونکہ گاڑی وہاں چل نہیں
سکتی تھی - اور ایک توپ خانہ ان کے پاس بہت ہی اعلےٰ درجہ کا تھا - اس
وقت مدعا یہ تھا کہ قندھار بہت جلد پہنچ جائیں اور یہ بھی کچھ تعجب نہ تھا - کہ اگر
ایوب خاں نے غزنی اور کابل پر دھاوا کیا تو وہ تمام سڑک کو چھوڑ کر ارغنداب
یا ارغستان کی گھاٹی سے آئیگا - افغانستان میں تین کچھ اس قسم کی ہے
کہ جب تک پیدل مدد نہ کریں صرف سواروں کی مدد سے توپ خانہ کا کام
نہیں چل سکتا - جیساکہ ۱۱ دسمبر کو جنرل میسی کی لڑائی میں ظہور میں آیا

جنگ کورم میں، اب بات پر اس کی توجہ خاص تھی کیونکہ شروع جنگ میں ٹرانسپورٹ
افسروں کی بے احتیاطی نے جنہیں اس بات کا تجربہ نہ تھا کہ جانور کس طرح رکھنے
چاہئیں ان میں اسقدر آفت ڈالدی تھی۔ کہ سب لڑائی پھڑی تو ان جانوروں کی
اس قدر قلت ہوئی کہ ۶۰۰۰ آدمی بھی مشکل سے کوچ کر سکتے تھے۔ ۱۰ اگست کو
یہ لشکر قریب زرغون شہر پہنچا جو ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں رسد خاطرخواہ
ملی کیونکہ لوگ ارگھانی کے بہت سے پہلے سے دشمن انگریزوں کے طرفدار تھے اور سے
امیر کے ایجنٹ لشکر کے ساتھ تھے۔ زرغون شہر میں کوچ کی بابت سر فریڈرک رابرٹس
نے ہدایت کی۔ اور بریگیڈ اور رجمنٹ کو باری باری سے آگے چلنے کا حکم
جیسپمن کہتا ہے کہ ایسی حرکات میں اگرچہ ٹھیک وقت سے بعد ہمیشہ
یہ ناممکن تھا کہ قدم ملائے چلیں۔ جب ہائیلنڈر آگے ہوتے تھے تو گورے
ساتھ رہنے کی کوشش کی وجہ سے تھک جاتے تھے اور جب گورکھے آگے ہوتے تھے
تو قدم اتنا سست ہوتا تھا کہ یورپین اور سکھ تھک جاتے تھے۔ لیکن
بات کی کوشش کرتے تھے کہ قدم برابر رہیں اور ہر گھنٹہ کے بعد دس منٹ
چاشت کے واسطے آٹھ بجے بیس منٹ ٹھیریں ٭

۱۱ اگست کو پڈکاؤ روغنی کی طرف کوچ کیا جو ۱۶½ میل کے فاصلہ پر ہے
حکم یہ تھا کہ پونے تین بجے اُٹھ کر تیار ہوں اور ۴ بجے کوچ کریں۔ رسالہ اور
پیدل بریگیڈ نے حصارک پر دریائے لوگار کو عبور کیا اور برق البرق میں پہنچے
اور وہاں ڈھلوان زمین پر گاؤں کے مغرب میں کیمپ ڈالا۔ اول و سوم پیدل
قطار فوج میں چلتے رہے اور تیسرے بریگیڈ نے کیمپ کے مغرب کی طرف کوچ
کیا اور داؤ و خیل میں سے گذر کر حصارک کی طرف روانہ ہوئے۔
متوازی قطاروں میں اس اونچی زمین کی طرف روانہ ہوئے جو پڈکاؤ کے
بائیں طرف ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے ٭

دوسرے روز چاروں بریگیڈ چلکر ۱۰½ میل چلے اور اشراق امیر قلعہ
میں پہنچے جو درہ تنگ وارڈک کے دروازہ پر ہے۔ یہاں ذرا مشکل سے گذرے
اور درہ زنبورک میں بھی جو ۰۰۰ ۰ فیٹ بلند ہے سخت دقت اٹھانی پڑی اگرچہ
توپ گاڑیاں نہ ہونے کی وجہ سے اور اسباب ہلکا ہونے کے سبب سے کہیں
بیچ میں ٹھیرنا نہیں پڑا۔ بعض خیال کرتے تھے کہ زنبورک میں جھگڑا ہوگا مگر نہ تو

زیارت بھی ہوئی ہے اور اسوقت کو یاد دلاتی ہے کہ جب ۳۰۰۰ غازی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے انگریزوں پر آن پڑے تھے۔ مگر جب انگریزوں نے گولیاں برسائیں تو بہت سے برداشت کرتے رہے۔ جنھوں نے یہ نظارہ دیکھ لیا تھا وہ پھر ان کے مقابلہ میں آنے سے ہیراتے تھے۔ اور دسمبر کے واقعات کے بعد کابل فیلڈ کی فوج بھی ان سے خوب آشنا تھی۔ آج فوج کے لوگوں کو سب سے زیادہ کام کرنا پڑا۔ پانی میں چھالے پڑگئے تھے اور تکان اور کمزوری روز افزوں تھی۔ جنرل صاحب کے پاس روز رپورٹ آتی تھی۔ آخر اسے بڑا فکر ہوا اور اس نے ہر روز کے کوچ کا فاصلہ کم کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر لطف غزنی سے چلکر پہلے ہی سفر میں مصیبت کی حد آگئی تھی۔ اس کے بعد ہر روز زخمی لوگ شفاخانہ میں شفا پاتے گئے اور کوچ کی طاقت بڑھ گئی یہاں تک کہ بہت اچھی طرح کوچ کرنے لگے۔ مگر ڈولی برداروں کی بڑی شامت تھی۔ فوج میں برداشت کرنے کی قوت اس قدر بڑھ گئی تھی اور قواعد ایسی باقاعدہ تھی کہ بغیر دیکھے اس کا اندازہ کرنا محال ہے۔ بیشک تواریخ اسبات کی شہادت دیتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی رجمنٹوں نے کئی بار اس قسم کے کوچ کئے تھے مگر اس موقعہ پر ایک فوج کثیر کا اس طرح سے چلنا کمال تھا۔ جس میں ۱۰۱۴۸ سپاہی تھے ۸۱۴۳ ہندوستانی مزدور وغیرہ ۲۳۲۴۴ جانور تھے۔ ہر روز کی رسد کمپ میں پہنچ کر ملک سے حاصل کرتے تھے۔

۱۷ اگست کو چاردہ کا کوچ ہوا جس میں کچھ اُجڑے کچھ آباد چند گانوں ہیں ۱۳ میل کا سفر طے کیا دوسرے روز کریز اوبا میں ۱۶ میل گئے اور ۱۹ اگست تک ۱۴ میل گئے۔ ۱۸ و ۱۹ کا سفر ایک ریگستان میں سے ہوا۔ جہاں پانی کا نام بھی نہ تھا اور مرد و جانور مارے پیاس کے تڑپ گئے۔ چونکہ ملک وسیع تھا۔ تینوں برگیڈ برابر میں آگئے اور اس تجویز سے اسباب کمپ میں ایک گھنٹہ پہلے آگیا۔

۲۰ کو قلعہ طومان میں پہنچے اور ۲۱ میل کا سفر کیا۔ یہ سفر سب سے لمبا تھا۔ گرمی کی تیزی اور سایہ کی کمی نے لوگوں کو بیتاب کر دیا اور چونکہ ٹھیرنے کی کوئی معقول جگہ نظر نہیں آتی تھی۔ پس کمپ سے ورے کہیں آرام نہیں لیا۔

آتے ہی سر فریڈرک رابرٹس کے پاس کرنیل سٹے نر کے پاس سے چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ محصورین بخیریت ہیں اور قرب وجوار کے لوگ ابھی

تک خاموش ہیں - ایک چٹھی مورخہ ۱۲ اگست کی میجر جنرل پھیری کے پاس سے
کوئٹہ آئی تھی کہ میں رسالہ و توپ خانہ و پیدل انگریزی و ہندوستانی لیکر
چل دیا ہوں اور امید ہے کہ قندھار میں ۲ ستمبر تک پہنچ جاؤنگا - یہ خبر جنرل صاحب
نے فوج میں شایع کی اور کہا کہ شاباش - تم بہت جلد کابل سے یہاں تک آگئے ہو
اور اگر اسیطرح چلتے رہے تو خیلات غلزئی ۲۳ کو اور قندھار ۲۹ کو پہنچ جاینگے
آخری خبر یہ ملی تھی کہ ایوب خاں ابھی قندھار میں ہے - اور لفٹنٹ جنرل کو
امید تھی کہ وہیں رہیگا اور شاید انگریزی محصورین کی رہائی انہی کی تقدیر میں
لکھی ہو - یہ بات بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ اگرچہ جنرل ایام سفر میں پیغام
بھیجتا رہا تھا کہ گھبراؤ نہیں ہم آرہے ہیں - مگر کوئی پیغام منزل مقصود تک نہ پہنچا
بیشک جب یہاں آگیا تو خبر پہنچنے لگی ؀

۱۹ اگست کو ۱۸ میل طے کر کے غازے پہنچے اور دن میں کپتان سٹریٹن
نے خیلات غلزئی میں سگنل دیا جس کے جواب میں کرنل سے ٹنر نے اشارہ
کیا کہ ۱۶ اگست کو قندھار میں دھاوا ہو گیا اور جنرل برک اور بہت سے افسر
اور سپاہی مارے گئے - مگر اب خیریت ہے اور کچھ دنوں گذارہ کر سکتے ہیں ؀
دن میں وہاں کا گورنر آیا جسکو سے ٹنر نے ہدایت کر دی تھی - اور رسد جمع کرنے
میں بہت مدد دی اور جب ۲۲ اگست کو یا قاضی میں جو غازے سے ۱۰½ میل
ہے پہنچے - تو دیکھا کہ تمام سامان قلعہ سے آیا ہوا ہے ؀

۲۳ اگست کو ۱۴½ میل کوچ کر کے خیلات غلزئی میں آگئے اور غزنی سے
۱۳۶ میل کا فاصلہ ۸ دن میں طے کیا ؀

اس کوچ میں نقصان بہت ہی کم ہوا تھا - اگرچہ چاروں طرف دشمن
ہی دشمن نظر آتے تھے - مگر صرف ۳ ہندوستانی قتل ہوئے - دو نے خودکشی کی اور
منزل پر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ کوئی ۲۰ غائب تھے - ان میں سے بہت سے افغان
دربار سے تھے اور چھوڑ کر چلے گئے تھے - فوج نے دقت بھی پوری اٹھائی تھی - مگر
کوچ کرنے کے لحاظ سے حال کی تاریخ میں بے مثال تھی - ۸ گھنٹہ جلتی دھوپ
میں سفر کرنے کے بعد لوگوں کو باری باری سے ایندھن اور چارہ لانا پڑتا تھا - رات
کو پہرہ دیتے تھے - مگر کسی کو بھی کچھ شکایت نہ تھی ؀

خیلات غلزئی میں آ کر جنرل رابرٹس کے پاس جنرل پرم روز کی ایک

چٹھی آئی جس میں ۱۶ اگست کے دھاوے کا بیان تھا۔ پھر اس نے جمن کی
طرف جو قندھار اور پشین کے درمیانی پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے پیغام
بھیجا اور جنرل فیر سے کہ تمام چٹھیاں دیں کہ میں کوچ کر رہا ہوں اور دو ہفتے
میں قلات پہنچ جاؤنگا اور امید ہے کہ وہاں کوئٹہ سے آتا ہوا لشکر ہم سے
مل جائیگا اور پھر بلا فرم قندھار پر دھاوا کرینگے ؛

خیلات غلزئی میں ۲۴ اگست کو آرام لیا اور دوسرے دن کوچ شروع
ہوا اور اس قلعہ کے محصورین ساتھ لئے۔ اگرچہ سر فریڈرک رابرٹس نے کابل
سے چلتے وقت ان کی بابت کچھ نہیں سوچا تھا مگر اب خیال کیا ان کو یہاں اس
طرح چھوڑنا نادانی ہے کیونکہ آئندہ ان کو رسد وغیرہ پہنچانی مشکل ہوگی پس
قلعہ خالی کر دیا گیا اور محمد صادق خاں کے سپرد کیا گیا جس کے پاس وہ اس وقت
سے تھا کہ جب سر ڈونلڈ سٹوارٹ ماہ جنوری ۱۸۷۹ء میں آیا تھا۔
۲۵ اگست کو فوج نے کوچ کیا جس کی طاقت خیلات غلزئی کے محصورین سے
اب بڑھ گئی تھی جن کے پاس علاوہ گوشت و سبزی وغیرہ کے دس دن کی رسد
تھی۔ اب قندھار کا رخ کیا جو ۸۴ میل کے فاصلہ پر تھا ؛

چونکہ نہ تو ایوب خاں کے ارادے معلوم تھے اور نہ ۱۶ اگست کے دھاوے
کے واقعات کی خبر تھی پس سر فریڈرک رابرٹس کو انتہا تذبذب ہوا۔ ٹرنک
گھاٹی کی سڑک کے علاوہ قندھار جانے کے واسطے دو سڑک اور ہیں جو اس
کے شمال اور جنوب میں براہ ارغنداب اور ارغستان متوازی خطوں میں
جاتی ہیں۔ مگر ان سڑکوں میں گاڑی کے توپ خانہ نہیں جا سکتے۔ اگرچہ یہ
ممکن تھا کہ ایوب جس کے پاس ایک ہوشیار سپاہی مسمی حافظ اللہ خاں
تھا جو شیر علی کا ایک معتبر سپاہی تھا۔ اس خیال سے کہ دشمن سے بچکر نکل کر
نکلے ان میں سے ایک سڑک پسند کرے۔ لیکن جب تک ایوب توپ خانہ
کو نہ چھوڑے جو ناممکن تھا۔ یہ ضروری ہے کہ وہ ٹرنک کے راستہ سے آئیگا اور
چونکہ قندھار کی رہائی کے علاوہ یہ بھی حکم تھا کہ ان لوگوں کو سخت سزا دیجاوے
تاکہ وہ ہمارے ہتھیاروں کا لوہا مانیں پس فریڈرک رابرٹس نے تمام فوج کو
لیکر براہ ٹرنک نہایت زور شور سے اس مقام تک جانے کا ارادہ کیا جہاں
سے قندھار کے ساتھ اشارات سے کام چل سکے اور ایوب کی حرکات معلوم ہوں ؛

اسوقت سر فریڈرک رابرٹس کو بخار آگیا۔ اگرچہ اس کی صحت بہت اچھی رہی تھی اور طاقتور بہادر جوان تھا مگر روزانہ کوچ کی تکان اور سورج کی سخت گرمی۔ پھر دو سال تک متواتر سخت خدمت کرکے بدن کا چور ا کرنا اور پھر روزانہ انقلاب حرارت۔ ان وجوہات سے اس کا بخار بہت سخت ہوگیا۔ اور کچھ عرصہ تک ڈاکٹر بھی گھبراتے رہے اور ہر ایک افسر اور سپاہی پریشان تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے ساتھ کوئی جنرل اسوقت ایسا نہیں ہے جو ایسے نازک وقت میں اسکی جگہ کام دے سکیگا ؛

۲۵۔ اگست کو پھر ۱۵ میل طے کرکے جلدک میں پہنچے ۲۴۔۲۳ کو تیرندہ میں ۱۶ میل طے کرکے۔ یہاں پرم روز کے پاس سے چٹھی آئی کہ ایوب خاں نے انگریزی فوج کا حال سنکر اپنا موقعہ تبدیل کرلیا ہے۔ ۲۳ اگست کی شام کو اس سردار نے قندھار کے مشرق و مغرب کے گاؤں چھوڑ دیئے تھے اور ۲۴ کو بابا ولی اور مرزا کے درمیان ارغن داب گھاٹی میں شہر کے شمال کی جانب چل دیا ہے۔ اسطرح انگریزی فوج سے بچکر گیا ہے ؛

سر فریڈرک رابرٹس نے دو سواروں کی رجمنٹ ہیوگف کے ماتحت روبٹ کو روانہ کیں جو ۳۴ میل کے فاصلہ پر تھا۔ تاکہ جنرل پرم روز کے ساتھ سگنل کے ذریعہ باتیں کرے اور ممکن ہو تو جنرل پھیرے کے ساتھ اور باقی فوج کو حکم دیا کہ روبٹ سے آدھی دور رہیں ؛

۲۷۔ اگست کی دوپہر کو جب رجمنٹ روبٹ میں پہنچگئی تو قندھار کیساتھ سگنل شروع ہوئی اور سر فریڈرک کو شہر سے ۳۹ میل کے فاصلہ پر خبر لگنے لگی۔ سہ پہر کو جنرل گف اور کرنیل چیپ من سے سینٹ جون جو قندھار کا پولیٹیکل افسر اعلیٰ تھا اور میجر آدم ملے اور ان افسروں سے رابرٹس کو معلوم ہوا کہ ایوب خاں اپنے مورچے کو مضبوط کرتا ہے اور بہر بیفائش ہے ؛

۲۷۔ اگست کو پیدلوں کی فوج قندھار سے ۳۹ میل ورے پہنچ گئی جہاں سے ارغن داب گھاٹی ۷ا میل فی یوم کے حساب سے دو روز کا راستہ تھا۔ یہ راستہ پوری گھاٹی میں سے گذرکر ضلع فانہیں جاتا نکلا تھا جو قندھار سے اوپر کی طرف ہے اور ارغن داب پر واقع ہے۔ سات ہزار مسلح سپاہیوں کو حکم ہوا کہ ۲۸۔ اگست کو اور آگے جائیں۔ کیونکہ ارادہ یہ تھا کہ اسی روز حرکت شروع کی تو سواروں کی

سر فریڈرک رابرٹس اور اس کے افسر و سپاہی خوش تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگرچہ ایوب خاں نے شہر کا محاصرہ چھوڑ دیا ہے۔ مگر بظاہر اس کا ارادہ بھاگنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ایوب خاں چلا گیا اور ان کے آنے کی محنت رایگاں گئی کیونکہ دشمن کو شکست فاش نہ ہوئی تو وہ بہت مایوس ہوتے۔ لیکن افغان جنرل کی حرکت و حالت کا کچھ پتہ نہ لگتا تھا۔ جب سر فریڈرک نے دیکھا کہ دشمن کے دانت کھٹے کرنے ضرور ہیں تو اس نے حکم دیا کہ روبٹ میں ٹھیر کر ایک دن آرام کریں۔

۲۹ اگست کو جب مقام تھا تو سر فریڈرک کے پاس جنرل پھیرے کے پاس سے مورخہ ۲۴ اگست کی چٹھی آئی کہ مجھے امید ہے کہ ۲۸ اگست تک لشکر جمع کر کے ۳۰ کو قندھار کا رخ کر سکتے ہیں۔ سیبی اور پشین کے درمیانی ملک اور سندھ میں سے فوج کو لے جانا خصوصاً ماہ جولائی میں آسان کام نہ تھا اگرچہ سر فریڈرک رابرٹس نے علی خیل سے کابل جاتے وقت دکھلا دیا تھا کہ اگر ہمت ہو تو کیا کیا کر سکتے ہیں۔ اب یہ دیکھ کر کہ اگر جنرل پھیرے کا انتظار کیا جاوے تو کئی روز گذر جاینگے سر فریڈرک ۳۰ اگست کو مومند کی طرف روانہ ہوا اور دوسرے دن ۱۲ میل طے کئے۔ پیدلوں کے دو بریگیڈ آگے تھے اور سواروں کے رسالے اسباب کے دو طرف تھے اور باقی پیدل بریگیڈ سب سے پیچھے تھا۔ پس خیلات غلزئی سے قندھار تک کا کوچ جو ۸۸ میل کا فاصلہ تھا ۶ دن میں طے کیا۔ اس میں روبٹ کے قیام کا دن بھی شامل تھا۔

جب ۳۱ اگست دس بجے فوج نے حاضری کھالی تو بریگیڈیر جنرل میکفرسن

اور میک گریگر کے ماتحت اول و سوم بریگیڈ پیدلان شہر کی فصیلوں کے نیچے پہنچ گئے اور اس مقام پر جا جمے جو پرانے قندھار کے اوپر کی پہاڑیوں سے پھیلکر پرینہ میں ہوتا ہوا ایک ٹیلے جاتا ہے۔ یہ ایسا اونچا مقام تھا کہ پہلے چھاونی پر حاوی تھا اور اگر دشمن درہ بابا ولی میں ہو تو وہاں سے بخوبی نظر آسکتا تھا۔ اسروز کی گرمی کی شدت بیان سے باہر ہے۔ باغوں اور درختوں سے کچھ پناہ نہیں ملتی تھی اور ایوب خاں اس دریا کو بھی کاٹ دیا تھا جو ارغنداب سے آتا ہے سر فریڈرک رابرٹس کو بخار چڑھا ہوا تھا اور وہ ڈولی میں گیا مگر شہر کے قریب پہنچکر سوار ہوگیا ۔

زمین کا معاینہ کر کے اس نے فوج کو قندھار کے مغرب کی طرف ڈالا۔ دائیں طرف چھاونی تھی اور بائیں طرف پرانے قندھار سے ملا ہوا تھا۔ شہر پر حاوی تھا۔ ایوب خاں سے خاصہ فاصلہ تھا اور یہاں پر پانی کی بہتات تھی۔ یہاں پر آنے میں ان کا کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ دوم بریگیڈ جنرل بیکر کے ماتحت اور رسالہ ہیوگف کے ماتحت اسوقت اسباب پر رہا۔ سر فریڈرک رابرٹس کہتا ہے کہ زمین کی حالت غور سے دیکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ بابا ولی کوتل پر حملہ کرنے سے سخت نقصان ہوگا۔ پس اس نے حملہ کا رُخ پلٹ دیا۔ مگر حملہ اُسوقت معقول طور پر ہوسکتا تھا کہ ایوب خاں کی طاقت و حالت بخوبی معلوم ہو جائے کیونکہ وہ شہر کے شمال مغرب میں شہر اور ارغنداب کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ پس سر فریڈرک نے ایک چھوٹے سے دستہ کو جس میں دو توپ علاے کے توپخانہ کی نواں بریگیڈ آر۔ اے تیسرا بنگال رسالہ اور پندرھویں سکھ فوج شامل تھی زمین کے معاینہ کو بھیجا۔ اسوقت ہیوگف کمانڈر تھا اور چیپ مین ہمراہ تھا جو زمین سے ہر طرح واقف تھا کیونکہ سر ڈونلڈ سٹوارٹ کے ماتحت وہ کام کر چکا تھا ۔

یہ دستہ پرانے قندھار کے قریب سے ایک بجے روانہ ہوا اور جنرل گف نے توپوں اور پیدلوں کو گنڈی گان کے گانوں کے اوپر ایک بلند مقام پر مقیم کیا اور رسالہ کو لے کر ۱½ میل تک آگے گیا اور بہت سے باغات و احاطوں سے بچکر گیا اور پیر پیماں کے قریب ایک میل کے فاصلہ پر آنکلا جہاں دشمن اپنے زور میں پڑا ہوا تھا۔ دشمن نے آگ برسانی شروع کی۔ تیسرا بنگال رسالہ

لفٹنٹ کرنل میکنزی کے ماتحت پیچھے ہٹا اور سپیدرز کی دو پلٹن ان کی جگہ آگئیں اور دشمن سے اڑ گئیں اب پیرپہال کے سامنے دشمن کی ۲۰ آتشی توپ چلنے لگیں۔ افغان فوراً گنڈی کان کے سامنے باغات میں آگئے اور جبا نگڑ (بیگی) رسالہ بالکل پیچھے آگیا تو فوجوں کا رخ پلٹنوں کی طرف کر دیا جس کے ساتھ دو پلٹن تھیں۔ باقی پلٹنیں ۔ اور سکھ فوج کی گنڈی کان کی پہاڑی پر بیٹھیں۔ دشمن نے اب خالی زمین پر قبضہ کیا اور خود گاؤں کو لے لیا اور حملہ کرنے والی فوج کے ایسا پیچھے پڑا کہ دوم بریگیڈ اور پہلے بریگیڈ کا کچھ حصہ مل گیا۔ اور غروب آفتاب کے قریب گولہ باری ہونے لگی۔ کرنیل چیپ من کہتا ہے کہ خوش قسمتی سے افغانوں کا نشانہ بہت بڑا تھا اور صرف دس آدمی ہمارے مارے گئے۔

اب یہ ظاہر تھا کہ کابل قندھار فیلڈ فورس کو ایک کار عظیم درپیش تھا۔ کیونکہ دشمن یورپین کے طریقہ جنگ سے بے خبر تھا اور اس لئے سمجھا کہ یہ ڈر کر ہٹ گئے ہیں۔ دراصل پہلے معاینہ کا منشا یہ تھا کہ افغانوں کو جگہ سے ہٹا دیں کیونکہ وہ اس قدر قریب تھے کہ سر فریڈرک نے ارادہ کیا تھا کہ کل ہی ان پر حملہ کر دیا جاوے۔ شب رات کے آٹھ بجے اس نے حملہ کا پختہ ارادہ کر لیا تو دوسرے دن صبح کے ۹ بجے اپنے تمام افسروں کو کیمپ کے ہیڈکوارٹر میں بلایا اور بذریعہ تار لفٹننٹ جنرل پریم روز کو بلایا جو قندھار میں محصورین کا کمانڈر تھا۔ پھر فوج کو حکم دیا کہ بچے کھانے کھالیں اور ایک ایک دن کا دلیا رکھ لیا اپنے ساتھ رکھیں۔ خیمے اکھاڑ دیئے گئے اور صندوق وغیرہ اسباب ایک جگہ ترتیب سے رکھ دیا گیا اور فوج کو حکم ہوا کہ ۸ بجے مسلح تیار ہو جائے۔ یہ دن یکم ستمبر تھا۔

لفٹنٹ جنرل نے خود افسروں سے حملہ کی تجویز بیان کی۔ وہ یہ تھی کہ دشمن کو بائیں طرف بابا ولی کوتل پر زور دکھایا جائے اور پیرپائی کی طرف سے زور کے ساتھ حملہ ہو۔ فوجوں کی ترتیب حسب ذیل تھی کہ کابل فیلڈ فورس کے پیدلوں کا دستہ جن کی یہ ڈیوٹی تھی کہ دشمن کی جگہ چھین لیں۔ وہ کیمپ اور کریتہ کی پہاڑیوں پر جما گیا۔ جو بائیں طرف چل زینہ تک پہنچتا تھا۔ اول دوم بریگیڈ کیمپ اور کریتہ کے پیچھے نصب کئے گئے ان میں سے اول بریگیڈ کے ساتھ دوم بریگیڈ۔ آر۔ اے۔ قندھار فورس کا ایسی توپ خانہ تھا اور عدد توپ خانہ ہشتم بریگیڈ جن کے پاس نئے نمونے کی توپیں تھیں۔ سوم بریگیڈ کیمپ کے

آگے تھی اور فوج عظیم کے بائیں تک پھیلا ہوا تھا۔ سواروں کا رسالہ جسمیں ۱۳ ویں
بی بریگیڈ آر۔ ایچ۔ اے کا زی توپ خانہ تھا معہ ساتویں پلٹن کی دو کمپنیوں
کے اور ۲۸ ویں بمبئی ہندوستانی پیدل کی چار کمپنیوں کے جن کے پاس دو دن
کا کھانا تھا ۹ بجے گنڈی گاؤں کے پیچھے رکھا گیا۔ یہ رسالہ بریگیڈیر جنرل ہیو گف
کے ماتحت تھا جس کو ہدایت تھی کہ جب تمہارے سامنے کا میدان خالی ہو جائے
تو پیدلوں اور توپوں کو آگے بڑھا کر گنڈی گاؤں کی اوپر کی زمین پر قبضہ کر لیں
اور حکم ہوا کہ رسالہ ارغنداب کی طرف جا لے تاکہ اگر دشمن گرشک کو بھاگے
تو راستہ میں اسے روکیں اور جو کرنچ کی طرف جائے تو ادھر سے ڈرائیں ۔

لفٹننٹ جنرل پرائم روز سی۔ ایس۔ آئی نے محصورین قندھار کو
حکم دیا کہ شہر کے دروازہ مضبوط رکھیں اور بریگیڈیر جنرل ڈو سبیے نے بریگیڈ
کو حکم ہوا کہ اس زمین پر قبضہ کر لیں جہاں سے کابلی فوجیں کو حملہ کرنا تھا۔ بریگیڈیر
جنرل بیکر کا بریگیڈ معہ چار چالیس پونڈ کی توپوں کی پرانی چھاؤنی کے شمال
میں قایم ہو گیا یہ مقام اس بلند زمین کے دامن میں تھا جو دشمن کے پاس
تھی اور یہاں سے آئندہ بابا ولی کی طرف گولہ باری ہوئی۔ اور بمبئی رسالہ کو بریگیڈیر
جنرل نٹال کے ماتحت حکم دیا کہ دائیں طرف حرکت کریں اور درہ پر جا بیٹھے کہ شہر
کی طرف آنے کا رستہ بند کریں جو دشمن کے بالکل بائیں طرف تھا۔ دشمن
کو پہلے دن کی فتح کا ایسا نشہ تھا کہ یکم ستمبر کی صبح ہی گنڈی گاؤں کو لے کر
حملہ کرنے پر آمادہ ہوا۔ پس جنرل گف کا رسالہ کچھ نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ
پیدل دائیں طرف حملہ نہ کریں۔ اسوقت دشمن کے پاس گنڈی ملا صاحبداد
بھی تھا جو انگریزی فوج سے ۵۰۰ گز کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں پر لوگ نہایت
مستعدی سے اڑے کھڑے تھے اور باغات میں جو لڑائیاں ہو رہی تھیں ان
کی وجہ سے یہ گاؤں گنڈی گاؤں سے ملا ہوا تھا۔ اور یہ پہاڑ کے سامنے فوج کی
حرکات بند کر رکھی تھیں۔ اسوقت لڑائی دونو طرف تل رہی تھی۔ مگر انگریزوں کو
کامل یقین تھا کہ میدان ہمارے ہاتھ رہیگا ۔

ایوب نے لڑائی شروع کی پہلے اپنے مقبوضہ گاؤں کے سامنے کے
باغات سے گولے برسانے شروع کئے۔ مگر ۹ بجے تک کچھ جواب نہیں دیا گیا۔ اس
وقت ۴۰ پونڈ والی توپ بابا ولی پر سر ہونی شروع ہوئی اور یہ پہاڑ پر دشمن

پر جھپٹنے کا اشارہ تھا - چنانچہ اول برگیڈ جنرل میکفرسن کے ماتحت شاہی توپخانہ
کی دو توپیں لئے ہوئے گنڈی ملا صاحبداد خاں پر حملہ کرنے بڑھا - اور دوم
برگیڈ جنرل بیکر کے ماتحت بائیں کی طرف بڑھا اور اول برگیڈ سے مس کرتا ہوا
سامنے کے باغات کو صاف کرنے لگا - سوم برگیڈ عباس آباد کے سامنے گیا اور
غرض یہ تھی کہ اول تو دیگر برگیڈوں کو مدد دے دوم اگر بابا ولی سے دشمن حملہ
کرے تو اسکا بخوبی مقابلہ کرے - دوم گورکھوں کے لفٹنٹ کرنل بیے نے
اور ۹۲ ویں ہائیلنڈروں کے لفٹنٹ کرنل پارکر کو جن کی رجمنٹیں اول برگیڈ میں
آگئے تھیں یہ کام سپرد ہوا کہ آگے رہیں - انہوں نے اپنا کام بہت اچھی طرح
انجام دیا - گنڈی ملا صاحبداد کا گاؤں ایک ہلہ میں فتح ہو گیا اور گورکھوں اور
ہائیلنڈروں نے مخالف سمت سے آکر خوب ہاتھ دکھلائے - دشمن بھاگا اگرچہ بہت
سے آدمی مکانوں میں رہ گئے جہاں انہوں نے تلوار کا مزہ چکھا - غازی بے شک
بہت ٹھیرے اور دیر تک مقابلہ کرتے رہے - اسوقت جنرل بیکر دوم برگیڈ
کو لئے ہوئے سرگرمی سے مشغول تھا اور ۷۲ ویں ہائیلنڈروں کی فوج بماتحتی
لفٹنٹ کرنل برونلو جو دنیا میں چند ساعت کا مہمان تھا اور دوسری سکھوں کی
پلٹن بماتحتی لفٹنٹ کرنل بوسویل آگے کے رُخ تھی - یہ بہادر رجمنٹیں دشمن کی
دیوار کو پھیر کر نکل گئیں باوجودیکہ دشمن نے فصیلوں کے پیچھے پناہ لے رکھی تھی ؛

اسموقعہ پر کرنل برونلو اور کپتان فروم کام آئے - کرنیل برون لو
کے مرنے سے ملک و لشکر کو سخت نقصان پہنچا - کیونکہ اس کے آثار بہت اچھے
نظر آتے تھے - تمام کابل فیلڈ فورس میں کسی کو اتنا رنج نہ تھا جس قدر کہ سر
فریڈرک رابرٹس کو - کیونکہ پیوار کوتل کے محاصرہ میں جب اس نے مدد کی تھی
اسوقت اس کے اوصاف سر فریڈرک پر ظاہر ہونے لگے تھے - سر
فریڈرک رابرٹس نے کرنل برون لو کی بابت اس طرح لکھا ہے کہ اس افسر
کے مرنے سے لشکر کا بہت نقصان ہوا ہے - بہت سے موقعوں پر اس نے بہادری
دکھلائی ہے - مثلاً پیوار کوتل پر - اور ۱۸۷۹ء کے آخر میں جب کابل کی
اطراف میں لڑائی ہو رہی تھی اور زیادہ تر ۱۴ دسمبر کو جب اس نے اپنی
کمال ہوشیاری سے کوہ آسمئی پر حملہ کیا اور اسکو فتح کیا تو لشکر نے شاباشی
کے نعرے بلند کئے ؛

دوسری سکھ پلٹن نے بھی ہائیلنڈروں کے ساتھ کار نمایاں ظاہر کئے اور ایک موقع پر دشمن کو مار ہٹا دیا۔ ہائیلنڈروں کا سردار اب میجر سٹاک ویل تھا۔ اس سردار نے حال ہی میں مصر کی خدمات میں بہت شہرت حاصل کی ہے اس نے دشمن کو جگہ سے کھیڑ دیا۔ اور رجمنٹ کے ایک حصہ نے پانچویں گورکھوں کے ساتھ دشمن کو الٹا دبایا کہ وہ پیر پیال کی طرف بھاگا اور اب اول و دوم بریگیڈ نے ان کا پیچھا کیا۔ پیر پیال سے اوپر کی پہاڑی کی طرف پہنچے تھے کہ اول بریگیڈ پر آگ برسنی شروع ہوئی۔ کیونکہ گاؤں نے خوب مقابلہ کیا۔ مگر ۹۲ ویں اور دوسری پلٹن گورکھوں کی موجود تھی اور ساڑھے بارہ بجے گاؤں کو فتح کر لیا۔ دوسرا بریگیڈ اسوقت گاؤں سے بھی نکل گیا تھا اور اتنی دیر توقف کرنا پڑا کہ پیر پیال فتح ہو گیا ؛

اسوقت افغان بکثرت تمام دره بابا ولی سے اتر آئے تھے اور جنرل پوروے کے بریگیڈ کی دائیں پہاڑیوں میں چھا گئے تھے۔ سر فریڈرک رابرٹس کو اندیشہ تھا کہ کہیں ایوب خاں حملہ نہ کر بیٹھے پس اس نے بریگیڈ سوم کو اور دل کی مدد کے واسطے بھیجنے سے پہلے جنرل پورو سے دریافت کیا کہ بغیر مدد کے کارروائی کر سکتے ہو یا نہیں۔ جواب آیا کہ ہاں کر سکتا ہوں۔ اسپر اس نے بریگیڈیر جنرل میک گریگر کو حکم دیا کہ پیر پیال کی طرف بڑھیں۔ خود جنرل رابرٹس جنرل روس سے ملنے کے واسطے پیال میں گیا اور دیکھا آگے کے بریگیڈ بے دھڑک بڑھ گئے ہیں اور ایک میل آگے چلے گئے ہیں۔ سامنے سے ایک پیغام نے آکر اطلاع دی کہ پیال کے گاؤں کے لینے کے بعد دشمن ایسا چست اور خوفناک ہو گیا تھا اور فوج پر اس قدر آگ برسا رہا کہ جنرل میکفرسن جنرل روس کی اجازت لے کر بیدھڑک آگے بڑھا اور قبل اس کے کہ وہ دشمن کو باغوں سے نکالے۔ دوم بریگیڈ نے دشمن کو بالکل نکال دینے کے واسطے مدد کی ؛

حملہ کا انتظام اسیطرح قایم رہا ۹۲ ویں ہائیلنڈر اور گورکھے دائیں طرف تھے اور دوم بریگیڈ ذرا نیچے بائیں طرف تھا۔ جب گاؤں سے آگے بڑھ کر کھلے میدان میں پہنچے تو دشمن نے فوج پر فیر کرنے شروع کئے کیونکہ بابا ولی کوتل کے جنوب مغرب میں وہ جا جمے تھے جہاں سے کھلے میدان کو وہ

اچھی طرح دیکھ سکتے تھے - ان مورچوں پر وہ اچھی طرح جمے رہے اور اِدھر اُدھر سے مدد منگاتے رہے اور بابا ولی کوتل پر سے چو توپیں ہماری فوج پر چلتی رہیں - اب یہ ضروری ہوا کہ اس مقام کو سنگینوں کے حملے سے لیا جائے - میجر جی - ایس - وائٹ نے نظر بارک میں سے موقعہ کو دیکھا اور فوراً اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شاباش بہادرو ایک حملہ اور بھی اور کام فتح ہے - میجر جے - سی - روبن من دشمن پر گولوں کی خوب بوچھاڑ کر رہا تھا - پس دوم گورکھوں اور ۲۳ ویں ہراول کی مدد سے ہائی لنڈروں نے اپنے سردار کے حکم کے موافق مستعد ہو کر حملہ کیا اور فوراً دشمن کو مورچوں سے نکال دیا - بہادر افسر پیش قدم میجر وائٹ سب سے پہلے دشمن کی توپوں پر پہنچا - پیچھے پیچھے گورکھے تھے جنہوں نے ایک توپ پر ہاتھ رکھ کر زور سے کہا کہ یہ توپ دوم گورکھا فوج نے چھینی ہے ؁

یہاں سے گذرنے کے بعد جنرل بیکر نے حکم دیا کہ تیسری سکھ فوج کرنیل منی کے ماتحت جا کر دشمن کے دائیں کی پہاڑی پر قبضہ کر لے - مگر صرورت موقعہ دیکھ کر اس پہاڑی کے شمال کی طرف آگے بڑھا اور چار توپوں پر قبضہ کر لیا اور دشمن کے تمام کیمپ کا بخوبی معاینہ کر لیا - قبل اس کے کہ پہاڑی توپخانہ کام میں لایا جائے دوسری طرف سے جو فوج آ رہی تھی اس نے ان لوگوں کو منتشر کیا اور چونکہ کوئی رسالہ پاس نہ تھا ان کو بھاگتے ہوئے کوئی روک نہ سکا ؁

اب دشمن شکست فاش کھا چکا تھا - مگر زمین کی حالت ایسی تھی کہ جنرل روبرٹس اس بات کو معلوم نہ کر سکا - اسلئے اس امید میں کہ اور آگے بڑھ کر قبضہ کریں اس نے اول و دوم بریگیڈوں کو حکم دیا کہ ٹھیر کر اپنا سامان جنگ درست کر لیں - اس کے بعد فوج ایک میل تک آگے بڑھتی رہی - دوم بریگیڈ آگے تھا اور ایک بجے وہ دشمن کے کیمپ میں داخل ہوئے - دیکھا کہ خیمے کھڑے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ افغان صبح کے وقت چھوڑ کر بھاگ گئے تھے - ایوب خاں کے ہاتھ سے تمام توپ خانہ جاتا رہا - جس میں ۳۲ توپیں تھیں - لفٹنٹ میکلین کا جسم جسکو میوانڈ میں افغانوں نے قید کر لیا تھا خیمہ کے باہر پڑا ہوا پایا معلوم ہوتا ہے کہ بھاگتے وقت اس کے محافظوں نے اسے قتل کر ڈالا تھا ؁

جب سر فریڈرک نے دیکھا کہ پیدلوں نے فتح کامل حاصل کی تو برگیڈیر جنرل ناٹمال کو حکم دیا کہ بمبئی رسالہ کو لے کر مازار کے گانوں میں ہوکر ارغنداب کی گھاٹی تک تعاقب کرے۔ مگر نتیجہ حسب منشاء نہیں ہوا۔ کابل قندھار فورس کا ایک رسالہ تمام دن تعاقب کرتا رہا۔ مگر انہیں کوئی افغان فوج نہیں ملی۔ ہاں ۵۰۳۰ فراری غازی نہ تیغ ہوئے ؛

اس لڑائی میں ایک اور افسر بھی تھا جسکا غم کرنیل برٹون کے غم سے شاید ہی کچھ کم ہو۔ میجر جنرل روس نے اس غرض سے کہ سر فریڈرک رابرٹس کو اپنی کامیابی کی اطلاع دے۔ کپتان سٹرٹین کو جو سگنل فوج کا سپرنٹنڈنٹ تھا چوبیسویں پنجاب پلٹن ویکر بابا ولی کوتل کی طرف روانہ کیا۔ یہ سردار چلا ہی تھا کہ ایک غازی نے باہر سے نکل کر دھڑسے داغ دیا ؛

جب ایوب خاں کے کیمپ میں داخل ہوئے تو اسوقت سر فریڈرک کے واسطے جائے فخر تھی۔ سفر کے تکان سے ابھی بخار نے نہیں چھوڑا تھا مگر عالی حوصلگی نے اسے سنبھال رکھا تھا۔ تھوڑی دیر ایوب کے خیمہ میں آرام پھر ہر ایک رجمنٹ کی طرف گیا اور ان کی تعریف کرکے شکریہ ادا کیا۔ ایک افسر کہتا ہے کہ جس خوشی کے ساتھ ہر ایک رجمنٹ نے اسکا استقبال کیا تھا وہ حالت جس نے دیکھی وہ کبھی نہیں بھول سکتا جس استقلال سے اس نے کابل سے قندھار تک کا سفر بیس روز میں کیا تھا اور ایسا لشکر عظیم وکثیر ساتھ تھا اس کا یہ ثمرہ ملا کہ حسب منشاء فتح حاصل ہوئی اور جو مصائب اس سے پیشتر تھیں ان کا نام ونشان بالکل جاتا رہا ؛

شکست کے بعد سردار ایوب خاں ہرات کی طرف بھاگا اور ہمراہ چند سوار وچند پیدل تھے یہ اس فوج کا بقایا تھے جس میں ۴۰۰۰ پیدل ۵۰۰۰ غازی اور ۳۸۰۰ سوار تھے۔ کہتے ہیں کہ ۱۰۰۰ سے زیادہ گھوڑے اس کے مارے گئے۔ انگریزوں کا صرف یہ نقصان ہوا کہ ۴۰ مارے گئے جن میں ۳ افسر تھے اور ۲۲۸ زخمی ہوئے جن میں ۱۱ افسر تھے۔ ان میں زیادہ ہائلینڈر تھے ۹۲ء ۸۴ بہتر ۴۳ دوم گورکھا ۲۳ دوم سکھ ۲۹ ؛

اس فتح کا یہ نتیجہ ہوا کہ انگریزی فوج کا سکہ جم گیا۔ یہانتک کہ جب تک قندھار میں انگریزی فوج رہی ایک گولی تک افغانوں کی طرف سے نہ

چلی - واقعی بات یہ ہے کہ جیسا سردار تھا ویسے ہی سپاہی تھے - ہندوستانی فوج
بھی چنی ہوئی تھی - وہ کہتا ہے کہ جب فوج کی کثرت آب و ہوا کی روزمرہ تبدیلی
زمین کی اشکال کا خیال کیا جاوے تو جس تیزی کے ساتھ کابل سے قندھار
تک کا سفر کیا تھا وہ فوج کی جوش طبع - قواعد دانی اور ہوشیاری کی
بہترین شہادت ہے ؛

ایسے مصیبت کے وقت ان کی اولوالعزمی قابل تعریف تھی - ایک خواہش
نے سب کے دل میں جوش پیدا کر رکھا تھا کہ خواہ کتنا ہی نقصان و تکلیف ہو مگر
کسی طرح اپنے سپاہی بھائی چھوٹ جائیں - فوج کا استقلال و عالی ہمتی اس
وقت کمال پر تھا کہ جو دشمن اب تک کامیاب چلا آرہا تھا اس کے مقابلہ پر
شیر دمان کی طرح بے خوف اڑ گئے - اگرچہ افغانوں نے بعض ان سپاہیوں اور
ساتھیوں کو جو ہمارے لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے اور کسی طرح افغانوں کے ہاتھ
پڑ گئے تھے تہ تیغ کر ڈالا تھا - مگر ہماری فوج نے کس طرح قواعد جنگ نہ توڑے
باشندگان کی جان و مال کی عزت کرتے تھے اور سب رسد کی پوری قیمت
دیتے تھے - غرضیکہ نہ تو باشندوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی گئی اور نہ فوج
نے کوئی قواعد شکنی کی ؛

سر فریڈرک رابرٹس کی فوج کے مداح سب سے زیادہ اہل جرمن
ہیں - وہ کہتے ہیں کہ واٹرلو کے بعد انگریزی جنرل کا یہ اعلیٰ ترین کمال تھا -
خواہ کچھ ہی ہو - مگر زینوفن اور سر فریڈرک رابرٹس میں بہت کچھ مشابہت
پائی جاتی ہے - کیسنرا پر شکست کھانے سے زینوفن بھڑکا تھا اور میوانڈ کی
مصیبت نے رابرٹس کو ابھارا تھا - دونوں بہادروں نے کوچ کے راستہ
میں اور میدان جنگ میں یکساں جنرل پنا دکھایا - اور قواعد دانی و جوش طبع
دونوں فوجوں میں یکساں تھا - وہ تو کوچوں سے یکساں طور پر فنون جنگ
کے طلبہ کچھ سبق سیکھتے ہیں ؛

خدمات افغانستان کی وجہ سے سر فریڈرک رابرٹس بہت کمزور
ہو گیا تھا - مگر ملک کا حال جتنا اسے معلوم تھا دوسرے برٹش جنرل کو نصیب
بھی نہیں ہوا تھا - جب تک وہ قندھار میں کوئی مشہور واقعہ ظہور میں نہ آیا کہ
قلمبند کیا جاوے - پھر اس نے استعفا دیکر جنرل پھیرسنہ کو چارج دیدیا

اور خود بیماری کی رخصت پر افغانستان سے چلدیا ۞

دنیا کے بعض مشہور فاتحوں کے نام اس پہاڑی ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ سکندر اعظم نے اُسے فتح کیا اور بیس صدی کے اور اسکا نام اتنا ہی مشہور ہے جتنا کہ امیر کابل کا۔ اس ملک میں ایک محمود غزنوی ہوا ہے جس نے ہندوستان پر بہت سے حملے کئے۔ محمود کے بعد آٹھ برس تک باشندے کے دولتمند شہروں اور صلح کل باشندوں پر وسط ایشیا کے جنگجو وحشیوں کا وارث رہا ہے اور یہاں ہی نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا اور احمد خاں نے لاہور کو تباہ کیا۔ لارڈ ولزلی کے زمانہ میں شاہ زمان کی بابت کلکتہ میں کچھ اندیشہ تھا۔ مگر یہ بیچارہ قید ہوا۔ آنکھیں گئیں اور آخرکار لدھیانہ میں مرگیا ۞

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان کے ساتھ ہماری تقدیر یکساں نہیں رہی ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ ملک بہت سے جنگی مشہور افسروں کا مقبرہ رہا ہے نقشن اور شیلٹون کے نام یادو لاتے ہیں کہ انگریزوں کا پاسا اسوقت زبردست نہ تھا مگر یہ بات تسلی بخش ہے کہ ہر ایک انگریز نے مقدور بھر ایسے نازک وقت میں ہمت نہ ہاری۔ مگر افغانستان کا نام اتنا ہی مشہور ہماری فتوحات کی تاریخ میں رہا ہے۔ سیل۔ نوٹ اور پالک ایسے اشخاص گذرے ہیں کہ جنہوں نے اپنی بہادری و جانفشانی سے انگریزوں کی اس عالی ہمتی کو قائم رکھا جو اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر ہندوستانی رعایا ہم کو نکال پھینکتی۔ ان پر سٹوارٹ اور رابرٹس کا نام ایزاد کرنا چاہیئے۔ سٹوارٹ کا اور نوٹ کے قدم بقدم اور احمد خیل پر اس کی فتح اس کے واسطے باعث فخر ہیں۔ رابرٹس کی کریشیا کی فتح اور شیر پور پر محمد جان کی فوج کا منتشر کرنا ایسے ہی ہیں جیسے کہ تزین پر پولک کا حملہ اور جلال آباد پر سیل کا اکبر خاں کو شکست دینا۔ ایک بات ضرور ہے کہ رابرٹس کی کارروائیاں زیادہ قابل تعریف ہیں کیونکہ کریشیا پر اس کے مقابلہ میں ایک باقاعدہ فوج تھی نہ کہ صرف اہل قبیلہ اور کابل پر ایک لاکھ آدمیوں نے چھاؤنی پر حملہ کیا تھا۔ باوجودیکہ اکبر خاں کے پاس ۸۰۰۰ فوج تھی اور سیل کے پاس اس کے مقابلہ میں ۱۸۰۰ آدمی تھے۔ مگر افغانستان کے متعلق کابل سے

قندھار کا سفر اور یکم ستمبر کی فتح بے نظیر تھی اور جو جنرل اس ملک میں انگریزی
فوج لے کر گئے ہیں اُن میں رابرٹس کا نام اعلےٰ ترین ہے ؏

سر فریڈرک رابرٹس قندھار سے کچھ فوج لے کر ۹ ستمبر کو کوئٹہ کی طرف روانہ ہوا اور یہاں ۱۲ اکتوبر تک رہا۔ یہاں سے بمبئی آیا اور یہاں آ کر ۱۵ اکتوبر کو استعفا دیا اور شملہ چلا گیا یہاں چند روز لارڈ رپن کے ہاں مہمان رہا۔ وہاں سے بمبئی پہنچا اور ۲۰ اکتوبر کو انگلستان کیواسطے سوار ہو گیا ۔

افغانستان کی دو سالہ جنگ سے جسمیں سر فریڈرک رابرٹس نے ایسے کارنمایاں ظاہر کئے اور دو کروڑ روپیہ خرچ ہوا کوئی مفید نتایج پیدا نہیں ہوئے انجام یہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے یہ سرحدی ملک چھوڑ دیا۔ جس کے اوپر قبضہ کرنے کے لئے لارڈ بیکنز فیلڈ اپنی سپیچ مورخہ ۵ اگست ۱۸۷۹ء میں کہتا ہے کہ ایسی تیزی و ہوشیاری کام میں لائی گئی کہ تواریخ میں نظیر ملنی محال ہے۔ اگرچہ کیوگناری مشن کا قتل ۳ ماہ آیندہ کو باعث رنج کمال تھا۔ خیبر اور کورم کی بابت سر فریڈرک ہیلی سر فریڈرک رابرٹس سر ڈونلڈ سٹوارٹ متفق الرائے تھے۔ اگر اسوقت ملکی ضرورت کا یہ تقاضا ہو کہ خیبر پر قابو رکھیں تو اس میں سر فریڈرک کی یہ رائے تھی کہ ہزارہ اور آفریدی کے لوگ کام میں لائے جائیں۔ کیونکہ پشاور سے پرے کسی باقاعدہ فوج کی ضرورت نہیں ہے۔
اور چونکہ اس مقام کا پانچسال تک تجربہ کر چکا تھا اور اس کی صحت کی خرابی دیکھ چکا تھا کہنے لگا کہ فوج کے بڑے حصہ کو دریائے سندھ کے بائیں کنارہ قریب کیمبل پور مقیم کیا جاوے۔ سٹوارٹ اور رابرٹس دونو کی یہ رائے تھی کہ خیبر اور کورم کو چھوڑ دیا جاوے اور پشاور کی فوج کو ہٹا کر سندھ کے مشرق کی

طرف صحت والے مقام میں رکھا جاوے ۔

لیکن جب سر فریڈرک رابرٹس یہ تجویز کرتا تھا کہ قورم اور شورسٹ دیسی سرداروں کو دیدیئے جائیں اور خیبر سے فوج نکال لی جائے اسوقت اسباب کا بڑے زور سے حامی تھا کہ قندھار میں فوج رہے۔ اگرچہ یہ بھی کہتا تھا کہ جہاں تک لال پورے کے سردار کے متعلق ضرورت پڑے خیبر وغیرہ میں کچھ فوج رہے۔ وہ کہتا ہے کہ نہ تو ہمارے پاس کافی سامان ہے اور نہ فوج ہے کہ ہم مختلف طریقوں اور راستوں سے فوج کشی کریں اور تجربہ سے اسے معلوم تھا کہ مئی سنہ۱۸۸۰ء میں خیبر کے واسطے ۲۵۰۰۰ فوج کی ضرورت تھی اور اگر دیسی سردار حاکم کابل کی مدد پر آجاتے تو اس سے کہیں زیادہ تعداد کی ضرورت تھی ۔ امیر شیر علی کی طاقت جنگی کے انتشار سے جو نتیجہ پیدا ہوا تھا اس کی بابت لکھتا ہے کہ افغانستان سے ہمیں کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ اور بہترین رائے یہ ہے کہ اسکو حتی الامکان اپنے ہی اوپر چھوڑنا چاہیئے ۔ خواہ کچھ ہی ہو مگر یہ بات ضرور ہے کہ افغان جس قدر ہم کو کم دیکھتے ہیں اسی قدر ہم سے کم نفرت کرتے ہیں۔ اگر روس آیندہ افغانستان کو فتح کرنا چاہے یا اس میں سے ہو کر ہندوستان پر حملہ کرے تو اگر ہم اسوقت ان کے ساتھ زیادہ دخل اندازی نہ کریں تو اسوقت یہ زیادہ تر ہمارے طرفدار ہونگے۔ قندھار میں جنگی طاقت کا رہنا ضروری ہے اگرچہ ایسا انتظام ہو کہ افغانوں کو ناگوار نہ گذرے مگر بیرونی طاقتوں پر پورا دباؤ رہے ۔

لیکن جب افغانستان میں داخل ہوئے تھے اسوقت ہم نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ قندھار کو اپنے پاس رکھنے سے پرہیز کرینگے۔ لیکن اپنی بات سے پھرنا خواہ وہ اسی قدر ہو کہ قندھار میں جنگی فوج رکھی جائے۔ اپنی شہرت پر دھبہ لگاتا ہے۔ اور یہ نقصان شہر کے خالی کرنے سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے علاوہ ازیں قندھار کو اپنے پاس رکھنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ خیلات غلزئی میں مشرق کی طرف اور گرشک میں مغرب کی طرف فوج رکھی جائے۔ خواہ ہرات چھوڑ دیا جائے۔ اور پشین پر قبضہ رکھنے سے جاپان تک کے درے اور قندھار تک کا کھلا ملک جو ۸۰ میل تک پھیلتا ہے ہمارے قابو میں آجائیگا ۔

لارڈ ولٹن نے بھی اسباب کو منظور کر لیا تھا کیونکہ اس نے پہلے لکھا تھا

گو بیشک یہ درست ہے کہ کوئٹہ پر قبضہ کرنے سے ہماری حالت بہت کچھ بہتر ہوگئی ہے۔ اب جنوبی درے ہمارے قابو میں ہیں اور ملتان سے سمندر تک ۵۰۰ میل کا فاصلہ ہے ہماری سرحد اچھی طرح محفوظ ہے۔ اور جب ہم کوئٹہ میں اچھی طرح جم گئے تو جو چاہے جس وقت قندھار کے میدانوں میں اتر سکتے ہیں یا کھلے میدان میں جا کر دشمن سے لڑ سکتے ہیں۔ دشمن کی مجال نہیں کہ ہمارے میدانوں پر کوئٹہ کو لئے بغیر آسکے۔ اور یہ کام آسان نہیں ہے۔ اول تو اسمیں بہت سا وقت ضایع ہوگا۔ علاوہ اس کے ہم سے درہ کا چھین لینا بھی خالی جی کا گھر نہیں ہے۔ مگر ہماری سرحد کے شمالی حصے بالکل غیر محفوظ ہیں۔ شمالی سرحد کی بابت سب متفق الرائے ہیں کہ خیبر اور کورم کے دروں پر قبضہ نہ کیا جاوے اور قندھار کے رکھنے کی بابت اختلاف ہے۔ اگرچہ لارڈ لٹن نے پیر سر ہنری رولنسن سر فریڈرک رابرٹس۔ سر ایڈورڈ ہیملی اور سر ڈونلڈ سٹوارٹ کی رائے کے خلاف یہ سوال حل کیا گیا تھا۔ مگر سوال زیادہ دلچسپ تھا۔ کیونکہ جہاں روس نے ہرات پر حرکت کی یا وسطی ایشیا میں روس کے ساتھ کچھ جھگڑا ہوا تو قندھار کی ضرورت خیال میں آئیگی اور پھر اس کے لینے کے واسطے کشاکش پڑیگی۔ لارڈ لٹن نے اپنی یادداشت میں قندھار اور اردگرد کے ملک کو لینے کی بابت لکھتا ہوا کہتا ہے کہ خرچ وغیرہ کی بابت خیال کرنا اسوقت فضول ہے۔ اگرچہ ہندوستان جیسے مفلس ملک کے واسطے خرچ کا سوال سب سے زیادہ ضروری ہے۔ انگریزوں کو عدم واقفیت کی وجہ سے یہ بات حیرت انگیز معلوم ہوگی۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لاٹ صاحب نے اپنا مشہور زمانہ مشرقی ملکوں میں گذارا ہے۔ اس نے یہ تجویز کی کہ اس ملک کے ٹیکس دینے والوں کو چاہیئے کہ قندھار کے جنگی خرچ کا نصف حصہ ادا کریں جو سر ہنری نورمن کی رائے کے مطابق ۴ لاکھ پونڈ تھا اگرچہ بعض حکام کی رائے میں بیس لاکھ سالانہ سے کم نہیں۔ اب رہی یہ بات کہ ہندوستانی لوگ افغانستان میں نوکری نہیں کرنے کے۔ جسکی بابت سر فریڈرک رابرٹس نے کہا تھا کہ بھرتی کرتے وقت اس بات نے بہت اثر کیا تھا۔ لاٹ صاحب نے خرچ کا کچھ خیال نہ کر کے کہا کہ سپاہیوں کو خاطر خواہ تنخواہ دو اور پھر جو چاہیے جتنے سپاہی لو۔ سر ہنری رولنسن کی یہ تجویز تھی کہ جنگی فوج افغانستان میں رہے

اور جس گورنر کو عبد الرحمن پسند کرے اس کے سپرد حکومت کی جائے۔ اگر اس
تجویز سے روپیہ کی دقت حل نہیں ہوتی ۔

بعض ایسے ہی مشہور افسر جیسے اوپر بیان ہوئے۔ ملکی۔ جنگی۔ اور مالی
دلایل کی وجہ سے قندھار کو رکھنے کے خلاف ہیں۔ ان میں لارڈ ولزلی۔ سر
ہنری نورمن۔ سر جون اڈے۔ سر آرک بولڈ ایلی سن اور جنرل چارلس گورڈن
ہیں۔ بعض سرحدی تجربہ کے ناظم ہیں مثلاً سر رابرٹ منٹگمری اور لارڈ
لارنس اور اپنے زمانہ کے ناظم اور سپاہی مثلاً سر چارلس نیپیر اور سر
جیمس اوٹرام جو افغانستان اور افغانوں سے رگ رگ سے واقف تھے اور کہتے
تھے کہ روس کے مقابلہ پر دروں سے پرے کبھی نہیں جانا چاہیے ۔

سر جیمس اوٹرام کی یہ رائے تھی کہ روس کے مقابلہ پر افغانستان
میں جانا نادانی ہے بلکہ جو پہاڑ قدرت نے ہندوستان کو حفاظت کے واسطے
دیے ہیں ان کے پیچھے گھاٹ میں رہنا چاہیے۔ اگرچہ یہ رائے سنہ ۱۸۵۴ء میں
لکھی گئی تھی۔ مگر اب بھی صادق آتی ہے۔ ہرات سے ہندوستان تک ہزار میل کا فاصلہ
ہے۔ جس میں ہرات اور قندھار کے سوا رسد اچھی طرح کہیں سے نہیں ملتی ہے
اگر روس پچاس ہزار آدمی لے کر چڑھ آیا تو افغانستان کی تمام رسد کھا جائیگا۔
اسوقت ملک کے سرداروں کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوگی۔ پس روس
افغانستان کا بھی ایسا ہی دشمن بن جائیگا جیسا کہ انگریزوں کا۔ روسی یا ایرانی
فوج کے کابل یا قندھار میں پہنچنے سے پہلے ہم کو ان کی آمد ضرور معلوم ہونی
چاہیے تاکہ حفاظت کرنیکا موقعہ ہاتھ میں رہے۔ یہ محال ہے کہ وہ
افغانستان میں آکر دروں کی طرف آتے ہیں ایک موسم سے کم نہیں لگیگا۔
لیکن اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ کم وقت کافی ہوجائیگا۔ تو بھی ہمارے
پاس کافی وقت ہوگا کہ شکارپور اور پشاور میں فوج جمع کریں اور جب دشمن
درہ بولان یا خیبر سے آئے تو ان کے مقابلہ کو تیار ہیں۔ اگر روس یا کسی اور
طاقت کے ساتھ دشمنی پڑ گئی تو یہ ناممکن ہے کہ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہندوستان
میں اور زیادہ فوج بھیجے۔ سر ہنری نورمن کہتا ہے کہ اگر ہم نے زیادہ
آگے بڑھنے کی جرات کی تو یورپین فوج کی ضرورت پڑیگی اور انگلنڈ فوج بھیجنے
کے ناقابل ہے۔ لیکن اگر ہم نے اپنی سرحدوں پر حفاظت کرنی شروع کی تو اور

قندھار کے اصلی وارث کو حاکم بنا گئے۔ مگر اس نے خود ہی انکار کر دیا۔ قندھار
سے چلے آتے ہیں دو تو گورنمنٹ کے رعایا شدہ ہیں۔ پس میرا یہ اعتقاد ہے کہ قندھار دینا
ہی مناسب ہے ۔

جس طرح کہ دانشمند اور سنجیدہ دماغ سر ہنری راولنسن نے جو افغانستان میں
خدمت کر چکا تھا پیشین گوئی ۱۸۷۹ء میں کی تھی۔ انگریزوں کے مقابلہ میں افغان
نہیں ٹھہر سکے اور ۱۸۸۶ء کا روسی واقعہ ثابت کرتا ہے کہ موجودہ حالت میں
روسیوں کا افغانی معاملات میں دخل دینا قریب قریب ناممکن ہے۔ کم از کم اس وقت
تک ضرور کہ زار روس کا ملک ترکستان میں [illegible]
میں جو اسکا کم و بیش ۱۰ لاکھ پونڈ خرچ ہوا ہے اسکی تلافی ہو جائے۔ کیسپین
سے پامیر تک روسی سرحد ۱۲۰۰ میل لمبی ہے اور ہماری شمال مغربی حد سے
۲۰۰ میل زیادہ چوڑی ہے۔ اس میں سے بہت سے کم حملہ کے واسطے کھلی ہوئی ہے
کیونکہ کیسپین سے سمرقند تک صحرا بے آب و گیاہ سے گھری ہوئی ہے۔ زیادہ
نقص اس میں یہ ہے کہ آسانی سے خط و کتابت نہیں ہو سکتی۔ اور ہماری
سرحد کا ہر ایک حصہ ریلوے سے ۲۰۰ میل کے اندر اندر ہے اور ترکستان میں
روسی طاقت کا مرکز تاشقند ریلوے سے ہزار میل سے زیادہ فاصلہ پر ہے اور
بہت سے حصے ۱۵۰۰ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ پس ایسی حالت میں روس کے
واسطے جنگی فوج کا لانا کارے دارد۔ اور باوجود اپنی فوج کثیر کے جس قدر
لشکر روس ترکستان میں رکھ سکتا ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ہم صرف
پنجاب میں رکھتے ہیں۔ لارڈ لٹن اپنی ۷ ستمبر ۱۸۷۸ء کی منٹ میں روسی مقبوضات
کی کمی حفاظت کی طرف اشارہ کر کے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے واسطے
سرحد پر چاہے جہاں ایک لاکھ آدمی جمع کرنا آسان ہے۔ مگر روس پچیس ہزار
آدمی بھی جمع نہیں کر سکتا۔ سکوبیلف جو ایسا بہادر سپاہی تھا کہ اس کے مرنے
سے پہلے دنیا والوں کو سخت نقصان پہنچا تھا اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہے کہ
ریشیوں کی وقت نے ہند کے حملہ کو از حد مشکل بنا دیا۔ مگر مزہ یہ ہے کہ پھر بھی
ہم روسی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ روس ملک لے بیٹھیگا
گا اور اس خطرہ کو دور کرنے کے واسطے قندھار میں فوج رکھنے کی تجویز کرتے ہیں
بیان یہ ہے کہ اگر خطرہ ہے تو ہند کی حدود کے اندر ہے جس کی حفاظت ضرور ہے۔ لیکن

ہے کہ فوجیں پھر جائیں اور ہند میں کوئی سردار پیدا ہو جائے جیسا کہ پہلے ہو چکا
ہے - ہند کی کونسل کے ممبر جو ٹھیک راے ہو سکتی ہے وہ لارڈ لارنس کی
ہے جو اس نے جنوری ۱۸۶۹ء کو مشرح اور پر زور الفاظ میں ظاہر کی - وہ
کہتے ہیں کہ ان معاملوں میں خرچ کی کوئی حد نہیں ہے اور اہلیان ہند پر زیادہ
ٹیکس لگانا ہمیں منظور نہیں ہے اگرچہ وہ چاہتے ہیں کہ جو کام کیا جاتا ہے اسکی
کی قدر ہے - ہم خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم اپنی سرحد پر مستعد اور تیار رہیں کیونکہ
یہ نہایت فایدہ کی بات ہے تو ہمیں اپنا منشا حاصل ہو سکتا ہے - اگر روس یا
کوئی اور یورپ کی طاقت باہر سے ہندوستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے تو یہاں کے
لوگوں کو نفرت کے واسطے آگاہ کرے - تو ہمارے واسطے بہتر یہی ہوگا کہ کابل
قندھار وغیرہ سے کنارہ کش ہوں اور اپنی مستعد اور جانثار فوج کو اپنی
سرحد پر تیار رکھیں - اگر ہند کے لوگوں کو خاص محبت نہ ہوگی تو اتنا صبر و
امید ضرور ہے کہ ہم ان کو خطاب و زمین وغیرہ عطا کرینگے - ہماری حکمت عملی کا
یہ اصول ہر سردار ہند کے دل پر ضرور نقش ہے کہ ہم ان کے واسطے ایسے
ایسے کام کرنے کو تیار ہیں جس سے ملک کی بہبودی میں ترقی ہو اور لوگوں کو
آرام ملے - لیکن یہ لوگ روپیہ کی مدد دینے میں قاصر نہ ہونگے ۔ مسٹر گلیڈسٹن
نے ۱۰ جون ۱۸۸۰ء کو ہوس آف کامنز میں کہا تھا کہ اندیشہ ہے کہ ہم ہندوستان کی [illegible]
اور خیالی حکومت کی طرف راغب ہونگے - مگر ہمیں یہ یاد نہیں ہے کہ جنہوں نے
تجربہ کے بموجب ہمیں کوئی فخر و فایدہ حاصل نہ ہوگا بجز اسکے جس قدر ہم انتظام
ملک کے ذریعہ سے ملک کو شاد و آباد کرینگے اتنا ہی مفاد ہم کو حاصل ہوگا ۔
قندھار کے لینے میں جو خرچ کثیر ہوگا اس سے ہند کے باشندوں کی خوشحالی
و شادباشی میں فرق پڑیگا - پس روپیہ کے لحاظ سے بھی اور جنگی اور ملکی خیال
سے بھی یہ تجویز غیر معقول ہے ۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ روبرٹس - سٹوارٹ - ہیملی اور ولزلی - گورڈن - اور
نورمن کی راے پس گفتہ سرحد کے خلاف ہے اور قندھار کی بابت اختلاف راے
ہے مگر اب دونو باتیں ترک کر دیگئیں اور اس کے ساتھ ہی اس دو سالہ جنگ
کے نتایج جاتے رہے جس میں ۲ کروڑ پونڈ اور ہزاروں آدمی ضایع ہوئے تھے -
جب ہماری فوج پشین سے آجائیگی اور قندھار کا معاملہ اختیار کیا گیا تو اس

کورم گھاٹی اور افغانستان کے سرداروں کے سوا کہیں پیچ نہیں وہی تھی مگر
اس موقعہ کی سپیچ زبان وطریقہ کے لحاظ سے ایسی تھی کہ سب دنگ رہ گئے
مگر لطف یہ ہے کہ مارک انٹونی (شیکسپیئر) کی طرح ایک سادہ اور دیہاتی سا
آدمی تھا کہ جسے آدمیوں کے دل جوش میں لانے کے واسطے نہ بولنا آتا تھا
اور نہ سپیچ دے سکتا تھا ۔

اگرچہ بعضے جنگی آدمی مثلاً لارڈ کارڈویل اور مسٹر چلڈرز نئے طریقہ
فوج کی تبدیلی سے اتفاق رائے نہیں رکھتے تھے اور لارڈ ولزلی اور سرجان
آدمی نہ دل سے اسکو پسند کرتے تھے مگر پارلیمنٹ کے کسی افسر میں یہ ہمت نہ
تھی کہ گزشتہ جنگ کے برخلاف جس کا انتظام بہت سے ممبران پارلیمنٹ کو
پسند تھا کوئی تجویز پیش کریں ۔ نئے طریقہ کو پسند کرنے والوں نے ان لوگوں کو
جنہوں نے اس کے نقص ظاہر کئے تھے اچھی طرح سمجھا دیا کہ طریقہ غیر عمل ہے
اور اسپر جانفشانی اور ہوشیاری سے توجہ نہیں کی گئی ہے کہ کامیابی کا
کامل یقین ہو ۔ کچھ وقت کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ یہ بات بالکل درست ہے
سوال یہ درپیش ہے کہ باوجود اس قدر فوجوں کے ملک کی حفاظت کیواسطے
ایک عمدہ اور باقاعدہ فوج جمع کی جاسکے ۔ مگر یہ سوال حل نہیں ہوسکتا جب
تک کہ خرچ کثیر منظور نہ کیا جاوے ۔

سر فریڈرک رابرٹس کی سپیچ ایک اپیل تھی جس میں تحسینہ
دلائیل ہائے ہوئی تھیں ۔ اس نے نہایت جوش کے ساتھ انگریزی فوج کی رجمنٹ
کے طریقہ کو ثابت کیا کہ بہت اچھا طریقہ ہے ۔ اور یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے
کہ رجمنٹ کے لوگوں کو نکال دیتے ہیں ۔ اس نے کہا کہ ہر ایک تجربہ کار سپاہی اس
بات کی تائید کریگا کہ رجمنٹ کا طریقہ رہنا چاہئے ۔ خاص زور اس نے اسبات
پہ دیا کہ پرانے سپاہی ضرور رہنے چاہئیں اور ظاہر کیا کہ جنگ کورم میں یہ میرا ذاتی
تجربہ ہے کہ اگر میرے پاس پرانے سپاہی نہ ہوتے تو میدان ہاتھ سے جاتا تھا ۔
پھر کہنے لگا کہ ۷۲ ویں ہائیلنڈروں کے دستہ نے میری مدد کی جو ہندوستان میں دس سال
سے تھا اور جس میں پرانے سپاہی موجود تھے ۔ ایسا ہی حال پیوار کوتل کی
لڑائی میں ہوا تھا کہ اگر ہائیلنڈر نہ ہوتے تو فوج کا پتہ بھی نہ لگتا کیونکہ کوہاٹ
سے دورے فوج نہ تھی اور کوہاٹ ۵۰ میل کے فاصلہ پر تھا اور راستے میں

تمام قبیلے ہمارے مخالف اٹھنے کو تیار تھے - ۷۲ ویں فوج کی کوچ کی طاقتوں
میں اس وقت تبدیلی ہوگئی تھی جب وہ اس فوج میں شامل تھی جو کابل سے
قندھار کو گئی - شروع موسم بہار میں رجمنٹ کے پاس ۷۰۰ آدمی تھے اور
مسٹر فریڈرک ہیرسن نے کہا کہ جب میں قندھار جا رہا تھا تو ہر روز یہ دیکھتا تھا
کہ راستہ میں ہر ایک دستہ میں سے کتنے آدمی رہ گئے - تاکہ مجھے یہ اندازہ
ہو جائے کہ طاقت سے زیادہ کام تو نہیں کرنا پڑتا ہے - مجھے معلوم ہوا کہ ۷۲ ویں
فوج میں تعداد کے لحاظ سے زیادہ آدمی رہے اور جب زیادہ تفحص کیا تو
معلوم ہوا کہ ایسا اتفاق نوجوانوں میں زیادہ ہوا ہے - ۷۲ ویں فوج کی اوسط
خدمت کابل سے چلتے وقت یہ تھی کہ سارجنٹ ½۱۳ سال داروغہ ½۱۲ سال
پرائیویٹ ۷ سال - اور ۹۲ ویں فوج کا اوسط یہ تھا کہ سارجنٹ ۱۵ سال
داروغہ ۱۱ سال پرائیویٹ ۹ سال - ۶۰ ویں رفل کے دوسرے دستہ کی اوسط
میرے پاس موجود نہیں ہے مگر مجھے یقین ہے کہ اسکی خدمت ۷۲ ویں فوج
سے کم نہیں - اگر کم خدمت کے طریقہ پر زور دیا جائے تو ایسے اوسط تیار کرنے
ناممکن ہیں - صاحبان یہ بھی کہنا مجھے ضروری ہے کہ جیسا کوچ انگریزی
فوج نے میرے ساتھ کابل سے قندھار تک کیا دوبارہ ہونا ناممکن ہے -
کوئی کمانڈر ایسی خدمت تیار نہیں کریگا جب تک کہ وہ فوج کی قواعد جوش
و قوت برداشت پر کافی بھروسہ نہیں رکھتا ہو - اگرچہ مجھے معلوم تھا
کہ میرے پاس تجربہ کار آدمی تھے -

مسٹر فریڈرک نے خود کہا کہ میں ریفارم کے برخلاف نہیں ہوں بلکہ
لوگ مجھے آدھی ریفارم پارٹی کا رکن اعظم خیال کرتے ہیں - اور مجھے امید ہے
کہ میرے سادہ طور پر بولنے کو لوگ اچھی طرح سمجھ جائینگے - اگر میں آج شب کو
زیادہ جوش کے ساتھ بولتا ہوں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے ملک کے سامنے
اپنے تجربوں کے فایدے رکھنے سے باز نہیں رہ سکتا - کیونکہ ملک نے مجھے
عزت عظمی بخشی ہے - مجھے امید ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں حکام بالا اس کو
گوش گذار کرینگے قبل اس کے کہ وہ اس طریقہ کو تبدیل کریں جس سے انگلستان
کی طاقت اسوقت بڑھی ہوئی ہے - اس نے اپنی سپیچ کے نتیجہ میں ایسے ہی
کمال کے ساتھ بیان کیا جیسا کہ کوئی بڑا ابلیغ آدمی کہتا ہے کہ زمانہ ہر وقت یکساں

سکے - ساتھ پیچھے پیچھے تو سستی ہیں پڑا اسکی بابت ہیں جنگی فوج میں کچھ اس قسم کی تبدیلیاں ہوگی ۔ جیسے کہنا چاہتے ہیں کہ جب ہم چھوٹی سی فوج کے ذریعہ سے کام کرنا چاہتے ہیں جس میں کم خرچ ہو اور ملک کی لحاظ بھی ہو ۔ بالخصوص سے یہ دو باتیں عمدہ ہیں مگر اس چھوٹی سی فوج میں زیادہ مشق ہونا چاہئے جہاں والنٹیری داخل ہوں اور ہند اور دیگر کالونیوں میں بندوست کیوں سے لئے جائیں - پس جب ہم اس طریقہ کو استعمال نہیں کرسکتے تو اسکی تکمیل کی اتنی کوشش کرنی چاہئے - جسکی وجہ سے وہ فوج دنیا میں بے نظیر ہو ⁂

جب یہ خبر آئی کہ مجوبہ پہاڑی پر شکست ہوئی اور سر جارج کولی مارے گئے اور فوج کو فوت ہوگئے - تو معلوم ہوتا تھا کہ سر فریڈرک رابرٹس کو پھر میدان جنگ سے کام پڑیگا - دوسرے روز گورنمنٹ نے اسکو بلایا اور تمام لوگوں کی آرزو کے مطابق اُس سے التماس کی کہ آپ باقاعدہ بیماری کی تحقیقی منظوری کریں اور نٹال کے واسطے روانہ ہوں تاکہ ان دستوں آدمیوں کا کمانڈر ہو جو سر ایولین کے ماتحت نیٹال میں جمع ہیں - اگرچہ اس فتح میں کچھ زیادہ عزت حاصل نہیں ہوتی تھی اور اس شور سے قبیلہ کو دبانا جس پر سر اسکا ظلم ہوا ایسے منصف مزاج اور متحمل طبع کو پسند نہ تھا - مگر چونکہ جانا فرض تھا - اپنے سارے خیالات چھوڑ دیئے اور ۶ مارچ کو انگلستان سے ہمراہی میجر جنرل مچو وی کیپٹ اور سٹاف کے افسروں کے روانہ ہوگیا ⁂

ملک کو چھوڑنے سے دو روز پہلے وہ ایٹن میں گیا - جہاں اُس کے پرانے سکول نے اسکو تحفہ میں ایک تلوار دی اور ویلنگٹن کا مقولہ یاد کیا "کہ جنگ واٹرلو ایٹن کے کھیلنے کے میدان میں فتح کی" - یہاں سے ونڈسر کیسل میں گیا جہاں ملکہ معظمہ سے ملاقات ہوئی - ۲۳ مارچ کو بوئروں کیساتھ صلح ہوگئی اور مسٹر چلڈرز نے سر فریڈرک رابرٹس کو تار دیا کہ کیپ ٹون سے آگے نہ بڑھیں - پس جس روز پہنچا اس کے اگلے روز جنوبی افریقہ سے چلدیا - اور ۱۹ اپریل کو جس روز لارڈ بیکنزفیلڈ عالم بقا کو سدھارے انگلستان میں آوارد ہوا اور یہ ثابت کردیا کہ ملک کو اختیار ہے جو چاہے جو خدمات مجھ سے لے مجھے اپنے ذاتی آرام اور تندرستی کا کچھ خیال نہیں ⁂

ونڈسر گریٹ پارک میں جو کوئین نے ریویو منعقد کیا گیا - اُس میں

بلتا ہے جو پانچ سال کے بعد اسکی ایک بن جاتا ہے۔ مگر رسالہ کو اپنے گھوڑے
خریدنے پڑتے ہیں۔ مسٹر فریڈرک رائیرنس کہتا ہے کہ میں نے رجمنٹ اور
مشاق سپاہیانہ افسران کو ایسے قابل تعریف سوار کہیں نہ پایا جیسا کہ جرمنی کے
لشکر میں ؀

جرمن افسر اپنے ہر ایک ماتحت کو خوب جانتا ہے اور ڈرل دینے کے
بعد اعتبار کامل رکھتا ہے کہ واپس جانے کے بعد جب ملک کو ان کی خدمات
کی ضرورت ہوگی تو اسیوقت حاضر ہونگے۔ افسر اپنے آدمیوں کو صرف
ڈرل ہی نہیں سکھاتے بلکہ گھوڑے پر چڑھنا اور نشانہ لگانا بھی بتاتے ہیں
کیونکہ سواری اور نشانہ بازی کے استاد جرمنی میں کوئی جانتا بھی نہیں
ہر ایک کپتان اپنے کرنل کی طرف سے ذمہ وار ہوتا ہے کہ تاریخ مقررہ تک
میری کمپنی درست ہوجائیگی اور یہ افسر اپنے افسروں کی طرف سے اسیطرح
ذمہ وار ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ طریقہ انڈین آرمی میں رائج ہے لیکن سر
فریڈرک سوچتا ہے کہ برٹش آرمی میں بھی جاری ہو کہ افسر اپنے سپاہیوں کی
درستی کے ذمہ دار ہوں۔ اسوقت یہ طریقہ ہے کہ افسران آدمیوں کو سکھاتے
ہیں جو اسوقت اور فوجوں میں چلے جاتے ہیں کہ جب رجمنٹوں کی کمی پوری کرنے
کا وقت آتا ہے ؀

جب وہ انگلستان میں تھا تو جن سپاہیوں نے اس کے ماتحت خدمت کی
تھی ان کی طرف سے اس کے پاس بہت سی چٹھیاں آئیں۔ جن میں مصیبت کا
بیان تھا اور روپیہ اس کے واسطے مدد کی درخواست تھی۔ اس ملک میں بڈھے
سپاہیوں کے حقوق بالکل نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن جرمنی میں
مدت کی باعزت خدمت عمدہ نوکری کے واسطے سند ہے اور تخت کی کچھ خدمت
کرنیکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں روزی جمع ہو جاتی ہے۔ جب ہم اس
بے مصیبت غفلت کا خیال کرتے ہیں جو ان سپاہیوں کی بیویوں اور بچوں کی
قسمت میں آ پڑتی ہے جو لڑائی میں مارے جاتے ہیں یا دور دراز ملک میں
جا کر بیمار پڑ جاتے ہیں تو ہمیں یہ امید ہوسکتی ہے کہ کم عرصہ خدمت اچھی ہے کیونکہ
اس میں یہ فایدہ ہوگا کہ جنگی آرمی شادی نہ کرینگے۔ وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی
شادیوں سے بہت سی بیگناہ بیوی اور بچے تباہ ہوتے ہیں اور اس خانگی تعلق

کا نہ ہونا لارڈ بائرن کے قول کے مطابق ایک اور فایدہ رکھتا ہے اگر یہ بات
ٹھیک ہے کہ میدان جنگ میں بہادر سپاہی کے دل پر ایسا کسی چیز کا
اثر نہیں ہوتا ہے جیسا کہ اپنے بچے کے خیال کا ۔
سر فریڈرک رابرٹس کو مدراس آرمی کا کمانڈر انچیف کا عہدہ
پیش کیا گیا اور اس نے منظور کیا اور عارضی عہدہ لفٹنٹ جنرل کا ملگیا اور
۲۳ اکتوبر کو لیڈی رابرٹس کو لے کر لندن سے ہند کو روانہ ہوا اور راستہ میں
پیرس اور وینس کی سیر کی ۔ اسکی جودت طبع کا پہلے ہی نتیجہ ظاہر ہو چکا
تھا کہ نہایت ضروری اصلاحیں کیں ۔ سو سنہ ۱۸۸۵ء میں سب سے اعلیٰ سپہ سالاری پر
مقرر کئے ۔ جو ہماری صاحبوں کی توجہ کی ایک سبب ... ایک نئی بات ہے ۔
جنرل رابرٹس کی لیاقتوں کی بابت کامل جنگی آدمی متفق الرائے ہیں
اگرچہ اس کے آخری زمانہ کی کار نمایاں حیرت انگیز تھے ۔ مگر اس کا عام زمانہ
ایسا نہ تھا کہ خاص قسم کی بجلی کا چمکارہ ہمیشہ اس میں چمکتا رہے ۔ جو لوگ
اسے اچھی طرح جانتے تھے اور مدت سے جب سے کوارٹر ماسٹر جنرل کے آفس
سے ہیڈ آفس بن گیا تھا اسکی حرکات کو دیکھتے رہے تھے وہ پیشینگوئی
کرتے تھے کہ اگر اسکو کوئی بڑا کام ملا تو پھر یہ اپنے ہاتھ دکھلائیگا ۔ ان کے
نزدیک اس کی کامیابی کچھ تعجب انگیز نہ تھی ۔ مگر دنیا کی نظر میں کچھ اور ہی
بات تھی جس کی بابت مشہور ہے کہ وہ اپنے بڑے آدمیوں کو نہیں جانتی ہے
جب جنگ کورم کے موقعہ پر جوان جنرل سامنے آیا تو چونکہ ۴۸ سال کی عمر میں کمانڈ
حاصل کیا تھا اس لئے نہایت ہی خوش قسمت سمجھا گیا ۔ اگرچہ نپولین اور
ولینگٹن نے بھی اپنی آخری لڑائی اسی عمر میں لڑی تھی ۔ اور نیلسن ۴۷ سال
کی عمر میں مر گیا ۔ مگر جنرل رابرٹس کی طرف خاص طور پر توجہ ہوئی اور اس
کی خدمات ظاہر کرتی ہیں کہ لارڈ لٹن نے نہایت ہوشیاری کی جو اسے منتخب
کیا ۔ زمانہ حال میں ایسی ہی نظیر جنرل ولزلی ہے جو میجر جنرل بیکر ۴۰ سال
کی عمر میں لشکر کو کمانڈ کرتا تھا ۔ اور ۴۹ سال کی عمر میں مصر کی لڑائی فتح کی ۔
جنگ قندھار میں رابرٹس کی بھی یہی عمر تھی ۔
ان مشہور سپاہیوں کی اور بہت سی باتیں ملتی ہیں ۔ دو تو آیرلینڈ کے
باشندے تھے اور انہوں نے خدمت کا بہت سا حصہ کوارٹر ماسٹر جنرل کے ڈیپارٹمنٹ

میں گذارہ تھا۔ دونوں نے سندھ میں سر ہوپ گرانٹ کے سٹاف میں یکے بعد
دیگرے بطور اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل خدمت کی تھی اور ایک موقعہ پر دونو
کا ایک دوسرے سے تعلق بھی ہوگیا تھا۔ ان کی لیاقتوں اور جنگی طریقوں میں
بہت چھوڑا بہت ہے۔ ان کے نام ہر شخص کی زبان پر رہے ہیں اور ان
کی خصوصیات و لیاقت کا مقابلہ ہر ایک عقلمند نے کیا ہے۔ پست قامت پتلے دبلے
گھوڑے کی سواری میں مہارت کامل رکھتے تھے اور متواتر تکان سے
عادی تھے۔ وہ خوش زبان اور آزاد طبع تھے۔ مالک ایسا اچھا کہ جس
سے ملے غلام بنا لیا۔ دونوں کے ماتحت سپاہی ان پر جان نثار تھے۔ دونو
میں عالی ہمتی اور محبت جنگ تھی۔ مشکل میں گھبراتے نہ تھے خطرہ کے وقت
ان کا جوش ابھرتا تھا اور اپنے سپاہیوں کے دلوں کو بڑھاتا ہے۔ ولزلی
میں ایک بات زیادہ تھی جس کی وجہ سے ہم ولزلی کی زیادہ تعریف کرتے
ہیں۔ ولزلی کا اوج کا دن تھا اور رابرٹس کو یہ بات نصیب نہ تھی ہندوستانی
تجارت اس کا دشمن تھا اگرچہ قندھار کے موقعہ پر اس کی جنگی عقل نے
کار نمایاں کیا تھا ؛

اس کتاب کا مضمون سلطنت ہند کی تواریخ میں بعض کارنامے ایزاد
کرتا ہے جو شہرت کے لحاظ سے کچھ کم نامی نہیں ہیں۔ افغانستان ایسا ملک رہا
ہے کہ وسطی ایشیا کی قوموں نے وہاں سے گذر کر ہند کے زرریز شہروں اور
زرخیز میدانوں کو لوٹا ہے۔ سیمی رامیس اور سکندر نے اس پر حملہ کیا۔ پہلے
کو شکست ہوئی۔ دوسرے نے فتح پائی۔ چنگیز خاں۔ تیمرلنگ اور نادر نے
اس پر حملے کئے اور محمود اور احمد شاہ نے اس پر حکومت کی۔ ایسے ملک میں جس کی
یادگاریں زمانہ سلف کے قصوں میں دب گئے ہیں۔ سر فریڈرک رابرٹس
کا نام بطور فاتح پیوار کوتل۔ کریشیا۔ قندھار تاریخ میں یاد رہیگا۔ مگر نہ تو اسکی
کوئی ملکی یادگار رہیگی کیونکہ اس ملک کو ہم نے چھوڑ دیا اور نہ کوئی قلعہ یا مینار ہے۔
واقعی بات یہ ہے کہ دوست محمد کے قول کے موافق اس پتھر اور آدمیوں کی زمین
کے کسی فاتح کی یادگار باقی نہیں ہے۔ صرف سکندر اعظم مستثنیٰ ہے
جسکا نام دو ہزار برس سے چلا آتا ہے ؛

ہندوستان میں دریائے ستلج کے کناروں پر اور ملتان کے

مقام ہی میں نہیں بلکہ افغانستان میں بھی بمقام بامیان قدیم بدھ مذہب کی سلطنت کے نشان پائے جاتے ہیں۔ ان کی بابت [illegible] ایک مورخ یہ کہتا ہے کہ یہ نشانات ایسی ہیں کہ جن کے واسطے خون بہایا گیا ہے۔ مگر اب سوائے نشانات کے اور کچھ باقی نہیں ہے ۔

ان سپاہیوں اور بادشاہوں کے برخلاف جو حرص یا رنج کی خاطر جوش میں آتے تھے۔ رابرٹس نے اپنی گورنمنٹ کے حکم سے افغانستان پر حملہ کیا جس نے دیکھا کہ امیر کابل کی جنگی تیاریوں سے ہند کو سخت اندیشہ ہے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں کسی کا طرفدار نہیں ہوں۔ مگر شاہ روس کے ایلچی کا اس نے استقبال کیا اور قیصر ہند کے ایلچی کو آنے نہ دیا۔ یہ سوال کہ گورنمنٹ نے ٹھیک حملہ کیا یا انصاف کا خون کیا۔ مدبران ملک سے متعلق ہے۔ جنرل رابرٹس کو کچھ اس سے سروکار نہیں۔ بہت کچھ کشت و خون ہوا اور افغانستان اور انگلستان میں بہت سے گھر اجڑ گئے۔ مگر اس بہادر کا اس میں کچھ قصور نہیں۔ خون بہانے اور سلطنت کے اجاڑنے کے گناہ سے وہ پاک ہے۔ بلکہ اکثر یہ ہوتا تھا کہ حتی الامکان سختی اور بیرحمی کو کام میں نہیں لاتا تھا ۔

شکست یافتہ اگر رحم کا خواہاں ہوتا تھا تو معاف کر دیتا تھا۔ اور جب کبھی اسباب کا تقاضا آن پڑتا تھا کہ خون کے عوض خون لیا جاوے تو وہ صرف سختی ہی پہ اکتفا کرتا تھا ۔

ختم شد

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲۷	رجیں فوج	رجس فوج کے
۱۲	۱	مستعد فوج	مستعدی فوج
۲۱	۱۵	پل سو	پٹیل
۳۳	۶	حکم ہوا	حکم دیا
۳۵	۲۱	پہونچا	پہونچتا
۳۸	۱۵	پردہ	پرواہ کی
۳۸	۲۴	در	اور
۳۹	۱	اوسکے سے	اوسے
۴۵	۲۵	جنہوں نے	جن سے
۴۸	حاشیہ سطر ۲	لاہور	لاہوری
۶۰	۵	جماعداء سے	جماعداء
۶۸	۱۲	صاحب نے	صاحب سے
۶۸	۱۴	امداد کو روانہ کر	امداد کو روانہ کر کے
۶۸	۲۵	قبضہ میں آنا۔	قبضہ میں آیا۔
//	۲۴	صاحب توپخانہ	صاحب نے توپخانہ
۷۳	۱۵	حال کا بیان	حال کے بیان
۷۸	۱۳	تمہاری میں گذری	تمہاری میں گذر گیا
۸۱	۹	میں نقصان کا حوال	میں نقصان اٹھانا میں
۹۰	۲۴	دو حیط تحریر	دہ حیط تحریر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۲	۵	کے تیار میں کیں	نے تیار میں کیں
۱۰۶	۲۵	موحد	موجد
۱۰۴	۱۰	وو ساعر	رہ ساعر
۱۰۷	۱۳	کا مکان	کے مکان تھی
۱۰۸	۷	بہادرے	بہادر
۱۱۲	۴	بالفعل	بالعمل
۱۱۴	۲۹	اداد	امداد
۱۱۶	۳۰	اور بس	اور بس
۱۱۶	۲۵	ھاوڑ	وارد
۱۲۳	۱۷	بوجہ کمال تھی	جو بوجہ کمال تھی
۱۲۶	۲۱	وحشیوں	وحشی
۱۵۶	۱	وقت پہر کا	وقت پہر
۱۴۷	۲۲	بہتوں نے	بہت
۱۵۹	۶	ہاتھوں	ہاتھوں سے
۱۵۹	۱۳	گاڑہی	گاڑی
۱۵۹	۲۷	کالٹ نے گذرا تہا	کالٹ گذرا تہا
۱۶۰	۲۲	استقلالی سے	استقلال سے
۱۶۲	۱۹	معلوم ہو	معلوم ہوا
۱۶۳	۸	دکارلی	دکارلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۴	۱	چہڑتا تہا	چھڑتا تھا	۲۴۲		ہمکو یہہ عنایت	ہمکو یہہ عنایت ہوی
۱۶۸	۲	آبی لورنگ	بی ونگ			کی۔	
〃	۱۴	کرکے شور	دُوندو وشور	۲۴۰	۳۳	جونہیں	جو بن ہی
۱۶۸	۱۹	قیصری	قیصر	۲۴۸	۳	ایکسی	ایسے
۱۶۸	۲۰	دایم مدام	دایم وجام	۲۵۱	۲۶	راہ	رات
۱۷۷	۱۷	اطمینان تہی	اطمینان ہوتی تہی	۲۵۸	۱۰	روما سے	جو روما سے
۱۷۹	۲۱	مسدود ہوا	مسدود ہوئی	۲۶۱	۴	ھم	ہم
۱۷۵	۲۳	بندوق کی	بندوق کو	۲۷۸	۱۰	جس	جس پہر
۱۸۲	۱۳	بالفعل	بالعمل	۲۸۷	۲۷	گہیارہ	گہیارہ ہوتا
۱۹۰	۴	آہستگی	باہستگی	۲۹۰	۱۸	اکک	ایک
〃	۶	رات ہی ملی	دعوت ملی	۲۹۸	۱۹	جہل	جہلی
〃	۷	جس کو	کرجسکو	۳۰۴	۲۴	حملہ آور	حملہ اور
۱۹۳	۲	خطرعت	کچھہ خطروں	۳۲۷	۳	کے دیکہا	نے دیکھا
〃	۴	نہیں	نہ	〃	۲۴	نظارہ بہا	نظارہ تہا
۲۰۵	〃	وہ توپوں	دو توپوں	۳۴۴	۱۴	دوسرا سے	دوسرا بے نے
۲۰۶	۹	گونجیں	وہ گونجیں	۳۴۵	۷	اگرچہ	اگرچہ
〃	〃	توپوں کے	کر توپوں کے	۳۶۳	۶	ایوب خاں	ایوب خاں نے
۲۰۷	۱۵	سب کے تھی	سب تھی	۳۶۸	۴	مارک س	باریک میں
۲۰۹	۴	نایق	لایق	۳۶۹	۱۳	آرام پہر	آرام کیا
۲۱۷	۹	مشاہدہ ہوئے	مشاہدہ کئی	۳۸۴	۷	اگریں	اگر میں